BROWN BOOK

کشکول

یعنی

بیاضِ اصغر

جس میں

اردو اور فارسی کے مفید اور نصیحت خیز مصاریع (از صفحہ ۲ تا ۲۶) ابیات و افراد از صفحہ (۲۷ تا ۲۶۰) قطعات و رباعیات از صفحہ (۳۶۱ تا ۴۱۵) ردیف وار درج ہیں۔ جو روزمرہ (بول چال) اور علم ادب میں بکار آمد ہوتے ہیں۔

منتخبہ

راجہ راجیسور راؤ اصغر خلف راجہ اماپت راؤ مہابلونت بہادر (وما
والی سمستھان دوکنڈہ مولف و مترجم کتب متعددہ۔

سنہ ۱۳۵۳ھ

مطبوعہ

مطبع نظام دکن واقع سلطان بازار حیدرآباد دکن

اصغر

ابیات

جہاں پادشاہا خدائی تراست — ازل تا ابد پادشاہی تراست

گشایندۂ چشمِ بینش توئی — نگارندۂ آفرینش توئی

زتو بیخبر عقلِ دانش پناہ — تصور بنزدِ تو گم کردہ راہ

ببخشائے ار بر ہمہ عاصیاں — خداوندیت را اندر زیاں

اگر زاہداں را بسوزی بنار — ہم از عدل بیروں نباشد شمار

ہمہ کارِ تو نیست اِلّا کہ داد — ترا تہمتِ ظلم نتواں نہاد

یہ خادم الملک ہمدان زمانہ طالب علمی ہی میں جب کوئی اخلاقی یا ادبی۔ دلآویز و دلکش شعر نظر آتا تو اس پر صاد کر کے حفظ کر لیتا تھا۔ اس طرح کئی ہزار اشعار زبانی یاد ہو گئے تھے

یا یوں کہئے کہ یاد کرنے پڑے۔ کیونکہ شاعر یا انشا پرداز کو ضروری ہے کہ متقدمین و معاصرین شعرا کے چوٹی کے شعر (جن کو عرف عام میں نشتر سے تعبیر کرتے ہیں) ازبر ہوں۔ علاوہ بریں اُن دنوں بیت بازی کا بھی عام رواج تھا۔ اسکے بعد مجھے مطالعہ کتب کا شوق ہی نہیں بلکہ جنون رہا ہے۔ فارسی و اردو ادب کے کتب و صحائف صدہا میری نظر سے گزرتے تھے۔ نظم کی اقسام رزمیہ۔ قصصی۔ تمثیلی۔ و غنائی۔ اشعار اور نثر کی اصناف میں ناول (قصتہ افسانے۔ داستانیں) تواریخ یا تذکروں۔ سیرت۔ (ترجمہ حیات — سوانح) — انتقادات کے علاوہ موقت رسائل۔ مجلات۔ مخازن کے رنگا رنگ مضامین و مقالات بھی پڑھنے میں آتے تھے۔ ان میں جو اشعار۔ ابیات۔ مصاریع۔ یا رُباعیات وغیرہ فصاحت و بلاغت یا تخیل کے لحاظ سے اعلیٰ یا بدیع ہوتے تھے ان کو بیاضوں میں درج کرلیتا تھا۔ کیونکہ مشاغل علمیہ کی کثرت کے باعث ان سب کا یاد کرنا یا یاد رکھنا مشکل تھا۔ یہ سلسلہ انتخاب و التقاط برسوں جاری رہا۔ یہانتک کہ میری جدت پسند طبیعت میں ایک نئے ولولے نے دفعتاً ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ وہ یہ کہ اردو ادب کو ابتدا سے لیکر اب تک بہ امعان نظر مطالعہ کرکے تمام اخلاقی دُرر غُرر (اشعار آبدار) کا من حیث الفن اور خاص سلیقے کے ساتھ انتخاب کرلیا جائے۔ اور صدہا عنوان قائم کرکے ان کے تحت تمام متعلقہ اشعار درج کئے جائیں۔

الحمدللہ یہ دلچسپ اور ضروری کام کئی سال کے مسلسل شغف و انہماک کے بعد اختتام کو پہنچا۔ اور (نغمۂ عنادل) کے دلفریب نام سے موسوم ہوکے ایک بسیط دیباچہ اور مفصل فہرست کے ساتھ زیر طبع ہے۔ انشاءاللہ عنقریب قاموس الاشعار شائقین کی خاطر عاطر کو محظوظ و مسرور کرے گا۔

ان جملِ معترضہ کے بعد اب میں پھر اصل کی طرف عود کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ جب میں نے اپنی سابقہ بیاضوں کی طرف توجہ کی۔ جن کو مصروفیت کارنے طاق نسیاں پر رکھ دیا تھا تو جواہر آبدار اور لآلی شاہوار کا ایک گراں بہا ذخیرۂ ادبیہ پایا۔ دل نے ہرگز پسند نہ کیا کہ جن گوہر ناسفتہ و نایاب کو فکر صائب و غائر نے کتب

دواوین کے بحارِ ذخار میں غواصی کرکے اخذ کیا ہے۔ ان کی تجلی و تنویر سے اپنے ہی دل و دماغ کو روشن رکھے اور اپنے ابنائے زبان کو مُستفید و مستفیض ہونے کا موقع نہ دیا جائے۔ لہذا بڑی مسرت کے ساتھ ہندوستان و ایران کے شعرائے شیریں مقال و ناظمان ماضی و حال کے تخیلات۔ تاثرات۔ احساسات جذبات۔ ابکارِ افکار کو جو مناظر، معارف و حقایق کے سچے ترجمان ہیں اور جو اس سے قبل بیاضِ اصغر میں محصور تھے۔ اب کشکولِ شاعرانہ میں نذر اہلِ نظر کرتا ہوں ع۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ پس کامل توقع ہے کہ فارسی و اردو ادب و انشاپردازی میں اس کتاب سے جو علم محاضرات میں نہایت اہم اور قابل قدر ہے بڑی امداد ملے گی۔

نظم

نگاہست بیفتد اگر بر خطا | تو آں را بپوشاں ز لطف و عطا۔
تو بر من مگیر آہو اے ذی خرد | کہ خالی نباشد بشر از خطا

راقم احقر

راجیسور راؤ۔ اصغر

حصّۂ اوّل

مصارع

حصہ اوّل

مصاریع

الف

ع آنکھ سے اوجھل نہ ہو جائے کہیں نورِ نظر۔
ع ابھی فتنہ ہے کوئی دن میں قیامت ہو گی۔
ع اکیلے دکیلے کا اللہ بیلی۔
ع اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی۔
ع آب کین بے حاصلان یکسر بد نامی رود۔
ع آتش بزمستان زگل سوری بہ
ع آخر بخیال میرو و عمر۔
ع آخر طریق دولت چالاکی ست و چستی۔
ع آخر گز پوست بہ دباغ است۔
ع آدمیان گم شدند۔ ملک خدا خر گرفت۔
ع آدمی را بچشم حال نگر۔
ع آدمی پیر چو شد۔ حرص جوان میگردد۔
ع آرے طریق دولت چالاکی ست و چستی۔
ع آرے باتفاق جہاں میتواں گرفت۔
ع آزردہ دل آزردہ کند انجمنے را۔
ع آسودہ کسیکہ زن ندارد۔
ع آسودہ کسیکہ خر ندارد۔
ع آسان گردد بر آنچہ ہمت بستی۔
ع آشنا را حال اینست وائے بر بیگانہ
ع آفریں باد بریں ہمت مردانہ تو۔
ع آلو چو بہ آلو نگرد رنگ برآرد۔
ع آنانکہ غنی تراند محتاج تراند۔
ع آن بلا نبود کہ از بالا بود۔ (یارود)
ع آن جا کہ دوستی ست تکلف چہ حاجت ست۔
ع آن را کہ عیاں است چہ حاجت بہ بیان ست۔
ع آن را کہ بداد نہ بداوند کو بداوند۔
ع آن را کہ خبر شد خبرش باز نیامد۔
ع آن را کہ چناں کند چنیں آید پیش۔
ع آن شب قدر یکہ گویند اہل خلوت امشب ست۔
ع آن قدح بشکست و آن ساقی نماند۔
ع آواز دہل شنیدن از دور خوش ست
ع آواز سگاں کم نکند رزق گدا را۔
ع آواز گدا رونق بازار کریم ست۔
ع آواز خر و نغمہ داؤد یکے ست۔
ع ابر را بانگ سگ ضرر نکند۔
ع ادب آب حیات آشنائی ست
ع از کوزہ ہماں بروں تراود کہ در دست۔
ع از کجا ایں سر خر پیدا شد۔
ع ایک دن کا کام کچھ روما کی آبادی نہیں۔

ع ازباران زیر ناودان گریخت ۔
ع از نے بوریا شکر نخوری ۔
ع از هرچه بگذری سخن از یار خوشتر است ۔
ع از چاه برون آمده در چاه افتاد ۔
ع از خیال پری روی بگذر ۔
ع از دوست یک اشاره وازما بسر دویدن ۔
ع از دل برود هر آنچه از دیده برفت ۔
ع از ضعف بهر جا که نشستم وطن شد ۔
ع از گوشه بامیکه پریدیم پریدیم ۔
ع از شاخ کهنه میوهٔ نورس غنیمت ست ۔
ع از فلفل و زنجبیل سردی مطلب
ع از صد زبان زبان خموشی نکوبود ۔
ع از مکافات عمل غافل مشو ۔
ع از ماست همه فنا و باقی ۔
ع اسپ و زن و شمشیر وفادار که دید ۔
ع اشتها نیست جان من مرض ست ۔
ع افسرده دل افسرده کند انجمنے را ۔
ع اگر تو می ندهی داد روز دادے هست
ع اگر ساقی تو باشی مئے توان خورد ۔
ع اگر مردی احسن الی امن اسا ۔
ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند ۔
ع اگر باور کنم عقلم نباشد ۔
ع امشب همه شب چه چه زدی حلوا گو ۔

ع آنچه ما در کار داریم اکثرے درکار نیست ۔
ع آنچه ما کردیم با خود هیچ نابینا نکرد ۔
ع آنچه آدم میکند بوزینه هم ۔
ع آنچه نصیب ست بهم میرسد ۔
ع آنچه کنی بخود کنی گر همه نیک و بد کنی
ع اندرین باغ چو طاؤس نگارست مگس ۔
ع اندک اندک بهم شود بسیار ۔
ع انصاف شیوه ایست که بالاے طاعتست ۔
ع انگور ز انگور همی گیرد رنگ ۔
ع اوقات مکن ضایع و تنها منشین ۔
ع اوقات شریف این که چون می گذرد ۔
ع او خویشتن گم ست کرا رهبری کند ۔
ع اول اندیش وانگهے گفتار ۔
ع اول شب میکشد مفلس چراغ خویش را ۔
ع اول کسیکه لاف محبت زند منم ۔
ع اے باد صبا این همه آوردهٔ تست ۔
ع اے بسا آرزو که خاک شده ۔
ع اگر یار اهل است کار سهل است ۔
ع اے تو مجموعهٔ خوبی ز کدامت گویم ۔
ع اے خاک بران سر که درو مغز وفا نیست ۔
ع اے در ترا میگویم دیوار تو هم بشنود ۔
ع اے آمدنت باعث آبادی ما ۔
ع اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی ۔

۶ اے ز فرصت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش ۔
۶ اے گل بتو خرسندم تو بوے کسے داری ۔
۶ اے قامت خوش کہ زیر چادر باشد ۔
۶ این راکسے گو کہ ترا نشناسد ۔
۶ این کار از تو آید و مردان چنین کنند ۔
۶ اینک من و تو ہر آنچہ دانی میکن ۔
۶ این سبو گر نشکند امروز ۔ فردا بشکند ۔
۶ این دست را مباد بآں دست احتیاج ۔
۶ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد ۔
۶ این ست جوابش کہ جوابش ندہی ۔
۶ اینجا حسب نگنجد و اینجا نسب نباشد ۔
۶ این ہمہ از پے آنست کہ زر میخواہد ۔
۶ این کار دولتست کنوں تا کرا رسد ۔
۶ این بہ بیداریست یارب یا بخواب ۔
۶ این ماتم سخت ست کہ گویند جوان مرد ۔
۶ این خیال ست و محال ست و جنوں ۔
۶ این خانہ تمام آفتاب است ۔
۶ اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی ۔
۶ آخر آمد ۔ بود فخر اولین ۔
۶ آزمودہ را نباید آزمود ۔
۶ آفرین باد بریں ہمت مردانہ تو ۔
۶ اصل بد از خطا خطا نکند ۔
۶ اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند ۔

۶ اینجا مقام دم زدن جبرئیل نیست ۔
۶ آبرو جگ میں رہے تو جان جانا پشم ہے
۶ آدمی آدمی میں انتر ہے ۔
۶ آدمی سا پکھیرو کوئی نہیں ۔
۶ آنکھ کا اندھا ۔ گانٹھ کا پورا ۔
۶ ابھی آپ کے دودھ کے دانت ہیں ۔
۶ اپنی عادت نہیں برائی کی ۔
۶ ایک حمام میں سبھی ننگے ۔
۶ امید نیست کہ عمر گزشتہ باز آید ۔
۶ از ابر سیہ باشد افزونی بارانہا ۔
۶ ایں ہمہ اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر ۔
۶ از دل برود ہر آنکہ از دیدہ برفت ۔
۶ امیدہا در ناامیدیست ۔
۶ آنچہ در دیک است بکچہ میاید ۔

ب

۶ بلی بھی چوہے مارتی ہے پیٹ کے لئے ۔
۶ باآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را
۶ باادب باش تا بزرگ شوی ۔
۶ باادب باش گر تو زادۂ ناس ۔
۶ با تنگ نظران نشستن عمر ضائع کردن ست ۔
۶ با خدا کار ست ما را ناخدا در کار نیست ۔

ع بادوستان تلطف بادشمنان مدارا ۔
ع بادُرو کشان ہر کہ درافتاد برافتاد ۔
ع باد و کسے رسد کہ دروے دارد ۔
ع بارہا گفتہ ام و بار دیگر میگویم ۔
ع بارے بہیچ خاطر خود شاد میکنم ۔
ع باز گردد باصل خود ہر چیز ۔
ع باسیہ دل چہ سود گفتن وعظ ۔
ع باشد کہ باز بینیم آں یار آشنارا ۔
ع باعمزدگان ہر کہ برافتاد درافتاد ۔
ع باکریمان کارہا دشوار نیست ۔
ع باکافر و مسلمان بنشیں و صلح کن ۔
ع بالاتر از سیاہی رنگے دگر نباشد ۔
ع بامسلمانان اللہ اللہ ۔ بابرہمن رام رام ۔
ع باہمہ کج کلاہ بانا ہم ۔
ع باہیچ دلاور سپر تیر قضا نیست ۔
ع باہمیں مردمان بباید ساخت ۔
ع باید متاع نیکو از ہر دکان کہ باشد ۔
ع ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا ۔
ع بخت و دولت بکاردانی نیست ۔
ع بخت چون خندان بود سندان بدندان بشکند ۔
ع بختِ خواب آلودہ را فالودہ دندان بشکند ۔
ع بخونریزی بود چالاک شمشیرے کہ خم دارد ۔
ع بدخواہِ کسان ہیچ مقصد نرسد

ع بدی را بدی سہل باشد جزا ۔
ع بد و زر و طمع دیدہ ہوشمند ۔
ع بد گہر با کسے وفا نکند ۔
ع بدنام کنندہ نکو نامے چند ۔
ع بدام و دانہ نگیرند مرغ دانا را ۔
ع براتِ عاشقان بر شاخ آہو ۔
ع برائے نہادن چہ سنگ و چہ زر ۔
ع بر توکل زانوے اشتر بہ بند ۔
ع برین عقل و دانش بباید گریست ۔
ع براحتے نرسد آنکہ زحمتے نکشد ۔
ع برخیز پگاہ و شادمان باش ۔
ع بر رسولان بلاغ باشد و بس ۔
ع بر زبان تسبیح و در دل گاو خر ۔
ع بر سنگ گردان نروید نبات ۔
ع بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگزرد ۔
ع بر سر اولاد آدم ہر چہ آید بگزرد ۔
ع بر صراط مستقیم اے دل کسے گمراہ نیست ۔
ع بر من منگر ۔ بر کرم خویش نگر ۔
ع برعکس نہند نام زنگی کافور ۔
ع برگ سبز ست تحفہ درویش ۔
ع بر مخنث سلاح جنگ چہ سود ۔
ع بزرگی بایدت بخشندگی کن ۔
ع بزرگی بعقل است نہ بہ سال ۔

ف بزرگان - خردہ بر خردان نگیرند ۔
ف بزن فالِ نیک کہ نیک آورد ۔
ف بزے کہ گرگین شدہ از گلہ بدر باید کرد ۔
خارشتی ۱۲
ف بسرِ زلف سخن می گوید ۔
ف بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے ۔
ف بشہر خویش ہر کس شہریار ست ۔
ف بشہر خود روم و شہریار خود باشم ۔
ف بعد از سرِ کُن فیکون ۔ شدُ شدہ باشد ۔
ف بقدر گلیمت بکن پا دراز ۔
ف بہ کاہل کارے مفرما ۔ پند پیران بشنو ۔
ف بکن مکرمت ۔ لیک منت منہ ۔
ف بہ لقمان وعظ گفتن از ادب نیست ۔
ف بہ لقمان حکمت آموزی چہ حاجت ۔
ف بلے میوہ زمیوہ رنگ گیرد ۔
ف بندگی باید پیرزادگی منظور دیا در کار نیست ۔
ف بنشین کہ گدائی کنم و پیش تو آرم ۔
ف بنگر کہ چہ میگوید منگر کہ کہ می گوید ۔
ف بود نقرہ محتاج پالودگی ۔
ف بود ہم پیشہ با ہم پیشہ دشمن ۔
ف بوقت تنگدستی آشنا بیگانہ می گردد ۔
ف بہارِ باغ ۔ دلِ آسودہ را بکار آید ۔
ف بہر نامے دیا نامش ، کہ خوانی سر برآرد ۔

ف بہر زمین کہ رسیدیم آسمان پیدا است ۔
ف بہر یک گلِ منت صد خار می باید کشید ۔
ف بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ۔
ف بے تابِ عشق ہر چہ کند حق بدست اوست ۔
ف بے تمیز ارجمند و عاقل خوار ۔
ف بیدل نیم ہوز بہ نیم چہ پیشود ۔
ف بے رحم باش جانِ من و بیوفا مباش ۔
ف بے زری کرد بمن ہر چہ بقارون زر کرد ۔
ف بیا تا بگردیم میدان خوش است ۔
ف بہ عمل کوش ہر چہ خواہی پوش ۔
ف بشنود یا نشنود من گفتگوے میکنم ۔
ف بقدر مال باشد سرگرانی ۔
ف بیفشان و بشمار و غافل نشین ۔
ف بیک دست دو ہندوانہ نہ گنجد ۔
ف بات پر بات یاد آتی ہے ۔
ف باڑھ کاٹے نام ہو تلوار کا ۔
ف بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا ۔
ف بولتا ہے جب تلک ہے بولتا ۔
دم ۱۲

پ

ف پیش آتی ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی میں ہے ۔
ف پا بدست دگرے ۔ دست بدست دگرے ۔

ع پا بقدر ردا باید کشید ۔
ع پا جی بطواف کعبہ حاجی نشود ۔
ع بلائے پیش آمدست و پس دیوار ۔
ع پائے مرا لنگ نیست ملک خدا تنگ نیست ۔
ع پراگندہ روزی پراگندہ دل ۔
ع پر تو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بدست ۔
ع پسر کہ بد گہر افتد۔ پدر چہ کار کند ۔
ع پشم از خایہ ہائے رندان کم ۔
ع پشہ چو پر شد بزند پیل را ۔
ع پنہان درون پنبہ چنین پنبہ دانہ را ۔
ع پیری و صد عیب چنین گفتہ اند ۔
ع پیرم و سرگشتہ و گم کردہ راہ ۔
ع پیر یکدم ز عشق زند بس غنیمت ست ۔
ع پیر من ہر چہ کند عین عنایت باشد ۔
ع پیش ازین من ہم درین باغ آشیانے داشتم ۔
ع پیل در گِل ماندہ را شہ پیل باید تا کشد ۔
ع پہلے گھر میں تو پیچھے مسجد میں ۔
ع پیت کی ریت ہی نرالی ہے ۔
دوستی ۱۲
ع پرسان پرسان میشود رفت تا چین

ت

ع تدبیر کے پر جلتے ہیں تقدیر کے آگے ۔
ع تم آگ لینے آئے تھے کیا آئے کیا چلے ۔
ع تا بہ بینم کہ از غیب چہ آید بیروں ۔
ع تا تو بمن میرسی من بخدا میرسم ۔
ع تا خود فلک از پردہ چہ آرد بیرون ۔
ع تا درمیان خواستہ کردگار چیست ۔
ع تا ریشہ در آبست اُمید ثمرے ہست ۔
ع تار پیری پود مرگ یک ست ۔
ع تا سال دگرے کہ خورد و زندہ کہ ماند ۔
ع تا شب نروی روز بجائے نرسی ۔
ع تا صدف قانع نشد پُر در نشد ۔
ع تا نباشد چیزکے مردم نگویند چیزہا ۔
ع تا نفس باقیست راہ زندگی ہموار نیست ۔
ع تا یار کرا خواہد و میلش بکہ باشد ۔
ع تدبیر کند بندہ تقدیر کند (یا زند) خندہ ۔
ع تربیت نا اہل را چوں گردگان بر گنبد ست ۔
ع تشنہ در خواب آب می بیند ۔
ع تصنیف را مصنف نیکو کند بیان ۔
ع تکبر عزازیل را خوار کرد ۔
ع تکیہ بر جائے بزرگان نتوان زد بگزاف ۔
ع تندرستان را نباشد قدر (یا درد) ریش ۔
ع تن ہمہ داغدار شد پنبہ کجا کجا نہم ۔
ع تواضع ز گردن فرازان نکوست ۔

ع تو بہ فرمایان چرا خود توبہ کمتر میکنند۔
ع تو پاک باش برادر مدار از کس باک۔
ع تو مرا دل دہ و دلیری بین۔
ع تو نہ فہمیدہ مگو کہ خطا است۔
ع تیر چوں تر شود کمان گردد۔
ع تیغ چوں شکست خنجر میشود۔
ع تیغ کج را نیام کج باشد۔ (یا باید)
ع تنکوں کی آگ اور غلاموں کی دوستی۔
ع تو گور رکھو دو میری میں گاڑ آؤں تجھ کو۔

ث

ع ثابت قدم بگفت کسے بد نمیشود۔
ع ثنائے خود بخود گفتن نزیبد مرد عاقل را۔
ع ثمر از درخت بید نباید جست۔

ج

ع جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔
ع جو اس پر بھی نہ سمجھے وہ تو اس بت سے خدا سمجھے۔
ع جو تِل زیادہ حد سے بڑھا سو مسا ہوا
ع جوگی جگت جانے نہیں کپڑے رنگے تو کیا ہوا۔
ع جان دادہ ام کہ گشتہ میسر وصال دوست۔
ع جائے بنشین کہ بر نخیزی۔
ع جائے گل گل باش و جائے خار خار۔
ع جائے خر بستن تو اینجا نیست۔
ع جائے تنگ است و مردمان بسیار۔
ع جواب است اے برادر این نہ جنگ است
ع جواب جاہلان باشد خموشی۔
ع جو راستا و بہ زہر بکچہ۔
ع جوانی شد و زندگانی نماند۔
ع جوے زر بہتر از بصد تا و نزور۔
ع جوے طالع ز خروارے ہنر بہ۔
ع جائیکہ نمک خوری نمکدان مشکن۔
ع جہان دیدہ بسیار گوید دروغ۔
ع جنکے رتبے ہیں سوا اُن کو سوا مشکل ہے۔
ع جونک ماٹی میں ہے تو بھی لہو پیتی ہے۔

چ

ع چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی۔
ع چارہ نیست دریں واقعہ الا تسلیم۔
ع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔
ع چربی از سنگ بر نمی آید۔
ع چراغ مفلسان تو رے ندارد۔
ع چراغ مقبلان ہرگز نمیرد

چراغ مردہ کجا۔ شمع آفتاب کجا۔
چراغ را نتوان دید جز بنور چراغ
چشم مور و پائے مار و خیر ممسک را کہ دید۔
چشم ما روشن و دل ما شاد۔
چشم اگر بینا بود ہر روز۔ روز محشر ست۔
چقندر را کاشتم زردک بر آمد۔
چکنم تا نکند مصلحت خویش تباہ۔
چکنم چشم آسمان کور ست۔
چنان ماند کہ بوسہ بعد انزال
چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند۔
چنار تا بکجا عیب مفلسی پوشد۔
چو احمق در جہان باقیست مفلس در نماند۔
چون از وگشتی ہمہ چیز از تو گشت۔
چو بر گردد فلک کجکول سازد تاج شاہی را۔
چو دشمن خراشید ایمن مباش
چو شد زیر عادت مضرت نہ بخشد۔
چو تیر از کمان رفت ناید بشست۔
چو در خلقت نیست خرج آہستہ ترکن۔
چو سر خواہی سلامت سر نگہدار۔
چو فردا رسد کار فردا کنم۔
چو زن پستان خود مالد حظ نفس کسے یابد۔
چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔
چو مہ بہ ہالہ نشیند دلیل باران ست

چو میدان فراخست گوے بزن۔
چو میرد مبتلا میرد۔ چو خیزد مبتلا خیزد۔
چو نام سگ بری چوبے بدست آر۔
چو نرمی کنی خصم گردد دلیر۔
چون قضا آید طبیب ابلہ شود۔
چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند۔
چون معانی جمع گردد شاعری آسان بود۔
چون گوش روزہ دار بر اللہ اکبر ست۔
چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان
چہ توان کرد اینچنین افتاد۔
چہ توان کرد مردمان این اند۔
چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار۔
چہ کند بینوا ہمیں دارد۔
چہ دانی تو اے بندہ۔ کار خدائے۔
چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد
چہ گویم کہ ناگفتنم بہتر ست۔
چہ مردی بود کز زنی کم بود۔
چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔
چیزے بدہ درویش را۔ چیزے بگو درویش را۔
چشم بد دور۔ آنکھیں موتی چور۔
چلھے ڈال بال دھن کو۔ کوڑی نہ دھن کو۔
چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کو۔
چھچھوندر کے سر میں چنبیلی کا تیل۔

ع چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں ۔ (گوشت ۱۲)

ع چو گل بسیار شد پیلان بلغزند ۔

ح

ع حاجت مشاطہ نیست روے دلارام را ۔

ع حاصل تحصیل ناتحصیل حاصل بودہ است ۔

ع حب وطن از ملک سلیمان خوشتر ۔

ع حرف را پوست کندہ باید گفت ۔

ع حرف بد بر زبان بد باشد ۔

ع حرف حق بر زبان شود جاری ۔

ع حریف باختہ با خود ہمیشہ در جنگ است ۔

ع حسن چوں بے پردہ شد زنہار گرد او مگرد ۔

ع حسن خداداد را حاجت مشاطہ نیست ۔

ع حکم حاکم قبول باید کرد

ع حلوا بکسے دہ کہ محنت نکند ۔

ع حلوا گفتن دہن نسازد شیریں ۔

ع حنظل بہ تربیت ندہد طعم نیشکر ۔

ع حیف دانا مردن و افسوس نادان زیستن ۔

ع صد حیف کہ ما دیر خبردار شدیم ۔

ع حیلہ جو را بہانہ بسیار است ۔

ع حال ہیں قال وہی میں موسل ۔

ع حسن بے بنیاد باشد عشق بے بنیاد نیست ۔

خ

ع خاک آپ کو سمجھنا اکسیر ہے تو یہ ہے ۔

ع خاکساری کے سوا بندہ کے گھر خاک نہیں ۔

ع خدا نے زبان ایک دی کان دو ۔

ع خوب گزرے گی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو

ع خاطر بدست تفرقہ دادن نہ زیرکی ست ۔

ع خاک از تودہ کلاں بردار ۔

ع خاک بر آن لقمہ کہ تنہا خوری ۔

ع خاک عمل از عبیر معزولی بہ ۔

ع خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست ۔

ع خانہ درویش را شمع بہ از مہتاب نیست

ع خانہ پُر شیشہ را سنگے بس ست ۔

ع خانہ ویران میشود چوں طفل گردد خانہ دار ۔

ع خاک شو پیش از انکہ خاک شوی ۔

ع خدا پنج انگشت یکساں نکرد ۔

ع خدائے کہ دندان دہد نان دہد ۔

ع خدا یار تو باشد تو بر خلق پاش ۔

ع خدا خود میر سامان ست اسباب توکل را ۔

ع خر ار جل اطلس بپوشد خر ست ۔

ع خربوزہ بخور ترا بفالیز چہ کار ۔

ع خر چہ داند بہائے قند و نبات ۔

ع خرس ہر کوہ بوعلی سیناست ۔

ع خرقیمت زعفران چہ داند۔
ع خصم چوں پشت دہد ہیچ مگو۔
ع خطائے بزرگان گرفتن خطاست۔
ع خفتہ را خفتہ کے کند بیدار۔
ع خلوت از اغیار باید نے زیار۔
ع خواب یک خواب است و باشد مختلف تعبیرہا۔
ع خواجہ آنست کہ باشد غم خدمتگارش۔
ع خواجہ داند بہائے شاخ نبات۔
ع خوب شد اسباب خود بینی شکست۔
ع خود غلط۔ انشا غلط۔ املا غلط۔
ع خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ
ع خود راز عملہائے نکوہیدہ بری دار۔
ع خود مرض و جملہ مرض را دو است۔
ع خود پسندی جان من برہان نادانی بود۔
ع خوش سخن باش تا اماں یابی۔
ع خوش حال کسانیکہ بہر حال خوش اند
ع خوش وقت کسیکہ خر ندارد۔
ع خوشامد ہر کرا گفتی خوش آمد۔
ع خوئے بد را بہانہ بسیار
ع خویش اند کہ در پئے شکست خویش اند۔
ع خوش باش دمے کہ زندگانی ایں است۔
ع خر عیسیٰ بآسمان نرود
ع خادم کو کام سکھا لیتا ہے۔

د

ع داد۔ داد۔ از دست غفلت۔ داد۔ داد۔
ع دانہ دانہ است غلہ در انبار۔
ع در آر طمع مرغ و ماہی بہ بند۔
ع در بلا بودن بہ از بیم بلا۔
ع در پائے تو ریزم آنچہ در دست منست۔
ع در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست۔
ع در خانۂ مور شبنمے طوفان است۔
ع در خانہ بکہ خدای ماند ہمہ چیز۔
ع در خانہ ہر چہ باشد مہمان ہر کہ باشد
ع درخت کاہلی کفر آورد بار۔
ع درد را پیش دردمند بگو۔
ع درد م از یار است و درمان نیز ہم۔
ع در دکش تا بدوا اے رسی۔
ع درد عاشق نشود بہ۔ زمداوائے طبیب۔
ع درشتی و نرمی بہم در بہ است۔
ع در طریقت ہر چہ پیش سالک آید خیر اوست۔
ع در عمل کوش ہر چہ خواہی پوش۔
ع در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست۔
ع در عین اختیار مرا اختیار نیست۔
ع در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست۔
ع در مزرع دہر آنچہ کاری دروی۔

ع درمان بکسے رسد که دردے دارد ۔

ع درویش هر کجا که شب آمد (یا نشیند) سرائے اوست

ع درویش صفت باش و کلاه تتری دار ۔

ع دروغے را جزا باشد دروغے ۔

ع در هر که بنگری بهمین داغ مبتلاست ۔

ع دریاے فراوان نشود تیره بسنگ ۔

ع دُرِّ یتیم را همه کس مشتری بود ۔

ع دُزد از خانهٔ مفلس خجل آید بیرون ۔

ع دُزد مشتاق تر از صاحب کالا باشد ۔

ع دُزد راهے رود ۔ صاحب کالا راهے ۔

ع دُزدِ دانا می کُشد اول چراغ خانه را ۔

ع دُزدِ من با خانه می دُزدد متاعِ خانه را ۔

ع دز دیده بود آنچه بماند بخداوند ۔

ع دست بالاے دست بسیارست ۔

ع دست خود و دهانِ خود گرنه خور و زبانِ خود

ع دستِ چپ دستِ راست می شوید ۔

ع دستِ زیرِ سنگ را آهسته می باید کشید ۔

ع دشمن اگر قویست نگهبان قوی ترست ۔

ع دشمن نتوان حقیر و بیچاره شمرد ۔

ع دشمن چه کند چو مهربان باشد دوست ۔

ع دُعاے گوشه نشینان بلا بگرداند ۔

ع دلبر آن نیست که موے و میانے دارد ۔

ع دِل بدست آر و هر چه خواهی کُن ۔

ع دِل که افسرده شد از سینه بدر باید کرد ۔

ع دِلِ من داند و من دانم و داند دِلِ من

ع دماغ بیهده پخت و خیال باطل بست ۔

ع دنیا پوچ ست و کار دنیا پوچ ست ۔

ع دوباره نیست کس را زندگانی ۔

ع دولتِ جاوید یافت هر که نکو نام زیست ۔

ع دولت نه دهد خداے کس را بغلط (یا بگزاف)

ع دولتِ تیز را بقاے نیست ۔

ع دولت آنست که بیخون دِل آید بکنار ۔

ع دولت در ان سرست که از میهمان پُرست ۔

ع دو دِل بودن بجز بے حاصلی نیست ۔

ع ده مرده مرد را احمق کُند ۔

ع دهن سگ به لقمه دوخته به ۔

ع دیده را ناخنه به از ناخُن ۔

ع دیدم همه را و آزمودم همه را ۔

ع دیر گیرد سخت گیرد مر ترا ۔

ع دیر آمدن و شتاب رفتن ۔

ع دی رفت و پری رفته و روز امروز ست ۔

ع دیگر بخود منازکه ترکی تمام شد ۔

ع دیگ سیه ۔ جامه سیه میکند ۔

ع دیوار گوش دارد فهمیده لب بجنبان ۔

ع دیوانه بکار خویش هشیار ۔

ع دیوانه باش تا غم تو دیگران خورند ۔

۶ دیوانہ ہمان بہ کہ بود اندر بند۔

۶ دیو بگریزد ازان قوم کہ قرآن خوانند۔

۶ در بیشہ گمان مبر کہ خالی ست۔

۶ دل بدست آور کہ حج اکبر ست۔

۶ دو دل یک شود بشکند کوہ را۔

۶ دیو خوش خلق بہ از حور گرہ پیشانی۔

۶ دودھ کا دودھ۔ پانی کا پانی۔

۶ دودھ بھی دھولا، چھاچھ بھی دھولی۔ سفید۱۲

ذ

۶ ذرہ آفتاب تابانیم۔

۶ ذوقِ چمن ز خاطرِ بلبل نمیرود۔

۶ ذوقِ چمن ز خاطرِ صیاد میرود۔

۶ ذوقِ گل چیدن اگر داری سوِ گلزار رو۔

۶ ذوق میں شوق۔ نفع میں لڑکا۔

ر

۶ راحت بدل رسان کہ ہمیں مشربیست و بس۔

۶ رازِ دل جز بیار نتوان گفت۔

۶ راز خود با یارِ خود چنداں کہ بتوانی مگو۔

۶ راستی موجب رضائے خدا است۔

۶ راستی را زوال کمے باشد۔

۶ راستی آور کہ شوی رستگار۔

۶ راست ناید خواجگی با بندگی۔

۶ رزق را روزی رسان پر میدہد۔

۶ رسیدہ بود بلائے۔ ولے بخیر گزشت۔

۶ رفت و چندین آرزو با خاک برد۔

۶ رقص کردن خود نداند صحن را گوید کج ست۔

۶ رموزِ عاشقان۔ عاشق بداند۔

۶ رموزِ مصلحتِ خویش خسروان دانند۔

۶ رنج خود و راحت یاران طلب۔

۶ رندِ عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار۔

۶ رنجش خر از راحتِ پالان ست۔

۶ رندی و ہوسناکی در عہد شباب اولیٰ۔

۶ رُو برو بودن بہ از پہلو بود۔

۶ روح را صحبت ناجنس عذابیست الیم۔

۶ روز مسخرگی پیشہ کن و مطربی آموز۔

۶ روزی بقدر ہمت ہر کس مقرر ست۔

۶ روئے مفلس سیاہ می باشد۔

۶ راہ راست برو اگرچہ دور ست۔

۶ ریاضت کش بباد امے لبسازد۔

۶ راضی شدن خصم کم از انتقام نیست۔

ز

زاہد کا کیا خدا ہے؟ ہمارا خدا نہیں۔
زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔
زندگی زندہ دلی کا نام ہے۔
زاہد بمسجد و میخوار بدیر۔
زبان سرخ سر سبز میدہد برباد۔
زچشم بد رخ خوب ترا خدا حافظ۔
زخردان خطا و زبزرگان عطا۔
زور یا میکشد صیاد و دام آہستہ آہستہ۔
زدیم بر صف رندان و ہرچہ باد اباد۔
زر از معدن بکان کندن بر آید۔
زر بر سر فولاد نہی نرم شود۔
زر دادن و درد سر خریدن۔
زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز۔
زمرگ خر بود سگ را عروسی۔
زمین ترقید (یا ترکید) و پیدا شد سر خر۔
زنا زادہ نیاید جز زناکار۔
زن بیوہ مکن اگرچہ حور است۔
زنند جامۂ ناپاک گازران بر سنگ۔
زن و اژدہا ہر دو در خاک بہ۔
زنیکو ہرچہ صادر گشت نیکوست۔
زور بر گاؤ و نالہ بر گردون۔
زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است۔
زہ کردن این کمان بسے دشوار است۔
زہے مراتب خوابیکہ بہ ز بیداریست۔
زہے تصور باطل زہے خیال محال۔
زیر باراند درختان کہ تعلق دارند۔
زیان میکند آب شب خواب روز۔
زینہار از قرین بد زنہار۔
زصد چوبہ (یا بصد چوبہ یا تیر) آید یکے بر نشان۔
زمین شور سنبل بر نیارد۔

س

سمند ناز پر اک اور تازیانہ ہوا۔
سیاہی موکی گئی۔ دل کی آرزو نہ گئی۔
ساقیا امروز مے نوشیم فردا کہ دید۔
سالے کہ نکوست از بہارش پیداست۔
سبزہ بہ رنگ تر وید چہ کند باران را۔
سبز شد دانہ چو با خاک سرے پیدا کرد۔
ستور لکد زن گران بار بہ۔
سخت میگیرد جہان بر مردمان سخت کوش
سختی و محنت نکشد پارہ دوز۔
سخن تا نپرسند لب بستہ دار۔
سخن بسیار دانی اندکے گوے۔

ع سخن عشق جز بیار مگو۔
ع سخنش تلخ نخواہی دہنش شیرین کن۔
ع سخن یک ست و دو گر بار عبارت آرائی ست۔
ع سخن تا نپرسند لب بستہ دار۔
ع سرکہ مفت از عسل شیرین ست۔
ع سطرہا کے راست آیند چون کجی در مسطر ست۔
ع سفینہ کہ در و بحرہا بود این ست۔
ع سکندر را شکِ حسرت ریخت کافلاطون زعالم شد
ع سگ گزندہ ہمان بہ کہ آشنا باشد۔
ع سگ لیلی بچشم مجنون ہیں۔
ع سگ نشیند بجاے گیائی۔
ع سلام روستائی بے (یا جز) غرض نیست۔
ع سوز باید مرد را۔ گو ساز بے آہنگ ہست۔
ع سیلاب نداند کہ در خانہ کدام ست۔
ع سینہ را خامشی گنجینۂ گوہر کند۔
ع سیماے آدم آئینۂ حال باطنست۔
ع سعی بسیار کفش پارہ کند۔
ع سہاتے کی لات۔ ان سہاتے کی بات۔
ع

ش

ع شاخ گل ہر جا کہ روید ہم گل ست۔
ع شاخیکہ بلند شد تبر خورد۔

ع شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن۔
ع شاگرد رفتہ رفتہ باستاد میرسد
ع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را۔
ع شاہان کم التفات بحال گدا کنند۔
ع شاید کہ ہمیں بیضہ برآرد پر و بال۔
ع شاید کہ رفتہ رفتہ بما مہربان شوی
ع شب حاملہ است فردا چہ زاید۔
ع شب حاملہ است تا چہ زاید بیتیم۔
ع شتربان در و وانچہ خربندہ کشت۔
ع شتر در خواب بیند پنبہ دانہ۔
ع شدنی شد و گرچہ خواہد شد
ع شراب مفت بہ از عسل شیرین۔
ع شرط ہمہ وقتے نبود لائق کشتی۔
ع شعر فہمیدن بہ از گفتن بود
ع شکستہ نباید دگر بار بست۔
ع شلغم پختہ بہ ز نقرۂ خام۔
ع شمشیر نیک ز آہن بد چون کند کسے۔
ع شمع آرائشت و روشنی باشد۔
ع شمع را ہر چند سر بُرند روشن تر شود۔
ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔
ع شود شود نشود گو مشو۔ چہ خواہد شد۔
ع شوق در دل ہر کہ دارد رہبرے در کار نیست
ع شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے در کار نیست

ع شوے زن زشت روے نابینا بہ ۔

ع شہد بے نیش کجا و گل بے خار کجا ۔

ع شیر قالین دگر و شیر نیستان دگر یست ۔

ع شیشۂ بشکستہ را پیوند کردن مشکل ست ۔

ع شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا ۔

ع شام کے مردے کو کب تک روئے ۔

ع شمع کا پشت درو برابر ہے ۔

ص

ع صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانہ میں ۔

ع صاحب خیر داخل خیر ست ۔

ع صبر تلخ ست ولیکن بر شیریں دارد ۔

ع صبر کی داد ہے خدا کے ہاتھ ۔

ع صبر نما تاکہ بجاے رسی ۔

ع صبر درویش بہ کہ بذل غنی ۔

ع صحبت نیکان ۔ بدان را سود نیست

ع صد بار اگر توبہ شکستی باز آ ۔

ع صدر شو و کشادہ چو بستہ شود درے ۔

ع صدر ہر جا کہ نشیند صدر ست ۔

ع صدق پیش آور کہ اینجا ہرچہ آرم آن برند

ع صد کشتہ چو من بہ کہ تو غمگین نفسی ۔

ع صلاح کار کجا و من خراب کجا ۔

ع صوفی نشود صافی تا در نکشد جامے ۔

ع صوفیان صاف را اول بہ دوزخ می برند ۔

ع صید را چون اجل آید سوے صیاد رود ۔

ع صیاد نہ ہر بار شکارے ببرد ۔

ط

ع طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گزاشت

ع طاقت دیدن ندارد روے پنہاں میکند ۔

ع طبل پنہان چہ زنم طشت من از بام فتاد ۔

ع طبیب مہربان از دیدہ بیمار می افتد ۔

ع طفلی و دامان مادر خوش بہشتے بودہ است ۔

ع طفل دامنگیر من آخر گریبان گیر شد ۔

ع طمع آرو بمردان روے زردی ۔

ع طمع را سہ حرفست و ہر سہ تہی ۔

ع طوق لعنت بگردنش افتاد ۔

ع طوطیان در شکرستان کامرانی میکنند ۔

ظ

ع ظالم از مظلوم باشد شکوہ چین ۔

ع ظاہر از شیخ و باطن از شیطان ۔

ع ظرافت آتش افروز جدائی ست ۔

ع

عشق کے صدمے کو جگر چاہیے۔
عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے۔
عارف کہ برنجد تنک آبست ہنوز۔
عاقبت گرگ زادہ گرگ شود۔
عاقلان در پے نقط نشوند۔
عالم ہمہ افسانہ ما دارد و ما ہیچ۔
عجب عجب کہ ترا یاد دوستان آمد۔
عدو شود سبب رزق (یا خیر) گر خدا خواہد۔
عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما۔
عزت ہر کس بدست آنکس ست۔
عزیز من جوابست این نہ جنگ ست۔
عشقبازی را ز مجنوں یادمی باید گرفت۔
عشقبازی کار بازی نیست اے دل سر بباز۔
عشق آمدنی بود نہ آموختنی۔
عشق آتشے ست پیر و جوان را خبر کنید۔
علاج واقعہ قبل از (یا پیش از) وقوع باید کرد۔
عمرت دراز باد کہ این ہم غنیمت ست۔
عود و سیرمیں ہر دو در آتش رود خاکستر ست۔
عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو۔
عالمے را بہ نیم جو نخرم۔
عشق ست و ہزار بدگمانی۔
عیش را در جہان خزان دادند۔

غ

غریقے وست انداز و بکاہے۔
غلام ہمت آنم کہ دل بکس ندہد۔
غلہ گراں ارزان شود امسال سید میشوم۔
غنچہ از ترشروئی دل تنگ ست۔
غلیواز را باکبوتر چہ کار۔
غم فردا امروز باید نخورد۔

ف

فارسی را ٹانگ توڑم تاکہ او لنگڑی شود۔
فال بد بر زبان۔ بد باشد۔
فال نیکو بزن بہر کارے۔
فالیز جہاں بہر خزان آمدہ است۔
فتراک جواں مردان دست آویز امید ست۔
فتنہ خفتہ را مکن بیدار۔
فتنہ در خوابست۔ بیدارش مکن۔
فراموشی ز یاران لازم افتادست دولت را۔
فربہی چیزے دیگر۔ آماس چیزے دیگر است۔
فرو دات کند خمار کا مشب مستی۔

ع فرزندِ کسان نمی کند فرزندی ۔
ع فریبِ صید باشد خوابِ صیاد ۔
ع فریادِ سگان کم نکند رزقِ گدا را ۔
ع فضل و ہنر ضائع است تا ننماید ۔
ع فعلِ بد کردہ را سزا این است
ع فکرِ زاہد دیگر و سودائے عاشق دیگر ست ۔
ع فکرِ ہر کس بقدرِ ہمت اوست ۔

ق

ع قدر کھو دیتا ہے ہر روز کا آنا جانا ۔
ع قحبہ چون پیر شود پیشہ کند دلالی ۔
ع قدرِ زر زرگر شناسد۔ قدرِ جوہر جوہری ۔
ع قدرِ گوہر شاہ داند۔ یا بداند جوہری ۔
ع قدرِ عیسیٰ کجا شناسد (یا بداند) خر ۔
ع قربِ سلطان آتش ست از وے بترس ۔
ع قربِ سلطان آتشِ سوزان بود ۔
ع قضائے نبشتہ نباید سترد ۔
ع قطرہ قطرہ بہم (یا ہمی) شود دریا ۔
ع قطرہ قطرہ جمع گردد وانگہے دریا شود ۔
ع قلم رفتہ را چہ چارہ کند ۔
ع قلمِ بخت من شکستہ سر ست ۔
ع قلم اینجا رسید و سر بشکست

ع قلندر ہر چہ گوید۔ دیدہ گوید ۔
ع قناعت توانگر کند مرد را ۔
ع قہرِ درویش بجانِ درویش ۔
ع قہرِ درویش بزبانِ درویش ۔
ع قیاس کن ز گلستانِ من ۔ بہار مرا ۔
ع قیامت گرچہ دیر آید۔ بیاید ۔
ع قیمتِ زعفران چہ داند خر ۔

ک

ع کاٹو تو لہو نہیں بدن میں ۔
ع کب تک چھپےگی کیری توپتوں کی آڑ میں ۔
ع کون ہر روز اتالیق ہو سمجھائیگا ۔
ع کوئی معشوق ہے اِس پردہ زنگاری میں ۔
ع کارِ استاد را نشان دگر ست ۔
ع کار بوزینہ نیست نجاری ۔
ع کارِ نیکو کردن از پر کردن ست ۔
ع کارہا نیکو شود لیکن (یا آما) بصبر ۔
ع کارِ ما نیست کارِ استاد ست ۔
ع کارے کہ نکو فتد نکو شد کہ نشد ۔
ع کارے کہ نہ کارِ تست زنہار مکن ۔
ع کارے کہ خدا کرد فلک را چہ مجال ۔
ع کارِ امروز بفردا مگزار ۔

ع کار خود کن کار بیگانہ مکن ۔
ع کار ہا را کار فرما آب و تاب میدہد ۔
ع کار ہر مرد و مرد ہر کارے ۔
ع کافر ہمہ را بکیش خود پندارد ۔
ع کاہ در کاہ دان نمی ماند ۔
ع کبوتر با کبوتر باز با باز ۔
ع کجا گیرد سریشم جلے روغن ۔
ع کرمے بچنگم بہ کہ کلنگے بہ ہوا ۔
ع کرہلے تو بار کرد گستاخ ۔
ع کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ۔
ع کریمان دوست میدارند مہمان طفیلی را
ع کسب کن پس تکیہ بر جبار کن ۔
ع کس نگوید کہ دوغ من ترش ست ۔
ع کس نخارد پشت من جز (یا چون) ناخن انگشت من
ع کس بشنود یا نشنود من گفتگوئے میکنم ۔
ع کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست ۔
ع کسے کجا ست کہ او دامنے نیالودست ۔
ع کلانِ ما کہ تو باشی چہ عقل ما باشد
ع کلکِ ما نیز زبانے و بیانے دارد
ع کلوخ انداز را پاداش سنگ ست ۔
ع کمان چو تن بکشیدن و بہ کبادہ شود ۔
ع کند ہر چہ خواہد برو حکم نیست ۔
ع کو خویشتن گم ست کرا رہبری کند ۔

ع کوشش چہ سود چوں نکند بخت یاوری ۔
ع کوشش بیفائدہ است وسمہ برابروئے کور ۔
ع کوفتہ را نان جوین (یاتہی) کوفتہ است ۔
ع کوہ را فرہاد کند لعل را پرویز یافت ۔
ع کہ آفتہاست در تاخیر و طالب را زیان دارد ۔
ع کہ بار محبت خود بہ نبار منتِ خلق
ع کہ بر سنگ گردان نروید نبات ۔
ع کہ تا دانہ نیفشانی نروید ۔
ع کہ تعجیل کار شیاطین بود ۔
ع کہ حلوا چو یکبار خوردند بس ۔
ع کہ آہن بہ آہن زبونی کند ۔
ع کہ خبثِ نفس نگردد بسالہا معلوم ۔
ع کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند ۔
ع کہ دستِ کرم بہ ز بازوئے زور ۔
ع کہ زر از زر کشند در جہاں گنج گنج ۔
ع کہ سہل ست لعل بدخشان شکست ۔
ع کہ کام بخشی او را بہانہ بے سبب ست ۔
ع کہ گنج سلامت بہ کنج اندر ست ۔
ع کہ گنبد ہر چہ گوئی گویدت باز
ع کہ محرم بیک نقطہ مجرم شود ۔
ع کہ مزدور خوشدل کند کار بیش ۔
ع کہ مرد راہ نیندیشد از نشیب و فراز ۔
ع کہ نیاید ز گرگ چوپانی ۔

ع کہ نتواں سررشتہ پیوند کرد۔
ع کہ ہر کہ بے ہنر افتد نظر بعیب کند۔
ع کہ ہیچکس نزند بر درختِ بے بر سنگ۔
ع کہ تلخی بود ہرچہ ناخوردہ۔
ع کسے داند کہ اشتر می چراند۔
ع کام پیارا ہے چام پیارا نہیں۔
ع کسی کا گھر جلے اور کوئی تاپے۔
ع کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری۔
ع کفر توڑا خدا خدا کرکے۔
ع کہیں خیر خوبی۔ کہیں ہائے ہائے۔
ع کانرا کہ خبر شد خبرے باز نیامد۔

گ

ع گرتے ہیں شہسوار ہی میدانِ جنگ میں۔
ع گر گئے دانت آم کھانے سے۔
ع گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔
ع گدا اگر ہمہ عالم باو دہند گدا است۔
ع گدا اگر تواضع کند خوے اوست۔
ع گدا بادشاہست و نامش گدا است۔
ع گر او دوست باشد ہمہ دوست اند
ع گر بدولت برسی مست نگردی مردی۔
ع گر حفظ مراتب نکنی زندیقی۔
ع گرت از دست بر آید دہنے شیریں کن۔
ع گر تو ابلیس نہ چشم چیت کور چراست۔
ع گردِ گلہ توتیائے چشم گرگ۔
ع گردن بے طمع بلند بود۔
ع گر ضرورت بود روا باشد۔
ع گرگے دہن آلودہ و یوسف ندریدہ۔
ع گر قبول افتد زہے عز و شرف۔
ع گر قضا آید طبیب ابلہ شود۔
ع گر نویسی قلمے می تراش۔
ع گر ہنر کند توبہ۔ کونش ندہد یاری۔
ع گفتن ہمیں بس ست کہ اسپ من ابلق ست۔
ع گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو۔
ع گل بود بہ سبزہ نیز آراستہ شد۔
ع گل کاغذی را بشبنم چہ کار۔
ع گل نم دیدہ را آبے تمام ست۔
ع گندم از گندم بروید جو ز جو۔
ع گواہِ عاشقِ صادق در آستین باشد۔
ع گوسالہ بروزگار گاوے گردد۔
ع گوسالہ من پیر شد و گاو نشد۔
ع گوسالہ تا پیر شد و عقل نیافت۔
ع گوش نامحرم نباشد جائے پیغام سروش۔
ع گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل۔
ع گر نبودے چوب تر فرمان نبردے گاو خر۔

ع گنج و مار۔ و گل و خار۔ و غم و شادی بہم اند۔

ل

ع لاکھ سر پیٹے کوئی وہ وقت تو ٹلتا نہیں۔
ع لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل۔
ع لایق افسر نباشد ہر کسے۔ (یا ہر سرے)
ع لطف باشد گر بپوشی از گدا ہار و ترا۔
ع لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش۔
ع لنگڑی گھوڑی بسور کا دانہ۔
ع لیلی را بہ چشم مجنون بین۔

م

ع مچھلی کو کیا خبر تھی کہ پانی میں شست ہے۔
ع مرض بڑھتا چلا جوں جوں دوا کی۔
ع منہ بڑی اور ہوئی پرائی بات۔
ع ما در چہ خیالیم و فلک در چہ خیال۔
ع مارا ازیں گیاہِ ضعیف ایں گمان نبود۔
ع ما رچہ زیں قصہ کہ گاو آمد و خر رفت۔
ع مارا عجب آید کہ ازیں کس بسر آید۔
ع مالِ حرام بود بجائے (یا براہ) حرام رفت۔
ع ماہی از سر گندہ گردد نے ز دم۔

ع مباش در پئے آزار و ہر چہ خواہی کن۔
ع مبر نام فردا کہ فردا کہ دید۔
ع محتسب گر مئے خورد معذور دارد مست را۔
ع محتسب را درونِ خانہ چہ کار
ع محنت بیفائدہ است وسمہ برابروے کور۔
ع محبت قرب ز بعد افزون ست۔
ع مرا افسوس می آید پری را دیو می گاید۔
ع مرا بخیر تو امید نیست شر مرسان (یا بد مرسان)
ع مرا ہمت بلند و دست کوتاہ۔
ع مرا گدائے تو بودن ز سلطنت بہتر۔
ع مرا نان دہ و کفش بر سر بزن۔
ع مرتی بیار و مرتے بخور۔
ع مردہ ہر چند عزیز ست نگہ نتواں داشت۔
ع مردن بنام بہ کہ بود زندگی بہ ننگ۔
ع مردہ آنست کہ نامش بہ نکوئی نہ برند۔
ع مردہ گر خاک میدہد بستان۔
ع مرد بے توشہ بر نگیرد جام۔
ع مرد بیست بیا زمانے وآنگہ زن کن۔
ع مرد آخر بین مبارک بندہ ایست۔
ع مرد چوں پیر شود حرص جوان می گردد۔
ع مرغ آتشخوارہ کے لذت شناسد دانہ را۔
ع مرغ زیرک چوں بدام افتد تحمل بایدش۔
ع مزد آن گرفت جان برادر کہ کار کرد۔

۶ مزن فالِ بد کہ آورد حالِ بد ۔

۶ مظلوم دلیر باشد و چیرہ زبان ۔

۶ معزول ہیشوند چہ معقول میشوند ۔

۶ معیارِ دوستانِ دغل روزِ حاجت است ۔

۶ مغز ما خورد و حلق خود بدرید ۔

۶ مقامِ عیش میسر نمیشود بے رنج ۔

۶ مکن مکن کہ نکو گوہران چنین نکنند ۔

۶ مکن بد کہ بد بینی از یار نیک ۔

۶ مکن وعدہ اگر کردی وفا کن ۔

۶ ملا شدن چہ آسان ۔ آدم شدن چہ مشکل ۔

۶ من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو ۔

۶ من بپاے تو بوسم و تو دستِ دگرے ۔

۶ منتے کز کسی از مردمی باید کشید ۔

۶ من سبو کشم ترا زیانے نرسد ۔

۶ من خوب می شناسم پیران پارسا را ۔

۶ من کہ بدنام جہانم چہ صلاح اندیشم ۔

۶ من مردہ جہان مردہ ۔ من زندہ جہان زندہ ۔

۶ من مہمانِ احمدِ پارینہ کہ بودم ہستم ۔

۶ مہمان عزیز است مگر تا سہ روز ۔

۶ مہمان خودیم لیک در خانۂ تو ۔

۶ میہمان کم تر کند تعظیم صاحب خانہ را ۔

۶ مہ نشیند بجاے عقرب کور ۔

۶ می توان بخشید گر گاہے گناہے میشود ۔

۶ می تراود چہ کنم آنچہ در آوند دل است ۔

۶ میراثِ پدر خواہی علمِ پدر آموز ۔

۶ میراثِ گرگِ مردہ بکفتار می رسد ۔

۶ می کشد زہر اگر اندک و گر بسیار است ۔

۶ مُردن بنام بہ کہ بود زیستن بہ ننگ ۔

۶ مَرد بے زر ہمیشہ رنجور است ۔

۶ مرضی مولا از ہمہ اولیٰ ۔

۶ مور مہمان بہ کہ نباشد پرش ۔

۶ میخ و شد گنبد و خرچ منارہ میکند ۔

۶ مان کو نہ باپ کو جو بینے گی سو آپ کو ۔

۶ موے شیر سے جیتی بلی بھلی ۔

۶ میں تو ڈوبا ہوں مگر تجھ کو بھی لے ڈوبونگا ۔

۶ مکن انگشت در سوراخ کژدم ۔

۶ مترس از بلاے کہ شب درمیان باشد ۔

۶ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید ۔

ن

۶ ناصحا آگ لگے اس ترے سمجھانے کو ۔

۶ نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی ۔

۶ نا امید از رحمتِ یزدان مباش ۔

۶ نا امیدی رحمتش شیطان بود ۔

۶ نابردہ رنج گنج میسر نمیشود ۔

ع ناخواندہ بخانہ خدا نتواں رفت۔
ع ناز بر آں کن کہ خریدار تست۔
ع ناسودہ کجا رود کہ آسودہ شود۔
ع ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس۔
ع ناکردہ گناہ در جہاں کیست بگو۔
ع نامرد زند ہمیشہ لاف مردی۔
ع نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد۔
ع نام نکوست حاصل ایام زندگی۔
ع نان گربہ بہ تیری دوزد۔
ع نبُرد قرزم را تیغ تیز۔
ع نبود خیر دراں خانہ کہ عصمت نبود۔
ع نتواں مُرد بسختی کہ من اینجا زادم۔
ع نخورد شیر نیم خوردۂ سگ۔
ع ندہد نقد را بہ نسیہ کسے۔
ع نرود میخ آہنی در سنگ۔
ع نشود نیک نہادے کہ ز میثاق بدست۔
ع نفس بر آمد و کار از تو بر نمی آید۔
ع نقاش نقش ثانی بہتر کشد ز اول۔
ع نکند دوست زینہار از دوست۔
ع نکند گرگ پوستین دوزی۔
ع نکو گوئی گر دیر گوئی چہ غم۔
ع نویسندہ داند کہ در نامہ چیست۔
ع نہاں کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا۔
ع نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمین۔
ع نہ چنداں بخور کز دہانت بر آید۔
ع نہ روئے رہائی نہ راہ گریز۔
ع نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال۔
ع نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن۔
ع نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند۔
ع نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند۔
ع نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد۔
ع نیاید بجو باز آبے کہ رفت۔
ع نے تاب صبر دارم۔ نے طاقت جدائی۔
ع نے غم دزد۔ نے غم کالا۔
ع نہ سُدھ بُدھ کی لی اور نہ منگل کی لی۔
ع نقدے ز ہزار نسیہ خوشتر باشد۔

و

ع وہ دل نہیں رہا وہ طبیعت نہیں رہی۔
ع واماندہ گاو را بخر باید داد۔
ع وائے بر قدر سخن گر بسخنداں نرسد۔
ع وائے نہ یکبار کہ صد بار وائے۔
ع وائے گر در پس امروز بود فردائے۔
ع وائے براں خوردہ کہ تنہا خوری۔
ع وجود مردم دانا مثال زر طلاست۔

۶ ورنستانی بستم میرسد۔
۶ وظیفہ گر طلبی رَو۔ ہنر بدست آور۔
۶ وفاے عہد نکو باشد ار بیاموزی۔
۶ ولے زباطنش ایمن مباش و غرّہ مشو۔
۶ وہ دل نہیں رہا کہ ہمیں جس پہ ناز تھا۔

ہ

۶ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔
۶ ہر ایک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے۔
۶ ہزار آفتیں ہیں ایک دل لگانے سے۔ (ہیں)
۶ ہماری جان گئی آپ کی ادا ٹھہری۔
۶ ہم تو مرشد تھے۔ تم ولی نکلے۔
۶ ہم سے اچھے رہے صدقے میں اُترنے والے۔
۶ ہے یہ گنبد کی صدا۔ جیسی کہے ویسی سُنے۔
۶ ہر آنچہ حاکم عادل کند ہمان داد ست۔
۶ ہر بہارے را خزانے درپے ست۔
۶ ہر جا کہ پری رُخ ست دیوے با اوست۔
۶ ہر جا کہ رنگ دبوے بود گفتگو بود۔
۶ ہر جا کہ نمک خوری نمکدان مشکن۔
۶ ہر جا کہ سلطان خیمہ زد۔ غوغا نماند عام را۔
۶ ہر چند جامہ تنگ ست جزو بدن نگردد۔
۶ ہر چہ خدا خواست ہماں می شود۔

۶ ہر چہ از دوست میرسد نیکوست۔
۶ ہر چہ اُستادِ ازل گفت ہمان میگوییم۔
۶ ہر چہ آن خسرو کند شیرین بود۔
۶ ہر چہ کند ہمتِ مردان کُند۔
۶ ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد
۶ ہر چہ باداباد ما کشتی در آب انداختیم۔
۶ ہر چہ باداباد دستِ ما و دامانِ شُما
۶ ہر چہ در دل فرود آید در دیدہ نکو نماید۔
۶ ہر چہ گیرید مختصر گیرید۔
۶ ہر چہ گیرد کاملے ملت شود۔
۶ ہر چہ گیرد علتے علت شود۔
۶ ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے۔
۶ ہر زمینے را بود خاصیتے۔
۶ ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد۔
۶ ہر خزانے را بہارے درپے ست۔
۶ ہر زبان را گفتگوے دیگر ست۔
۶ ہر شبنمے درین رہ صد بحرِ آتشیں ست۔
۶ ہر عمل اجرے و ہر کردہ جزاے دارد۔
۶ ہر عیب کہ سلطان بہ پسند د ہنر ست۔
۶ ہر کجا در دلیست درمانش مقرر کردہ اند۔
۶ ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد۔
۶ ہر کہ پانچ روز نوبت اوست۔
۶ ہر کرا اخلاص بیش اقبال بیش۔

ف ہر کرا صبر نیست حکمت نیست ۔

ف ہر کرا کردی خوشامد ۔ خوش آمد ۔

ف ہر کرا دردے رسد ناچار گوید وائے را ۔

ف ہر کرا طاؤس باید قصد ہندوستان کند ۔

ف ہر کرا این دہند آن نہ دہند ۔

ف ہر کسے را قرار در پیش ست ۔

ف ہر کسے را بہر کارے ساختند ۔

ف ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند ۔

ف ہر کسے آن درود عاقبت کار کہ کشت ۔

ف ہر کس بقدر ہمت خود خانہ ساختہ ۔

ف ہر کس بخیال خویش خبطے دارد ۔

ف ہر کہ آمد بجہاں برگ و برے پیدا کرد ۔

ف ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ۔

ف ہر کہ آمد بجہان ز اہل فنا خواہد بود ۔

ف ہر کہ آید گو بیا ۔ و ہر کہ خواہد گو برو ۔

ف ہر کہ با نوح نشیند چہ غم از طوفانش ۔

ف ہر کہ تہی کیسہ تر آسودہ تر ۔

ف ہر کہ در کان نمک رفت نمک شد ۔

ف ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند ۔

ف ہرگز از شاخ بید بر نخوری ۔

ف ہرگز از قصب نے شکر نخوری ۔

ف ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است ۔

ف ہر گلے را خار باشد ہمنشیں ۔

ف ہر مس کہ بکیمیا رسد زر گردد ۔

ف ہر نشیبے را فرازے در پئے ست ۔

ف ہزار ہجو ترا ۔ او بہ نیم جو نخرد ۔

ف ہمراہ اگر شتاب کند ہمرہ تو نیست ۔

ف ہمسایۂ بد مباد کس را ۔

ف ہم مال بدست آید و ہم یار نرنجد ۔

ف ہمہ جا خانۂ عشق است چہ مسجد چہ کنشت ۔

ف ہمہ گفتہ چو مصطفیٰ گفتی ۔

ف ہمی جوید سلامت را پناہے ۔

ف ہمیشہ در صدف گوہر نباشد ۔

ف ہمیشہ چاہ کن از دست خویش در چاہ است ۔

ف ہمین سنگ ست و پشتِ بام قرشی ۔

ف ہمیں چوگان ہمین میدان ہمین گوے ۔

ف ہنر بہتر از ملک و مال پدر ۔

ف ہنر بکار نیاید چو بخت بد باشد ۔

ف ہنوز مردۂ من زندۂ ترا بار ست ۔

ف ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را ۔

ف ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبیست

ی

ف یا خانہ جائے رخت بود یا خیالِ دوست ۔

ف یادِ دل گر نبود ذکر زبانی سہل ست ۔

۶	یارِ بد بدتر بود از مارِ بد ۔
۶	یارِ کار افتادہ را یاری ہم از یاراں رسد ۔
۶	یارِ من نیکوست لیکن رسم و آئینش بدست
۶	یک دانۂ محبت ست و باقی ہمہ کاہ ۔
۶	یک شمع شبے ہزار پروانہ کشد ۔
۶	یکے بود مجنوں ۔ دگر سگ گزید ۔
۶	یکے ہمی رود و دیگرے ہمی آید ۔
۶	یکے گر رود دیگر آید بجایش ۔
۶	یکے بر صد آید نہ صد بر یکے ۔
۶	یوں بھی صنم واہ واہ ۔ ووں بھی صنم واہ واہ
۶	یہاں فکرِ معیشت ہے وہاں دغدغۂ حشر ۔
۶	یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے ۔

حصّۂ دوم

ابیات و افراد

ردیف الالف

مفلساں را بیدل از مشق خموشی چارہ نیست	تنگدستی باز میدارد ز قلقل شیشہ را	بیدل
نپرداز و بفکر دور بیناں طینت جاہل	نمی اُفتد بہ عینک احتیاج چشم کوراں را	حزیں
محالست از سر ہمغز سودا را برآوردن	کہ نتواں از خمیر آورد بیروں موے چینی را	صائب
نہ شگوفہ ام نہ برگم نہ ثمر نہ سایہ دارم	ہمہ حیرتم کہ دہقاں بچہ کار کشت مارا	ذوقی
بہت شور سنتے تھے پہلو میں دلکا	جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا	آتش
بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا	آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا	غالب
جس نے دیکھا آکے یہ آئینہ خانہ دہر کا	فی الحقیقت بس وہ اپنے آپ ہی حیراں ہوا	جرائت
نظارہ کروں دہر کی کیا جلوہ گری کا	یاں عمر کو وقفہ ہے چراغ سحری کا	مصحفی
نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا	ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا	غالب
نمی شود سخن پست قطرتاں مشہور۔	بلند نیست صدا کاسۂ سفالی را	غنی
فدائے نیک بختاں ہر کہ شد از نیک بختاں شد	ہما منشور دولت می کند ہر استخوانے را	صائب
اِفتد لے صاف طینت مایۂ جمعیت ست	ہست آرام از پس آئینہ ہا سیماب را	والہ
از خس و خاشاک بگزر گرد گلہا سیر کن	تاچو زنبور عسل پر شہد سازی خانہ را	صائب
اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را	نمیکردم بدل روشن چراغ آشنائی را	لااعلم
عدم میں رہتے تو شاد رہتے اوسے بھی فکر ستم نہ ہوتا	جو ہم نہ ہوتے تو دل نہ ہوتا جو دل نہ ہوتا تو غم نہ ہوتا	مومن
جس سر کو غرور آج ہے یاں تاجوری کا	کل اوس پہ یہیں شور ہے پھر نوحہ گری کا	میر
آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت	اسباب لٹا راہ میں یاں ہر سفری کا	″
ٹھیکری کو قدر ہے اُسکو نہیں۔	ٹوٹے جب کاسہ سر فغفور کا	″
وہی سمجھے گا میرے زخم دل کو	جگر پر جس کے اِک ناسور ہو گا	جرائت
تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل	کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را	صائب
نصیبے نیست از اہل کرم برگشتہ بختاں را	کہ ہرگز پر نسازد کاسۂ گرداب را دریا	غنی

زفیض بہرہ نیابد ضمیر کج طبعاں	کجا بہار کند سبز شاخ آہو را	میر
جستجو کم کن دلا از دولت دوں ہمتاں	نشۂ آسودگی عنقاست در دوران ما	مخفی
روزی ما میشود آخر نصیب دیگراں	طالع برگشتہ ہمچوں آسیا داریم ما	غنی
کاملاں را ہمہ سرگشتگی از دست خود ست	حاجت گردش پرکار نشد مانی را۔	عالی
صبح اقبال ہما از استخوان طالع شود	نیست جز سختی نصیبے مردم آگاہ را	علی
الٰہی نرم گرداں از کرم دلہائے خوباں را	دگر نہ عشق را ناپید کن یا عشقبازاں را	لا اعلم
مرداں کنند خوش غم و رنج ہمیشہ را	آب بقاست آتش تب شیر بیشہ را	حزیں
نہیں معشوق سا عاشق کا کوئی دوست دنیا میں	خدا سے کون بندے پر زیادہ مہرباں ہے گا	آتش
جو فرشتے کرتے ہیں کر سکتا ہے انساں بھی	پر فرشتوں سے نہ ہو جو کام ہے انسان کا	ذوق
کس کا کعبہ کیسا قبلہ کون حرم ہے کیا احرام	کوچے کے اوسکے باشندوں نے سبکو یہیں سے سلام کیا	میر
جگ میں آکر ادہر اُدھر دیکھا	توہی آیا نظر جدہر دیکھا	درد
منظور کب تھا کعبہ و بتخانہ دیکھنا	دونوں جگہ تھا جلوۂ جاناں نہ دیکھنا	مصحفی
غرض نہ دیر سے مقصد نہ کعبہ سے اے دوست	تجھی کو ڈھونڈھ رہا ہوں کہاں کہاں کب کا	رند
ملے اکسیر گر اس کشت و خوں سے میں نہ لوں ہرگز	مرے مذہب میں خوں کرنا ہے کشتہ کرنا پارے کا	ذوق
نیست از موج حوادث ہمچو خس پروا مرا	جنبش گہوارہ باشد موجۂ دریا مرا	فقیر
بسان چشم کہ گرید برائے ہر عضوے	ز غمے ہر کہ رسد می کند ملول مرا	راضی
دریں دریا نظر کن مفلس و منعم یکے بینی	گہر ہم قطرہ آسا دیدہ دارد پر آب اینجا	لا اعلم
کافر نعمت کند رزق حلال خود حرام	طفل از پستان گزیدن میکند خوں شیر را	صائب
بترک عشرت امروز چوں کنم کہ کسے	ضماں نمی شود از من حیات فردا را	جامی
ایام تنگدستی در عیش کوش و مستی	کیں کیمیائے ہستی قاروں کند گدا را	حافظ
ز الہ ام ہرگز ندارم تاب احساں کسے	آب گردم گر کسے از خاک بردارد مرا	صائب
نعمتے چوں سیر چشمی نیست بر خوان وجود	بے نیازانہ بحر دارد آب ایں گوہر مرا	لا اعلم
قبول ناقصاں را شاہد بیجو ہرے باشد	کہ جز طفلاں خریدارے نہ بینی تیغ چوبیں را	کلیم

زبان نے بآواز بلند این حرف می گوید	که می سازد بیکدم چوب را صاحب نفس گویا	غنی
اور سب کچھ جہاں میں ملتا ہے	لیکن اک آشنا نہیں ملتا	مصحفی
ز بید روان علاج درد خود جستن بدان ماند	که خار از پا برون آرد کسے از نیش عقرب‌ها	صائب
نیفتد کارسازان را بکس در کار خود حاجت	بخاریدن نباشد احتیاجے پشت ناخن را	غنی
خانۂ ما زیر بار منت مخلوق نیست	نیست نقشے پیش ما خوشتر ز نقش بوریا	”
نہال دولت دنیا مذلت بار می آرد	بصد ملک شہنشاہی مده گنج قناعت را	مصحفی
از صحبت خسیس حذر کن که مے شود	یک برگ کاه مانع پرواز دیده را	صائب
اختلاط ناموافق سد راه سالک ست	قفل از پرواز مانع می شود کافور را۔	اعجاز
آب چون در روغن افتد ناله خیزد از چراغ	صحبت ناجنس باشد مثمر آزارها	علی
سخن بمردم فہمیده عرض کن صائب	بشوره زار مکن صرف آب حیوان را	صائب
از کدو بوئے شراب آید بدشواری برون	از سر بی مغز نتوان برد خبث جاه را	”
واز رباط تن چو بگذشتی دگر معموره نیست	زاد راہے برنمیداری ازین منزل چرا	”
پیش عارف حق شناسی در لباس دیگر ست	پیر ما منمای زاہد خرقۂ پشمینه را۔	وحشی
گر بپوشی بہر مکر این جامه را	عار ہست این تا فریبی عامه را	مثنوی
گوشه گیران از عبادت صید روزی میکنند	دام را خالی نمی آرند این صیادہا	علی
بعصیان مگذران زنہار ایام جوانی را۔	مکن صرف زمین شور آب زندگانی را	صائب
نہ کار بے عاقبت بردم بسر نے کار دنیا را۔	برنگ شام ماندم در میان امروز و فردا را	علی
عرق شرم گنه داشته ام چند سبو	چون بمیرم بہمین آب بشوئید مرا	احسان اللہ
سبحه برکف، توبه برلب، دل پر از ذوق گناه	معصیت را خنده می آید بر استغفار ما	قدسی
ما را در آفتاب قیامت غنی چه باک	دوزخ پرست از عرق انفعال ما	غنی
در سخن مخفی شدم مانند بو در برگ گل۔	میل دیدن ہر که دارد در سخن بیند مرا	مخفی
الہی بیامرز این ہر سه را	مولف، معلم و خواننده را	لا اعلم
صاحب سخن نہ جنبد از بہر قوت ہرجا	دائم بخانۂ خود روزی رسد زبان را	غنی

نیست غم اہل سخن را از جفائے روزگار	نشکند گر ساغر گوہر نریزد آب را	علی
زود دندان ترا دادہ اند آسیائے	کہ سازی ملائم تو گفتار خود را	صائب
من آں مرغم کہ از گندم بصد دام بلا خود را	بیک پرواز بے ہنگام کردم مبتلا خود را	وحشی
پا منہ بیروں ز حد خویش تا بینا شوی	نیست حاجت با عصا در خانۂ خود کور را	صائب
کچھ جوانی ہے ابھی کچھ ہے لڑکپن ان کا	دو دغا بازوں کے پھندے میں ہے جوبن انکا	لا اعلم
سینہ ہا را خامشی گنجینۂ گوہر کند	یاد دارم از صدف این نکتۂ سربستہ را	صائب
طبع خاموشاں مکدر مے شود از گفتگو	می شود باد نفس بر دل غبار آئینہ را	علی
ہمچو سوزن دائم از پوشش گریز ائیم ما	جامہ بہر خلق می دوزیم و عریانیم ما	غنی
عیب مردم فاش کردن بدترین عیب ہاست	عیب گو اول کند بے پردہ عیب خویش را	صائب
گوہرے چوں خود شناسی نیست در بحر وجود	ما بگرد خویش مے گردیم چوں گرداب ہا	علی
ممنون شوم ز ہر کہ بمن کج کند نگاہ	تیر کج ست آیہ رحمت نشانہ را	صائب
در جہاں آسایشے گر ہست در درویشی ست	خانہ از کوتاہی دیوار باشد خوش ہوا	لا اعلم
در فقر ہیچکس نبود آشنائے ما	ننشستہ غیر گرد کسے در سرائے ما	غنی
کجا فقیر بدل جا دہد تونگر را	زمین فرو نبرد ہیچ قطرہ گوہر را	سعدی
نبود ز نقش باطل اندیشہ پاک بیں را	آئینہ راست خواند عکس خط نگیں را	شوکت
روشنی از خویش میباشد دل پر نور را	شعلہ شمع از رگ سنگ ست کوہ طور را	لا اعلم
سواد کعبہ گے منظور ارباب نظر باشد	بسنگ سرمہ حاجت نیست ہرگز چشم روشن را	غنی
ز فیض مفلسی قیمت فزاید اہل جوہر را	لباسے غیر عریانی نزیبد لعل و گوہر را	روح
کاہش تن لازم صاحبدلاں افتادہ است	روغن از مغز ست دائم شعلۂ ادراک را	صائب
نباشد نیک باطن در پئے آرایش ظاہر	بنقاشش احتیاجے نیست دیوار گلستاں را	"
می کند کار خرد نفس چو گردید مطیع	دزد چوں شحنہ شود امن کند عالم را	"
بشوے دست ز اصلاح تن بجاں پرداز	کہ دل سفید نگردد ز جامہ شوئی ہا	"
مکن دشوار از تن پروری آزادی جاں را	چہ محکم می کنی چوں ابلہاں دیوار زنداں را	حزیں

خودآرا اینچناں بر جامهٔ ابریشمی نازد۔	کہ پنداری زبر دارد مقامات حریری را	صائب
بخود سازی بدل کن اے سیہ دل خانہ سازی را	کہ جز گرد کدورت نیست حاصل خاکبازی را	״
نسازد حق شناساں را مقید زیور دنیا	ز انگشت شہادت دست کوتاہست خاتم را	اثر
چو نبود حسن باطن زینت ظاہر چہ کار آید	چرا تصویر یوسف می کشی دیوار زنداں را	شوکت
نجات از قید محنت نیست ارباب تلون را	بلے بے خار ہرگز کس نہ بیند پائے گلبن را	غنی
بغیر از زیاں نیست در خود فروشی	اگر سود خواہی بہ بند ایں دکاں را	صائب
دل عارف غبار آلودهٔ کثرت نمی گردد	نیند از دخل در وحدت آئینہ صورتہا	کلیم
تا خود نشود فانی صوفی نشود صافی	اثبات بخود کردم از نفی خود الا را	حزیں
با صاف دل کسے را یارائے ہمسری نیست	بر خاک می نشاند آئینہ آسماں را	جامی
فارغ بود از آفت گیتی دل روشن	از برق زیانے نرسد خرمن مہ را	غنی
یک ترشروے برائے دفع صد مہماں بس است۔	چیں ابرو چوب درباں ست صاحب خانہ را	صائب
غنی از دولت دنیا نگردد عیب کس زائل	کہ زر نتواند از روئے محک بردن سیاہی را	غنی
گر دل خود زندہ خواہی خاکساری پیشہ کن۔	بہ ز خاکستر لباسے نیست آتش پارہ را	صائب
افتادگی برآورد از خاک دانہ را۔	گردنکشی بخاک نشاند نشانہ را	״
عبادتے بجہاں بہ ز خاکساری نیست	بہ از وضوے عزیزاں بود تیمم ما۔	غنی
بود نام تو روشن گر سر تسلیم خم سازی	کہ نقش راست بنماید نگیں واژگوں پیدا	نادم
بود افتادگی سرمایہ گنج غنا دائم۔	نباشد احتیاجے با صبا گلہائے قالی را	اعظم
خواہی عزیز دہر شوی خاکسار باش	در دیدہ ہا ز سرمہ شدن جاست سنگ را	اثر
آب را استادگی آئینہ روشن کند	صاف می سازد تحمل طبع برہم خوردہ را	نظامی
میتواں کردن بہ نرمی رام از خود رستہ را	پنبہ سد راہ می گردد شرار جستہ را۔	علی
میتواند کرد صائب روئے عالم را بجود	ہر کہ چوں آئینہ سازد پاک لوح سینہ را	صائب
زتند باد حوادث زپا نمی افتد۔	کہ دستگیری افتادگی عصاست مرا	ظہیر
بلندی یابد انساں از تواضع برگزیدہا	بچشم مرداں جا کردہ ابرو از خمیدنہا	״

میکند افتادگی آزاد از بند خطر
دُر شود قطره چو افتاد ز ابر نیسال
هر که چوں خورشید بنماید کمال خویش را۔
هر که سازد سرکشی همچوں حباب شوخ چشم۔
ز تعظیم و تواضعهاے خصم ایمن مشو صائب
بنو دگل تواضع دشمن بجز گزند
پا مکش از بزم همجنساں اگر خواهی عنا
معنی یک بیت بودم در طریق اتحاد
دل مکن از دوست گر خواهی بادپوست باز
هیچگه در رنج و راحت نیست از صاحب جدا
ماه نو بر همه روشن کند ایں مضمون را۔
هر کمالی را که دیدم روے دار و در زوال۔
نسب صورت نه بخشد گر نداری جواهر ذاتی
روشن شود چراغ دل ما زیکدگر
دو دل یک شود بشکند کوه را۔
تا توانی نا توانے را بچشم کم مبیں۔
حرمت روشندلاں از زشت رویاں کم بود۔
بسکه می ترسم از جدائیها۔
در راه وفا تجربه کردیم بسے را
وحشت ما کم نگردد ز اجتماع دوستاں۔
کے سبکروحاں بسازد برگ و ارند احتیاج
گریه می آید مرا بر طالع فرزانه ها
مرد کامل در وطن هرگز نمی گیرد قرار

شیر با ایں رعب کے سازد هراساں سایه را	ظهیر
رهنما سوے ترقی ست تنزل ما را	لا اعلم
در جهاں هر روز می بیند زوال خویش را	قابل
زود بیند از هواے خویش مدفن زیر پا	مختار
کم خشم کردن صیاد آفتهاست مرغاں را	صائب
پا بوس تیشه افگند از پا نهال را	غنی
بگسلد چوں تار از تنبور گردد بے نوا	کاشی
چوں دو مصرع گرچه در ظاهر جدا بودیم ما۔	صائب
کس بگلبن باز کے بندد گل پژمرده را	کلیم
حق صحبت کرده بس پابند احساں سایه را	لا اعلم
که زوال ست زپے دولت روز افزوں را	اختر
آرزو از ایں سبب در سینه باطل شد مرا	ظهیر
که باشد بشتر با آب نسبت تیغ چوبیں را	مخلص
چوں رشته هاے شمع بهم زنده ایم ما	حافظ
پراگندگی آرد انبوه را۔	نظامی
یاری یک رشته جمعیت دهد گلدسته را	طالب
مفت نستاند کسے در زنگبار آئینه را	حافظ
توبه کردم ز آشنائیها	لا اعلم
هر چند دویدیم و ندیدیم کسے را	ظهیر
چوں الف با هر که پیوندیم تنهائیم ما	صائب
نیست در سیر و سفر پرواے ساماں سایه را	رائق
بیغمی را مفت بردند از میاں دیوانه ها	لا اعلم
میوه چوں پخته شد از شاخ میگردد جدا	صائب

غنی	گرچه همچون مهرهٔ شطرنج دارم خانه‌ها	رفت عمرم در غریبی بر بساط روزگار
علی	زدام آزاد می سازند دور از آب ماهی را	گزند چشم بد در ساحل غربت نمی باشد
عاقل	که اسباب کشایش در گره دارند مشکلها	کلید و قفل چون دیدم زیک آهن تقسیم شد
لااعلم	ترقی می نماید از کمال البته منصب‌ها	عروج ماه نو از باعث افزونی تو رست
بیخود	در برگ گل دو باره که آرد گلاب را	یکبار آبروی زروئیکه ریخت ریخت
غنی	دائم خموش دار زبان سوال را	تا رزق خود رسد بدهانت چو آسیا
صائب	در زندگی به تنگی قبر است مبتلا	آنرا که نیست وسعت مشرب درین سرا
صائب	سرکش گر گوشمالی میدهد دوران ترا	گوشمال آخر شود دست نوازش سازرا
״	بمرگ آشنا کن بتدریج جانرا	چو شد زهر عادت مضرت نه بخشد۔
غنی	رسائی نیست در پرواز مرغ رشته بر پا را	ندارد ره بگردون روح تا باشد نفس در تن
حزین	بچشم روشنان عالم بالا نهی پا را	اگر نعلین جسم تیره را از پا برون آری
لااعلم	در دست دیگریست چو سود و زیان ما	اندیشهٔ مآل نیاید ز ما درست
غنی	سر مشق خویش ساز خط سرنوشت را	گلزار از قلم و تقدیر پا برون
صائب	نیست ممکن باز گردیدن بپستان شیر را	بر نمیگردد برات قسمت حق خون مخور
لااعلم	در نه هر انگشت پستانست طفل شیر را	عقل وا منگیر بارا راه روزی بسته است
صائب	میهمان بی طلب را دوست میداریم ما	بر زبان حرف طلب هرگز نمی آریم ما
״	خانه چون آئینه بی مهمان نمیباشد مرا	پرده دار و حاجب و دربان نمیباشد مرا۔
״	چو خواهی که از خود کنی میهمان را	تکلف مکن در سلوکی که داری۔
״	چه ضرور است که آراسته سازد خوان را	میزبانیکه زجان سیر کند مهمان را۔
علی	زنهار از سوال مرنجان کریم را	بر میوهٔ رسیده زدن سنگ ابلهی است
حزین	قحبهٔ دنیا شود با اهل امساک آشنا	با بخیلان ست دائم دهر ناپاک آشنا
صائب	بهر سر نان پاره سگ دشمن بود درویش را	شرکت روزی خسیسان را بفریاد آورد۔
لااعلم	خاص کند بندهٔ مصلحت عام را	حکمت محض ست گر لطف جهان آفرین۔

رات دن گردش میں ہیں سات آسماں	ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا	غالب
سراسر دل دکھاتا ہے کوئی ذکر اور ہی چھیڑو	نہ پوچھو حال کچھ یارو ہماری نوجوانی کا	لا اعلم
سیرت کے ہم غلام ہیں صورت ہوئی تو کیا	سُرخ و سفید مٹی کی مورت ہوئی تو کیا	رند
طے کر گئے یاران عدم رفتہ تو منزل	سوتے ہی رہے ہم نہ کسی نے بھی جگایا	نعیمر
غرض کس کو کرے ماتم ہمارا	مبارک ہو ہمیں کو غم ہمارا	لا اعلم
قسمت ہی سے لاچار ہوں اے ذوق وگرنہ	سب فن میں ہوں میں طاق مجھے کیا نہیں آتا	ذوق
گل اُس نگہ کے زخم رسیدوں میں مل گیا	یہ بھی لہو لگا کے شہیدوں میں مل گیا	لا اعلم
لڑکپن سے یہ تھی سرگشتگی اپنے نصیبوں میں	ہنڈولے میں تماشا دیکھتے تھے چرخ گرداں کا	״
مابروں را ننگریم و قال را	ما درون را بنگریم و حال را	معنوی
موت نے کر دیا ناچار وگرنہ انساں	ہے وہ خودبیں کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا	ذوق
مہر کی تجھ سے توقع تھی ستمگر نکلا	موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا	میر
نگیں دل کو بغل میں لگا رکھ اے معروف	کبھی تو کوئی بھلا اس رقم کو پوچھیگا	معروف
وائے قسمت اہل دنیا ہوتے ہیں مردہ پسند	اُٹھ گئے جب ہم تو اپنا قدرداں پیدا ہوا	لا اعلم
ہیچ عزت بنود مردم ہرجائی را	ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را	״
ہم سناتے جو کوئی دردِ ہمارا سُنتا	دل دکھاتے جو کوئی دیکھنے والا ہوتا	پیکر
قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے	جس چیز کے ناسخ کوئی قابل نظر آیا	ناسخ
بلبل کو دیا نالہ تو پروانے کو جلنا	غم ہمکو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا	״
کوئی بنا کوئی بگڑا یہی رہا ہر روز	جہاں میں جب سے کہ یہ چرخ چنبریں ہے بنا	لا اعلم
کب لباس ظاہری میں چھپتے ہیں روشن ضمیر	پردۂ فانوس میں بھی شعلہ عریاں ہی رہا	ذوق
فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا	کہ جس کے عوض یوں رلانے لگا	حسن
عیب ست بزرگ برکشیدن خود را	واز جملہ خلق برگزیدن خود را	لا اعلم
شکر حق واجب بود از بہر ہر نعمت ترا	تا سبک از حق نعمت سازد ایں منت ترا	״
چو از قومے یکے بیدانشی کرد	نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را	سعدی

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
اِک روز جہاں سے جان کھونا ہوگا	گھر چھوڑ کے زیر خاک سونا ہوگا	انیس
دنیا کا عجیب کارخانہ دیکھا	کس کس کا نہ یاں زمانہ دیکھا	〃
برسوں رہا جنکے سر پہ چتر زریں	تربت پہ نہ ان کی شامیانہ دیکھا	〃
کیوں آج دلا خیال فردا نہ کیا	بھولا جو برے وقت کو اچھا نہ کیا	〃
تیرے قربان کے تو لایق ہوں۔	اور کاموں سے گو ہزار گیا	افسوس
عرصۂ عمر بہت کم ہے دلا گل کیطرح	چمن دہر میں دن کاٹ تو ہنسکر اپنا	〃
دنیا میں نہ چین ایک ساعت دیکھا	برسوں نہ کبھی روز فراغت دیکھا	انیس
راحت کا مکاں، امن کا گھر، خانہ عیش	دیکھا تو جہاں میں کنج عزلت دیکھا	〃
مرض مرگ سے عاجز ہے خدائی ساری	صد فلاطوں کو یہاں ہاتھ ہی ملتے دیکھا	لا اعلم
چو از شمع خالی کنی خانہ را	نہ بینی دگر نقش پروانہ را	〃
نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند	جوانان سعادتمند پند پیر دانا را۔	حافظ
بوقت لقمہ خوردن اے مسرت گفت بہایم۔	کہ روزی میکند از ہم جدا یاراں ہمدم را	مسرت
عوض ہے دلشکنی کا بہت محال اے یار	جو شیشہ ٹوٹے تو کیجے جواب شیشہ کا	لا اعلم
در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را	افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را	〃
بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید	کہ سالک بےخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا	حافظ
ہر کرا باشد محبت با خدا	کے بداند واصلانش را جدا	لا اعلم
صلاح کار کجا و من خراب کجا	ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا	حافظ
دولت دنیا ندارد اعتبارے پیش ما	سر بہ شاہی بر نیارد ہمت درویش ما	لا اعلم
غم عالم فراواں ست من یک غنچہ دل دارم	چساں در شیشۂ ساعت کنم خاک بیاباں را	〃
دریاب گر تو عاقلی بشتاب گر صاحبدلی	باشد کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را	〃
فلک از رشک نگذارد بیکجا خود دو ہمدم را	بسنگ از یکدگر سازد جدا بادام توام را	〃
غم روزی مخور برہم مزن اوراق دفتر را	کہ پیش از طفل ایزد پر کند پستان مادر را	〃
قدر مردم کے فزاید تا بود اندر وطن	در صدف قیمت نباشد گوہر ارزندہ را	〃

نہیں اک لحظہ خالی تجھ سے بیرون و درون میرا	کہ دل میں یاد ہے تیری زباں پر نام ہے تیرا	لا اعلم
اے آمدنت باعث آبادئ ما۔	ذکر تو بود زمزمۂ شادئ ما	״
آسایش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف ست	با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا	حافظ
خدا جب دوست ہے اے دل تو کیا دشمن سے اندیشہ	ہمارا کچھ کسی کی دشمنی سے ہو نہیں سکتا	لا اعلم
چو استعداد نبود کار از اعجاز نکشاید۔	مسیحا کے تواند کرد روشن چشم سوزن را	״
رزق ہر چند بیگماں برسد	شرط عقل ست جستن از درہا	״
اما نبود وصف اضافی ہنر ذات	ایں فتویٰ ہمت بود ارباب ہمم را	״
نہ ہوئی کبھی مجھ سے خطا نہ ہوا کرو مجھ پر خفا	نہ دیا کرو تم گالیاں نہ کیا کرو مجھ پر جفا	طالب
مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجراں کا	طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریباں کا	ناسخ
غنیمت جان لے یہ صحبتیں آپس کی اے ناداں	دگرگوں حال ہو جاتا ہے اک دم میں زمانہ کا	سرور
رستم رہا زمیں پہ نہ سام رہ گیا	مردوں کا آسماں کے تلے نام رہ گیا	سودا
معلوم ہمکو دل کے سلوکوں سے یہ ہوا	ناداں ہے جو دوست وہ دشمن ہے جان کا	سوز
الٰہی بخت تو بیدار بادا۔	ترا دولت ہمیشہ یار بادا!	لا اعلم
یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح	کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا	غالب
لگے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب	زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا	آتش
یہ کہاں تھی میری قسمت کہ وصال یار ہوتا	اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا۔	غالب
ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا	آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا	لا اعلم
انتظاری نے تیری خوب دکھایا پھیرا۔	صبح سے شام ہوئی شام سے پچھلا پہرا	ظفر
جو کی تقلید خسرو کی تو کار کوہ کن بگڑا۔	چلا جب چال کوا ہنس کی اسکا بھی چلن بگڑا	״
شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے میر	مقابلہ تو دل ناتواں نے خوب کیا	میر
ہوئے ہیں ایسے بھی کچھ صنعت آفریں پیدا	جنھوں نے نعل سے کی جوئے انگبیں پیدا	لا اعلم
قسمت نے ساتھ چھوڑا الٹا ہوا مقدر۔	آخر کو پیش آیا لکھا ہوا جبیں کا	״
ہنگامہ گرم ہستی ناپیدار کا۔	چشمک ہے برق کی کہ تبسم شرار کا	״

جو چشم کہ بے نم ہے وہ ہو کور تو بہتر ۔	جو دل کہ ہے بے داغ وہ جل جائے تو اچھا	لا اعلم
نہ گل ہنستے نہ غنچے مسکراتے دونوں رو دیتے	تمہیں کو بلبلو آتا نہیں انداز شیون کا	״
دو گونہ رنج و عذابست جان مجنوں را۔	بلائے صحبت لیلیٰ و فرقت لیلا	״
واہ رے شان کریمی ترے صدقے قرباں	جس گنہگار کو دیکھا وہ گنہگار نہ تھا	آصف
مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی	ہیولےٰ برق خرمن کا ہے خون گرم دہقاں کا	غالب
لبالب ست ز خون جگر پیالۂ ما	دم نخست چنیں شد مگر حوالۂ ما	لا اعلم
گفتا کیستی گفتم دعا گوئے شما	عزم کجا داری بگو گفتم سر کوئے شما	حافظ
بکعبہ رفتم و شوق ورت فزود آنجا	بگریہ آمدم و جائے گریہ بود آنجا	آصفی
ہر کہ منظور شد سلیماں را۔	چوں نداند زباں مرغاں را	لا اعلم
وقت پر قطرہ بہت ہے ابر خوش ہنگام کا	جل گیا جب کھیت مینہ برسا تو پھر کس کام کا	״
اک آن میں عدم ہے بہ رنگ شمیم گل۔	کیا اعتبار ہستی بے اعتبار کا	״
میں نے آکے جہاں میں کیا دیکھا	جاں کو آفت میں مبتلا دیکھا	״
قیامت ہو گی جب خورشید نیزے پر کھڑا ہو گا	زمیں تانبے کی ہو گی آسماں فولاد کا ہو گا	״
ایک عالم کو آزما دیکھا ۔	اپنے مطلب کا آشنا دیکھا	״
چڑھی جو شیخ کو افیوں تو دانہ تسبیح	سمجھ الائچی دانے تمام ٹونگ گیا	״
کیا اصل بندے کی جو روٹی دے گا	رازق ہے کوئی اور ہی دینے والا۔	״
نا اتفاقی شیوہ ہے دور خراب کا	خنداں ہے برق دیکھ کے رونا سحاب کا	״
آدمی کا ہے آدمی شیطاں	یہ مثل سچ ہے آزما دیکھا	״
بر تواضعہائے دشمن تکیہ کردن ابلہی ست	پائے بوس سیل از پا افگند دیوار را	غنی
بے نیازی حد سے گزری بندہ پرور کب تلک	ہم کہیں گے حال دل اور آپ فرمائینگے کیا	غالب
جس سے ہووے ایک دفتی بھی قضا ۔	واسطے اس کے بھی ہے دوزخ لکھا	لا اعلم
اس نے کس کے ساتھ کی اب تک وفا	لے گئے اسکندر و جم کیا بھلا	״
جزائے حسن عمل بیں کہ روزگار ہنوز	خراب می نکند بارگاہ کسریٰ را	״

چو نیت نیک باشد بادشا را ۔ — گہر خیزد بجاے گل گیا را — لا اعلم

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ — آثار پدید دست صنادید عجم را — عرفی

زور بازوے جواں ہے آسرا ہر پیر کا — دیکھ لو دست کماں میں بھی عصا ہے تیر کا — وزیر

کیا بھروسہ ہے زندگانی کا — آدمی بلبلہ ہے پانی کا — میر

کی مرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ — ہاے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا — غالب

اے خوش آندم کہ رسد دست اُمید — بگریبان وصال تو مرا — لا اعلم

در ریاض آفرینش لالہ ساں روئیدہ ایم — پاے در گل داغ بر دل شعلہ در داماں ما — ″

ہر لبش قفل ست و در دل رازہا — لب خموش و دل پُر از آوازہا — ″

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را ۔ — مقبول نمایند از و بانگ و صدا را — ″

یک جا قرار ہمت عالی نمی کند — گردش ضرورتست سپہر بلند را — ″

خلق جہاں پرستش گوسالہ می کند — مجنون ما چرا نہ پرستد غزالہ را — ″

حریف بادہ کجا عاشق شراب کجا — جنون عشق کجا نشۂ شراب کجا — ″

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما — مطرب بگو کہ کار جہاں شد بکام ما — حافظ

ہوشمندی کہ بہنگامۂ مستاں اُفتد — مصلحت نیست کہ ہشیار نماید خود را — لا اعلم

گرچہ مُلا بفسوں دیو ببندد لیکن — عشق دیوے ست کہ دیوانہ کند ملا را — ″

سر از فرماں حکمت گر بپیچم من دریں گلشن — برآرند از قفایم ہمچو نافرماں زبانم را — ″

عزم دیدار تو دارد جاں برلب آمدہ — باز گردد یا برآید چیست فرمان شما — حافظ

بادشاہ چہ نسبتے گدا را — بگذار مرا بمن خدا را — لا اعلم

کفر کافر را و دیں آگاہ را ۔ — ذرۂ مہرت دل ایں ماہ را — ″

اے خامہ حرف زن کہ کسے از کلام ما — شاید باہل راز رساند سلام ما — ″

بدی را بدی سہل باشد جزا — اگر مردی احسن الے من اسا — سعدی

گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد ۔ — تو مرو در دہان اژدرہا — ″

لنگلے زیر و لنگلے بالا — نے غم دزد و نے غم کالا — ″

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
من از آں حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم	کہ عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را	حافظؒ
دوست دشمن پھر گیا اپنا بگانہ پھر گیا	تیری چتون کیا پھری سارا زمانہ پھر گیا	
ہشیار یار جانی یہ دشت ہے ٹھگوں کا	یاں ٹک نگاہ چوکی اور مال دوستوں کا	نظیر
اے مشو مغرور بر حلم خدا	دیر گیرد سخت گیرد مر ترا	
نہیں آساں تماشا دیکھنا کچھ ملک امکاں کا	کہ یہ ہو کا مکاں ہے جس میں عالم ہے خموشاں کا	لا اعلم
ز دور چرخ گرداں ہر چہ دیدستم دریں عالم	مپرس از من کہ شرحش لال میسازد زبانم را	"
کبھی گلشن میں رہتے تھے قفس میں اب گذرتی ہے	خطا صیاد کی کیا ہے ہمارا آب و دانہ تھا	"
جہاں تک کہ چشم شوق میں وحدت کا نور تھا	جس بام پر نگاہ پڑی کوہ طور تھا	"
مسافرے نرسید از عدم کز و پرسم	کہ پیر چرخ کجا برد نوجواں مرا۔	"
باغباں آیا گلستاں میں کہ صیاد آیا	جو کوئی آیا مری جان کا جلاد آیا	"
دل جاتا ہے دل سے تری الفت نہیں جاتی	سر جاتا ہے سر سے ترا سودا نہیں جاتا	"
ہوئی ہے غرق کیا کیا کشتیٔ مقصد لب ساحل	ہوئے ہیں خشک بار آور نہال آرزو کیا کیا	لا اعلم
طبع و دل از رہ تقلید بہ نیکاں نرسد	یا اگر خواب کند چشم نخواند اورا	عالی
اے ذوق تکلف میں ہے تکلیف سراسر	آرام سے وہ ہے جو تکلف نہیں کرتا	ذوق
اے زاہد ریائی دیکھی نماز تیری ۔	نیت اگر یہی ہے تو کیا ثواب ہوگا	لا اعلم
آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز	کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا	ذوق
انصاف کے خواہاں ہیں نہیں طالب زر ہم	تحسین سخن فہم ہے مومن صلہ اپنا	مومن
ثنا ہا ہمہ ایزد پاک را	ثریا وہ طارم تاک را	لا اعلم
دریں دریائے بے پایاں دریں طوفان شور افزا	دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا	"
زر سے گل کاغذ گل تر ہو نہیں جاتا	قلعی سے کچھ آئینہ قمر ہو نہیں جاتا	"
حباب آسا میں دم بھرتا ہوں تیری آشنائی کا	نہایت غم ہے اس قطرہ کو دریا کی جدائی کا	آتش
تعلق روح سے مجھ کو جسد کا ناگوارا ہے	زمانے میں چلن ہے چار دن کی آشنائی کا	"
گل آتے ہیں ہستی میں عدم سے ہمہ تن گوش	بلبل کا یہ نالہ ہے یہ افسانہ ہے اس کا۔	"

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
ہنر سے نیاریوں کے حال یہ ظاہر ہوا ہم کو	مقدر میں جو دولت ہو تو زر ہو خاک سے پیدا	آتش
پھول جو ہے اپنے گلشن کا سپر کا پھول ہے	ہر شجر اس باغ میں لاتا ہے پھل تلوار کا	”
تواضع دشمن جاں کی زیادہ قتل کرتی ہے	خم شمشیر معشوقوں کا تھوڑاتا ہے گردن کا	”
کڑا اپن آگے مرداں خدا کے چل نہیں سکتا	کف داؤد میں یکساں ہے عالم موم و آہن کا	”
ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا	سنبھل سکتا نہیں اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا	”
شاہراہ ہستی موہوم میں وہ چال چل	اپنی آنکھوں کو بچھا دیں دوست دشمن زیر پا	”
ایذا جو ہو اس خال و گیسو سے تعجب ہے	وہ افعی بے دنداں ہے یہ نیش یہ عقرب تھا	”
سوائے رنج کچھ حاصل نہیں ہے اس خرابے میں	غنیمت جان جو آرام تو نے کوئی دم پایا	”
دوستوں سے اسقدر صدمے اٹھائے جان پر	دل سے دشمن کی عداوت کا گلا جاتا رہا	”
برہنہ آیا تھا یاں عدم سے برہنہ یاں سے چلا عدم کو	نہ بوئے کافور میں نے سونگھی نہ داغ مجھ کو لگا کفن کا	”
خراب مٹی نہ ہو کسی کی کوئی ترود دو دوستاں ہو	جدا ہوا شاخ سے جو پتا غبار خاطر ہوا چمن کا	”
آتش نہ پوچھ حال تو مجھ دردمند کا	سینے میں داغ داغ میں ناسور پڑ گیا	”
یہ دل لگانے میں نے مزہ اٹھایا ہے	ملا نہ دوست تو دشمن سے اتحاد کیا	”
ماتم و ریاد لال شادی تنک ظرفوں کی ہے	گریۂ مینا ہے باعث خندہ ہائے جام کا	”
آدمی کو موت کے آنے کی لازم ہے خوشی	عید ہے جس روز چھٹکارا ہوا محبوس کا	”
دانت ملتے ہیں ہوئے ہیں موئے سر میا لے سفید	گور ہنستی ہے سمجھکر مجھ کو شایاں مرگ کا	”
اچھا نہیں ستانا کسی بے گناہ کا	پہلا مقام عرش ہے بیکس کی آہ کا	آصف
کارساز ما بفکر کار ما	فکر ما در کار ما آزار ما	معنوی
ستم است گر ہوست کشد کہ بسیر سرو سمن درا	تو ز غنچہ کم نہ دمیدۂ در دل کشا بچمن درا	بیدل
کے بھی لوگ بیٹھے بھی اٹھ بھی کھڑے ہوئے	میں جا ہی ڈھونڈتا تری محفل میں رہ گیا	آتش
از ہنر خویش کشا سینہ را	مایہ مکن نسبت دیرینہ را	لا اعلم
چوں نویسم اشتیاق این دل مجروح را	از کجا آرم حیات خضر و عمر نوح را	”
اللہ دکھائے نہ الم نور نظر کا	ہو جاتا ہے آنکھوں سے لہو قلب جگر کا	”

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
نہ ہو جس کام کا انساں ہیں ہوتا۔	مناسب ہے اُسے چھوڑے اچھوتا۔	لا اعلم
جسے کہتے ہیں بحر عشق اُس کے دو کنارے ہیں	ازل نام اس کنارے کا ابد نام اس کنارے کا	”
زمانے نے اونچے سے جس کو گرایا	وہ آخر کو مٹی میں مل کر رہیگا	”
سنگین دل ست ہر کہ بظاہر ملائم ست	پنہاں دروں پنبہ نگر پنبہ دانہ را۔	غنی
رسد بر اہل ایماں بیشتر آفات از دنیا	گزندے نیست از دنداں جز انگشت شہادت را	لا اعلم
واقف نہیں ہے کوئی نوا ہائے راز کا۔	یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا	غالب
ہوئی ہے تقدیر سے رسائی ضرور ہے قسمت آزمائی	کرینگے اس در پہ جبہ سائی نشان جبتک رہے جبیں کا	امیر
آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ	کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا	ذوق
مقسوم اہل علم عذابیست زیر چرخ	رسمیست در شکنجہ کشیدن کتاب را	لا اعلم
مسجد میں نہ کعبہ میں نہ بتخانہ میں دیکھا	وہ جلوہ جو اس مٹی کے کاشانے میں دیکھا	میر
مکے گیا مدینے گیا کربلا گیا۔	جیسا گیا تھا ویسا ہی چل پھر کے آگیا	تقی
بودا ستم کا جن نے اس باغ میں لگایا۔	اپنے کئے کا اُن نے ثمرہ شتاب دیکھا	”
عشق ہو انساں کا یا انس ہو حیواں کا	لاگ جس کی جس سے ہو دشمن ہے اپنی جان کا	”
یار ہے بیقدر جب ہو آشنا دس بیس کا	مثل ماہ عید کے پورا جو ہوئے تیس کا	سودا
اگر عدم سے نہ ہو ساتھ فکر روزی کا۔	تو آب و دانہ کو لیکر گہر نہ ہویدا	”
دوست جو اپنا تھا دشمن ہو گیا	راہبر قسمت سے رہزن ہو گیا	مصحفی
کیا کیا بہاریں آئیں کیا کیا درخت پھولے	نخل اُمید ہم نے پر بارور نہ دیکھا	”
جو ملا اُس نے بیوفائی کی۔	کچھ عجب رنگ ہے زمانے کا	”
مجھے آتا ہے رحم اس طائر بے پر کی حسرت پر	کہ اڑ سکتا نہیں اور ہے قریب آشیاں بیٹھا	”
جیتے تو غم گردش افلاک نے کھایا	اور مر کے چھٹا اس سے تو بس خاک نے کھایا	جرائت
چشم وا کرتے ہی نرگس کی طرح کملائے	چمن دہر کا کچھ ہم نے نظارا نہ کیا	”
نہ کوئی یار ہے غمخوار ہے مونس نہ ہمدم ہے	سنا دیں کس کو ہم درد و غم و رنج و الم اپنا	”
نہ آیا چرخ دوں کو کچھ اگر آیا تو یہ آیا۔	گھٹانا وصل کی شب کا بڑھانا روز ہجراں کا	”

وائے قسمت نہ قفس کے ہوئے نہ گلشن کے — کہ رہا اب ہمیں صیاد نے پر بند کیا — جرأت

سخت دل جو ہیں انہیں محروم رکھتا ہے فلک — بیضۂ فولاد سے بچہ کہاں پیدا ہوا — ناسخ

خاکساروں سے ملا کرتے ہیں جھک کر سربلند — آسماں پیش زمیں بہر تواضع خم ہوا — ״

کچھ بھی حاصل باکمالوں کو نہیں ہے جز زوال — مورد نقصاں ہوا جب کہ ماہ کامل ہو گیا — ״

سب کے خالق نے بنائے کاسۂ سر واژگوں — آدمی اس پہ بھی پیش آدمی سائل ہوا — ״

رنگ عشرت باغ عالم میں نظر آتا نہیں — گل کو گلچیں کا خطر بلبل کو غم صیاد کا — ״

تمام عمر یونہیں ہو گئی بسر اپنی — شب فراق گئی روز انتظار آیا — ״

ایسا کوئی گمنام زمانے میں نہ ہوگا — گم ہو وہ نگیں جس پہ کہ دے نام ہمارا — ״

باراں کی طرح لطف و کرم عام کئے جا — آیا ہے جو دنیا میں تو کچھ نام کئے جا — آتش

فرو غصہ کیا جس نے پچھاڑا دیو کو اس نے — اسے رستم کہیں گے ہم جو ایسا پہلواں ہوگا — ״

پست فطرت سے سوائے رنج کچھ حاصل نہیں — پایہ گل کشتی کو کر دیتا ہے پانی تھاہ کا — ״

کہاں کہاں تجھے ڈھونڈا بدل کے بھیس اے دوست — جو شیخ کعبہ میں تو دیر میں برہمن تھا — ״

شاہراہ ہستی موہوم میں وہ چال چل — اپنی آنکھوں کو بچھا دیں دوست دشمن زیر پا

فزوں ہوتا ہے جمعیت سے زیر آسماں کھٹکا — درخت بارور ہیں باندھتا ہے باغباں کھٹکا

رنج سے راحت نصیب طبع شیریں کو ہے — بار لاتا ہے قلم ہونے سے نخل انگور کا

ظرف پیدا کر جو چاہے شہرۂ آفاق ہو — نام اک عالم میں چینی نے لیا فغفور کا — ״

ٹاٹ بھی ملنے کا مرقد میں نہیں کل بہر فرش — خوش نہ ہو گو آج بندہ صاحب قالیں ہوا — ״

نہیں اسرار سے آتش یہ پتلا خاک کا خالی — یہی وہ گرد ہے جس سے سوار آخر عیاں ہوگا — ״

روا رکھ کلفت ایام میں بھی قدر نیکوں کی — پھٹے کپڑوں میں بھی ان کو سمجھ لعل گدڑی کا — ״

گل و بلبل کی حالت پر بجا ہے گریۂ شبنم — اسے گلچیں کا اندیشہ اسے صیاد کا دھڑکا — ״

بہار عالم نیرنگ رکھتا ہے مزاج اپنا — جوانوں میں جواں بڈھوں میں بڈھا لڑکوں میں لڑکا — ״

حرص و ہوس کو سینہ میں غافل جگہ نہ دے — مہتاب کو نحوست کرتا ہے کیڑا کتاب کا — ״

ہمارے قبر سے آئے گی یہ صدا تا حشر — یہ مژدہ آیا کہ مجھ سا ہر کوئی شاد آیا — ״

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
زینت پسند وہ نہیں جو ہیں شکستہ دل	محتاج موئے چینی نہ دیکھا خضاب کا	آتش
لاتی ہے واں قضا وقدر مرغ روح کو	پانی جہاں قفس کا ہے دانہ ہے جال کا	″
دنیا میں نیک سے ہے فزوں بد کا امتیاز	کیا کیا گراں نہ شہد سے قیمت میں سم ہوا	″
باغ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی مجھے	دوست جس گل کا رہا میں وہ مراد شمن رہا	″
چھوڑیگا کسی کو آسماں بے گور میں بھیجے	سمجھ زیر زمیں اسکو جو بالائے زمیں آیا	″
ہولے دہر گر انصاف پر آئے تو سن لینا	گل وبلبل چمن میں ہونگے باہر باغباں ہو گا	″
آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اُٹھ بھی کھڑے ہوئے	میں جا ہی ڈھونڈتا تری محفل میں رہ گیا	″
ناقص ہے دوستداری میں کامل نہیں ہو تو	دشمن سے بھی غبار اگر دل میں رہ گیا	″
ہزار نخل خزاں دیدہ پر بہار آئی	نہ اپنا شیب سے پھر عالم شباب آیا	ظفر
پاک دنیا سے رہے اہل صفا دنیا میں	اے ظفر آب میں کب گوہر غلطاں بھیگا	″
لغمت دنیا ہے دنیا میں عجب دام فریب	آیا جو مہماں اس مہمانسرا میں پھنس گیا	″
مسافر خانۂ دنیا میں جو آیا ہو اراہی	یہ منزل آمد وشد کی ہے اسمیں ہے وطن کسکا	″
زینت ظاہری جن کو ہے وہ ہیں خالی ہاتھ	کوئی بتلادے کہ ہے پنجۂ مرجاں میں کیا	″
دو ہو جاتی حسد سے ہے محبت دیکھو	حال یوسف کا ہوا صحبت اخوان میں کیا	″
ہوتا ہے چودھیوں کو ہمیشہ خسوف ماہ	جو دن کمال کا ہے وہی ہے زوال کا	″
جو گھوڑے پر ہوا کے تھا غرور شہسواری میں	زمیں پر اس کو اس گردوں نے دے ٹپکا اُلٹ مارا	″
غیر از خدا ظفر یہاں کوئی نہیں ٹھکانا	منعم کا اور گدا کا چھوٹے کا اور بڑے کا	″
یہ ساری آمد وشد ہے نفس کی آمد وشد	اسی تک آنا جانا ہے نہ پھر آنا نہ پھر جانا	″
یار تھا گلزار تھا مے تھی فضا تھی میں نہ تھا	محفل گلزار میں غیروں کو جا تھی میں نہ تھا	″
رفعت جاہ کو ہے ہمت عالی درکار	اونچے کوٹھے کیلئے چاہئے زینہ اونچا	″
اے بیخبر دنیا یہ مزرع عقبے ہے	جز تخم نکوئی کچھ تم اور نہ بو جانا	″
فرصت یہ ایک دم کی حباب اتنی سرکشی	تو اعتبار سمجھے ہے کیا اس وجود کا	″
نہ کوئی یار پایا اور نہ کوئی آشنا پایا	جسے یاں دوست جانا اُسکو دشمن جان کا پایا	″

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
نہ یاروں میں رہی یاری نہ بھائیوں میں وفاداری	محبت اُٹھ گئی ساری عجب یہ دور آیا ہے	ظفر
تن کی عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس	یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سیدھا اُلٹا	"
رتبہ ملا اُسے جو وطن سے نکل گیا	وہ پھول سر چڑھا جو چمن سے نکل گیا	آباد
قایم یہاں خزاں ہے نہ موسم بہار کا	بدرنگ رنگ ہے چمن روزگار کا	"
اب زمیں پر نام کو باقی نہیں اُنکا نشاں	جن کی نوبت کا بہ رنگ آسمان نقارہ تھا	"
ایک بنتا ہے بگڑ جاتا ہے فوراً دوسرا	دیکھ او ناداں تماشا گردش ایام کا	"
دل مرے سینے میں یہ کوئی ستم پیدا ہوا	جب سے دل پیدا ہوا ساتھ اُسکے غم پیدا ہوا	"
کہو بلبل کو لیجائے چمن سے آشیاں اپنا	پڑھے گر صد ہزار افسوں نہ ہوگا باغباں اپنا	لاعلم
اٹھا کر لے چلی بلبل یہ چمن سے آشیاں اپنا	کہا گل سے کہ لے لے بیونا ہم سے مکاں اپنا	"
مرا جلتا ہے جی اس بلبل بیکس کی غربت پر	کہ گل کے آسرے پر یوں لٹایا خانماں اپنا	"
نہ تو نے گل کیا اپنا نہ بلبل باغباں اپنا	چمن میں کس بھروسے پر بنایا آشیاں اپنا	"
یہ حسرت رہ گئی کس کس مزہ سے زندگی کرتے	اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا باغباں اپنا	"
فرشتوں کو کیا مات آدمی نے	قیامت کا یہ مشت خاک نکلا	صبا
چار دن کے لئے کیا کیا نہ ہوا دنیا میں	خاک سے آب سے آتش سے ہوا سے پیدا	"
لے منعم سامان سواری پہ نہ بھولو	اڑ جائے گا اک روز ہوادار تمہارا	"
خوشی وہ کونسی دی جس کے بعد غم نہ دیا	ہمیشہ سر پہ فلک بر سر حساب رہا	"
بلبل کہاں بہار کہاں باغباں کہاں	وہ دن گذر گئے وہ زمانہ گذر گیا	"
خلاف بلبل گلشن سے یہ زمانہ ہوا	کہ پنجۂ ملک الموت آشیانہ ہوا	"
یہ بخل وہ ہے کہ جس کے سبب سے اے منعم	زمیں کے تحت میں قارون کا خزانہ ہوا	"
آئی بہار اور نہ چھوٹا میں اے جنوں	کیسا تڑپ کے خانۂ زنداں میں رہ گیا	"
عاقبت تنہا گئے ملک عدم مشکل ہوا	کوئی بھی مونس نہ یار و ہمرہ منزل ہوا	"
ہمرہاں پہونچے کبھی کے منزل مقصود کو	دو قدم چلتے ہی میں ہیہات تھک کر رہ گیا	"
کیا کوئی سر بلند کرے دعوی عروج	سنتا یہ ہے کہ پائمال سدا کو بہار کا	"

تنک ظرفوں سے کیا ممکن جو کوئی فیض کو پہنچے	کہ لب جام حباب بحر سے تر ہو نہیں سکتا	صبا
فرش خاکستر پہ وہ ہیہات سوتے ہیں پڑے	روز و شب رہتی تھی جن کے مسند زر زیر پا	”
سرکش کوئی ہو کر کبھی بر پا نہیں ہوتا	انجام برے کام کا اچھا نہیں ہوتا	”
گردش سے زمانہ کبھی خالی نہیں رہتا	کس دن تہ و بالا یہ ہنڈولا نہیں ہوتا	”
ایک عالم کو آزما دیکھا	جس کو دیکھا سو بے وفا دیکھا	سرور
حال بد کا شریک دنیا میں	نہ برادر نہ آشنا دیکھا	”
یار اغیار ہو گئے واللہ	کیا زمانے کا انقلاب ہوا	”
بسان نقش پا بیٹھے جہاں ان سے نہ پھر سرکے	ٹھکانا پوچھتے ہو کیا بھلا ہم بے ٹھکانوں کا	”
سرا سے دل دکھاتا ہے کوئی ذکر اور ہی چھیڑو	پتہ خانہ بدوشوں کے نہ پوچھو آشیانے کا	”
ہیچ دنیا کے لئے کچھ نہ سکندر نے کیا	آپ کئی روز جیا کس لئے دارا مارا	”
اپنی تو زندگی یہاں مثل حباب ہے	گو خضر لاکھ سال جیا پھر کسی کو کیا	نسیم
پاس رہتا تھا ہمارے کچھ نہ تھا ہم کو ملال	اب جدائی سے محبت کا اثر ہونے لگا	سوز
ہم سے افلاک کو سو رنگ بدلتے دیکھا	پر نہ قسمت کا نوشتہ کبھی ٹلتے دیکھا	لا اعلم
گر یوں ہی یہ دل دریدہ آزار رہیگا	اک روز نہ اک روز یہ بیٹھے مار رہے گا	جوشش
دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا	سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا	قلندر
بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا	سوائے بیکسی اب کوئی آسرا نہ رہا	عبرت
تو نے صیاد عجب ظلم یہ ایجاد کیا	بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا	غمگین
دشمن کو مری گور پہ لانا نہیں اچھا	مردے کو مسلماں کے جلانا نہیں اچھا	محمود
صحرا میں مرے حال پہ کوئی بھی نہ رویا	گر پھوٹ کے رویا تو مرے پاؤں کا چھالا	نظیر
اوروں کو تو گرتے ہوئے دیکھا تو لیا تھام	ہم گر بھی پڑے تو بھی نہ ظالم نے سنبھالا	”
کج روی کو چھوڑ ظالم راستی کر اختیار	خوب دیکھا ہار ہے انجام الٹے داؤ کا	نسیم
باغ میں ہل کر ہوا سے جو صدا دیتے ہیں برگ	فی الحقیقت ذکر کرتے ہیں تمام اللہ کا	اسیر
بطن میں کودک کو کیڑے سنگ میں پاتا ہے رزق	پرورش کرنا زمانہ کا ہے کام اللہ کا	”

خزاں کے ہاتھ سے گلشن میں خار تک نہ رہا	بہار کیسی نشان بہار تک نہ رہا	عاشق
چمن سے دہر کے مجھ ناتواں کی رخصت ہے	کہو گلوں سے کہ گلشن میں خار تک نہ رہا	״
ملا یا خاک میں گردوں نے کس کس نام آور کو	نشاں ملتا نہیں ہے قبر جمشید و فریدوں کا	صبا
بحر عالم میں ہے آفت لازم اہل کمال	ٹوٹنے کا خوف ہے قطرہ جو گوہر ہوگیا	اسیر
مردہ کچھ سنتا نہیں چلا کے روتے ہیں عزیز	دم میں کتنا فاصلہ اللہ اکبر ہوگیا	״
موذیوں کی پرورش ہے باعث آزار خلق۔	خار صحرا جب ہوا بالیدہ نشتر ہوگیا	״
خاکساری سے نہیں بہتر جہاں میں منعمی	مل گئی جسکو یہ دولت کیمیا گر ہوگیا	״
پاک طینت دب چلیں ذی نخوتوں سے ذکر کیا	نور کا ہوتا نہیں زنہار مسکن زیر پا	عشقی
چشم عبرت کیوں نہ خوں روئے کہ ہنگام خرام	ہر قدم کس کس کا آجاتا ہے مدفن زیر پا	״
ہوئے ہیں خاک کے پیوند مہرباں کیا کیا	ستم سے پیر فلک کے مٹے جواں کیا کیا	عاشق
فلک کب چھین سکتا ہے بضاعت خاکساروں کی	زمیں کے تحت میں ہے تا قیامت گنج قاروں کا	امانت
رکھا کسی کو نہ محروم حق نے رحمت سے	بشر کو دیدۂ تر چرخ کو سحاب دیا	״
عبث ہے پرورش سنگدل زمانے میں	عقیق کے نہ شجر میں کسی نے آب دیا	״
دشمن بھی گر مرے تو خوشی کا نہیں مقام	کوئی جہاں سے آج گیا کوئی کل گیا	״
روشن دلوں کو بادحوادث سے کیا گزند	صرصر سے گل ہوا نہ چراغ آفتاب کا	״
کیا جانئے گلزار پہ کیا لائے گی آفت	رونا ترا اے بلبل شیدا نہیں جاتا	״
نہ وہ آیا نہ مجھ کو بلوایا۔	اور نہ خط کا مرے جواب آیا	
وہ سدا شاد رہا جس سے خدا شاد رہا۔	وہ رہا یاد یہاں جس کو خدا یاد رہا	حلم
دانا کو تو اک حرف نصیحت ہے کفایت	ناداں کو کافی نہیں دفتر نہ رسالا	زار
باغ عالم میں ہے سب کو طرف اصل رجوع	خلق طاؤس کے بیضہ سے کبوتر نہ ہوا	اسیر
ترک عزت کی تو آیا حسن کا جلوہ نظر	آبرو سے مد ہوا زائل تو ابرو ہوگیا	״
کس طرح وضع غیر محل ہو پسند خلق	دامن لپٹ کے ہاتھ میں کب آستیں ہوا	״
سبقت جو زندگی میں سکندر سے کی تو کیا	اے خضر پیچھے مرگ کی منزل میں رہ گیا	آتش

پیام مرگ سے ہوتی ہے غمگیں روح کس خاطر	ملے گا خاک میں وہ جو ہوا ہے خاک سے پیدا	آتش
ہلا نہ سرو کو کچھ اپنی راستی میں پھل۔	کلاہ کج جو نہ کرتا تو لالہ کیا کرتا	؍؍
جو جس کے حق میں سمجھا وہ بہتر بنا دیا۔	مجھ کو فقیر تجھ کو تونگر بنا دیا	رند
غافل مقام رشک نہیں جائے شکر ہے	سو سے بُرا تو ایک سے بہتر بنا دیا۔	؍؍
صاحب کمال رکھتے ہیں اکسیر کے خواص	چٹکی اٹھالی خاک کی اور زر بنا دیا	؍؍
خوار کرتا ہے جو امردوں کو سفلوں کو عزیز	سن تو چرخ پیر کیا تو بھی کمینا ہو گیا	؍؍
قاروں کے خزانے کا طلبگار نہیں میں	ہو گا نہ سزاوار مجھے مال دنی کا	؍؍
سمجھا ہوں جو اس منزل ہستی کو سرائے	وہ ہو کا ہے وطن میں غریب الوطنی کا	؍؍
آغاز سے ہر امر کا انجام خوب ہو	انسان کو خیال رہے گر مآل کا	؍؍
خاکساری سرمہ ساں شیوہ کریگا تو اگر	دیدۂ اہل نظر میں تیرا گھر ہو جائے گا	؍؍
چشم وحدت سے جو کی سیر جہاں کی اے رند	زاغ بھی آیا نظر تو اُسے عنقا سمجھا	؍؍
فلک کے ہاتھ سے جس سرزمیں پر بھاگ کر پہونچا	یہی واں بھی زمیں پائی یہی واں آسمان نکلا	؍؍
رہا تیر بلا ست آل نشیں کرشِ دم	کبھی کچھ ہم کو سیدھا نہ پایا۔	؍؍
احاطے سے فلک کے کب کے ہم تو	نکل جاتے مگر رستہ نہ پایا۔	ذوق
ہو پاکدامنوں کو خلش کس سے کیا خطر	کھٹکا نہیں نگاہ کو مژگاں کے خار کا	؍؍
اے ذوق گر ہے ہوش تو دنیا سے دور بھاگ	اس میکدہ میں کام نہیں ہوشیار کا۔	؍؍
شربت مرگ سے محروم نہ رہتا کبھی خضر	لیک ناکام اسے آب بقا نے رکھا	؍؍
برنگ غنچہ خونیں دل ہنسے کیا اس گلستاں میں	بھر آیا منہ میں خون اگر اک تبسم زیر لب آیا	؍؍
جاہل ہنسے کرنہ آئے راہ پر معجزے سے بھی۔	جہل سے بو جہل اپنے نامسلماں ہی رہا	؍؍
آنا ہے تو آجا کہ کوئی دم کی ہے فرصت	پھر دیکھئے آتا بھی ہے دم یا نہیں آتا	؍؍
جدا حبیب سے ہوں ہم نہ ہوں رقیب جدا	ہے اپنا اپنا مقدر جدا نصیب جدا	؍؍
قاروں اٹھا کے سر پہ گنج لے گیا	دنیا سے کیا بخیل بجز رنج لے گیا	ظفر
دل کو تو کر اپنے دولت سے قناعت کی غنی	بس بہت دست ہوس اپنا نہ لے غافل بڑھا	؍؍

محبت جیتے جی کی ہے وگرنہ بعد مرنے کے	نہیں کوئی کسی کی قبر پر بھی آنکھ بھرتا	ظفر
کوئی آرام سے کیونکر زمیں پر بیٹھنے پائے	رہے جب در پئے گردش فلک آٹھوں پہر پھرتا	″
اس کو انساں مت سمجھو سرکشی جس میں ظفر	خاکساری کے لیے ہی خاک سے انساں بنا	″
ہوشمندی کہ بہ ہنگامۂ مستان افتد	مصلحت نیست کہ ہشیار نماید خود را	″
عیب را ہم گر بکاوی نیست خالی از ہنر	باز می دارد تکبر از ریا مغرور را	مخلص
شوق در ہر دل کہ باشد رہبرے در کار نیست	میل بے رہبر بدریا میرساند خویش را	صائب
نہ ہر آہے قبول افتد نہ ہر اشکے اثر دارد	یکے گوہر شود از صد ہزاراں قطرۂ نیساں را	″
از بوالہوس محبت قلبی طمع مدار	نتواں گرفت از گل کاغذ گلاب را	لا اعلم
عناں بدست فرومایگاں مدہ زنہار	کہ در مصالح خود خرج می کنند ترا	″
ہیچ عضوے بے بصیرت نیست در ملک وجود	ورنہ چوں پہلو شناسد بستر بیگانہ را	″
چو مو سفید شود دست از خضاب بشوے	نہاں مکن بشب تیرہ صبح انور را	″
چشم کرم مدار ز ابنائے روزگار	دشوار میدہند جواب سلام را	″
کاسۂ خود پُر مکن زنہار از خوان کسے	داغ از احساں خورشید ست بر دل ماہ را	″
ختم ست خوردن من و عیب ست پوششم	انیست از زمانہ لباس و غذا مرا	″
غریب کوئے توام با وطن چہ کار مرا	سپردہ ام بتو خود را من چہ کار مرا	″
آنچہ ہوا پرست بہ مقصد نمیرسد	نتواں زدن بہ تیر ہوائی نشانہ را	صائب
دشمن خونخوار را کوتہ ز احساں ساز دست	ہیچ زنجیرے بہ از سیری نباشد شیر را	″
از علائق فارغ اند آزاد مرداں ہمچو سرو	خار نتواند گرفتن دامن برچیدہ را	″
ہنر شرط ست اے عالی نسب بہر گراں قدری	کہ قیمت یکدرم گل بود دینار عطرش را	رائق
از حباب آموز ہمت را کہ با صد احتیاج	خالی از دریا بروں آرد سبوے خویش را	خالص
اقبال کرم می گزد ارباب ہمم را	ہمت نخورد نیشتر لا و نعم را	عرفی
نوجوانی بخاک می جوئیم ما	بے سبب نیست قامت خم ما	عارف
شناور را بہ طوفاں بلا تسلیم می باید	ہجوم موج دریا خستہ سازد سینۂ ویراں را	حزیں

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
تا بکے از بزم وصلت دور میداری مرا	تا بکے آوارہ و مہجور میداری مرا	لا اعلم
شد آرزوئے تو از حد امیدوار ا نزا	چو اشتیاق مہ عید روزہ دار انزا	〃
چہ بہ خاطر رسید یار مرا	کہ بہ ہجران سپرد کار مرا	〃
احوال خویش عرض نمودن چہ حاجت ست	چوں روشن است پیش تو مافی الضمیر ما	〃
زن خوب و فرماں بر پارسا	کند مرد درویش را بادشا	سعدی
حسود ان را سکوت مادہاں یاوہ گو بندد	زخاموشی تو ان زد بخیہ ایں زخم نمایاں را	حزیں
کدورت بیشتر آنرا کہ جوہر بیشتر دارد	نمیباشد غبار زنگ ہرگز تیغ چوبیں را	حکیم
در صفائی سینۂ خود سعی کن تا ممکن است	صاف اگر با خویش خواہی سینۂ احباب را	صائب
اختلاط ناموافق سد راہ سالک است	فلفل از پرواز مانع می شود کافور را	اعجاز
تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل	کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را	صائب
صحبت ناجنس کامل را نزد بید ماغ	تلخی فلفل کجا ناخوش بود کافور را	موید
عجب نبود اگر فرزند بہتر از پدر گردد	کہ عطر صندل افزوں تر ز صندل میشود بو را	فائق
خرد شمار گنہ را کہ گنا ہیست بزرگ	گندمی کرد ز فردوس بروں آدم را	صائب
صائب گہر بسنگ زدن بی بصیرتیست	ضایع مکن بمردم بیہودہ پند را	〃
گر حق طلب کنی سگ اصحاب کہف باش	بگذار ہمنشینی اصحاب فیل را	متیں
تا نسوزد آرزو در دل نگردد سینہ صاف	زنگ از آئینہ میگردد زخاکستر جدا	صائب
ندارد با تعلق سود دست افشاندن از دنیا	کہ آزادی گرفتاریست مرغ رشتہ برپا را	〃
وارثاں را کرد مستغنی ز احسان اجل	ہر کہ پیش از مرگ قسمت کرد مال خویش را	〃
وقت رفتن نیست در دنبال چشم حسرتش	ہر کہ پیش از خود فرستادہ است مال خویش را	〃
بزور بازوی اقبال کار ہی برنمی آید	نگہ دارد مگر دست دعا دامان دولت را	
مارا برای گریہ چو ابر آفریدہ اند	نازل شدہ است آیۂ رحمت بشان ما	مہرباں
اندیشۂ مآل نمی آید ز ما درست	در دست دیگریست چو سود و زیان ما	
براہ مرگ رفتن اغنیا را سخت دشوار است	کہ فربہ کی بآسانی نماید قطع منزلہا	رائق

میکند بیدار احسان دولت خوابیده را۔	عطسه می سازد سبک مغز گران گردیده را	بدیع
کی سبک روحان بسازد برگ دارند احتیاج	نیست در سیر و سفر پروای سامان سایه را	
وه در شود کشاده اگر بسته شد درے	انگشت ترجمان زبان است لال را	صائب
آب و نان روشندلان از سنگ پیدا میکند	گشت از آئینه فرحت این سخن روشن مرا	فرحت
ترا در بوته گل بهر آن داوند این مهلت	که سیم ناقص خود را کنی کامل عیار اینجا	صائب
هر چه رفت از کف بدست آوردن او مشکل است	چون کند گرد آوری گل بوی غارت برده را	״
نیگرد باطن اهل صفا رنگ از نظر بازی	تصرف نیست هرگز در دل آئینه صورت را	مظهر
شرکت روزی خسیسان را بفریاد آورد	بر سر نان پاره سگ دشمن شود درویش را	صائب
نیست صائب علم رسمی سینه صافان را بکار	میکند مغشوش جوهر صفحهٔ آئینه را	״
همدم دیرینه میباشد موافق با مزاج	در سبوی کهنه طبع آب می ماند بجا	״
ز راستی نبود خجلت کشاده جبین را۔	که نقش را راست نسازد سیاه رومی نگین را	״
چون شکر ز راستی خویش نگذریم ما۔	یاران جدا کنند اگر بند بند ما	خوشدل
دست وسعت بود سپر ناوک قضا	در کار خیر صرف کن اقبال خویش را	صائب
بیش بین بر خصم در تدبیر سبقت می برد۔	خواب تا چشمت نه بندد به که بندی خواب را	غنی
شد روشنم از شمع که در بزم حریفان۔	خاموش شدن مرگ بود اهل زبان را	لا اعلم
دهر تا امن چنان گشته که چون مردم چشم	تا در خانه نه بستم نه برد خواب مرا۔	״
تن ساخته پابند درین هر جسد جان را	ساکن کنند آمیزش خاک آب روان را	״
در ضلالت تا نیفتادم سعادت ره نداد	راهبر پیدا نشد تا گم نکردم راه را	״
ز اختلاف این و آن سررشته را گم کرده ام	شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرها	ناصر علی
از پی اصلاح مردم عمر خود ضایع مکن	می شود بیکار تر سوهان ازین زنگارها	لا اعلم
میدهد آرام پاس آبرو با مرد را	مشت آبے از تپیدن باز دارد گرد را	״
به پیری سعی کن گر در جوانی رفته کار از دست	زر گم گشته در آتش ز خاکستر شود پیدا	״
مشو با تنگ چشمان هم سفر گر زندگی خواهی	که رشته هر قدم کوته شود همراه سوزن ها	جامی

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
مشو نومید اے مخفی کہ در ہنگام نومیدی	شود لطف خداوندی پناہ بے پناہاں را	مخفی
مرگ گوارا شود موے چو گردد سفید	لذت دیگر بود خواب دم صبح را	غنی
مکن صرف خضاب اے پیر نقد زندگانی را	بموے کے تواں برخویشتن بستن جوانی را	مخلص
آدمی در عہد پیری بے خبر گردد غنی	میشمارم طفل خود را ریخت تا دنداں مرا	غنی
در نگر پس را بعقل و پیش را	ہمچو پروانہ مسوزاں خویش را	معنوی
من نہ بینم دام را اندر ہوا	گر نپوشد چشم عقلم را قضا	״
بند آہن را تواں کردن جدا	بند غیبے را نداند کس دوا	لا اعلم
گر تو خواہی ہمنشینی باخدا	رو نشیں اندر حضور اولیا	״
ما بروں را ننگریم و قال را	ما دروں را ننگریم و حال را	״
ضیافتے کہ در آنجا توانگراں باشند	شکنجہ ایست فقیراں بے بضاعت را	صائب
تا نخوانند مشو سبز بہار اے بخنے	کہ نباشد بچمن قدر گل خود رو را	لا اعلم
خندہ کردن رخنہ در قصر حیات افگندن است	میشوی از بے تمیزی ہمچو گل خنداں چرا	״
اگر حجاب کنی از خدا فرشتہ شوی	چنانکہ می کنی از مردماں حجاب اینجا	״
شد بدام عشق مرغ روح قید	تا نمیرد ننگرد آرام را	״
بنومیدی مدہ از دست خود داماں شبہا را	کہ از خاک سیہ گلہائے رنگیں می شود پیدا	״
از شتاب عمر گفتم غفلت من کم نشد	زیں صدائے آب سنگیں تر آخر خواب ما	״
کس وقت نزع بر سرم از بیکسی نبود	شرمندہ ام ز عمر کہ آمد بسر مرا	غنی
ریشہ نخل کہن سال از جواں افزوں تر است	بیشتر دلبستگی باشد بدنیا پیر را	صائب
پیوستہ زمانہ در پناہت بادا	نہ طاق سپہر بارگاہت بادا	لا اعلم
ہر دولت بیدار کہ در عالم ہست	پروانہ و شمع خوابگاہت بادا	״
ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا	آتش پہ مغاں نے راگ گایا تیرا	״
دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے	انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا	״
اب تو جاتے ہیں اپنے گھر کو ہم	پھر ملیں گے اگر خدا لایا	״

ہر کہ پابند وطن شد می کشد آزار ہا — روئے گل اندر چمن دائم پراست از خار ہا

زبید رداں علاج درد خود جستن بداں ماند — کہ خار از پا بروں آرد کسے با نیش عقرب ہا

مشکل بود گرفتن چیزے ز تنگ چشم — گرفتہ ست بخیہ ز سوزن قبائے ما — غنی

در فیض است بنشیں از کشایش نا امید اینجا — بہ رنگ دانہ از ہر قفل می روید کلید اینجا

ایں جہاں کوہ است فعل ما ندا — سوئے ما آید نداہا را صدا — مولانا روم

با وجودیکہ پر و بال نہ تھے آدم کے — وہاں پہنچا کہ فرشتے کا بھی مقدور نہ تھا

سودا سنبھال سکھ نہ کر اب خوف حشر کا — پیمانہ تیری عمر کا لبریز ہو گیا — سودا

مثل نگیں جو ہم سے ہوا کام رہ گیا — ہم رو سیاہ جاتے رہے نام رہ گیا — درد

زنگی کو نارنگی کہیں بنے دودھ کو کھویا — چلتی کو گاڑی کہیں دیکھ کبیرا رویا — لا اعلم

کیا اس ترے بیمار کو امید شفا ہو — جس کو کہ اثر ہو نہ دعا کا نہ دوا کا — ״

مکھی بیٹھی شہد پر پنکھ لئے لپٹا — ہاتھ ملے سر دھنے لالچ بری بلا — ״

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا — الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا — ״

تن عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس — یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سیدھا الٹا — ״

افشائے راز میں گو ذلت سہی — لیکن اوسے جتا تو دیا جان تو گیا — ״

نمی بینی کہ گاوے در علف زار — بیالاید ہمہ گاوان دہ را — ״

رات دن گردش میں ہیں سات آسمان — ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا — ״

عیب است بزرگتر کشیدن خود را — وز جملہ خلق برگزیدن خود را — ״

از مردمک دیدہ بباید آموخت — دیدن ہمہ کس را و ندیدن خود را — ״

پیارا نہیں پیاری کا ہے پیارا — رنج اُس کا ہو کس طرح گوارا — ״

گر تو خواہی تا نیفتی در بلا — گو مگو اسرار سلطاں بر ملا — ״

گیا حسن خوباں دل خواہ کا — سدا نام رہتا ہے اللہ کا — ״

رات کو سونا سویرے صبح کو اٹھنا شتاب — دولت و راحت بڑھادے عقل کو شستہ بنا — ״

چنانکہ شمر کند خواب طفل را شیریں — فزود غفلت ما از سفید موئے ما — صائب

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
از راستی تیر کماں راست نگردد	من چوں زعصا راست کنم پشت دوتا را	اعظم
چنانکہ از نمک افزوں شود جراحت ہا	یکے ہزار ز پرسش شود مصیبت ہا	صائب
از زخم زباں نیست گریز اہل قلم را	بیچاک کہ دیدہ است گریبان قلم را	″
گنہگار اندیشناک از خدا	بہ از پارسائی عبادت نما	سعدی
کریماں با توانگر ہم باحساں پیش می آیند	نباشد چشم برساماں دریا ابر نیساں را	ناصر علی
نیک و بد را امتیازے نیست در بازار دہر	می شود در ہر ترازو سنگ با گوہر طرف	غنی
پابند ہوس حاجت زنجیر ندارد	دام است ہمیں موج عسل پائے مگس را	ناصر علی
آسیب جہاں کم نکند رتبۂ ذی قدر	قیمت نشود کم چو گداز اند طلا را	قدیر
انتقام ہرزہ گویاں را بخاموشی گزار	تیغ می گوید جواب مرغ ناہنگام را	صائب
چوں سگ گزیدہ کہ نیارد بآب دید	آئینہ می گزد من مردم گزیدہ را	لااعلم
بر میوہ رسیدہ زدن سنگ ابلہی ست	زنہار از سوال مرنجاں کریم را	″
عید نو روز من اینست کہ پیشم باشی	چوں نباشی تو چہ عیدست و چہ نوروز مرا	″
گوارا نیست عشرت طبع ناپرہیزگاراں را	چہ لذت از نشاط عید باشد روزہ خواراں را	ناصر علی
ز فیض مفلسی قیمت فزاید اہل جوہر را	لباسے غیر عریانی نزیبد لعل و گوہر را	روحی
چشم در صنع الٰہی باز کن لب را ببند	بہتر از خواندن بود دیدن خط استاد را	صائب
ز بدگوہر نیاید ہیچگہ ترک بدی کردن	نگردد کند دنداں از گزیدن مار افعی را	ناصر علی
نتواں شناخت نیک و بد ہر سرشت را	ہرگز کسے نخواند خط سرنوشت را	شفیع
دعوی حق را کند باطل گواہ بے شعور	عذر نامقبول ثابت می کند تقصیر را	لااعلم
عزت بہ کیمیا ندہی آبروئے خویش	آب گہر بخاک فروشد کسے چرا	عزت
ہر سرے دارد دریں بازار سودائے دگر	ہر کسے بندد بآئین دگر دستار را	صائب
شد نفس بد گہر زندہ را گزندہ تر	ز احساں نمی شود سگ دیوانہ آشنا	″
ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنی ست	بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را	لااعلم
توکل پیشہ را روزی بدست خویش می باشد	مکد انگشت خود کودک چو نبود شیر پستاں را	غنی

بیکاری و توکل دور ست از مروّت — بردوش خلق مفگن زنہار بار خود را — صائب

سپردم بتو مایۂ خویش را — تو دانی حساب کم و بیش را — نظامی

زآب موختم در رہ ہر رسم آشنائے را — که در ہر رنگ شامل میشود بنگر صفائے را — نحیف

گفتگوئے کفر و دیں آخر بیک جامی کشد — خواب یک خواب ست و باشد مختلف تعبیرہا — صائب

تو در بتخانۂ اندیشۂ دینی نمیشد انی — که عارف کعبه می داند دل گبر و مسلمانرا — حزیں

نیست غیر از یک صنم در پردۂ دیر و حرم
کے شود آتش دو رنگ از اختلاف سنگہا — ناصر علی

ساکن گلخن شدم تا صاف کردم سینه را — دادم از خاکستر گلخن صفا آئینه را — وحشی

با صاف دل کسے را یارائی برتری نیست — برخاک می نشاند آئینه آسماں را — جامی

بحسن خلق تواں کرد صید اہل نظر — به بند و دام نگیرند مرغ دانا را — حافظ

خشم است خوردن من و عیب است پوششم — صائب
این ست از زمانه لباس و غذا مرا — ″

عدالت کن که در عدل یک ساعت بدست آید — میسر نیست در ہفتاد سال اہل عبادت را — ″

باندک اوج سبقت بر بزرگاں سفله کی یابد — اگر بر روئے شاہاں پشت باشد پیلبانانرا — غنی

شود نام تو روشن گر سر تسلیم خم سازی — که نقش راست بنماید نگین واژگوں پیدا — نادم

حاصلش چوں خندۂ برق است اشک بیشمار — آنچه صرف عیش زایام جوانی شد مرا — صائب

نشه دولت کا بد اطوار کو جس آن پہ چڑھا — سر پہ شیطان کے ایک اور بھی شیطان چڑھا — لا اعلم

فساد روئے زمیں از شراب می زاید — کدام دیو که در شیشه نیست صہبا را — ″

آشنم باہیچ کس چیں بر جبیں ہرگز نیم — شادمی گردم چو ابرو خار دشمن زیر پا — فرحت

باہی میتواں از خود بر آوردن جہانے را — که یک بمنزل میرسانند کاروانے را — صائب

از کدو بوئے شراب آید بدشواری بروں — از سر بے مغز نتواں برد حب جاه را — ″

دنیا باہل خویش ترحم نمی کند — آتش اماں نمیدہد آتش پرست را — ″

جہاں استخوانیست بے مغز صائب — به پیش سگ [illegible] ایں استخواں را — ″

دل بدنیای دنی دادن نه کار عاقل است	میدہی یوسف بسیم قلب ای ناداں چرا	
گل ہرزہ خند و بلبل بیدار و ہرزہ نال	دل چوں شود شگفتہ دریں گلستاں مرا	صائب
زیر گردون گر یکی شادست می سوزد دگر	عید بلبل گشت صبح و مرگ شد پروانہ را	״
براہ مرگ رفتن اغنیا را سخت دشوارست	کہ فربہ کی بہ آسانی نماید قطع منزلہا	״
ہما از سایۂ بال ہما نور سعادت را	کہ سنگیں میکند ایں بالش پر خواب غفلت را	״
انا الحق گفتن منصور تا ویلی نمی خواہد	گدا گم می کند خود را چو دولت می کند پیدا	آزاد
ہرگز نبرد فیض ز خود صاحب دولت	بر خویش نینداخت ہما سایۂ خود را	باقر
آیہ لطلاں لبثان از پرستان آمدہ	با طلا صاحب طلا مصداق ہذا باطلا	نجات
مگس را بے تردد عنکبوت آرد بدام خود	ید طولست در تحصیل روزی گوشہ گیراں را	لااعلم
مرغ زیرک در قفس صائب دل خود میخورد	بیش باشد وحشت از دنیا دل آگاہ را	״
راز درون پردہ ز رندان مست پرس	کیں حال نیست زاہد عالی مقام را	״

کریں جدائی کا کس کس کی رنج ہم اے ذوق
کہ ہونیوالے ہیں ہم سب سے عنقریب جدا — ذوق

طاعت کند سرشک ندامت گناہ را	بارش سفید می کند ابر سیاہ را	صائب
چوں شود دشمن ملایم احتیاط از کف مدہ	مکرہا در پردہ باشد آب زیر کاہ را	״
در بہشت بریں گر کشادہ می خواہی	بکن برودم محتاج در فرا ز اینجا	״
بشکند روزی خسیساں را بفریاد آورد	بر سر نان پارہ سنگ دشمن بود درویش را	لااعلم
نیست غم اہل سخن را از جفائے روزگار	بشکند گر ساغر گوہر نریزد آب را	ناصر
یک زمانے صحبت با اولیاء	بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا	مغربی
اسپ بے راکب چہ داند رسم راہ	شاہ باید تا بداند شاہ را	״
کج را بہ تکلف نتواں راست نمودن	کے تیر تواں ساختن از چوب کمانہا	غنی
صاحب سخن نہ جنبد از بہر قوت ہر جا	دائم بخانۂ خود روزی رسد زباں را	״
کار فردا نشد تمام امروز	کار امروز بہر فردا	امید

زسختی ہائے دوران قانعان راحت لذتہا	ہمارا استخوان در لقمہ باشد مغز نعمتہا	
زیر گردون گر یکے شاد است می سوزد دگر	عید بلبل گشت صبح و مرگ شد پروانہ را	
میکند ویران تمول خانۂ معمور را	انگبین سیلاب باشد خانۂ زنبور را	غنی
ز دولت نیست جز تشویش خاطر حاصلی دیگر	بزرگی مایۂ طوفان بود پیوستہ دریا را	شہیدی
آنکھ میں انجن دانت میں منجن نت کرائے بابا	کان میں انگلی ناک میں انگلی مت کرائے بابا	
کتابت کے تواند داد داد بیقراران را	سحاب خشک حسرت مشتاق باران را	
اے خاروس بجز ثنائے تو سخن ھا	گنجینۂ گوہر ز مدیح تو دہن ھا	صائب
خرق عادت کے بکار آید دل افسردہ را	گر رود بر آب نتوان معتقد شد مردہ را	غنی
چنان گرد کدورت ریخت بر خلق آسمان اینجا	کہ نتوانست دیدن یک دگر را دوستان اینجا	
گفتگو یکرنگ نبود غافل و ہشیار را	در نفس باشد تفاوت خفتہ و بیدار را	غنی
نیست در سر فکر روزی صاحب شمشیر را	باشد از ناخن کلید رزق در کف شیر را	قبول

زشت رو چون سازد از خود دور خوئے زشت را

لازم افتادہ است خوئے زشت روئے زشت را — صائب

ہم ضلال از علم خیزد ہم ہدا	ہمچنانکہ تلخ و شیرین از ندا	معنوی
سعدیا دی رفت و فردا ہمچنان موجود نیست	درمیان این و آن فرصت شمار امروز را	سعدی
اگر فولاد جوہردار باشد تیغ می گردد	زمردی سکۂ بہتر نباشد بادشاہان را	سالک
تو در بتخانۂ اندیشۂ دینی نمیدانی	کہ عارف کعبہ میداند دل گبر و مسلمان را	حزین
عیان گردد بروز مرگ چون بیدار خواہی شد	نباشد حاجت تعبیر خواب زندگانی را	
عالمے بیگانہ و یک آشنا داریم ما	اینکہ می گوئی کرا داری ترا داریم ما	
باغ عالم میں ہے سب کو طرف اصل رجوع	خلق طاؤس کے بیضہ سے کبوتر نہ ہوا	اسیر
آج آفت سے بچی جان تو کل خبر نہیں	ایسے نادان کا مشکل ہے سلامت رہنا	اسمٰعیل
کبھی بھولکر کسی سے نہ کرو سلوک ایسا	کہ جو تم سے کوئی کرتا تمہیں ناگوار ہوتا	״
کرنے دو بدی کرے جو کوئی	اس سے بھی خدا بھلا کرے گا	״

قدمے رنجہ نما چشم براہت دارم	لے فدائے کف پائے تو سر و منزلہا	
نہیں دیکھ بہتر ستانا کسی کا	جلانا کسی کا کڑھانا کسی کا	
ہمہ بادہ ہمہ ساغر ہمہ جام ست اینجا	آنکہ دارد خبر از خویش کدام ست اینجا	
آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز	کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا	ذوق
حق کا اللہ مددگار رہا کرتا ہے	اہل باطل کی طرف روئے ظفر کیا ہوگا	ظفر
اس رشک گل کے جاتے ہی بس آگئی خزاں	ہر گل بھی ساتھ بو کے چمن سے نکل گیا	
فروغ شعلہ ادراک دیر پیری ست کم پیدا	بود ایں معنی پنہاں ز شمع صبحدم پیدا	
نشست و شو سے گو ہوا اجلا رذیل	جامہ اصلی پہ دھبا رہ گیا	
خضر رہ باشد نصیحت ہر دل آگاہ را	می کند تکلیف راہ راست ہر گمراہ را	
وہ آبائی جب حوصلہ ہم نے چھوڑا	تو پھر کیا کریں لیکے بندوق گھوڑا	
ذی لیاقت ہنر آر ہو یا با	ابھی ناکردہ کار ہو یا با	
تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی	تپیدن دل مرغان رشتہ بر پا را	
بہار عمر ملاقات دوستداران ست	چہ حظ برد خضر از عمر جاوداں تنہا	
قیامت کرے گی جوانی تمہاری	کہ فتنہ ابھی سے ہے بچپن تمہارا	
اب جو کرنا ہے وہ کرلو تم ستم	بعد کو انصاف دیکھا جائے گا	
دکھا کر باغباں گلشن کو حسرت سے یہ کہتا تھا	ابھی کچھ دن ہوئے ہیں اس جگہ غنچہ تھا گل تھا	
غرور حسن اجازت مگر نداد اے گل	کہ پرسشے بکنی عندلیب شیدا را	حافظ
بلوح دل نوشتم حرف بسم اللہ و نجیرہا	توکل کردہ افگندم بہ بحر عشق موج افزا	
دل ہمارا اب وطن سے اٹھ گیا	آب و دانہ اس چمن سے اٹھ گیا	
شد منور از فروغت خانہ ویران ما	رشک صحن طور گشتہ کلبہ احزان ما	
تجھ سے بیزار رہوں جاتا ہوں اب سوئے خدا	منہ نہ دکھلائے خدا پھر مجھے دنیا تیرا	
نہ ایم جو و گندم آدم بجا	نہ چوں جو فروشان گندم نما	
مرے دل سے کوئی پوچھے ترے تیر نیم کش کو	یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا	غالب

سہل ہونا مری مشکل کا بہت مشکل ہے — کام دشوار وہ نکلا جسے آساں سمجھا — لا اعلم

ہراس عشق و محبت میں دل لڑ با کیسا — خدا پرا یہی نظر ہے تو نا خدا کیسا — ״

بت میری سنیں یا نہ سنیں غم نہیں مجھ کو — رونا تو اسی کا ہے خدا بھی نہیں سنتا — ״

رات دن صدمے وٹے جائے فلک — ہم نے بھی چھاتی پہ پتھر دھر لیا — ״

خدا پر ہے بھروسہ نا خدا کیسا — لگا دے گا وہ بیڑا پار میرا — ״

نہیں سوزش غم سے دل کا نشاں — جلا اور جل کر بھسم ہو گیا — ״

ہوئے ہیں عشق میں عشاق رسوا چار سو کیا کیا
مٹی ہے آبرو والوں کی اس میں آبرو کیا کیا — ״

ناصحا خاموش ہو بک بک نہ کر — سر مرا چکرا گیا بھنا گیا — ״

احباب ڈھونڈتے ہیں پریشان ہیں رفیق — دیوانہ میکش آج کدھر کو نکل گیا — میکش

دل کو ہم نے اپنے بس میں کر لیا — چل چکا بس اس پہ قابو آپ کا — لا اعلم

ناصح تو بات بات میں بڑ مارتا ہے کیا — دیوانہ ہو گیا ہے کہ مجذوب ہو گیا — ״

تری الفت کی چنگاری نے ظالم اک جہاں پھونکا — زمیں کیا آسماں پھونکا مکاں کیا لامکاں پھونکا — ״

خمیدہ پشت کے گردند پیراں در جہاں صائب — مگر در خاک می جوئند ایام جوانی را — صائب

جزائے حسن عمل بیں کہ روزگار ہنوز — خراب می نکند کارگاہ کسری را — لا اعلم

بترس از حاکم عادل کہ عدلش ہیچنیں باشد — بجائے خر رہاند زوجہ دہقان گاؤ را — ״

دوست گر دشمن شود وجہ ہلاکت می شود — خون آہو رہبریہا می کند صیاد را — ״

سبحہ در کف توبہ بر لب دل پر از ذوق گنہ — معصیت را خندہ می آید ز استغفار ما — ״

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں ہائل — کجا دانند حال ما سبکباران ساحل ہا — حافظ رح

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق — ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما — ״

یہ چمن میں گل نے جو کل دعوی جمال کیا — صبا نے مار تماچے منہ اس کا لال کیا — لا اعلم

آب چوں در روغن افتد نالہ خیزد از چراغ — صحبت ناجنس باشد ثمرۂ آزار ہا — ״

آج یہ شکل ہے کل اور ہی صورت ہو گی — میں بھی اک رنگ زمانہ ہوں بدل جاؤں گا — ״

دیکھو تو کہاں آ کے ہیں دل نے دغا دی	سچ ہے مثل یہ کوئی کسی کا نہیں ہوتا	میکش
گو لاکھ بناوٹ کرے ناقص نہ ہو کامل	ہر گھاس کا تنکا کبھی طوبیٰ نہیں ہوتا	"
شریف مرد شرافت سے منہ نہ پھیریں گے	وفا کے بدلے جفا کام ہے رذالوں کا	"
رشتہ زیست کے رشتہ ہیں عزیز و ورنہ	اپنا کہتے ہیں کسے ہوتا ہے کیسا اپنا	ماہ
مہر کی تجھ سے توقع تھی ستمگر نکلا	موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا	میر
دنیا کی ہوس بھی تجھے عقبےٰ کی بھی ہے چاہ	اے بوالہوس اس طرح گزارا نہیں ہوتا	مہر
اچھوں کو برا اور بروں کو بھی برا	کہتے آئے ہیں لوگ دنیا کے سدا	"
دین و دنیا کی عبث فکر ہے تجھکو ناسخ	وہی ہوگا جو ارادہ ہے مرے مولا کا	ناسخ
ہمیشہ جنس کو رہتا ہے میل جانب جنس	خیال ہے مرے دل کو مدام شیشہ کا	"
نہ ہو ناسخ کبھی جوہر ذاتی زائل	لعل سے کر نہیں سکتا ہے کوئی آب جدا	نساخ
پہلے اپنی بات کا پیدا تو کر لے اعتبار	پھر اگر جھوٹوں بھی کہدیگا یقیں ہو جائیگا	نظم
تلخکامی کی حلاوت کو نہ پوچھو ہم سے	اس سے بڑھ کر مزہ قند و عسل کیا ہوگا	"
یہ سچ ہے وقت پہ رونق بھی کام آتی ہے	نہال خشک کو کھٹکا نہیں ہوتا ہے پت جھڑ کا	نسیم
چاہیئے صاحب اسلام میں تسلیم کی خو	کہ مسلم ہو مسلماں کا مسلماں ہونا	وحشت
اے اہل وفا خاک بنے کام تمہارا	آغاز بتا دیتا ہے انجام تمہارا	"
ہوں اب یہ سیاہ کہ دنیا کا غم نہیں	وہ دن گئے کہ جب مجھے دنیا کا غم نہ تھا	"
دیر ملا تھا راہ میں کعبہ کو ہم نکل گئے	جذبہ شوق میں دماغ کس کو امتیاز کا	"
زن و آئینہ و اطفال [illegible] شعر و [illegible]	[illegible]	"
جو ہاتھ سے جاتی ہے [illegible]	[illegible]	[illegible]
اکھڑا کوئی دل دل سے اگر [illegible]	[illegible]	"
کسی کو جوہر ذاتی نظر نہیں آتا	[illegible]	"
بن نہیں کھانیکا دھوکا کا فرو دیندار کا	[illegible] سب مجھ پر کھلا ہے [illegible] کا	"
سبکساری بھی دریائے جہاں میں بادشاہت ہے	حباب ایسا نہیں جو صاحب افسر نہیں ہوتا	ہمدم

عاقبت دنیا وہ اپنی دونوں کرتا ہے خراب	جو برا غائب کہے یو جدا ور منہ پر بھلا	”
جو سیر چشم ہیں کرتے نہیں طلب وہ کبھی	ادا کہو لب ساحل سے کب سوال ہوا	ہوش
وہ ناداں ہیں کہ قول و فعل پر جنکے ہنسیں مردم	وہ سمجھے ایک سا ہی حال ہر اک نیک کا بد کا	”
گل کھل کھلا کے صحن چمن میں جو ہنس پڑا	سینہ کے ٹکڑے اڑ گئے داغی جگر ہوا	ہنر
آتش مزاج من بگذار ایں عتاب را	چیں بر جبیں ندیدہ کسے آفتاب را	لا اعلم
حافظ گرت ز پند حکیماں ملالت ست	کوتہ کنیم قصۂ طول کلام را	حافظ
کم نگردد تابش خورشید اگر	در بدخشاں لعل سازد سنگ را	لا اعلم
آگاہ نئی تپ درون را	نشتر چہ زنی رگ جنون را	”
کشتی شکستگانیم اے باد شرطہ برخیز	باشد کہ باز بینیم آں یار آشنا را	”
ہزار نعمت و اقبال تندرستی ہا	فدائے یکدم آرام و تندرستی ہا	”
گاہ گاہے باز خواں ایں دفتر پارینہ را	تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را	”
گناہ آئینہ عفو و رحمت است اے شیخ	مبیں بچشم حقارت گناہ گاراں را	”
ہر کہ راضی شد از قضائے خدا	بہرہ می یابد از رضائے خدا	”
دستگیری گر کنی ہمسایۂ درویش را	باپیمبر در جناں ہمسایہ بینی خویش را	”
عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا	درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا	غالب
قریب آیا ہے روز محشر چھپے گا کشتہ کا خون کیونکر		لا اعلم
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا		”
آمادہ گشتہ ام دگر امشب نظارہ را	پیوند می کنم جگر پارہ پارہ را	”
کشتی نشستگانیم اے باد شرطہ برخیز	باشد کہ باز بینیم آں یار آشنا را	حافظ
ہم نہ سمجھے تھے یہ ظاہر داریاں	تیری باتوں نے بڑا دھوکا دیا	لا اعلم
دیر ست کہ آوازۂ منصور کہن شد	تو بار دگر تازہ کنی دار و رسن را	”
ہو گئے دفن ہزاروں ہی گل اندام اسمیں	اس سر خاک سے ہوتے ہیں ہزاروں پیدا	”
کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا	ہائے چپ بھی رہا نہیں جاتا	”

اہل بدعت کو کہاں خوف خدا شرم رسول	کوئی بن بیٹھا خدا کوئی پیمبر ہوگیا	بحر
دل شکنی نہ کر جان کہ دل گھر ہے خدا کا	زنہار کسی دل کو تو ناشاد نہ کرنا	تراب
معائب سے ہمیشہ اہل جوہر پاک رہتے ہیں	دھواں دیتا نہیں شعلہ کبھی لعل بدخشاں کا	جاہ
دین و دنیا سے تعلق نہیں رہتا اسمیں	عشق کے نام سے کانپے گا جو عاقل ہوگا	حیرت
خبط ہے اک غم کو کہہ دوں گر برا مانو نہ تم	آپ ہو بیمار اور اوروں کو دیتے ہو دوا	حالی
اے عشق تو نے اکثر قوموں کو کھا کے چھوڑا	جس گھر سے سر اٹھایا اس کو بٹھا کے چھوڑا	"
بن آئیگی ہرگز نہ یہاں بیٹھے کئے بن	جو کچھ کاٹنا ہے تو بونا پڑے گا	"
ہنس کی چال حماقت سے چلا جو کوا	اپنی بھی چال گیا بھول بقول حکما	"
گھر چھٹا یار چھٹے خویش و بیگانہ چھوٹا	ایک ذلت ملی اور سارا زمانہ چھوٹا	"
نخل عمر اپنا کٹ جاتا ہے ہر ہر دم میں	ہم نے انفاس کو اک آرۂ بُراں دیکھا	خلیق
دنیا کے کام پورے انسان سے ہوں کیونکر	یہ تو وہی مثل ہے یک سر ہزار سودا	داغ
دین و ایماں ڈھونڈھتا ہے ذوق کیا اس وقت میں	اب تو کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایماں ہی رہا	ذوق
کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا	جو خود ہی مر رہا ہو اس کو گر مارا تو کیا مارا	ذوق
آسودگان خاک بھی سوئے نہ چین سے	کھٹکا نہیں لگا رہا امید و بیم کا	ذاکر
سنو تو تم نے کبھی ہم کو یاد بھی نہ کیا	کبھی پیام و کتابت سے شاد بھی نہ کیا	سوز
برا کہو نہ کسی کو سخن خدا سے ڈرو	خبر نہیں کہ تمہارا مآل کیا ہوگا	سخن
جاتے ہیں ہمیں ساتھ زن و مال و اقارب	ہمراہی کو توشہ ہے عمل کا بہت اچھا	سعید
خلد سے آدم کو شیطاں نے نکلوا ہی دیا	راہ سے بے راہ ہوا انسان بہکایا ہوا	"
چاہیے جیسی نہ کی ماں باپ کی قدر اے سراج	حق خدمت یہ ہر اک اولاد پر باقی رہا	سراج
فارغ ہوئے دو جہاں سے پھر بھی	حاصل نہ ہوا فراغ دل کا	
خدائی میں خدا کی دعوئے بادشاہی کا	بشر کے ہاتھ میں خود ہاتھ ہے کاسہ گدائی کا	شریف
جو کہ خونخوار خلائق ہیں وہ خوش رہتے ہیں	لب سوفار کو کس وقت نہ خنداں دیکھا	شرم

جو حکم خدا کا ہے وہی حکم ہے ناطق	دخل اس میں سر مو نہیں زنہار کسی کا	شائق
بزرگی دے نہیں سکتی ہے ہمنامی بزرگوں کی	ید بیضا سے کچھ نسبت نہ رکھے پنجہ مریم کا	صابر
جو ہیں نیک ان کی سختی میں بھی نرمی پائی جاتی ہے	ہو آہن کی سی کب برشش اگر خنجر بنے زر کا	
کسی کے دل میں گھر کرنا بہت دشوار ہے صابر	بہت آسان ہے قبضہ میں آنا ربع مسکوں کا	صابر
اصل سے اپنے نہیں ہوتی کسی شے کو گریز	خاک سے تھا خاک ہی پھر مسکن آدم ہوا	〃
لطافت طبع کی کیونکر اٹھائے سختی دوراں	ہوا پر نقش ہو نہیں سکتا کبھی پتھر فلاخن کا	
نہ ہوتی عقل تو عصیاں بھی ہوتا فطرۃً ظاہر	جو رہبر ہے تو لازم پھر نہیں ہے رہزنی کرنا	صدر
خدا نے عقل دی ہے نیک و بد پہچاننے والی	سکھایا عقل کو انساں کی سچی رہبری کرنا	〃
ہے بجا متکلف کا پسندیدہ احمق	ہو گا نہ گدھا یہ کبھی اس جھول سے ہلکا	ظفر
راز دل جس سے کہا دوست سمجھ کر اپنا	ہو گیا دشمن جانی وہی سن کر اپنا	عالم
عشق وہ کافر ہے جس کے ظلم کا پایاں نہیں	کعبۂ دل کو ہمارے بے سبب ڈھانے لگا	〃
اپنے اپنے وقت پر ہر اک فنا ہو جائے گا	دیکھ لینا چار دن میں کیا سے کیا ہو جائیگا	عزیز
ذی جوہروں سے اہل غرض بے نصیب ہیں	آب گہر سے کام نہ ہو تشنہ کام کا	فیض
کوئی کسی سے برائی کرے تو کیا ہو گا	نہ ہو گا کچھ بھی جو چاہے مگر خدا ہو گا	فاخر
بدی کو بس بدی زیبا ہے اور نیکی کو نیکی زیب	ہیں اپنے دوست کا ہوں دوست دشمن ہوں دشمن کا	قطب
مجھ کو ہنستے دیکھ کر روتے ہیں اعدا رشک سے	میں خدا کے فضل سے خنداں و شاداں ہی رہا	〃
سخن بد نہ کبھی فائدہ بخشے ہرگز	خس و خاشاک کبھی سنبل ریحاں نہ ہوا	گویا
انسان کو انسان سے کینہ نہیں اچھا	جس سینہ میں ہو کینہ وہ سینہ نہیں اچھا	لاعلم
سزا اعمال بد کی جب کسی کو ہے خدا دیتا	تو لڑکا نا خلف ہوتا ہے یا زن فاحشہ دیتا	لاعلم
اپنی تو اس چمن میں عمر اس طرح سے گزری	یاں آشیاں بنایا واں آشیاں بنایا	مصحفی
منزل مقصود تک اس کا پہنچنا ہے محال	پہلی منزل میں جدا جو کارواں سے ہو گیا	〃
ممکن نہیں جہاں میں زائل ہو تخم تاثیر	جیسا درخت ہو گا ویسا ثمر ملے گا	محروم

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
راہ و رسم ست دوستداراں را	کہ بیاد آورند یاراں را	لاعلم
ساقی زیک پیالہ خزانم بہار کرد	عمرے دوبارہ داد شراب دو سالہ را	"
نہ ہوائے باغ سازد نہ کنار کشت مارا	تو بہر کجا کہ باشی بود آں بہشت مارا	"
چند بینہ در کشم آہ جگر شگاف را	ضبط چناں کند کسے خنجر خوش غلاف را	"
بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا	آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا	غالب
اس دار مکافات میں سن اے غافل	بیداد کریگا آج کل پائے گا	لاعلم
اے بے خبری ہوش میں آنا نہیں اچھا	دنیا یہ بری ہے یہ زمانہ نہیں اچھا	"
ندانم کہ سنگ سپہر قضا	ترا بشکند بیشتر یا مرا	"
آشیانہ نہ چمن میں نہ قفس میں پایا	آنکھ کھلنے بھی نہ پائی تھی کہ صیاد آیا	"
آگاہ نہ تپ درون را	نشتر چہ زنی رگ جنوں را	"
در فیض ست نشیں از کشایش نا امید اینجا	برنگ دانہ از ہر قفل میروید کلید اینجا	"
زاہدا ہم جانتے ہیں عشق بازی ہے گناہ	گھر لٹایا ہے جو وحشت میں وہ کفارہ ہوا	"
یاں خوف کچھ نہیں ہے حساب و کتاب کا	دے بھر کے اپنے ہاتھ سے ساغر شراب کا	"
جھونکے چلنے لگے پیہم جو ہوائے غم کے	رہ گیا جھمکے چراغ دل روشن کیسا	"
کہیں کیا جنوں میں جو حال ہے کسے پیرہن کا خیال ہے	جو کبھی لالکے پہنا دیا وہیں پرزے پرزے اڑا دیا	"
سختی عشق جھیل لی اے دل	واہ رے بردبار کیا کہنا	"
مرگئے ہم مگر نہ رحم آیا	وہی تیور رہیں یار کیا کہنا	"
نہ کر حسن دو روزہ پر غرور اے ساقی مہوش	چھلک جاتا ہے بھرتے ہی پیالہ ماہ کامل کا	"
جو عالی مرتبہ ہیں ان کو پست اور کرتا ہے	فرشتوں کو دکھایا عشق نے منہ چاہ بابل کا	"
گر ہجر و وصال اختیاری ہوتا	کیوں دیدۂ تر سے اشک جاری ہوتا	"
کچھ انتہا بھی ترے ظلم کی ہے اے ظالم	ہمارے ضبط سے بھی جبر بڑھ گیا تیرا	"
دیوانگان دشت سے پوچھا جو میں پتہ	اک مشت خاک لے کے صبا نے اڑا دیا	"

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
جو نہ ہونا تھا ہوا ہم پر تمہارے عشق میں	تم نے اتنا بھی نہ پوچھا کیا ہوا کیونکر ہوا	لا اعلم
چال ہے مجھ ناتواں کی مرغِ بسمل کی تڑپ	ہر قدم پر ہے یقیں یاں رہ گیا واں رہ گیا	″
گرچہ بدنامی ست نزدِ عاشقاں	ما نمی خواہیم ننگ و نام را	″
ہر کہ راضی شد از قضائے خدا	بہرہ می یابد از رضائے خدا	″
خار و خس ہوتے ہیں پیدا جس جگہ تھے سرو و گل	کیا چمن میں اختلافِ آب و ہوا کا ہو گیا	″
در غریبی ہمہ کس می شود انگشت نما	ہر گلے بر سر دستار نماید خود را	″
لبِ لعلیں پہ اس کے یہ نہیں ہے پان کا لاکھا	شفق آیا ہے کھا کر جوش خونِ لعلِ بدخشاں کا	″
پُر شدہ از جوہرِ دل جامِ ما	خندہ زد بر صبحِ روشن شامِ ما	″
دل لیا ہے تو جان بھی لے لو	ہم سے بیدل رہا نہیں جاتا	″
بے گلعذار جا کے گلستاں میں کیا کیا	ہاں یہ کیا کہ داغِ کہن کو نیا کیا	″
خلقت کا مرد و زن کی بھی کچھ حال ہے سنا	شہوانی مادہ ملا عورت کو اٹھ گنا	″
دوزخ مجھے قبول ہے اے منکر و نکیر	لیکن نہیں دماغ سوال و جواب کا	″
کبھی بھول کر کسی سے نہ کرو سلوک ایسا	کہ جو تم سے کوئی کرتا تمہیں ناگوار ہوتا	″
برق چشمک زن ہے ساقی ابر ہے چھایا ہوا	جامِ مے دے تو کدھر جاتا ہے مچلایا ہوا	″
نہیں معلوم دیکھا دیکھ کر یہ چاند منہ کس کا	ہوئی ہے عید پھیروں کو یہی ہے چاند خالی کا	″
تو چہ دانی زبانِ مرغاں را	چوں ندیدی گہے سلیماں را	″
اجل خفا ہے فلک مدعی زمیں دشمن	مرا جہان میں کوئی نظر نہیں آتا	″
کیمیا و سیمیا و ریمیا	ایں نباشد جز بذاتِ اولیا	″
میری خاموشی ہے گویا دردِ پنہاں کی دلیل	شوقِ ضبطِ بے قراری نے مجھے رسوا کیا	″
کہیں تجھ کو نہ پایا گرچہ ہم نے اک جہاں ڈھونڈا	پھر آخر دل ہی میں دیکھا بغل ہی میں سے تو نکلا	″
شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے میر	مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا	میر
گو کہ شب آخر ہوئی اے شمع تو زاری نہ کر	پھر وہی محفل وہی تیرا شبستاں غم نہ کھا	

عالمے بیگانہ ویک آشنا داریم ما	ایکہ می گوئی کراداری ترا داریم ما	لااعلم
دل میرود ز دستم صاحبدلاں خدارا	دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا	"
خسروا و رعشقبازی کم ز ہندو زن مباش	کز برائے مردہ سوزد زندہ جان خویش را	خسرو رح
بعد مدت کے خیال دل ناشاد آیا	آج بھولا ہوا اک دوست مجھے یاد آیا	لااعلم
سر بریدن لازم ست ایں مرغ بے ہنگام را	آں پری پیکر چہ داند وقت صبح و شام را	"
وہ بھی ہوگا کوئی امید بر آئی جس کی	اپنا مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے نکلا	"
آتش رنگ حنا سے دست نازک جل گیا	معجزہ ہاتھ آگیا لو دست موسے ہوگیا	"
در قفس بسیار ناشادیم ما	از فراموشان صیادیم ما	"
تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی	تپیدن دل مرغان رشتہ برپا را	"
نام منظور ہے تو فیض کے اسباب بنا	پل بنا چاہ بنا مسجد و محراب بنا	"
بشر نے خاک پایا لعل پایا یا گہر پایا	مزاج اچھا اگر پایا تو سب کچھ اس نے پایا	"
آگ میں کودکے پروانہ جو بے ہوش ہوا	جسکی الفت میں جلا اس سے ہم آغوش ہوا	"
معلوم ہوگا حشر میں پینا شراب کا	دفتر کھلے گا جب کہ حساب و کتاب کا	"
ز تو ناز و عتاب و عشوہ و نامہربانی ہا	ز من عجز و نیاز و بندگی و جاں فشانیہا	"
مگزار پیش مردہ دلاں سر بروئے خاک	بے سجدہ می کنند نماز جنازہ را	"
حسن وہ چیز ہے طالب ہے خدا بھی جسکا	ورنہ ہر شئے میں نہ اک ہوتی یہ صورت پیدا	"
دیکھا جو برق طور کو موسےٰ نے غش کیا	آساں نہیں ہے جلوہ دیدار دیکھنا	"
سرکش کوئی ہوکر کبھی برپا نہیں ہوتا	انجام برے کام کا اچھا نہیں ہوتا	"
نادان ہیں جو رکھتے ہیں امید کسی سے	جز ذات خدا کوئی کسی کا نہیں ہوتا	"
درشتی و نرمی بہم در بہ است	چورگ زن کہ جراح و مرہم نہ است	سعدی رح
جتنا ہو زار اتنی ہی امید کر قوی	عاجز نواز نام ہے رب جلیل کا	لااعلم
کیا خبر تھی انقلاب آسماں ہوجائیگا	یار کا ملنا نصیب دشمناں ہوجائیگا	"
نیش کب مارے ہے عقرب آپ سے	ہے طبیعت کا یہ اوس کی مقتضا	"

اندوہ دل وضعف تن وطعنہ اغیار	این ہا ہمہ سہل است اگر یار بود یار	لا اعلم
جس توقع پہ تھی اپنی زندگی وہ مٹ گئی	جو بھروسا تھا ہمیں وہ آسرا جاتا رہا	″
جو مزہ انتظار میں دیکھا	نہ کبھی وصل یار میں دیکھا	″
ہر کہ خواہد تا نیفتد در بلا	گو نگو اسرار سلطاں بر ملا	″
جو انکو تشریف لاتے جو دیکھا	اٹھا بہر تعظیم جو بن کسی کا	″
کل تک جو سوتے تھے چین سے مخمل کے فرش پر	گٹھا نصیب آج نہیں ہے پیال کا	″
ہم عشق کے بندے ہیں مذہب سے نہیں واقف	گر کعبہ ہوا تو کیا بت خانہ ہوا تو کیا	″
زاہد کے میں ضرور ڈرانے سے ڈر گیا	جام شراب لائے بھی ساقی کدھر گیا	″
محبت جادۂ دارد نہاں در خلوت دلہا	چو تار سبحہ گم گردید ایں رہ زیر منزلہا	علی
ستم ست گر ہوست کشد کہ بسیر سرو سمن در آ	تو ز غنچہ کم ندمیدۂ در دل کشا بچمن در آ	لا اعلم
امشب بیا تا در چمن سازیم پیمانہ را	تو شمع و گل را داغ کن من بلبل و پروانہ را	″
وحشت نہیں ہوتی ہے کہ سودا نہیں ہوتا	دل جبکہ الجھتا ہے تو کیا کیا نہیں ہوتا	″
ہوشمندے کہ بہ ہنگامۂ مستاں افتد	مصلحت نیست کہ ہشیار نماید خود را	″
چوں ورا گر نیم شد بیش بود بہائے او	زانکہ خرد فزوں نہد دُرِّ یتیم را بہا	″
بتوں کو جو دیکھا گنہ کیا ہمارا	خدا کی خدائی تماشا ہمارا	″
از ہجر روزم تیرہ شد دل چوں کماں تن تیر شد	یعقوب مسکیں پیر شد اے یوسف برنا بیا	″
حقیقت چاہ بابل کی ذرا کر یاد اے زاہد	فرشتوں پر فریب حسن چل جاتا ہے انساں کا	″
زاہد شراب پینے سے کافر میں کیوں ہوا	کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہ گیا	″
مزہ وصال صنم کا اٹھائے گا پھر کیا	ڈرا جو ہجر سے وہ دل لگائیگا پھر کیا	″
سختیاں ایسی اٹھائیں ان بتوں کے ہجر میں	رنج سہتے سہتے پتھر کا کلیجا ہو گیا	″
از خیال این و آں سر رشتہ را گم کردہ ام	شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیر ہا	″
صحبت عالم بود چوں کیمیا	زاں مس اعمال تو گردد طلا	″
خواب و خیال ہو گئیں ساری حکایتیں	وہ دن گذر گئے وہ زمانہ گذر گیا	″

مصرع اول	مصرع دوم	
تونے ہمیں بے گناہ مارا	بیساختہ دل یہی پکارا	لااعلم
وقف ست ہمہ بہر ہوا خواہی احباب	علم و ہنر و سیم و زر و جان و دل ما	”
نہ بوریا بھی بستر ہوا بچھانے کو	ہمیشہ خواب ہی دیکھا کئے چھپرکھٹ کا	”
کہاں سے لاؤں صبر حضرت ایوب اے ساقی	خم آئیگا، صراحی آئیگی، پھر جام آئیگا	”
ستم ہی مجھ پہ کیا اوبائی بیداد کرنا تھا	کبھی کچھ کچھ تو پاس خاطر ناشاد کرنا تھا	”
آپ ہی ظلم کرو آپ ہی شکوہ الٹا	سچ ہے صاحب روش الٹی ہے زمانہ الٹا	”
ہاتھ سے کچھ نہ ترے اے مہ کنعاں ہوگا	ہاں جو ہوگا تو مری موت کا ساماں ہوگا	”
لیا جو ایک دل اوس نے تو دو دئے بوسے	ہزار شکر یہ سودا بہت گراں نہ رہا	”
بعد مرنے کے جہنم جائے گا	ہے یہی ایذا رسانی کی سزا	”
یاد آتی ہے دم بہ دم اوس کی	دھیان آتا ہے ہر گھڑی اس کا	”
دل متحیر کہ چہ داند ورا	عقل دراں گم کہ چہ خواند ورا	”
اب یہ سمجھے کہ اسے کہتے ہیں جانا دل کا	ہم تو سمجھے تھے کہ ہے کھیل لگانا دل کا	”
زمین چھان ماری فلک ڈھونڈھ مارا	ملا پر نہ ہرگز ٹھکانا کسی کا	”
گل نہیں خیرداغ حسرت بوستان دہر میں	طور ہر برگ شجر میں ہے کف افسوس کا	”
دیر کو چھوڑ کے کعبے کو چلا ہے زاہد	نہ لگا یا نہ بتوں نے تو خدا یاد آیا	”
انسان کو انسان سے کینہ نہیں اچھا	جس سینہ میں کینہ ہو وہ سینہ نہیں اچھا	”
تاب نظارۂ خورشید ندارد شبنم	شبنم تشنہ کجا چشمۂ خورشید کجا	”
مجھکو افسوس نہ کیونکر ہو وطن چھٹنے کا	غم ہوا کرتا ہے بلبل کو چمن چھٹنے کا	”
بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی	جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خا را	حافظؒ
برنگ غنچہ ام جز بوئے تو در دل نمی گنجد	بود ایں خانہ را از تنگی خود قفل بر در ہا	لااعلم
کتنے ناداں ہیں یہ اہل فرنگ	بت سیمیں کا نام مس رکھا	”
اس بت کافر کا زاہد نے بھی نام ایسا جپا	دانۂ تسبیح ہر اک رام دانا ہو گیا	”
بس گ میرے مزار پر جو دیا کسی نے جلا دیا	اسے آہ دامن باد نے سر شام ہی سے بجھا دیا	”

ساتھ چھوڑینگے نہ سایہ کی طرح	ہم بھی جائینگے جدھر جائیگا	
دوست غمخواری میں میری سعی فرمائینگے کیا	زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جائینگے کیا	غالب
زلیب ترو تشویش کو دکھ سکھ سے واسطہ	دنیا رہے کہ جائے جہنم میں ان کو کیا	لا اعلم
نہ پکڑیں دامن الیاس گرداب بلا میں ہم	کہ بدتر ڈوب کر مرنے سے ہی جینا سہارے کا	″
من نہ گویم کہ یار کشت مرا	دل بے اختیار کشت مرا	″
رہ اون کی تکتے تکتے یہ مدت گزر گئی	آنکھوں کو حوصلہ نہ رہا انتظار کا	″
شیشہ ہاتھ آیا نہ ہم نے کوئی ساغر پایا	ساقیا لے تری محفل سے چلے بھر پایا	″
کیا حال ہو گیا ہے دل بیقرار کا	آزار ہو کسی کو الٰہی نہ پیار کا	″
بہار آئی جھکائے سر گلوں نے کیف مستی سے	پڑا ہے گردن ہر شاخ تر میں ہاتھ گلچیں کا	″
گر زندگی رہے تو خدا پھر ملائے گا	صورت حضور کی ہمیں لاکر دکھائے گا	″
جو حال ہے دل کا وہ بیاں ہو نہیں سکتا	جو درد ہے دل کا وہ نہاں ہو نہیں سکتا	″
بھرا جہاں میں دم جس کی آشنائی کا	دیا اُسی نے ہمیں داغ بے وفائی کا	″
دل جس پہ ہے قربان وہ دلبر نہیں ملتا	سب ملتے ہیں اپنا مہ انور نہیں ملتا	″
ہم نے افلاک کو سو رنگ بدلتے دیکھا	پر نوشتہ نہیں تقدیر کا ٹلتے دیکھا	″
ہوئے بے خود غم تنہائی سے	کہئے کس سے ہمیں کیا یاد آیا	″
ہو چکا آج جو کہ تھا ہونا	اب بتائیں گے قبر کا کونا	″
یار اغیار ہو گئے اللہ	کیا زمانے کا انقلاب ہوا	″
خفا کیوں تم ہوئے ہم سے ہوا کیا	مری تقصیر کیا میری خطا کیا	″
ہم بھاڑ جھونکنے لگے اک بت کے واسطے	یارب برا ہو عشق کا الفت کا چاہ کا	″
اچھی صورت کو دیکھتے ہیں سبھی	ہم نے دیکھا تو کیا گناہ کیا	″
اوسے عیار پایا یار سمجھے ذوق ہم جسکو	چھپا یاں دوست اپنا ہم نے جانا وہ عدو نکلا	ذوق
اس عشق کا کس بزم میں چرچا نہیں ہوتا	وہ کونسا عاشق ہے جو رسوا نہیں ہوتا	لا اعلم
من بقربانت روم کن زود قربانی مرا	تیغ جوہر دار باشد چین پیشانی مرا	″

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
طبل و علم ہے پاس ہمارے نہ ملک و مال	ہم سے خلاف ہوکے کرے گا زمانہ کیا	لاعلم
مدہوش مجھ کو نشۂ الفت نے کر دیا	اب خوف کچھ نہیں ہے حلال و حرام کا	״
اشکم بروں می افگند راز درون دیدہ را	آرے نشکایت ہا بود از خانہ بیروں رفتہ را	״
رنج و راحت کا مرے واسطے ساماں ہوگا	مشعل راہ عدم داغ عزیزاں ہوگا	״
زلف شبگوں کا ہمارے دل کو سودا ہوگیا	کیا بلا نازل ہوئی اندھیر کیسا ہوگیا	״
سودا شراب عشق نہ کہتے تھے ہم نہ پی	آخر مزہ نہ پایا اب اس کے خمار کا	سودا
آساں نہیں ہے رشتۂ الفت کو توڑنا	مشکل ہے بالے پن کی محبت کو چھوڑنا	״
صبح گذری شام ہونے آئی میر	تم نہ جاگے اور بہت دن کم رہا	میر
الٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا	آخر اس بیماری دل نے اپنا کام تمام کیا	״
سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا	کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا	آتش
اے اجل کچھ تو میں نظارۂ قاتل کرلوں	ایک دم اور ٹھہر جا ترا احساں ہوگا	لاعلم
دل کو برماتا ہوا صاف جگر سے نکلا	ایک تیر نگہ یار نے توڑا کیا کیا	״
کوئی ہم سا دیوانہ پیدا نہ ہوگا	ہوا بھی تو پھر ایسا رسوا نہ ہوگا	״
بنایا صانع قدرت نے جب پتلا مرے گل کا	بجائے روح بخشا عشق اک زہرہ شمائل کا	״
گر کیا ناصح نے ہم کو قید اچھا یوں سہی	یہ جنون عشق کے انداز چھٹ جائینگے کیا	״
دوستوں سے ہم نے وہ صدمے اٹھائے جان پر	دل سے دشمن کی عداوت کا گلہ جاتا رہا	״
اس عشق کا کس بزم میں چرچا نہیں ہوتا	وہ کونسا عاشق ہے جو رسوا نہیں ہوتا	״
تو نگر د کام من گر ہفت دریا در کشم	شربت دیدار باید تشنۂ دیدار را	״
اے زاہد ریائی دیکھی نماز تیری	نیت اگر یہی ہے تو کیا ثواب ہوگا	״
محو ابرو کے لئے خنجر فولاد آیا	ذبح کرنا بھی نہ تجھ کو مرے جلاد آیا	״
دل کو ہاتھوں سے تھام لیتے ہیں	کوئی لے لیتا ہے جو نام ترا	״
پھولوں میں ہے شہرہ تری گل پیرہنی کا	غنچوں میں ہے چرچا تری نازک بدنی کا	״
کچھ دے کسی فقیر کو منعم ثواب لے	کام آئیگا ترے یہ کسی دن لیا دیا	״

پھر آج سامنا ہے کسی ماہ عید کا	تارا چمک گیا مرے بخت سعید کا	لا اعلم
دل میں اک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے	بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانئے کیا یاد آیا	"
کسی صورت سے دل کو شاد کرنا	ہمیں دشمن سمجھ کر یاد کرنا	"
اے صبا جذب یہ جس دم دل ناشاد آیا	اپنے آغوش میں اڑ کر وہ پری زاد آیا	"
پیشانئ عفو ترا پر چیں نسازد جرم ما	آئینہ کئے برہم خورد از زشتی تمثالہا	"
وہ درد دیا تم نے کہ پایاں نہیں جس کا	وہ درد دیا دل کو کہ درماں نہیں جس کا	"
غم مخور حافظ بہ سختی روز و شب	عاقبت روزے بیابی کام را	حافظ
بلبل کو دیا درد تو پروانے کو جلنا	غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا	"
دلق تقوے گرو بادہ و جام ست اینجا	سخن از بے مئے و معشوق حرام ست اینجا	"
نوشتہ سے ہوا اک حرف بھی ہرگز نہ بیش و کم	جو پیشانی میں لکھا تھا مری وہ پیش سب آیا	"
اس دہر میں الہی محبت کو کیا ہوا	چھوڑا وفا کو اس نے مروت کو کیا ہوا	"
زشت باشد دبیقی و دیبا	کہ بود بر عروس نا زیبا	"
انساں کا جسم جب کہ عناصر سے مل بنا	کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا	"
ہر مرض کی دوا مقرر ہے	مرض عشق لا دوا دیکھا	"
بھرا کسی نے جو دم ان کی آشنائی کا	دیا او نھوں نے اوسے داغ بیوفائی کا	"
اے خوشا ہنگامہ ہائے خانہ بربادئ ما	نوحۂ غم شد صدائے نغمۂ شادئ ما	"
مژدۂ وصل سنانے لگا اب تو قاصد	کچھ نصیب نظر آتا ہے سکندر اپنا	"
آج کل جنس محبت ہوئی اتنی نایاب	نام باقی نہیں الفت کے خریداروں کا	"
جوانی کی آمد ہے ہوتا ہے رخصت	یہ نازوں کا پالا لڑکپن کسی کا	"
اب کا سفر وہ ہے کہ نہ دیکھونگا پھر وطن	یوں تو میں لاکھ بار غریب الوطن ہوا	"
سمجھ کے رکھئے قدم وادئ محبت میں	یہ راہ وہ ہے جہاں خضر بھی خراب رہا	"
ہم نہ سمجھے تھے یہ ظاہرداریاں	تیری باتوں نے بڑا دھوکا دیا	"
جو کہ ظالم ہے وہ ہرگز پھولتا پھلتا نہیں	سبز ہوتے کھیت دیکھا ہے کبھو شمشیر کا	"

جو مزہ انتظار میں پایا	وہ نہیں وصل یار میں پایا	لاأعلم
ما بروں را ننگریم و قال را	ما درون را بنگریم و حال را	″
دامن صبا نہ چھو سکے جس شہسوار کا	پہنچے کب اوس کو ہاتھ ہمارے غبار کا	″
آدمیت اور شئے ہے علم ہے کچھ اور چیز	لاکھ طوطے کو پڑھایا پر وہ حیواں ہی رہا	″
در دست اجل کہ نیست درماں او را	بر شاہ و گداست حکم و فرماں او را	″
بدہ ساقی آں جوہر روح را	دوائے دل ریش مجروح را	″
ہم عشق کے بندے ہیں مذہب سے نہیں واقف	گر کعبہ ہوا تو کیا بت خانہ ہوا تو کیا	″
ہر دم از فغان و آہ آتشیں و چشم تر	رعد نالاں برق سوزاں برگریاں نسیم ما	″
راہ اون کی تکتے تکتے یہ مدت گزر گئی	آنکھوں کو حوصلہ نہ رہا انتظ	″
حضرت ناصح گر آئیں دیدہ و دل فرش راہ	کوئی مجھکو یہ تو سمجھا دے کہ سمجھائیں گے	۵
گیا ہے عرش معلیٰ پہ شور نالوں کا	خدا بھلا کرے آزار دینے والوں کا	ا
محتاجی سے کم رتبہ عالی نہیں ہوتا	عزت وہ خزانہ ہے کہ خالی نہیں ہوتا	″
زمیں بدلی زماں بدلا مکیں بدلے مکاں بدلا	تغیر یہ ہوا پیدا کہ رنگ عاشقاں بدلا	″
ٹاٹ کا ٹکڑا لباس فقر میں	قاقم و سنجاب و دیبا ہو گیا	″
کھو دیا حسن مدک نے ستم ایجادوں کا	اڑ گیا رنگ دھواں بن کے پریزادوں کا	″
شوق کہتا تھا حجاب ہے کیا	شرم مانع کہ اضطراب ہے کیا	″
شب چو آمد ماہ ما بر بام ما	خندہ زد بر صبح روشن شام ما	″
یکے زبان و ہزاراں شکایت ست مرا	تو شاد زی کہ غم بے نہایت ست مرا	″
شیخ کعبہ میں تم نے کیا دیکھا	ہم بتوں سے ملے خدا دیکھا	″
یا مجھے افسر شاہانہ بنایا ہوتا	یا مرا تاج گدایانہ بنایا ہوتا	″
محبت مے و معشوق ترک کر آتش	سفید بال ہوئے موسم خضاب آیا	آتش
سینہ صافاں را غبار کینہ نیست	گل نباشد چشمہ خورشید را	لاأعلم
جسے سمجھتے ہیں سب محبت وہ ہے حقیقت میں عین ذلت	کسی کو شیدا کسی کو رسوا کسی کو خانہ خراب دیکھا	″

صیاد نے تسلی بلبل کے واسطے	کنج قفس میں حوض بھرا ہے گلاب کا	لا اعلم
دلربا سینکڑوں ملے لیکن	کوئی معشوق باوفا نہ ملا	،،
گناہ آئینۂ عفو و رحمت ست اے شیخ	مبین بچشم حقارت گناہگاراں را	،،
بلکہ باریک تر از موئے میانست آورا	برکمر بار کمر بند گرانست اورا	،،
پھینک دینگے ہم اسے چیر کے پہلو اپنا	اوس پہ قابو نہیں دل پر تو ہے قابو اپنا	،،
اٹھ گیا دیدۂ دل سے جو دوئی کا پردہ	ایک ہی نور ہوا ارض و سما سے پیدا	،،
دوست دشمن پھر گیا اپنا بیگانہ پھر گیا	تیری چتون کیا پھری سارا زمانہ پھر گیا	،،
ایں چہ بزم ست کہ لب بر لب جام ست اینجا	بادہ خورشید و قدح ماہ تمام ست اینجا	،،
دستگیری گر کنی ہمسایۂ درویش را	باپیمبر در جناں ہمسایہ بینی خویش را	،،
اب تو جاتے ہیں تبکدے سے میر	پھر ملیں گے اگر خدا لایا	،،
اے آفتاب من بگزار ایں عتاب را	چیں بر جبیں ندید کسے آفتاب را	،،
نہ داغ یاس سے گھبرا بر آئیگی امید	گلوں کے بعد ہوا کرتے ہیں ثمر پیدا	،،
کمند جلوۂ ناز تو جذبۂ دارد	کز آسماں بزمیں آورد مسیحا را	،،
ہاں جی ہاں غیر سے کی ہم نے محبت تمہیں کیا	اپنا دل اپنی خوشی اپنی طبیعت تمہیں کیا	،،
دل میرود ز دستم صاحبدلاں خدا را	دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا	،،
فراق یار میں بیکار سب ہیں اے ساقی	پیالۂ شیشہ گزک میکدۂ شراب گھٹا	،،
وقت ہیں ضبط نالہ ہم سے نہ ہو سکے گا	قابو میں دل نہ ہوگا جب اضطراب ہوگا	،،
شوق ہر رنگ رقیب سر و ساماں نکلا	قیس تصویر کے پردہ میں بھی عریاں نکلا	،،
کر دی میرے راز کی سب کو خبر	خوب تو نے درد دل رسوا کیا	،،
عشق رخ تو ایجاں نتواں نہفت در دل	آتش چو خانہ سوزد خواہد شد آشکارا	،،
آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اٹھ بھی کھڑے ہوئے	میں جا ہی ڈھونڈھتا تری محفل میں رہ گیا	،،
نہ ہو کیوں اشک ریزاں وقت لکھنے کے قلم میرا	قیامت کا اثر رکھتا ہے مضمون الم میرا	،،
اچھی صورت پہ غضب ٹوٹ کے آنا دل کا	درد اٹھ اٹھکے بتاتا ہے ٹھکانا دل کا	،،

غمزہ آموز بخشش شیوۂ بیداد را	طرفہ شاگردے کہ می گوید سبق استاد را	لا اعلم
حال بد کا شریک دنیا میں	نہ برادر نہ آشنا دیکھا	″
ہجر کے صدمے سے خوبی عشق کی ظاہر ہوئی	زخم کی ایذا سے جوہر کھل گیا شمشیر کا	″
تا قیامت شکر گویم کردگار خویش را	آہ اگر من باز بینم روئے یار خویش را	″
بدن ہے لاغر جگر فسردہ دماغ خشک دل ہے مردہ	الٰہی آجائے کوئی جھونکا کسی نسیم مسیح دم کا	″
واقف ہی تو نہیں ہے نوا ہائے راز کا	یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا	″
فراق یار میں جھیلیں مصیبتیں کیا کیا	گزر گئیں مرے سر پر قیامتیں کیا کیا	″
جدائی آتش تیز است می سوزد دل و جاں را	خدا ہرگز نصیب کس نسازد شام ہجراں را	″
اے بتو کل کو ہے اللہ کو منہ دکھلانا	آج منہ ہم کو دکھاؤ گے تو احساں ہوگا	″
اے مشو مغرور بر حلم خدا	دیر گیرد سخت گیرد مر ترا	″
آج کل سے ہی نہیں ملک جنوں زیر نگیں	اس قلمرو میں ہے مدت سے اجارا اپنا	″
گوارا نہیں ہے جنہیں بات کرنا	سنیں گے وہ کاہے کو قصہ ہمارا	″
بے گلعذار جا کے گلستاں میں کیا کیا	ہاں یہ کیا کہ داغ کہن کو نیا کیا	″
چو خلاف عقل دیدم رہ و رسم کار خود را	بخدائے خود سپردم ہمہ اختیار خود را	″
وہ بھی ہوگا کوئی امید بر آئی جس کی	اپنا مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے نکلا	″
ہے قول اک حکیم ستودہ صفات کا	لازم ہے پہلے سوچ لو انجام بات کا	″
سراسر ہمچو مہر و ماہ گردیدیم دنیا را	ندارد منزل آسائشے دیدیم دنیا را	″
اب چین نہیں سینہ میں دل کو کسی پہلو	وزدیدہ نگہ لے گئی آرام کسی کا	″
لئے جاتا ہے نامۂ بیکس	بال بیکا نہ ہو کبوتر کا	″
کند جلوہ ناز تو جذبۂ وارد	کز آسماں بزمیں آورد مسیحا را	″
بتوں کی گلی چھوڑ کر کون جائے	یہیں سے ہے کعبہ کو سجدہ ہمارا	″
ہوں وہ بلبل کہ خریدار نے منہ پھیر لیا	دام مجھ پر نہ لگانے کوئی صیاد آیا	″
گر آج ہے زندہ تو بھروسا نہیں کل کا	چکھے گا ہر اک ذائقہ تلخی اجل کا	″

قلقل شیشہ سے بلبل کی صدا اسے پیدا	نشہ ہوتا ہے گلستاں کی ہوا سے پیدا	لا اعلم
آہستہ برگ گل بفشاں بر مزار ما	بس نازک ست شیشۂ دل درکنار ما	''
خدا کی راہ میں دینا ہے گھر کا بھر لینا	ادھر دیا کہ ادھر داخل خزانہ ہوا	''
کیا کہوں کچھ کہا نہیں جاتا	ہائے چپ بھی رہا نہیں جاتا	''
بعد از فنا ببیں اثر انتظار ما	نرگس دمیدہ از سر لوح مزار ما	''
کیا کیجیے ہمیں ناز اٹھانا نہیں آتا	روٹھے کو منانے پہ منانا نہیں آتا	''
سمجھے تھے میراب کوئی سر کوب ہی نہیں	فرعون کے لیے کوئی موسے نہ آئیگا	''
سودائے عشق میں نہ رہی شان خواجگی	محمود بندہ بن گیا حسن ایاز کا	''
کف افسوس ملواتی ہے تیری پاکدامنی	پہنا کر شاہد عصمت پہ جوڑا پارسائی کا	''
کھل گیا جب راز تو پردہ کئے سے فائدہ	کھل گئی چوری تو پھر کیا سود بنا شاہ کا	''
ما بر نسیم و تو دانی و دل غم خور ما	بخت بد تا بکجا می برد آبشخور ما	''
جہاں جاتے ہوئے پیک صبا کے ہوش اڑتے ہیں	لفافہ لے چلا ہے حوصلہ دیکھو کبوتر کا	''
نسب چہ سود دہد چوں تو بے ہنر باشی	زآب جو چہ برشش تیغہائے جوشن را	''
تحصیل علم جور جفا خوب کردہ	ظالم وفا ز مہر نیاموختی چرا	''
آں روز کہ تعلیم تو می گفت معلم	بر لوح تو ننوشت مگر حرف وفا را	''
قاتل جو کہا میں نے تو شرما کے وہ بولے	للہ نہ بدنام کرو نام ہمارا	''
اے باد صبا محفل احباب میں کہیو	دیکھا ہے جو کچھ حال تہ دام ہمارا	''
راز درون پردہ ز رندان مست پرس	کیں حال نیست صوفی عالی مقام را	''
سب سے یہی شیوہ ہے جہان گزراں کا	دیکھے گا لحد جس نے شکم دیکھا ہی ماں کا	''
دیر و کعبہ میں ہے جلوہ بت پرفن تیرا	دو گھروں میں ہے چراغ اک رخ روشن تیرا	''
دی موذن نے شب وصل اذاں پچھلی رات	ہائے کمبخت کو کس وقت خدا یاد آیا	''
شب وصل تھی چاندنی کا سماں تھا	بغل میں صنم تھا خدا مہرباں تھا	''
فریقین کے ہوئیں بستر جدا	کہ بیوی الگ سوئے شوہر جدا	''

فقیری میں وزیر آ کے پریاں پاؤں پڑتی ہیں	یہ نقش بوریا اپنے لئے ہے نقش عامل کا	لا اعلم
ساحل سمجھتے ہیں تہِ دریائے عشق کو	طوفان ناخدا ہے ہمارے جہاز کا	،،
تیرگی دُور ہوئی بخت ہمارا چمکا	آپ کیا آئے کہ قسمت کا ستارا چمکا	،،
کیونکر اب اس نگہ ناز سے جینا ہوگا	زہر دے اس پہ یہ تاکید کہ پینا ہوگا	،،
کوئے پری رخاں میں تو جاتا ہے شاد شاد	برباد ہوگا یہ دل دیوانہ دیکھنا	،،
عیش کر دنیا میں غافل زندگانی پھر کہاں	مال و زر رہ جائیگا تو ایکدن مر جائیگا	،،
اگر ہے آنکھ میں آنسو تو دل ہے غم سے بھرا	جگر میں درد ہے تو ہے زبان پہ واویلا	،،
تو عزم سفر کردی و خستی جگرِ ما	بستی کمر خویش و شکستی کمر ما	،،
ندانم کہ تیر خدنگ قضا	مرا بشکند بیشتر یا ترا	،،
ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام	وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا	،،
مرا سر دل دکھاتا ہے کوئی ذکر اور ہی چھیڑو	نہ پوچھو حال کچھ یارو ہماری تم جوانی کا	،،
زاہد شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں	کیا ڈیڑھ چلو پانی میں ایمان بہ گیا	،،
خیالِ خام ہے اپنوں سے فائدہ پانا	صدف کے کام کسی دن گہر نہیں آتا	،،
چلے گا مفلسی سے کام اس دنیا میں کیوں اپنا	امیروں نے سمجھ رکھا ہے پیسے کو خدا اپنا	،،
گر قدم رنجہ کنی جانب کاشانۂ ما	رشک گلزار شود از قدمت خانۂ ما	،،
دل کسی کا ہاتھ میں لانا ہے دولت کی دلیل	یہ نگینہ جس کے ہاتھ آیا سلیماں ہوگیا	،،
کون پرساں ہے حالِ بسمل کا	خلق منہ دیکھتی ہے قاتل کا	،،
دردِ دل - پاس وفا - جذبۂ ایماں ہونا	آدمیت ہے یہی اور یہی انساں ہونا	،،
مدوا از مطرب و مے جوے و راز از دہر کمتر گو	کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت این معمارا	حافظ
مکھی بیٹھی شہد پر پنکھ لئے لپٹا	ہاتھ ملے ۔ سر دھنے ۔ لالچ بری بلا	لا اعلم
گرا جو دامن گلچیں میں گل تو رو کے کہا	کہ میری جان کا دشمن ہے رنگ و بو میرا	،،
ہنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی	کیں کیمیائے ہستی قارون کند گدارا	،،

مصرع	مصرع	ماخذ
نکلواتے ہو ہم کو بے خطا اب اپنی محفل سے	وہی ہم ہیں جسے تم پیار کرتے تھے کبھی دل سے	لا اعلم
نہ رہی دل میں اگر تیری محبت تجھے کیا	اپنا جی - اپنی خوشی - اپنی طبیعت تجھے کیا	״
بشر نے خاک پایا لال پایا یا گہر پایا	مزاج اچھا اگر پایا تو سب کچھہ اس نے بھر پایا	״
اہل دولت سے کوئی نزع میں اتنا پوچھے	ساتھ کیا کیا لیا اس وقت میں چھوڑا کیا کیا	״
در ضلالت تا نہ افتادم سعادت رہ نداد	راہبر پیدا نشد تا گم نہ کردم راہ را	״
وہ بھی دن ہوگا خدایا کہ بر آئے گی امید	وہ بھی دن ہوگا کہ کوئی میرا مہماں ہوگا	״
حسن سے عشق نہ ہو جس کو وہ انساں کیا	منکر قدرت حق صاحب ایماں کیا	״
آہ ہوتی میرے لب پر نہ یہ نالہ ہوتا	ایک بھی تو نے جو ارمان نکالا ہوتا	״
گیا حسن خوبان دلخواہ کا	ہمیشہ رہے نام اللہ کا	״
دل عجب شہر تھا خیالوں کا	لوٹا - مارا ہے حسن والوں کا	״
اے دوست کسی کو بھی جو کلپاویگا	یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پاوے گا	״
اس دیر مکافات میں سن لے ظالم	جو آج کرے گا آپ - کل پاوے گا	״
کنکر چن چن محل بنایا - لوگ کہیں گھر میرا	نا گھر میرا - نا گھر تیرا چڑیا رین بسیرا	״
مسجدے ہست اندرون اولیاء	سجدہ گاہ جملہ است آنجا خدا	״

رقیبوں سے وہ خوش رقیب ان سے راضی	بُرا کہئے میں کیوں ہوں دشمن کسی کا	لاالعلم
جس نے کچھ احسان کیا ایک بوجھ سر پر رکھدیا	سر سے تنکا کیا اُتارا۔ سر پہ چھپر رکھدیا	״
سینہ و دل حسرتوں سے چھا گیا	بس ہجوم یاس سے جی گھبرا گیا	״
جب کبھی اندازۂ دنیا کیا	غم بقدر آرزو پیدا کیا	״
اے نورِ خدا در نظر آر روئے تو ما را	بگذار کہ در روئے تو بینیم خدا را	״
جز خار غم نہ رُست ز گلزار بخت ما	آں ہم خلید در جگر لخت لخت ما	״
لکھا نصیب کا کوئی مٹا نہیں سکتا	کسی کے درد کو ہمدم مٹا نہیں سکتا	״
سخن از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو	کہ کس نہ کشود و نہ کشاید بہ حکمت ایں معمہ را	״
اے دل پھنسے گا ناحق دنیا کے مخمسوں میں	اس دہر غمکدہ میں بیدار ہو نہ سو جا	״
غضب کیا ترے وعدہ پر اعتبار کیا	تمام رات قیامت کا انتظار کیا	״
قسمت تو دیکھیئے کہ کہاں ٹوٹی ہے کمند	دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا	״
شب کو یاد آتا ہے جب وہ مہ انور اپنا	چاندنی میں بھی بچھا لیتا ہوں بستر اپنا	״
جلوہ دیکھا تری رعنائی کا	کیا کلیجہ ہے تماشائی کا	״
ہم نشینی ساعتے با اولیاء	بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا	״
کوئی سنگی سہائے نہیں ہے۔ تو کرے میرا تیرا (مٹے چیلا)	میرا تیرا بھول بھرم ہے۔ بھرم کا کیوں اپنا چیرا	״
دولت جاوید یافت ہر کہ نکو نام زیست	کز عقبش ذکر خیر زندہ کند نام را	سعدی
چو از قومے یکے بیدانشی کرد	نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را	״
نمی بینی کہ گاوے در علف زار	بیالاید ہمہ گاوان دہ را	״
رزق ہر چند بے گماں برسد	شرط عقل ست جستن از درہا	״
گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد	تو مرو در دہان اژدرہا	״
تواضع زیادت کند جاہ را	کہ از مہر پر تو بود ماہ را	
ہے زبان اسلیئے تا اس سے کریں ذکر خدا	نہ کہ ہو تذکرۂ ماہ رخاں ورد سدا	״

ب

مصرع اول	مصرع دوم	ماخذ
نہ ہرگز کبھی ایسی پڑھیے کتاب	طبیعت ہو جس سے کہ اپنی خراب	لااعلم
آفتاب آمد دلیل آفتاب	گر دلیلت باید از وے رو متاب	″
خدا بھی دیتا ہے اک بار پھر نہیں دیتا	اسی کو کہتے ہیں عصمت کو گوہر نایاب	″
باغباں بے درد ہے گل بیوفا گلچیں رقیب	کون سنتا ہے چمن میں نالہ ہائے عندلیب	″
دانی چہ گفتہ اند بنی عوف در عرب	نسل بریدہ بہ کہ مو الید بے ادب	″
جو ہیں راستی میں یہاں کامیاب	نہیں ان کے دل کو یہاں پیچ و تاب	″
ہر دشمنے کہ ہست قوی باید ش شمرد	گر پشہ ضعیف بود پیل در عذاب	″
لائے تھے جس کا مال اسے دیجئے شتاب	خائن جہاں میں آپ نہ کہلائے جناب	″
چو انساں نداند بجز خورد و خواب	کدامش فضیلت بود بر دواب	″
گر پسر شد بہ از پدر چہ عجب	لعل از سنگ می شود در یاب	″
از خدا خواہیم توفیق ادب	بے ادب محروم ماند از فضل رب	″
اہل دنیا را ز غفلت زندہ دل پنداشتم	خفتہ دائم مردگاں را زندہ می بیند بخواب	″
بہ نطق آدمی بہتر ست از دواب	دواب از تو بہ گر نگوئی صواب	″
پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت	چغد نوبت میزند بر گنبد افراسیاب	″
سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب	ہر چہ آید بر سر من یا نصیب	″
پڑھو گے، لکھو گے تو ہو گے نواب	جو کھیلو گے کودو گے ہو گے خراب	″
چنیں ست رسمے سرائے فریب	کہ گہہ در فراز و گہے در نشیب	″
اگر بر کہ پر کنند از گلاب	سگے در وے افتد کند منجلاب	″
کسے کو نداند بجز خورد و خواب	کدامش فضیلت بود بر دواب	″
تار باقی میکند بر کاخ کسریٰ عنکبوت	بوم نوبت می زند بر گنبد افراسیاب	″
قاریا بر من مکن چندیں عتاب	گر خطائے رفتہ باشد در کتاب	″

هرکه تامل نه کند در جواب	بیشتر آید سخنش ناصواب	سعدی
بنطق آدمی بهتر است از دواب	دواب از تو به گر نه گوئی صواب	״
تشنه گاں را نماید اندر خواب	همه عالم به چشم چشمهٔ آب	״
سخن بر بدیهی نیابد صواب	بوقت خودش داده باید جواب	نظامی
جهل که عمر به بیهوده بگذرد حافظ	بکوش حاصل عمر عزیز را دریاب	حافظ
حارصاں را حرص زر باقیست تا روز حساب	تشنه آخر تشنه خیزد گر کشد دریا بخواب	لا اعلم
از خدا خواهیم توفیق ادب	بے ادب محروم ماند از فضل رب	معنوی
نیست خفاشک عدوے آفتاب	او عدو خویش آمد در حجاب	شوکت
هست بر ذرات یکساں پرتو خورشید فیض	لیک باید جوهر قابل که گردد لعل ناب	״
آزاده دل اسیر تکلف نمی شود	حاجت بفرش نیست به کاشانهٔ حباب	فائق
نیست قدر هیچ کس را در دیار خویشتن	آب تا در گل بود آب ست در مینا گلاب	قاسم
خودنمائی کے کند آنکس که واصل شد بدوست	چوں نیاید مه که گردد متصل با آفتاب	وحشی
شام کو سونا سویرے صبح کو اٹھنا شتاب	جسم کو دے تندرستی عقل کو دے آب و تاب	
عیبها رنگ هنر گیرد چو دل روشن شود	صبح نورانی بود دود چراغ آفتاب	ناصر علی
عالمے را می تواں از خلق خوش تسخیر کرد	بوئے گل زنجیر می گردد بپائے عندلیب	والا
خون دل در جام دیدم از شراب	آبرو برباد دادم از شراب	حافظ
نیست سیرابی ز خون خلق ظالم را برگ	هرکه خسپید تشنه لب آب رواں بیند بخواب	صائب
خشم مرداں خشک گرداند سحاب	خشم دلها کرد عالم را خراب	معنوی
اهل دنیا را ز غفلت زنده دل پنداشتم	خفته دائم مردگاں را زنده می بیند بخواب	ناصر علی
پوشیده است عیب توانگر ز مال خویش	چوں کوزهٔ شکسته که باشد میان آب	
گر پسر شد به از پدر چه عجب	لعل از سنگ می شود دریاب	
می شود تبدیل خوئے بد ز صحبتهائے نیک	سرکه می گردد اگر افتد نمک اندر شراب	احقر
گر علو همت خواهی از دیانت رخ متاب	با تو گفتم گفتنی والله اعلم بالصواب	

دور کن از دل خود گرد و غبار ہستی	بر درِ خانۂ نا رفتہ تو مہمان مطلب	لا اعلم
مشرق و رشنبہ، دوشنبہ جمعہ یکشنبہ غروب	سہ چہار اندر شمال و پنجشنبہ در جنوب	״
از زیادت طلبی کار تو آید بزیان	سود اگر خواہی از اندازہ زیادت مطلب	״
ذکر نیکو رفتگاں دارد ثواب	عاصیاں را میرہاند از عذاب	״
چو انساں نداند بجز خورد و خواب	کدامش فضیلت بود بر دواب	״
دیدہ ام در علم صحبت ہائے رنگیں صد کتاب	کردہ ام ایک مصرعہ تنہا نشینی انتخاب	״
فرو ماندگان را برحمت قریب	تضرع کنان را بدعوت مجیب	״
ٹھاکر دوارے ٹھگ بسیں او چکلے بسیں سمیت	جس پو جاسے ہر ملیں وہ پو جا کسے نصیب	تلسی داس
گزرا کسے جہاں میں خوشی سے تمام روز	کھٹکی کٹی زمانے میں بے غم تمام شب	میر تقی
کام آتے ہیں بندوں کے نیک بعد مرگ بھی	طعمۂ زاغ و زغن ہے استخوان عندلیب	״
سانچ برابر تپ نہیں اور جھوٹ برابر پاپ	جاکے من میں سانچ ہے واکے من میں آپ	لا اعلم
اگر برکہ پر کنند از گلاب	سگ در وے افتد کند منجلاب	سعدی

پ

دیکھ لیں چاک اگر اس دلِ ناکام کے آپ
میرا ذمہ جو نہ رہ جائیں جگر تھام کے آپ

جہاں دیا۔ تہاں دھرم۔ جہاں لوبھ تہاں پاپ
جہاں کرودھ۔ تہاں کال ہے۔ جہاں چھما۔ تہاں آپ

انت کا بھلا نہ برسنا ات کی بھلی نہ دھپ
ات کا بھلا نہ بولنا انت کی بھلی نہ چپ

ت

هوا خوش ست و حریفان خوش و بهار خوش ست	بنوش جام و طرب کن که روزگار خوش ست	لااعلم
هلال عید می بینی و من پیوسته ابرویت	مبارکباد بر تو عید بر من دیدن رویت	״
در دست طبیب است علاج همه دردے	دردیکه طبیب دهد آنرا چه علاج ست	״
شمع میگوید باهل بزم با سوز و گداز	سر بریدن پیش این سنگین دلان گلچیدنست	״
ظهوری شکوه ات از یار بیجاست	تو بے طالع فتادی جرم او چیست	ظهوری
شوق مشتاق آرزو و مشتاق جان	چشم مشتاق آشکارا دل نهان مشتاق تست	لااعلم
هر آنکه تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت	دماغ بیهده پخت و خیال باطل بست	״
سگے را چون کلوخے بر سر آید	ز شادی برجهد کان استخوان نیست	״
رشتهٔ در گردنم افگنده دوست	می برد هر جا که خاطر خواه اوست	״
چوب تر را چنانکه خواهی پیچ	نشود خشک جز بآتش راست	״
تا خود نرسد وعده هر کار که هست	سودے نکند یاری هر یار که هست	״
داد حق را قابلیت شرط نیست	بلکه شرط قابلیت داد اوست	״
عیب نادان در زبان خامشی گویاترست	پستهٔ بیمغز در لب بستگی رسواترست	صائب
می برد دل بے خرد را بهر اوج اعتبار	طفل نا افتاده را اندیشهٔ از بام نیست	کلیم
هر دلیل بے نصیبے را نگردد خضر راه	کور کے روشن شود گر صد عصا آرد بدست	تقی
اطفال غنچه را خبر از گوشمال نیست	آنجا که عقل نیست گزند ملال نیست	حزین
قرب سرداران برائے خاکساران کیمیاست	میرسد تا بر جبینی صندل نامش طلاست	تاثیر
دریاب دمے صحبت نیکان که دگر بار	چون رفت نیاید بکمند آن دم و ساعت	سعدی
زهر ماران مار را باشد حیات	نسبتش با آدمی باشد ممات	معنوی
هرکه غافل از نصیحت میکند دیوانه است	خواب غفلت برده را طبل رحیل افسانه است	صائب
بیهوده مکن سعی که مخفی نه کند سود	آنرا که ز نقد ازل بخت زبون ست	مخفی

سبوئیکه سوراخ دارد نخست	بموم و سریشم نگردد درست	مخفی
مکن با بدان نیکی اے نیک بخت	در شوره نادان نشاند درخت	״
در جنگ میکند لب خاموش کار تیغ	دادن جواب مردم نادان چه حاجت است	صائب
هرکه پیوند د باهل حق ز مردان خداست	آهن پیوسته با آهن ربا آهن رباست	״
همچو ماهی فلس کردن جمع در بحر وجود	بهر قتل خویشتن انشائے محضر کردن است	״
چو خطائے از تو سر زد در پشیمانی گریز	از خطا نادم نگردیدن خطائے دیگر است	״
در جوانی توبه کن تا از ندامت بر خوری	نیست چون دندان لب خود را گزیدن مشکل است	״
سخن شمرده و سنجیده گوئے بے سوگند	که شاهد سخنان دروغ سوگند است	״
صائب چرا لب نه نهد مهر خاموشی	سنگین دل اند مردم و گفتار نازک است	״
چشم را از عیبهائے خلق پنهان کردنیست	آتش سوزنده را بر خود گلستان کردنیست	״
هیچ نقشے نیست کز آئینه رو پنهان کند	دل چو روشن شد کتاب و دفتری درکار نیست	״
هرکه هرچه دهی نام او مبر صائب	که چیز خود طلبیدن کم از گدائی نیست	״
در پایهٔ خود هیچ کسے خورد نباشد	تا چغد بود ساکن ویرانه بزرگ است	״
یوسف مصر شنیدی که اخوان چه کشید	چه توقع ز عزیزان دگر باید داشت	״
اتفاق دوستان باهم دعائے جوشن است	سختی از دوران نه بیند دانه تا در خرمن است	״
هوائے عالم آزادگیست بر یکحال	ز برگ ریز خزان سرو فارغ البال است	״
مرد عاقل در وطن هرگز نگیرد اعتبار	گل چو از گلشن برون افتاد جایش بر سر است	״
بمردی شود کار مردان درست	ز سستی شود عاقبت کار سست	״
از عمر رفته حاصل من آه حسرت است	جز رنگ از شمردن این زر بدست نیست	״
مریز آب رخ خود برائے نان صائب	که آبرو چو شود جمع آب حیوان است	״
رزقش رسد ز عالم بالا بپائے خویش	صائب کسیکه همچون صدف پاک طینت است	״
در رحم اطفال از تحصیل روزی فارغ اند	مانع رزق مقدر رخنهٔ دربسته نیست	״
تا دهن باز است روزی میرسد از خوان غیب	عقده و دندانها کلید رزق را دندانه نیست	״

مصرعہ اول	مصرعہ دوم	شاعر
ارباب ہمم را چہ غم از بے پر و بالیست	بال و پر و ایں طائفہ از ہمت عالیست	صائب
ہیچ است گنج عالم اگر است دل غنی	دل چوں توانگر است بدنیا چہ حاجت است	”
در بساط خاک گنجے را کہ می باید نہفت	ریزش خود را ز چشم خلق پنہاں کردنست	”
ہمیں بس ست ز قہر خدا سزائے بخیل	کہ فقر دارد و از مجد فقیر نومیدست	”
پے نیک مرداں بباید شتافت	کہ ہر کیں سعادت طلب کرد یافت	”
دو چشم از پے صنع باری نکوست	ز عیب برادر فرو گیر دوست	سعدی
شب ہر توانگرے بہ سرائے ہمی رود	درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست	”
عارفان درویش صاحب درد را	بادشاہ خوانند اگر نانش نیست	”
طریقت بجز خدمت خلق نیست	بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست	”
خوردن برائے زیستن و ذکر کردنست	تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردنست	”
سعدیا چوں بت شکستی خود مباش	خود پرستی کمتر از اصنام نیست	”
مارا بہشت صحبت یاران ہمدم است	دیدار نامناسب جہنم است	”
بسوگند گفتن کہ زر مغربیست	چہ حاجت محک خود بگوید کہ چیست	”
منعم بکوہ و دشت و بیاباں غریب نیست	ہر جا کہ رفت خیمہ زد و بارگاہ ساخت	”
بگرگی ز گرگاں تو انیسم رست	کہ بر جہل جز جہل نارد شکست	نظامی
زن سیمتن گرچہ روئیں تن است	ز مردی چہ لافد کہ زن ہم زن است	”
جز ایں نیستم چارہ در سرشت	کہ سر بر نگردانم از سرنوشت	”
فرض ایزد بگزاریم و بہ کس بد نکنیم	وانچہ گویند روا نیست نگوئیم رواست	حافظ
حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از شام	ز خاک مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبیست	”
ز قسمت ازلی چہرۂ سیہ بختاں	بشست و شوئے نگردد سفید ایں مثل ست	”
دولتے را کہ نباشد غم از آسیب زوال	بے تکلف بشنو دولت درویشانست	”
مزن نہ چوں و چرا دم کہ بندۂ مقبل	قبول کرد بجاں ہر سخن کہ جاناں گفت	
بہ درد و صاف ترا حکم نیست دم درکش	کہ ہر چہ ساقی ما ریخت عین الطافست	

رضا بداده بده وز جبین گره بگشای	که بر من و تو در اختیار نگشاده است	حافظ
مستمع چون نیست خاموشی به است	نکته را از نااهل گر پوشی به است	کلیم
دل بزیب و زینت گیتی هنرپرور نبست	غیر نقش بوریا بر خویشتن زیور نبست	〃
خون حیا بگردن اهل طلب بود	قتل گدا بقصد قصاص حیا روست	〃
بحر پیست زندگی و نهنگش حوادث است	تن کشتی است و مرگ بساحل رسیدن است	〃
بر توسن ارادهٔ خود کس سوار نیست	در دست اختیار عنان گسسته است	〃
روزی طلب مکن تو چه دانی که آن کجاست	تیر از چه افگنی چو نیابی نشان کجاست	لا اعلم
انگور خوش است آب انگور خوش است	آواز دهل شنیدن از دور خوش است	〃
برنه دارد میوه تا خام است دست از شاخسار	زاهد ناپخته را از خود بریدن مشکل است	〃
از کرامات پیر ما چه عجب	گربه شاشید و گفت باران است	〃
سخاوت بخشایش داور است	نه در جنگ و بازوی زور آور است	〃
لب خامش بود دلیل کمال	قفل بر در نشان اسباب است	〃
هر که رو در خلق میگردد قبول خاطر است	وقت آن کس خوش که ما را از نظر افگنده است	〃
در شکارستان دنیا آنچه می باید گرفت	شاهباز دیدهٔ روشندلان را عبرت است	〃
مرید نفس دون گردیدن از چیست	ندانم سگ پرستی مذهب کیست	〃
ز دوست دوست نرنجد به هیچ تقصیرے	اگر برنجد و گوید که دوستم غلط است	〃
هر کمالے را زوالے ہست در زیر فلک	ماه ناقص بدر ما گردید کاهیدن گرفت	〃
مبین حقیر کسے را که شمع در شب تار	بر از عصای بلند است گرچه کوتاه است	〃
دنیا خوش است مال عزیز است و جان شریف	لیکن رفیق بر همه چیزے مقدم است	〃
آدمی را آدمیت لازم است	عود را گر بو نباشد هیزم است	〃
پروانه را بشمع دلالت که می کند	در کاروان شوق همه شوق رهبر است	〃
در جهان نتوان نشان سیرچشمی یافتن	چشمهٔ خورشید هم محتاج آب شبنم است	〃
از چرخ همین نالی اگر بخت نداری	بے طالعی طفل ز تقصیر پدر نیست	〃

نیست پروائے عدم دل زدۂ ہستی را	از قفس مرغ بہر جا که رود بستان است	لا اعلم
در رہِ فنا قافلۂ اہل جہاں را	دیں ماندن دنیا ہمہ یکروزہ مقام است	״
فزوں چوں ز قسمت نیاید بدست	زنے بر بہم گرچہ بالا و پست	״
سرنوشت ما ز دست خوش نویس	خوش نویس است نخواہد بد نوشت	״
با کمال احتیاج از خلق استغنا خوش ست	با دہان تشنہ مردن بر لب دریا خوش ست	״
اہل ہمت را نباشد تکیہ بر بازوئے کس	خیمۂ افلاک بے چوب و طناب استادہ است	״
امروز بخشش از پئے فردا خزانہ ایست	دستِ کرم براہِ فنا پیش خانہ نیست	״
بیریاضت نبود در دل سالک بخود شد راہ عشق	طبل را تا پوست باشد تازہ خالی از صدا ست	ناصر علی
صحبت صاحبدلاں اکسیر قلب عیبہا ست	بر در شاہان تکبر در فقیراں کبریا ست	״
چوں از قضا گریز تواند کسے که بود	دستِ قضا عنان کش او ہر کجا گریخت	جامی
سیل چوں آمد بدریا بحر گشت	دانہ چوں آمد بمزرع کشت گشت	معنوی
زاہداں را بر در ارباب معنی راہ نیست	طاعت اہل ریا مقبول این درگاہ نیست	״
ابر برناید پئے منع زکات	وز زنا افتد وبا اندر جہات	״
جامہ پوشاں را نظر بر گازر است	جانِ عریاں را تجلی زیور ست	״
دشمن ار چہ دوستانہ گویدت	دام داں گرچہ ز دانہ گویدت	״
مرد گر لاف ادب وجد میزند بے مشرب ست	زانکه ابجد در حقیقت بہر طفل مکتب ست	نعمت خاں عالی
آبرو را گر طلب داری مرو از جائے خویش	آنچہ گل را در چمن آب ست در بازار نیست	نادم
آخر مآلِ کار ترقی تنزل ست	جز کاستن بطالع ماہ تمام نیست	باقی
گویم آئین وفا در مردم عالم کم است	باز میگویم که شاید بودہ باشد عالم است	صائب
تا بہ سنگ اندروں بود گوہر	کس چہ داند که قیمتش چند ست	صابر
گرچہ از افتادن دنداں شود گفتار سست	چو دنداں طمع کندی سخن گوئی درست	اثر
پنجۂ اہل سخا بر جانب اہل طلب	وقت رفتن غنچہ و در وقت برگشتن گل ست	شیدا
جہاں از پئے شادی و دلخوشی ست	نہ از بہر بیداد و محنت کشی ست	نظامی

عمر اگر خوش گزرد زندگیٔ خضر کم ست	ور به تلخی گزرد نیم نفس بسیار است	رفیع
هر وقت خوش که دست دهد مغتنم شمار	کس را وقوف نیست که انجام کار چیست	حافظ
مایهٔ آسودگی از خلق ترک حاجت ست	زیر سر بگزارد ستے را که زیر منت ست	حزیں
خرمن عمرش تلف شد هر که از کس زر گرفت	داد سر بر باد چوں در شمع آتش در گرفت	
آزادگی ز منت دوناں رمیدن ست	قطع امید دست طلب را بریدن ست	کلیم
ناں جو خور در بهشت سیر چشمی سیر کن	گرد خجلت بهر گندم بر رخ آدم نشست	صائب
اے قناعت توانگرم گرداں	که ورائے تو هیچ نعمت نیست	سعدی
هر سفلهٔ پے بگنج قناعت کجا برد	ایں نقد در خزانهٔ ارباب همت ست	جامی
تشنه چشماں را به نعمت سیر کردن مشکل ست	دشت گر دریا شود ریگ رواں سیراب نیست	صائب
ناکس نپذیرد اثر از تربیت کس	هر چند عصا راه رو د پا شدنی نیست	
شوق مشتاق آرزو مشتاق جاں مشتاق تست	چشم مشتاق آشکارا دل نهاں مشتاق تست	
آرے اساس خانهٔ عمر استوار نیست	دار فنا محل ثبات و قرار نیست	
رفت هر کس را بپا خارے کند سوزن علاج	می خورد خوں بیشتر هر کس که او بے نیاز ست	
مس را چو زر بروئے محک کس نمی کشد	سختی بغیر قسمت کامل عیار نیست	
از گرفتاری خلاصے نیست اهل عقل را	هست اگر آزادے زیر فلک در مکتب ست	صائب
اهل فطرت را سبک کے می کند دست تهی	ظرف چینی گر همه خالی ست بے مقدار نیست	
چه یار راز باں را چو دل یار نیست	چو دل تنگ شد جائے گفتار نیست	
بر روئے زمیں هیچکس آسوده نباشد	گنجے بود آرام که در زیر زمین ست	
هلال عید می بینی و من پیوسته ابرویت	مبارکباد بر تو عید و بر من دیدن رویت	
ز یک شاخیم اگر شیریں و گر تلخ	ز یک بزمیم اگر هشیار و گر مست	
اهل بصیرت از سخنے رنج می برند	مو در میان دیده کم از نوک خار نیست	والا
مقام عیش میسر نمی شود بے رنج	بلے بحکم بلا بسته اند روز الست	حافظ
هر عدو باشد همیں احساں نکوست	که باحساں بس عدو گشته است دوست	معنوی

هر یکے را داده حق در مرتبت	صد هزاران حشمت و هم مکرمت	معنوی
زندگی در مردن و در محنت ست	آب حیواں در درون ظلمت ست	"
اے بسا کاریکہ اول صعب گشت	بعد ازاں بکشاد و سختی در گذشت	"
کار بخت ست آں و آنہم نادر ست	کسب باید کرد تا تن ناور است	"
وز طلب زن دایما تو سر دو دست	کہ طلب در راہ نیکو رہبر ست	"
وقت آں کس خوش کہ چوں برق از گریبان وجود	سر برون آورد و بر وضع جہاں خندید و رفت	"
نہ ہر سر تاج و تخت و سروری یافت	نہ ہر اسکندرے پیغمبری یافت	"
ترک گویائی ز دخل نکتہ گیراں رستن است	بستن لب از سخن خوش تر ز مضمون بستن است	غنی
دلا آنکہ داناست از مغز و پوست	شناسد بد از نیک دشمن ز دوست	"
زور بازو مرد را وابستۂ مشت زر است	دست خالی در حقیقت آستین بے مشت نیست	"
ز شرم انگشت دارد در دہن طفل	سر پستاں گرفتن ہم گدائیست	"
عدو شود سبب رزق گر خدا خواہد	خمیر مایۂ دوکان شیشہ گر سنگ است	"
اطفال غنچہ را بجز از گوشمال نیست	آنجا کہ عقل نیست گزند ملال نیست	حزیں
ز داننده کم گفتن اکنون نکوست	جہاں پر ز ناداں بسیار گوست	"
مردمی باید کہ گیرد دست صاحب جوہری	تیغ را بے قوت بازو کشیدن مشکل است	آفریں
با کوری باطن چہ کند دیدۂ ظاہر	نرگس ہمہ چشم آمدہ بینا شدنی نیست	امین
در شکست خویش کوش از عزت افزوں بایدت	بر سر خوباں دہندش جا چو گل از پا شکست	"
ہر سبز بخت شاد شود بہر شکست خود	در گوشم ایں سخن لب خنداں پستہ گفت	ظہیر
گیرد شکار دام زمیں گیر چوں شود	تسخیر جز نیاز دریں روزگار نیست	"
مردم از نادانی از گردوں شکایت میکنند	قبض و بسط کارہا در پنجۂ افلاک نیست	"
بغیر اہل کرم نام او مبر زنہار	چرا کہ بہتر ازیں مرد را کمالے نیست	"
زاہد نہ داشت تاب جمال پری رخاں	کنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت	میلے
قیمت نیشکر و بید مساویست زابر	نیک و بد در نظر اہل کرم ہر دو یکیست	وحید

مفلس ترشح ز توانگر ندیده است	کس رشته را به آب و گهر تر ندیده است	طاهر
چون حل نمی‌شود به سخن مشکلات من	در حیرتم که فائدهٔ قیل و قال نیست	هلالی
در دوستی ملاحظهٔ مرگ و زیست نیست	دشمن به از کسیکه نمیرد برای دوست	״
سیاه رو شود آن کس که عیب‌بین گردد	چو جامه بر سخن هیچ کس مدار انگشت	فائق
بسکه از وضع جهان بیگانگی ما رونماست	هر کرا دیدیم چون آئینه صورت آشناست	״
تو از خرابی خود مفلسی چنین دانه	چه گنجها که درین کنج محنت آباد است	صائی
نصیب ما ز ازل کاتب قضا و قدر	چه جای جنگ و جدل خوش‌دلیم هرچه نوشت	״
هر که همت گمارد آخر کار	تا بآنجا رسد که همت اوست	״
پیش ما چیزی گرفتن با توکل دشمن است	پس بود گر ز دوستان گاهی خبر باید گرفت	نعمتخان عالی
خواهی بکعبه رو کن و خواهی بسومنات ره	از اختلاف راه چه غم رهنما یکیست	صائب
در دل آئینه باشد راه خوب و زشت را	هیچکس در مشرب اهل صفا بیگانه نیست	بینوا
چراغ بتکده و شمع خانقاه یکیست	اگرچه دیده دو آمد ولی نگاه یکیست	
خود حسد نقصان عیب دیگر است	بلکه از جمله کمیها کمتر است	معنوی
چه گفت دهقان خمیده پشت	که سوهان روح است خوی درشت	حزین
تا توانی از کدورت لوح دل را پاک کن	زانکه این آئینه را از غیر تاب آه نیست	
گفتگوی اهل عالم بر سر دنیا بهم	جمله بی‌اصل است و جنگ طفلهای مکتب است	کلیم
موی سفید و روی سیه عیب مشک نیست	با خلق خوش بصورت زیبا چه حاجت است	صائب
ای که عزم کعبه داری گر بدست آری دلی	منزل مقصود نزدیک است و چندان دور نیست	
مکن ذخیره که در رفتن است عمر عزیز	بخور که روزه گرفتن حرام در سفر است	اثر
کی به خلق میتوان شد با تن تنها طرف	ملک گیری سهل باشد گوشه گیری مشکل است	غنی
چه شد که شاه برافروخت شمع کافوری	چراغ خانهٔ درویش ماه تابان است	ناصر علی
در طریقت هرچه پیش سالک آید خیر اوست	در صراط المستقیم ای دل کسی گمراه نیست	حافظ
ما شباتی رنگ پیدا کرد عشرت هم غم است	چون حنا رنگ سیاه گیرد لباس ماتم است	

نشاط عیش چو برچیده می‌شود آخر | به پیش جام زر و کاسهٔ سفال یکیست | قابض

فکر شنبه تلخ دارد جمعهٔ اطفال را | عشرت امروز بی اندیشهٔ فردا خوش است | صائب

عیش دنیا را بقائی نیست دیدی غنچه را | یک تبسم کرد عمرش در پریشانی گذشت | طالب آملی

مبر قصی از نشاط می ناب غافلی | کین رقص با طپیدن بسمل برابر است | صائب

نقد دلیکه بود مرا صرف باده شد | قلب سیاه بود از آن در حرام رفت | حافظ

میازار موری که دانه کش است | که جان دارد و جان شیرین خوش است | فردوسی

بغیر ظلم توقع مدار از ظالم | که نخل شعله اگر بار میدهد شرر است | شهرت

از شکست خاطر نازک دلان ایمن مباش | شیشه را چو بشکنی هر ذرهٔ آن خنجر است

مردم آزار از جاهل روز پیری بدتر اند | افعی قاتل بعهد کهنه سالی اژدر است | ظهیر

مردم آزار از حماقت مال مردم میخورند | مار را خوردن به از مغز سر ضحاک نیست | "

بد اختر تر از مردم آزار نیست | که روز مصیبت کشش یار نیست | سعدی

ظاهر آلوده را با فیض باطن کار نیست | پیرهن چون بی نماز افتاد طاعت ناروا است | ناصر علی

جهان ای پسر ملک جاوید نیست | ز دنیا وفاداری امید نیست | سعدی

مهر از جهان مبر که غذائی لطیف او | خون است در لباس اگر شیر مادر است | صائب

با آب و خاک زمان دل مبند و غره مشو | که عمر شمع و جهان چون گذرگه باد است | صافی

هر روز اختیار جهان پیش دیگر است | دنیا مگر گدا است که هر روز بر دریست | درویش

آفت دولت با بنای زمان معلوم نیست | لقمه چون افتاد در به استخوان معلوم نیست | صائب

چند مغرور درین مسکن دنیا باشی | خیز اسباب سفر ساز که این منزل نیست | یمین

بارها دیدیم وضع دهر را دیدن نداشت | جز گل عبرت درین بستان سرا چیدن نداشت | کاشی

هرگز مبند دل بفریب جهان حزین | دنیای سفله دشمن مردان عالم است

داند کسیکه محنت دنیا کشیده است | دردی تیزتر ز درد سر روزگار نیست | حزین

جهان منزل درد و جای غم است | درین دام گه شادمانی کم است | حافظ

طفل داند دایه را حور بهشت و جوی شیر | زشتی زال جهان بر نا قضا معلوم نیست | صائب

گویند زمین بر سر گاؤ ست بلے	گاؤ ست کسیکه بار دنیا بر داشت	بیخود
زانبای دہر وقت کسی خوش نمی شود	خوش وقت آنکه معتکف کنج عزلت است	جامی
برمیدار دلباس عاریت طبع غیور	جمع کردن دل ز اسباب جہان سامان ماست	ناصر علی
جمع خواہی دلت اسباب جہان تفرقہ کن	تخم جمعیت دل تفرقۂ اسباب است	
چو بر تخت جاوید نتوان نشست	ازین بیشتر تخت باید شکست	نظامی
در زندگی بکوش که فرصت ہمیں دم است	زیرا که روز مرگ بکس آشکاره نیست	
چناں میر که چیزی نماند از تو بجائے	بغیر نام نباید بیادگار گذاشت	کلیم
راز ما از راستی فواره سان مستور نیست	بر زبان ماست جاری آنچه ما را در دلست	
راستی موجب رضای خداست	کس ندیدیم که گم شد از ره راست	سعدی
باصدق ز دوری مکن اندیشهٔ در پیش	تیری که بود راست در آغوش نشان است	صائب
میتوان از دست پیوندان بآسانی برید	در جدائی از دہن دندان کشیدن مشکل است	صائب
کلید ظفر چون نباشد بدست	ببازو در فتح نتوان شکست	
چه داند مردم که در جامه کیست	نویسنده داند که در نامه چیست	سعدی
پسر کو میان قلندر نشست	پدر گو ز خیرش فرو شوی دست	سعدی
محاسن چون مردان نداری بدست	نه مردی بود پیش مردان نشست	"
کسے قول دشمن نیارد بدوست	جز آنکس که در دشمنی یار اوست	"
نظر بعیب کساں از کمال بے بصریست	بعیب خویش نظر کن که عین بینائیست	مخفی
سخن گفتن و بحر جاں سفتن است	نه ہر کس سزائے سخن گفتن است	نظامی
نگه دار فرصت که عالم دمیست	دمی پیش دانا به از عالمیست	
قابل درین زمانه ز آدم نشان مخواه	چندیں ہزار سال ز آدم گذشته است	قابل
یک اہل دل که مرہم داغ درون شود	در ہیچ شہر و ہیچ ولایت نمانده است	صائب
مردم منعم کی بتعظیم گدا خیزد ز جا	دامنش گوئی بزیر سنگ زر مانده است	واعظ
ہنوز آں ابر رحمت درفشان است	خم و خمخانه با مہر و نشان است	

دنیا خوش است لیک باندازهٔ وجود	پیراہن زیادہ ز قامت برید نیست	
نیست جز ترک تکلف زینت روشندلان	گر لباس اطلس است آئینہ عریان بہتر است	
جنگ و زور آوری مکن با مست	پیش سر پنجہ در بغل نہ دست	سعدی
آنکہ در راحت و تنعم زیست	او چہ داند کہ حال گرسنہ چیست	״
آتش از خانۂ ہمسایۂ درویش مخواہ	کانچہ از روزن او میگذرد دود دلست	״
اِلّا نخواہی بلا بر حسود	کہ آں بخت برگشتہ خود در بلاست	״
جوان گوشہ نشین شیر مرد راہِ خداست	کہ پیر خود نتواند ز گوشۂ برخواست	״
خطا کہ باعقوبت دوزخ برابر است	رفتن بہ پائے مردیٔ ہمسایہ در بہشت	״
خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است	تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است	״
معدہ چو گر پُر گشت و شکم درد خاست	سود ندارد ہمہ اسباب راست	״
مرغِ بریاں بچشم مردم سیر	کمتر از برگ تُرّہ بر خواں ست	״
منعم بکوہ و دشت بیاباں غریب نیست	ہر جا کہ رفت خیمہ زد و خوابگاہ (یا بارگاہ) ساخت	״
چوں مرد برافتاد ز جائے و مقام خویش	دیگر چہ غم خورد ہمہ آفاق جائے اوست	״
شب ہر توانگرے بسرائے ہمی رود	درویش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست	״
از خداواں خلاف دشمن و دوست	کہ دل ہر دو در تصرف اوست	״
برادر کہ در بند خویش است	نہ برادر ست و نہ خویش است	״
اے پسر تُرا پرسند روز قیامت	کہ ہنرت چیست و نگویند کہ پدرت کیست	״
ہر کہ آمد در جہان ز اہلِ فنا ست	لایزال و لم یزل فرد آں خداست	״
سعدی حجاب نیست تو آئینہ صاف دار	زنگار خوردہ کے بنماید جمال دوست	״
مردِ عالم گر پریشاں حال باشد عیب نیست	قدر مصحف کم نگردد گر سراسر ابتر ست	مظہر
آہے کہ غم ز دل نبرد نا کشیدنی ست	مرغیکہ نامہ بر نبود پر بریدنی ست	صائب
مشو بمرگ ز امدادِ اہلِ دل نومید	کہ خواب مردم آگاہ عین بیداری ست	
دراں رہے کہ بمستی تواں سلامت رفت	قدم شمردہ نہادن دلیل ہشیاری است	

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
کیست از دوش کسے بار تواند برگرفت	گر ہمہ عیسی ست در بند خر و بار خود ست	
ترک دنیا حق پرستی از برائے آخرت	از ہوائے نقل کردن در ہوائے دیگر ست	
از تہ دیوار آسان ست بیروں آمدن	دامن از دست گراں جاناں کشیدن مشکل ست	
اہل دل را بدل و اہل نظر را بہ نظر	دوستداران زبان را بزباں باید جست	
از خوشامد می فزاید در تنگ ظرفاں غرور	شیشہ ہا را بے نفس سامان بالیدن کجاست	
ز سادگی ست بفرزند ہر کہ خورسند ست	کہ مادر و پدر غم وجود فرزند ست	
حرف بد گو باز میدارد ز بد کردن مرا	میکند ہموار سوہاں گرچہ خود ہموار نیست	
چوں بلائے می شود نازل مزن چیں بر جبیں	در بروئے میہماں غیب بستن خوب نیست	
قوت بازو نیاید بے صفائے دل بکار	تیغ تا در زنگ باشد برگ بیدی بیش نیست	غنی
نیست تا پاک از غرض ہا در سخاوت سود نیست	در تلاش نام سیم و زر فشاندن جود نیست	صائب
چوں محبت در میاں باشد تکلف گو مباش	شیر مادر در حلاوت بے نیاز از شکر ست	غنی
بروز ابر کہ چوں وقت می پرستان ست	بیار بادہ کہ امروز روز مستان ست	
گر بود رہ یک قدم بے رہنما دور ست دور	بے اجل نتواں رسیدن گرچہ منزل زیر پاست	واحد
دیوانۂ خموش بہ عاقل برابر ست	دریائے آرمیدہ بساحل برابر ست	صائب
در مقام حرف بر لب مہر خاموشی زدن	تیغ را زیر سپر در جنگ پنہاں کردن ست	
روئے کزو وفا نکشاید ندیدنی ست	حرفے کہ مغز نیست درو ناشنیدنی ست	
چوں شکم نامرد را پر شد تواضع را گزاشت	زن چو آبستن شود او را خمیدن مشکل است	عالی
دنیا خوش ست لیک باندازۂ وجود	پیراہنے زیادہ ز قامت دریدنی ست	
سفلہ را منظور نتواں ساختن گو خوبروست	میخ را در دیدہ نتواں کوفتن گو از زر است	فرید
ز دوستان زبانی مدار چشم وفا	ز برگ بید محال ست بر توانی یافت	صائب
قابل دریں زمانہ ز آدم نشاں مخواہ	چندیں ہزار سال ز آدم گزشتہ است	قابل
ہر کہ خود تربیت خود نکند آدم نیست	آدم آنست کہ او را پدر و مادر نیست	آرزو
بسر دو گرم جہاں خاطرت چو راضی شد	تمام عمر ترا آب سرد و ناں گرم ست	سلیم

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
از خس و خار غرض گر پاک باشد سینه ها	هیچ باغ دلکشا چوں دیدن احباب نیست	صائب
تا بید بکف چو طائر عشرت ز دست رفت	رنگے ز رخ پریده کسے را شکار نیست	فرحت
هر چه باید آدمی با خویشتن آورده است	خواب چوں افتاد سنگیں بسترے درکار نیست	صائب
بد از رفاقت نیکاں نکو نخواهد شد	سموم را سر همراهی صبا عبث ست	حزیں
تاب بو کردن ندارم طاقتِ چیدن کراست	باغباں بیهوده بر رویم درِ گلزار بست	
زباں تیغ به نرمی نمی شود کوتاه	ملائمت به حریفانِ بے حیا عبث ست	حزیں
پیوند عمر بسته بموئیست هوشدار	غمخوار خویش باش غم روزگار چیست	حافظ
دورِ نشاط زود بانجام می رسد	یک هفته شادمانیِ گلزار بیش نیست	صائب
هیچ کارے گرچه صائب بے تامل خوب نیست	بے تامل آستیں افشاندن از دنیا خوش ست	؍؍
از بهر قطع کردنِ نخلِ حیاتِ من	چوں ارهٔ دو سر نفس اندر کشاکش ست	
دستے که ریزشے نکند شاخ بے برست	نخلیکه میوهٔ ندهد خشک بهتر ست	
شکایت از ستم چرخ ناجوانمردی ست	که گوشمال پدر خیر خواهی پسر ست	
قرض از کریم کن که وفایش گرفتن ست	مانند قرض روزه ادایش گرفتن ست	
عمر عزیز قابلِ سوز و گداز نیست	ایں رشته را مسوز که چندیں دراز نیست	
هر که آمد عمارتے نو ساخت	رفت و منزل بدیگرے پرداخت	
چشم همت داشتن از سفرهٔ گردوں غلط	ناں خشکے دارد آنهم صبح هست و شام نیست	عرفی
تواضع ز گردن فرازاں نکوست	گدا اگر تواضع کند خوے اوست	سعدی
دل منه بر الفت دنیا که تا گرم است آب	گرمیجوشد با آتش لیک با او دشمن ست	غنی
علاج واقعه پیش از وقوع باید کرد	دریغ سود ندارد چو رفت کار از دست	
کسریٰ نماند قصر ایوان او نماند	نعمان برفت و ذکر خورنق هنوز هست	
تنگدستی فی الحقیقت مایهٔ دیوانگی ست	بید از بیحاصلی در باغ مجنوں گشته است	
گر عظیم ست از فرودستاں گناه	عفو کردن از بزرگاں اعظم ست	
هر سر که یافت افسری از گوهر ثبات	در اقتدار بگذرد از چرخ ناثبات	

خوبیٔ اخلاق کاں دنیا و دیں را زیور است | یا فقیری خوش بود یا بادشاہی خوشتر است

بشمشیر یکے تا صد تواں کشت | بہ رائے لشکرے را بشکنی پشت

دگر گوئے کہ درویش در پناہ کسے است | کہ بادشاہ جہاں در پناہ درویش است

از دستِ تو صد شربت شیریں بچشیدم | یک شربت تلخ ار بچشم باک نیست

مال دہی مرد بدست آیدت | ور نہ دہی زود شکست آیدت

از وزیرے کہ او نکو سیرت | ملک را زیب و زینت دیگر ست

رسول توانا توانا فرست | بدانا ہم از جنس دانا فرست

ہر خار کہ سر بر زند از گلشن ملک | فی الحال سرش بہ تیغ بر باید داشت

ہندو ہیں بت پرست مسلماں خدا پرست | پوجیں ہیں ہم اسی کو جو ہیں میکدہ پرست

کس در وفائے وعدہ چو آں شوخ سست نیست | لکنت گواہِ اوست کہ قولش درست نیست

کام تو موقوف زاریٔ دل ست | بے تضرع کامیابی مشکل ست | معنوی

دوستی با دشمن دانا نکوست | دشمن دانا بہ از نادان دوست

در عیادت رفتن تو فائدہ است | فائدہ آں باز با تو عائدہ است

شب زندہ دار باش کزیں باغ دلفریب | آں غنچہ فیض برد کہ پیش از سحر شگفت | صافی

خوابِ راحت در حقیقت مایۂ درد سر ست | ہر کہ دارد ایں مرض پیوستہ صاحب بستر ست

حاجت بدور باش ندارد حریم تو | شرم تو با ہزار نگہباں برابر ست | صائب

در مجالس حرف سرگوشی زدن با یکدگر | در زمین سینہ ہا تخم نفاق افشاندن ست

ہیچکس یا رب اسیر جذبۂ الفت مباد | مرغ دست آموز در پرواز ہم آزادیست | عاقل

عنانِ نفس کشیدن جہاد مرداں ست | نفس شمردہ زدن ذکر اہل عرفان ست | صائب

صبر بہتر مرد را از ہر چہ ہست | تا بیابد بر مراد خویش دست

پند حکیم صیقل آئینہ دل ست | مقصود ہر دو عالم ازاں پند حاصل ست

صف شکن قلب سپاہی حیا ست | راہزن خیل ملاہی حیا ست

غفلت نگشت مانع تعجیل عمر را | در خواب نیز قافلۂ ما روانہ است

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
بے درد وا نشد دل غفلت گرفته ام ؎	قفلے که زنگ بست شکستن کلید اوست	ناصر علی
ز روزگار جوانی خبر چه می پرسی	چو برق آمد و چوں ابر نوبہار گذشت	
ہشیار باش خواجه که از مرگ چاره نیست	غافل مشو که عمر عزیزت دوباره نیست	صائب
قبول خاطر معشوق شرط دیدار ست	بحکم شوق تماشا مکن که بے ادبیست	
نامه ام را میبری قاصد زبانی ہم بگو	خامه شد فرسوده ورنه شکوه پایانے نداشت	صائب
دوستی و دشمنی با خلق صائب آفتست	از جدل آسوده شد ہر کس ز مہر و کیں گذشت	سعدی
ترا ایں قدر تا بمانی بس ست	چو رفتی جہاں جائے دیگر کس ست	سعدی
خدا دوست را گر بدرند پوست	نخواهد شدن دشمن دوست دوست	
بسا اہل دولت ببازی نشست	که دولت ببازی برفتش ز دست	
گرچه دست اہل دولت ہست در ظاہر بلند	دست ارباب دعا بالاترین دستہاست	صائب
چرخ را جام نگوں داں کز مے عشرت تہی ست	باده از جام نگوں جستن نشان ابلہی ست	جامی
فردا چو غم زیاده ز امروز می رسد	امروز خوردن غم فردا چه حاجت ست	صائب
خوئے بد در طبیعتے که نشست ؎	نرود تا بوقت مرگ از دست	سعدی
در یک سخن حقیقت ہر کس عیاں شود	بہر نمونه از صدفے یک گہر بس ست	صائب
بشنو اے خردمند از اں دوست دست	که با دشمنانت بود ہم نشست	سعدی
نے تار عمر محکم و نے تار دوستی	افسوس زیں دو رشته که بسیار نازک ست	صائب
دست کوته را مکش از آستیں	پائے چوں شد لنگ در داماں خوش ست	
فریاد دوستاں ہمه از دست دشمن ست	فریاد سعدی از دل نامہربان دوست	
امروز عجب مضطربم بے سببے نیست	گر یار بسر وقت من آید عجبے نیست	
نماز پارسا بے مطلبی نیست	سلام او سلام روستائی ست	غنی
ہر که آمد عمارتے نو ساخت	رفت و منزل بدیگرے پرداخت	سعدی
برگ عیش بگور خویش فرست	کس نیارد ز پس تو پیش فرست	سعدی
مکن تکیه بر ملک دنیا و پشت	که بسیار کس چوں تو پرورد و کشت	سعدی

ہمراہ اگر شتاب کند ہمرہ تو نیست	دل در کسے مبند کہ دل بستۂ تو نیست	سعدی
خوے بد در طبیعتے کہ نشست	نرود جز بوقت مرگ از دست	״
پشہ چو پُر شد بزند پیل را	با ہمہ مردی و صلابت کہ اوست	״
مورچگاں را چو بود اتفاق	شیر ژیاں را بدر آرند پوست	״
زخم دندانِ دشمنان تیز است	کہ نماید بچشم مردم دوست	״
ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبے ست	گلست سعدی و در چشم دشمناں خارست	״
دانا را از ناداں نفرت ست	ناداں را از دانا وحشت ست	״
خاکساری پیشہ کردن ہیچ میدانی کہ چیست	مشت خاکے را بچشم دشمناں افگندن ست	ناصر علی
بہرہ بردار از فقیرے از توانگر مشکل ست	مہرہ گر در خرمن گوہر فتد بے حاصل ست	
ہماں کس بدانی نکوخواہ تست	کہ گوید فلاں خار در راہِ تست	سعدی
چو دل بیناست بکشا دیدہ از ہم	نگاہِ تند را عینک حجابست	ناصر علی
شہرت نام آوری سرمایۂ آرام نیست	جز خراش دل نگیں را حاصلے از نام نیست	نصرت
بعہد ما تحمل پیشہ خوارست	بود حمال ہر کس بردبارست	حزیں
مرگ ہر کس در حقیقت نقشِ حال زندگی ست	ہر چہ کس بیند بہ بیداری ہماں بیند بخواب	
ناکسے گر باکسے بالا نشیند عیب نیست	خس بود بالائے دریا زیر دریا گوہرست	مظہر
سفلۂ زرپوش را در مجلسِ خود جا مدہ	کفشِ زریں گر بود بر سر نمی باید گذاشتن	سعدی
چو بینی زبردست را زور دست	نہ مردی بود پنجۂ خود شکست	
چو پنجاہ ساعت بروں شد ز دست	غنیمت شمر چند روزیکہ ہست	
ز ہجران طفلے کہ در خاک رفت	چہ نالی کہ پاک آمد و پاک رفت	
ظہورِ خشم بزرگاں تہی ز رحمت نیست	غبارِ چہرۂ گردوں دلیل باراں نیست	راسخ
ہر کہ خواہد گو بیا و ہر کہ خواہد گو برو	گیر و دار حاجب و درباں بدیں درگاہ نیست	
گفتی برو بجوے دگر کس قرار گیر	در عہد نامۂ من و تو ایں قرار نیست	
زاہلی مکن اشعار را وسیلۂ رزق	ببیں زمین سخن قابل زراعت نیست	سعدی

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
چون مرد بر فتاد ز جاے و مقام خویش	دیگر چه غم خورد همه آفاق جاے اوست	
قیمت هر کاله میدانی که چیست	قیمت خود را ندانی احمقی ست	معنوی
در گزر از نام و بنگر در صفات	تا صفاتت راه نماید سوے ذات	
فضل مردان بر زن اے عالی پرست	زان بود که مرد پایان بین ترست	
مخور فریب صلاے توانگران صائب	که روزه داشتن ستمل صرفهٔ نان ست	صائب
دلا از بزرگی بسیاری بدست	بجاے بزرگان نباید نشست	نظامی
غرور جوانی چو از سر گذشت	ز گستاخ کاری فرو شوے دست	
سر گران مردم از مردمی ست	وگرنه همه آدمی آدمی ست	
میان دو کس جنگ چون آتش ست	سخن چین بدبخت هیزم کش ست	سعدی
چو شد جامه بر قد فرزند راست	نباید دگر مهر فرزند خواست	نظامی
همه چیز را اصل باید درست	که باشد خلل در بناهاے سست	لا ادری
زمانه به نیک و بد آبستن ست	ستاره گهے دوست گه دشمن ست	
رواق منظر چشم من آشیانهٔ تست	کرم نما و فرود آ که خانه خانهٔ تست	
ناصحا بیهوده میگوئی که دل بردار ازو	من بفرمان دلم یا دل بفرمان منست	
سر مار را کوفتن طاعت ست	ز ره خار و خس [illegible] حکمت ست	حزین
هر که چشم رغبت از نظارهٔ مرغوب بست	بر دل آسوده راه یک جهان آشوب بست	صائب
ترا به زر از حد خود راه نیست	که نقش از نگارنده آگاه نیست	حزین
با رعیت صلح کن وز جنگ خصم ایمن نشین	زانکه شاهنشاه عادل را رعیت لشکر ست	سعدی
بعد ده دانش خود در زمانه دانستم	که استراحت دنیا بقدر نادانی ست	شامی
ز کار بسته میندیش و دل شکسته مدار	که آب چشمهٔ حیوان درون تاریکی ست	سعدی
بعذر توبه توان رستن از عذاب خدای	ولیک می نتوان از زبان مردم رست	
بسکه نادیدنی از مردم عالم دیدم	روشنم گشت که آسایش نابینا چیست	کلیم
از نور خرد کس نرسید ست بجاے	این عقل چراغیست که در خانه تمام ست	لا ادری

در کارخانهٔ دهر چیزے بدعا نیست	نعمت بود فراوان جائیکه اشتها نیست	حزین
باچشم سیر نعمت دنیا بهم حاجت است	تا آبرو بجاست بدریا چه حاجت است	
در چشمت ار حقیر بود صورت فقیر	کوته نظر مباش که در سنگ جوهر است	سعدی
گناه اگرچه نبود اختیار ما حافظ	تو در طریق ادب کوش و گو گناه من است	حافظ
بجیبم که چه گم کرده ام که هیچ همچو تو	درین دیار که بوے ز آشنائی نیست	
حقا که با عقوبت دوزخ برابر است	رفتن بپایمردی همسایه در بهشت	سعدی
رسیدهٔ بلب گور و کجروی بگذار	نگفته راست بسوراخ هیچ مار نرفت	صائب
بر نیاید روغن از جوزے که بی مغز اوفتاد	خوابهاے پوچ را تعبیر کردن مشکل است	
بر بلندان سخن بسوئے خود است	تف بروئے فلک بروے خود است	حزین
بایں تخت پیروزه و زر کیست	بایں پیچ و خم بهر و زر کیست	حافظ
چو بشنوی سخن اهل دل مگو که خطاست	سخن شناس نه دلبرا سخن اینجاست	
آبرو یک قطره آبیست چو از چهره بریخت	پایۂ ایوان عزت را کم از سیلاب نیست	وحید
تکیه بر خلق زنده را عار است	مرده بر دوش مردمان بار است	
آسمان را غمے ز مردن بیکاران نیست	نخل بے بار بر دوش چمن آرا بار است	صائب
جام جهان نماست ضمیر منیر دوست	اظهار احتیاج خود آنجا چه حاجت است	حافظ
بنامه وصف تو گفتن نه حد امکان است	چه آنکه وصف تو بیرون ز حد اوصاف است	
دارند بسکه خلق بصاحب زر اعتقاد	هرکس که مالک دو درم شد ابو زر است	اثر
هزاران همچو بلبل مدح خوانند	چو گل تا در کف مشت زرے هست	صائب
زمین آتش نهفته که در سینهٔ منست	خورشید شعله ایست که در آسمان گرفت	
شهر درد من بعالم رفت	آں جفا جو هنوز بے خبر است	
بیگانه را برسم تکلف کنند دوست	جائیکه دوستی ست تکلف چه حاجت است	یمین
بندهٔ عشق شدی ترک نسب کن جامی	که درین راه فلان ابن فلان چیزے نیست	جامی
هر آں چیزے دایم در دل تست	همان هشدار آخر حاصل تست	

حق از بہر باطل نشاید نہفت	شبہ قالین دیگر و شبہ پشتان دیگر ست	لا اعلم
ازل سے جو جوڑی ملائی گئی ہے	یہ اوس کو سلامت وہ اس کو سلامت	″
گزیدند فرزانگاں دست فوت	کہ در طلب ندیدند دارو ے موت	″
مباش غرہ و ہرگز درون کس میازار	کہ در طریقت ما ہیچ ازیں گناہے نیست	″
یک سجدۂ مستانہ و صد سالہ عبادت	فہمیدن آں مسئلہ موقوف دو جام است	″
ہمچو ہندو زن کسے در عاشقی مردانہ نیست	سوختن بر شمع مردہ کار ہر پروانہ نیست	″
کہ بچشمان دل مبیں جز دوست	ہر چہ بینی بداں مظہر اوست	″
بلبل سنے قفس میں نہ کبھو بحر چمن کی بات	آوارۂ وطن کو لگے خوش وطن کی بات	جراءت
معلوم جو ہوتا ہمیں انجام محبت	لیتے نہ کبھی بھول کے ہم نام محبت	ذوق
رہا گر کوئی تا قیامت سلامت	پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت	غالب
سنتا ہے دلا اہل جہاں کی ہے یہ عادت	منہ پر تو خوشامد کریں تحقیر پس پشت	لا اعلم
اشتیاق شوق را تحریر کردن مشکل است	بحر را از موج در زنجیر کردن مشکل است	″
شکر فیض تو چمن چوں کند اے ابر بہار	کہ اگر خار و گل ہمہ پروردۂ تست	″
آگے کے دن پاچھے گئے ہر سے کیوں نہ ہیت	اب پچھتائے کیا ہوت ہے جب چڑیاں چگ گئیں کھیت	لا اعلم
مایہ کو مایہ ملے کر کے لمبے ہاتھ	تلسی داس غریب کو کوئی نہ پوچھے بات	تلسی داس
پیرے کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است	از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت است	لا اعلم
ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی	کیں راہ کہ تو میروی بہ ترکستان است	″
در بہاراں زاد و مرگش در دے است	پشہ کئے داند کہ ایں باغ کسے است	″
راست میگویم و یزداں نہ پسند د جز راست	حرف ناراست سردوں روش اہرمن است	″
فقیہ مدرسہ دے مست بود و فتوی داد	کہ مے حرام ولے بہ ز مال اوقاف است	″
کریماں را بدست اندر درم نیست	خداوندان نعمت را کرم نیست	″
گرجان طلبی مضائقہ نیست	زر می طلبی سخن درین است	″
نیست در قانون حکمت ضعف قسمت را علاج	طشت فکر بو علی اینجا ز بام افتادہ است	″

ہو تجکو مری ناصح بیدرد کیا شناخت	رکھتا ہے دردمند کی درد آشنا شناخت	لا اعلم
سحرگاہ چو آں شاہ فلک تاراج داشت	سحر شد نہ سر تن بہ سر تاج داشت	״
در دیدہ یکتائی ما حرف دوئی نیست	زنار چہ و سبحہ و صد دانہ کدام است	״
کہ کس بہ منزل مقصود رہ نمی یابد	مگر بہ سعی تمام و دگر بہ عزم درست	״
حرص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب معاش	آنچہ ما درکار داریم اکثر درکار نیست	״
بے مزد بود و منت ہر خدمتے کہ کردم	یارب مباد کس را مخدوم بے عنایت	״
دل کہ رنجید از کسے خرسند کردن مشکل است	شیشۂ بشکستہ را پیوند کردن مشکل است	״
سنگے و گیاہے کہ در و خاصیتے ہست	از آدمی بہ کہ در و منفعتے نیست	״
رشتۂ در گردنم افگندہ دوست	می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست	״
یکے را بسر بر نہد تاج بخت	یکے را بخاک اندر آرد ز تخت	״
سر ارادتِ ما و آستانِ حضرت دوست	کہ ہر چہ بر سر ما رود ارادت اوست	״
دریا دلیم سینۂ ما معدن دراست	گر دست ماتہی ست ولے چشم ما پرست	״
بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست	کہ از مشقت او جز بمرگ نتواں رست	״
اعتبارے نیست ہرگز طائر اقبال را	ایں کبوتر روز و شب مشتاق بام دیگرست	״
سلطنت سلطاں کند فریاد بر جلاد چیست	مرغ را دانہ بلا کند طعنہ بر صیاد چیست	״
تو بجائے پدر چہ کردی خیر	تا ہماں چشم داری از پسرت	״
حسد چہ میبری اے سست نظم بر حافظ	قبول خاطر لطف سخن خدا داد ست	حافظ
ہمہ کس طالب یارند چہ ہشیار و چہ مست	ہمہ جا خانۂ عشق است چہ مسجد و چہ کنشت	
ناخدا در کشتی ما گر نباشد گو مباش	ما خدا داریم ما را ناخدا درکار نیست	״
ہر آں کرمیکہ در گندم نہان ست	زمین و آسمان او ہمانست	״
کہ سہل است لعل بدخشاں شکست	شکستہ نشاید دگر بارہ بست	״
درشتی و نرمی بہم در بہ است	چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است	״
ذات متکلم از کلامش پیدا است	از کوزہ ہماں برون تراود کہ در دست	״

این ہم رفت آں ہم رفت — در پئے جاناں جاں ہم رفت

قاروں ہلاک شد که چہل خانه گنج داشت — نوشیرواں نمرد که نام نکو گذاشت

کسے را که طرز بیانش خوش است — دہد گرچه دشنام ہم دلکش است

نه در ہر سخن بحث کردن رواست — خطا بر بزرگاں گرفتن خطاست — سعدی

ہر که در خردیش ادب نکنی — در بزرگی فلاح ازو برخاست — ״

چوب تر را چنانکه خواہی پیچ — نشود خشک جز به آتش راست — ״

منت منه که خدمت سلطاں ہمی کنی — منت شناس ازو که بخدمت بداشتت — ״

ہر که پرہیز و علم و زہد فروخت — خرمنے گرد کرد و پاک بسوخت — ״

بیفائده ہر که عمر در باخت — چیزے نخرید و زر بینداخت — ״

سخنے در نہاں نباید گفت — که بر انجمن نشاید گفت — ״

امروز بکش چو میتواں کشت — کاتش چو بلند شد جہاں سوخت — ״

کریماں را بدست اندر درم نیست — خداونداں نعمت را کرم نیست — ״

گر بے ہنر بمال کند کبر بر حکیم — کون خرش شمار اگر گاؤ عنبر است — ״

بشوئے خردمند زاں دوست دست — که با دشمنانت بود ہم نشست — ״

چو دست از ہمه حیلتے در گسست — حلال است بردن بشمشیر دست — ״

درشتی و نرمی بہم در به است — چو رگ زن که جراح و مرہم نه است — ״

بروز معرکه ایمن مشو ز خصم ضعیف — که مغز شیر بر آرد چو دل ز جاں برداشت — ״

بد اختر تر از مردم آزار نیست — که روز مصیبت کسش یار نیست — ״

میان دو کس جنگ چوں آتش است — سخن چین بدبخت ہیزم کش است — ״

ایماں کا گلا کاٹے وہ شمشیر ہے رشوت — چھیدے جگر عدل کو وہ تیر ہے رشوت

فرزند اگرچه عیب ناک است — در چشم پدر ز عیب پاک است

گر آب چاه نصرانی نه پاک است — جہود مرده می شویم چه باک است

با دل فارغ چو باشی تندرست — دیگر از دنیا نباید ہیچ جست

بران عقل و دانش بباید گریست — که پیدا کند نوزده خنج بست

خط خوش اے برادر دلپذیر است — چو روح اندر تن برنا و پیر ست

ہر آنکہ تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت — دماغ بیہودہ پخت و خیال باطل بست

چو دانا ہمچو ناداں گشت عزقست — ز دانش تا بنادانی چہ فرقست (جامی)

درین رہ حاجتے جز یکدلے نیست — دو دل بودن بجز بے حاصلے نیست (//)

ادیم زمین سفرۂ عام اوست — برین خوان یغما چہ دشمن چہ دوست (سعدی)

میفگن گول گرچہ عار آیدت — کہ ہنگام سرما بکار آیدت (نظامی)

بے حکم شرع آب خوردن خطاست — وگر خون بفتوی بریزی رواست (سعدی)

دور مجنوں گزشت و نوبت ماست — ہر یکے پنج روز نوبت اوست

برائے خدمت آنکس کہ نہ شناسد حق خدمت — مکن اوقات خود ضائع کہ نے سر دست نے منت

بدریا در منافع بے شمار است — اگر خواہی سلامت بر کنار است

چراغے کہ بیوہ زنے بر فروخت — بسے دیدہ باشی کہ شہرے بسوخت

عزیزیکہ از درگہش سر بتافت — بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

کھو نہ تو کار نا ثواب میں وقت — زندہ در گور کر نہ خواب میں وقت

گرامی داشتم اے نفس از آنت — کہ یکساں بگذرد بر دل جہانت

کنج صبر اختیار لقمان ست — ہر کرا صبر نیست حکمت نیست

قناعت بہر حال اولیٰ ترست — قناعت کند ہر کہ نیک اختر است

ہاتھ آتی ہے کب علم و ہنر سے دولت — ملتی ہے قضا و قدر سے دولت

ہوس از سرم یک سر مو نرفت — سیاہی ز مو رفت و از رو نرفت (سعدی)

آہستہ خرام بلکہ مخرام — زیر قدمت ہزار جان ست

آنچہ بر جستیم و کم دیدیم بسیار است و نیست — نیست جز انساں درین عالم کہ بسیار ست و نیست

منت منہ کہ خدمت سلطاں ہمے کنم — منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

اگر بہ سیر چمن میروی قدم بردار — کہ ہمچو رنگ حنا میرود بہار از دست

از خدا دان خلاف دشمن دوست	که دل هر دو در تصرف اوست	لااعلم
نفس اژدرهاست این کی مرده است	از غم بی آلتی افسرده است	״
بس کنیم و زیرکان را این بس ست	بانگ دو کردیم اگر در ده کس ست	״
این قدرها که دیده جزویست	کار کلی هنوز در قدرست	״
دریاب کنون که دولتت هست بدست	کاین دولت و ملک میرود دست بدست	״
نخسپی خیز و با زمانه بساز	ورنه خود را نشانه ساختن ست	عطا
زیرکان زمانه میگویند	زیرکی با زمانه ساختن ست	لااعلم
آنرا که عقل و همت و تدبیر رای نیست	خوش گفت پرده دار که کس در سرای نیست	״
چون طفل نی سوار بمیدان کارزار	دارم عنان بدست و بدستم اراده نیست	״
حدیث همین بس که سوختم بی تو	سخن یکیست دگرها عبارت آراییست	״
از زبان دیگران پیغام زهرآلود چیست	مدعا معلوم شد این حرف دو داند و چیست	״
راه راست برو اگرچه دور است	زن بیوه مکن اگرچه حورست	״
رهروان را خستگی راه نیست	عشق هم راه است و هم خود منزل است	״
بدرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش	که هرچه ساقی ما ریخت عین الطاف است	״
چو خرما شیرینی اندوده پوست	چو بازش کنی استخوانی دروست	״
آری اساس خانهٔ عمر استوار نیست	دار فنا محل ثبات و قرار نیست	״
بس کنم خود زیرکان را این بس ست	نکتهٔ کافیست گر سامع کس است	״
مکن جمع کتب کاین ناصواب است	که دل اندر برات ام الکتاب ست	״
دریا بوجود خویش موجی دارد	خس پندارد که این کشاکش با دست	״
غم فرزند و نان و جامه و قوت	باز دارد ز سیرت ملکوت	״
ای نغمه بسی دل که کباب از تو شد ست	وی عشق بسی خانه خراب از تو شد ست	״
سبز بختی لازم خاموشی ست	کی زبان پسته ها در گفتگوست	״
تمباکو نوش را سینه سیاه است	وگر باور نداری نی گواه است	״

ماتنگ ظرفان حریف اینقدر رنجے نئیم	دانۂ شکیم مارا گردش چشم آسیاست	لااعلم
من کجا و سیر باغ و بوستان و راغ و کوه	نالۂ بلبل مرا اینجا بزور آورده است	״
بر وضع ما بچشم حقارت نظر مکن	مارا بخاک تیره محبت نشانده است	״
نوروز و نوبهار و می لاله فام هست	بابر بعیش کوش که عالم دوباره نیست	״
تا خود نرسد وعدۂ هر کار که هست	سودے نکند یاری هر یار که هست	״
خدائے جهان را جهان تنگ نیست	کمیت مرا نیز پا لنگ نیست	״
دروازۂ شهر می توان بست	نتوان دهن مخالفان بست	״
مسکین خر اگرچه بے تمیز است	چون بار همی برد عزیز است	״
مکن تکیه بر ملک دنیا و پشت	که او چون تو بسیار پرورد و کشت	״
میان عاشق و معشوق رمزیست	کرام کاتبین را هم خبر نیست	״
نه در هر سخن بحث کردن رواست	خطائے بزرگان گرفتن خطاست	״
نیش عقرب نه از پئے کین ست	مقتضائے طبیعتش این ست	״
هر چه هست از قامت ناساز بے اندام ماست	ورنه تشریف تو بر بالائے کس کوتاه نیست	״
هر کجا در جهان فلک زده ایست	کار او شاعری در مالیست	״
هر که اوردے به بهبود نداشت	دیدن روئے نبی سود نداشت	״
همه اندرز من بتو این است	که تو طفلی و خانه رنگین ست	״
چو شمع از پے علم باید گداخت	که بے علم نتوان خدا را شناخت	״
سنگ اسود کا لیا بوسہ بتوں کی یاد میں	ہم نہ بھولے جاکے تبخانہ میں کبھی بتخانہ کی بات	״
از فرق تا بقدم هر کجا که می نگرم	کرشمه دامن دل میکشد که جا این جاست	״
دل بدست آور که حج اکبر است	از هزاران کعبه یکدل بهتر است	״
بس گرسنه خفت و کس ندانست که کیست	بس جان بلب آمد که برو کس نگریست	طالب آملی
در بیضه نمی کنند مرغان فریاد	هر چند که بیضه از قفس تنگتر است	
بکوئے یار بریز اشک و حاصلے بردار	پے زراعت تخم امل زمین این ست	

آدمی را آدمیت لازم است	عود را گر بو نباشد ہیزم ست	لااعلم
آنچہ در طبع تو نیاید راست	تو نہ فہمیدہ مگو کہ خطا ست	〃
ہر کرا بر سماط بنشینی	واجب آمد بخدمتش برخاست	〃
ہر کرا زر در ترازو ست	زور در بازو او ست	〃
آں کہ در راحت و تنعم زیست	او چہ داند کہ حال گرسنہ چیست	〃
تو بر اوج فلک چہ دانی چیست	چوں ندانی کہ در سرائے تو کیست	〃
سخاوت مس عیب را کیمیاست	سخاوت ہمہ دردہا را دواست	〃
شتر را کہ شور طرب در سر است	اگر آدمی را نباشد خر است	〃
عشق چہ آساں نمود آہ چہ دشوار بود	ہجر چہ دشوار بود یار چہ آساں گرفت	〃
باپ بیچارے نے مرمر کے کمائی دولت	ناخلف بیٹے نے دو دن میں اڑائی دولت	〃
آں جاں جہاں بجاں نہانست	واں روح روان انس و جان ست	〃
مسافرے کرنا ہے کوئی بھی پیت	مثل ہے جوگی ہوئے کسکی میت	〃
بخانہ آمدنت عید عشرت افروز ست	مبارک ست کہ امروز روز نوروز ست	〃
روئے مقصود کہ شاہاں بدعا می طلبند	سیمش بندگی حضرت درویشان ست	〃
بسر بلندم ز احسان دوست	دل و جان من ہر دو قربان دوست	〃
شکر فیض تو چمن چوں کند اے ابر بہار	کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردہ تست	〃
مجردان طریقت بہ نیم جو نخرند	قبائے اطلس آنکس کہ از ہنر عاری ست	〃
در مشرب دوستی پسند ست ہمیں	خاطر بدست تفرقہ دادن نہ زیرکی ست	〃
ما بیاد تو سلامت بخیال تو خوشیم	غیر نادیدن تو ہیچ پریشانی نیست	〃
بریں مژدہ گر جاں فشانم رواست	کہ ایں مژدہ آسایش جان ماست	〃
آنکس کہ اولش عدم و آخرش فناست	در حق او گمان ثبات و بقا خطاست	〃
در حیرتم کہ دشمن کفر و دیں چرا ست	از یک چراغ کعبہ و بتخانہ روشن ست	〃
بغیر سبزہ نپوشد کسے مزار مرا	کہ قبر پوش غریباں ہمیں گیاہ بس است	نورجہاں

هزار بار بشویم دهن ز مشک و گلاب	هنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست	نورجہاں
بظاهر منگر گرچه سرو سبزم	مگر چون رنگ حنا باطنم پر از خون ست	لاا علم
جز آستان توام در جهان پناهے نیست	سر مرا بجز این در حواله گاهے نیست	״
نمیدانم حدیث نامه چون ست	همین بینم که عنوانش بخون ست	״
چنین ست رسم جهان درشت	گهے زین به اسپ و گهے زین به پشت	״
سه شنبه، چهارشنبه شمالی خطاست	به پنجشنبه رفتن جنوب بلاست	״
زانکه اگر از پنجه پنجه به جست	عاقبت الامر در افتد بشست	״
سفر کن چو جایت ناخوش بود	کزین جائے رفتن بدان ننگ نیست	״
دولت اگر دولت جمشید نیست	سوئے آیت نومید نیست	״
شخصے همه شب بر سر بیمار گریست	چون روز آمد بمرد و بیمار بزیست	״
دهل در فغانست دایم و لے	چه حاصل چو اندر میانش هیچ نیست	״
سخن تا نگفتی توانیش گفت	و لے گفته را باز نتوان نهفت	״
منزل یار قرین ست چه دوزخ چه بهشت	سجده گر بنیاز ست چه مسجد چه کنشت	خواجه
همراه اگر شتاب رود همره تو نیست	دل در کسے مبند که دل بسته تو نیست	״
هیچ کارے بے تامل گرچه صائب خوب نیست	بے تامل آستین افشاندن از دنیا خوش است	صائب
اندر سفر مشقت و دل ملامت است	گر نیست خوش دلی و فرح در اقامت است	״
سفر اهل این جهان سقر است	زان سبب صورت سفر سقر است	
بعد از وفات تربت ما در زمین مجو	در سینه هائے مردم عارف مزار ماست	جلال الدین رومی
صحبت ابلها چو دیگ تهی است	کز درون خالی از برون سیه ست	
مورچگان را چو بود اتفاق	شیر ژیان را بدر آرند و پوست	سعدی
بگذر ز طمع که آفت جان و دل ست	طامع همه جا ز همه کس منفعل است	״
سفر بهتر از آنکه در جاے خویش	دلش از غم این و آن ابتر ست	״
پشه چو پر شد بزند پیل را	با همه مردی و صلابت که اوست	״

تا دم نخورد دور دنیفزود قدر مرد	تا لعل خوں نگردد جگر قیمتی نیافت	لا اعلم
ملت عاشق ز ملت ہا جدا است	عاشقاں را مذہب و ملت خدا ست	״
عمر عزیز قابل سوز و گداز نیست	ایں رشتہ را مسوز کہ چندیں دراز نیست	״
شخصے کہ ازو نفع نہ دنیا و دین ست	ہیچ است اگر بادشہ روئے زمین ست	״
مرا ز تجربہ کاری شد ایں سخن معلوم	کہ ہمچو عشق بعالم بلائے دیگر نیست	״
ہر چہ ہست از قامت ناساز و بد اندام ماست	ورنہ تشریف تو بر بالائے کس کوتاہ نیست	״
با مخالف مشرباں یکجا نشستن خوب نیست	ایں غلط مجموعہ را شیرازہ بستن خوب نیست	״
ابر ناید از پئے منع زکات	از زنا افتد وبا اندر جہات	مولانا روم
ہمہ تن خون شوم ز دیدۂ چشم	گر بدانم کہ گریہ را اثر ست	لا اعلم
ہیچ کس بر قدرت اسرار او آگاہ نیست	در حریم کبریائی عقل و جاں را راہ نیست	״
ایں مراتب کہ دیدۂ جزو یست	کار کلی ہنوز در قدر ست	״
شکر خدا کہ از مدد بخت کارساز	بر حسب آرزو ست ہمہ کار و بار دوست	״
اگر جز تو داند کہ راز تو چیست	بریں عقل و دانش بباید گریست	״
عنایت کن و ما را بکار ما بگذار	کہ کار ما ہمہ موقوف بر عنایت تست	״
مجروان طریقت بہ نیم جو نہ خرند	قبائے اطلس آنکس کہ از ہنر عاری ست	״
ما تنگ ظرفان حریف اینقدر سختی نہ ایم	دانہ اشکیم مارا گردش چشم آسیا ست	״
زمین و آسمان تا بہ قرار ست	بدنیا نام نیکو یادگار است	״
شکر فیض تو چمن چوں کند اے ابر بہار	کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردۂ تست	״
اے برادر نقد را بر طاق نسیاں در منہ	یاوہ گوئی فرع نادانیست اصلش ہیچ نیست	״
خطا زند بہ نمک ہر کہ اصل او ز خطاست	ببیں بلفظ حلال و حرام راہمراست	״
توبہ ہمے کہ در آئی نخست	رخنۂ بیروں شدنش کن درست	״
یوسف از بیمہری اخوان بچاہ افتادہ است	بیحسد نبود برادر گر پیمبر زادہ است	صائب
صاف چوں آئینہ میباید شدن با نیک و بد	ہیچ چیز از ہیچ کس در دل نمی باید گذاشت	״

قوت بازو نیابد بی صفائی دل بہ کار	تیغ تا در زنگ برگ بیدے بیش نیست	صائب
ایک اہل دل کہ مرہم داغ درون شود	در ہیچ شہر و ہیچ ولایت نماندہ است	״
نیست غافل را کمالے بہتر از اظہار عجز	دست گیر ناشناور دست و بالا کردن است	״
از آمد و رفت نفس آگہ نمی گردد کسے	زیں کاروان بیخبر بانگ درآئی برنخواست	حزیں
غرض از ظرف اگر خوردن آبست و طعام	کاسۂ چوب من و کاسۂ فغفور یکیست	لا علم
آب دریا زیر کشتی پشتی ست	آب در کشتی ہلاک کشتی ست	״
از احمقاں بگریز چوں عیسیٰ گریخت	صحبت احمق بسے خونہا بریخت	״
ترا چوں من ہزاراں بندگانند	مرا جز کوئے تو راہ دگر نیست	״
خوشتر بجہاں ز بیغمی نیست	دردا کہ بہیچ آدمی نیست	״
نماز عاشقاں ترک وجود ست	نماز جاہلاں سجدہ سجود ست	״
در یاب کنوں کہ دولتت ہست بدست	کیں دولت و ملک میرود دست بدست	״ ״
عبادت باخلاص نیت نکوست	وگرنہ چہ آید ز بے مغز پوست	״
اہل ہمت را نباشد تکیہ بر بازوے کس	خیمۂ افلاک بے چوب و طناب استادہ ست	״
چشمت نگراں و دل بخوابست	در دست چہ شد اگر کتاب ست	״
کینہ ہر سینہ کہ بنہاد رخت	دل شودش ز تپے آزار سخت	״
چوں ز دشمن کسے فراغت یافت	جانب خوشدلی عناں برتافت	״
تیمار غریباں سبب ذکر جمیل ست	جاناں مگر ایں قاعدہ در شہر شما نیست	״
از ورطۂ ما خبر ندارد	آسودہ کہ بر کنار دریاست	״
اگر بلطف بخوانی مزید الطافست	وگر بقہر برانی درون ما صافست	״
مجو درستی عہد از جہان سست نہاد	کہ ایں عجوزہ عروس ہزار داماد ست	״
گیرم بہ یار نامہ نویسم برندہ کیست	جز رنگ آفتاب بکویش روندہ کیست	״

مے خوردن و خوش زیستن و توبہ شکستن	ایں ہا ہمہ در مذہب رندانہ ضرورست	لا اعلم
ہر کہ از تقصیر خود شد منفعل	آب رحمت از جبین خویش یافت	"
رفتم اندر تہ خاک انس بتانم باقی ست	عشق جانم بربود آفت جانم باقی ست	"
بنداشت ستمگر کہ جفا بر ما کرد	بر گردن او بماند و بر ما بگذشت	"
از کرشمہ ہا جانم تیر زد بمژگانم	چوں نہ مرحبا خوانم وقت مرحبا این ست	"
نرسد عاشقی بہ بو الہوساں	عاشقی دیگر و ہوس دگر ست	"
عید ست و نشاط و طرب و زمزمہ عام ست	مے نوش کنم بر من اگر بادہ حرام ست	"
عشق تا خام ست بستہ ناموس و ننگ	پختہ مغزان جنوں را کے حیا زنجیر پاست	"
ہوشیار اے شیشہ رہ پر سنگہاست	ایکقدم زیں رہگذر فرسنگہاست	"
شب وصال رکھئے خیال معصیت	کریں نہ آپ خدا را گناہ بے لذت	"
تھام لیتا ہے کلیجہ منہ سے کچھ کہتا نہیں	نامہ بر سے پوچھتا ہوں جب نشان کوئے دوست	"
بیا بیا کہ دگر طاقت و قرارم نیست	بیا بیا کہ دگر تاب انتظارم نیست	"
زخم دل مجروح جگر سوختگاں را	سازندہ تر از صبر دوائے دگرے نیست	"
دریں سرائے کہن خونے کن بخوش سخنی	کہ بہتر از سخن خوب یادگارے نیست	"
گر کار تو نیک ست بہ تدبیر تو نیست	ور نیز بد است بہ تقصیر تو نیست	"
دریں حدیقہ بہار و خزاں ہم آغوش ست	زمانہ جام بدست و جنازہ بر دوش ست	"
خوش تر ز عیش و صحبت باغ و بہار چیست	ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست	"
ایں نکتہ سربستہ بیادم ز حباب ست	کایں عمر بہ یک چشم زدن نقش بر آب ست	"
ما را ہوائے گلشن و باغے نماندہ است	اے بوئے گل برو کہ دماغے نماندہ است	"
راست میگویم من و از راست سر نتوان کشید	ہر چہ در گفتار فخر تست آن ننگ نیست	"
افسوس کہ عمر رفت و ہوشیاری نیست	دردا کہ خیال خویشتن داری نیست	"

روئے مقصود کہ شاہاں بدعا می طلبند	ہمیش بندگی حضرتِ درویشان ست	لا اعلم
آگاہ بود خضر ز آفات زندگی	دانستہ آب را ز سکندر دریغ داشت	"
آں شب قدرے کہ گویند اہل خلوت امشب ست	یا رب ایں تاثیر دولت از کدامی کوکب ست	"
جہان و حیات ایں سپے وفاست	فنا را طلب کن کہ آخر فناست	"
شراب کہنہ کہ روشن گر رواں منست	مصاحب من و پیر من و جوانِ منست	"
تا در نرسد وعدہ ہر کار کہ ہست	سودے نکند یاری ہر یار کہ ہست	"
از سر بالین من برخیز اے ناداں طبیب	دردمندِ عشق را دارو بجز دیدار نیست	"
اے ترک شوخ ایں ہمہ ناز و عتاب چیست	با دل شکستگان ستم بے حساب چیست	"
دگر تنگ باشد ترا جاے گاہ	خدائے جہاں را جہاں تنگ نیست	"
چو نتواں عدو را بہ قوت شکست	بہ نعمت بباید درِ فتنہ بست	"
مہر از جہاں ببر کہ غذائے لطیف تو	خون ست در لباس اگر شیر مادرست	"
غافل مرو کہ منزل بیت الحرام عشق	صد منزل ست و منزل اول قیامت ست	"
اے آنکہ با قبال تو در عالم نیست	گیرم کہ غمت نیست غم ما ہم نیست	"
برائے یکدمہ شہوت کہ خاک بر سر آں	زبون زن شدن آئین شیر مرداں نیست	"
ایں ہستی تو ہستی ہست دگر ست	ایں مستی تو مستی مست دگر است	"
از فروغ عشق جاں تابندہ است	جسم عالم زیں حرارت زندہ است	"
اے سیر ترا نانِ جویں خوش نہ نماید	معشوق منست آنکہ تو نزدیک تو زشت ست	"
در زندگی بکوش کہ فرصت ہمیں دم ست	زیرا کہ روز مرگ بکس آشکار نیست	"
روئے تو گل و لب تو قند ست	گلقند علاج دردمند ست	"
ز پارۂ دل ما ہیچ گوشہ خالی نیست	کدام سنگدل ایں شیشہ بر زمیں زدہ است	"
اغنیا سازند گنبد از طلاء و سیم و زر	بر سر گور غریباں گنبد گردوں بس ست	"
ہمہ کار ما پُر ز عیب و خطاست	کہ بے عیب ذات خداوندماست	"
افروختن و سوختن و جامہ دریدن	پروانہ زمن شمع زمن گل زمن آموخت	"

توبہ زمے کردم و آمد بہار	ساقیا توبہ شکنم آرزوست	لا اعلم
عشق جاں را سوئے جاناں رہبرست	درمیان جیز و کل پیغمبرست	״
وامش مدہ آنکہ بے نماز ست	گرچہ دہنش ز فاقہ باز ست	״
خوش کنی خاطر وحشی بہ نگاہے سہل ست	سوئے تو گوشۂ چشمے ز تو گاہے سہل ست	״
بر تنم ہر مو زبانے جز بیادیا نیست	مو بمو ظاہر نماید حاجت گفتار نیست	״
وفاداری آئین شاہنشہی ست	غم عہد خوردن ز کار آگہی ست	״
صوفی از پے تو مے راز نہانی دانست	گو ہر ہر کس ازیں لعل توانی دانست	״
حاصل ز گریہ اے دل خانہ خراب چیست	آخر ترا چہ می شود ایں اضطراب چیست	״
ارباب حاجتیم و زبان سوال نیست	در حضرت کریم تمنا چہ حاجت ست	״
صحبت آنکس کہ بصدق و صفاست	دامن او گیر کز اہل وفاست	״
خرے را کہ تیمار خر بندہ کشت	سہ جو در شکم بہ کہ سی من بہ پشت	״
قطع صحبت کردن از یاران بصوری خوشتر ست	کز حضور ناموافق بے حضوری خوشتر ست	״
دست طلب از دامن صحبت مگسل	تنہا منشین کہ بیم دیوانگی ست	״
کہ کس بمنزل مقصود رہ نمے یابد	گر بسعی تمام و دگر بعزم درست	״
سخن تا نگفتی توانیش گفت	ولے گفتہ را باز نتواں نہفت	״
جنت کہ رضائے مادران ست	اندر تہ پائے مادران ست	״
زاہد نداشت تاب جمال پری رخاں	کنجے گرفت و یاد خدا را بہانہ ساخت	״
شرف آدمی چو از ہنر ست	ہر کہ دانا ترست بالاترست	״
ما ز دریائیم و دریا ہم ز ماست	ایں سخن داند کسے کو آشناست	״
عنان عزم بہر جانبے کہ برتابی	مکن بدست تردد عنان خود درست	״
کہ کرد قطع تعلق کدام شد آزاد	بریدہ ز ہمہ با خدا گرفتار ست	״
روئے دل از دو طائفہ برتافتن نکوست	از دوستان دشمن و از دشمنان دوست	״
زکید زناں پر حذر بایدت	ز الطاف ایشاں خطر بایدت	״

پرتو نیکان نگیرد آنکه بنیادش بد است　　تربیت نااہل را چون گردگان بر گنبد است　　سعدی

توانم آنکه نیازارم اندرون کسے　　حسود را چه کنم کو ز خود برنج در است　　〃

بادشاہے که روا دارد ستم بر زیر دست　　دوستداش روز سختی دشمن زورآور است　　〃

با رعیت صلح کن وز جنگ خصم ایمن نشین　　زانکه شاہنشاه عادل را رعیت لشکر است　　〃

اے سیر ترا نان جوین خوش ننماید　　معشوق من است آنکه به نزدیک تو زشت است　　〃

حوران بہشتی را دوزخ بود اعراف　　از دوزخیان پرس که اعراف بہشت است　　〃

نه ترسد آنکه بر افتادگان نه بخشاید　　که گر ز پائے در آید کسش نگیرد دست　　〃

ببازوان توانا و قوت سر دست　　خطاست پنجهٔ مسکین ناتوان بشکست　　〃

ہر آنکه تخم بدی کشت و چشم نیکی داشت　　دماغ بیہوده پخت و خیال باطل بست　　〃

ز گوش پنبه برون آر و داد خلق بده　　وگر تو می نہ دہی داد روز دادے ہست　　〃

راستی موجب رضائے خدا است　　کس ندیدم که گم شد از راه راست　　〃

بدریا در منافع بے شمار است　　اگر خواہی سلامت بر کنار است　　〃

ز کار بسته میندیش و دل شکسته مدار　　که آب چشمهٔ حیوان درون تاریکی ست　　〃

قارون ہلاک شد که چہل خانه گنج داشت　　نوشیروان نمرد که نام نکو گذاشت　　〃

مسکین خر اگرچه بے تمیز ست　　چون بار ہمی برد عزیز ست　　〃

گوسپند از برائے چوپان نیست　　بلکه چوپان برائے خدمت اوست　　〃

دریاب کنون که نعمت ہست بدست　　کیں دولت و ملک میرود دست بدست　　〃

اگر بمرد عدو جائے شادمانی نیست　　که زندگانی ما نیز جاودانی نیست　　〃

بخت و دولت بکاردانی نیست　　جز بتائید آسمانی نیست　　〃

عابدان جزائے طاعت خواہند　　بازرگان بہائے بضاعت　　〃

چه دانند مردم که در جامه کیست　　نویسنده داند که در نامه چیست　　〃

صورت حال عارفان دلق است　　این قدر بس که روئے در خلق است　　〃

بعذر توبه توان رستن از عذاب خدائے　　ولیک می نتوان از زبان مردم رست　　〃

گر آدمی صفتی ز ملک گرو ببری	که سجده گاه ملک خاک آدمی زادست	لااعلم
بے تکلف در بلا بودن به از بیم بلاست	قعر دریا سلسبیل و روئے دریا آتش ست	〃
احوال پریشانیم اندازۂ کس نیست	اجزائے مرا نسبت شیرازۂ کس نیست	〃
تن ز جان و جان ز تن مستور نیست	لیکن کس را دید جان دستور نیست	〃
هرچه آمدت بدست بدادی تو پیش ازاں	ایں جود آں کس ست که از فقر عار نیست	〃
خلق میگوید که خسرو بت پرستی میکند	آرے آرے میکنم با خلق عالم کار نیست	〃
چیست هندو یا مسلماں کوزۂ یک کوزه گر	گرچه کوزه دو شمار آید ولیکن گل یکی ست	〃
کمر سلطنت نباید بست	هر کرا رغبت تن آسانی ست	〃
کینه بهر سینه که تنها درخت	دل شود کش از پئے آزار سخت	〃
شتاب و تندی کار آهرمن ست	پشیمانی بجان و رنج و تن ست	〃
بردباری خزینۂ خرد ست	هر کرا حلم نیست دیو و دد ست	〃
گر حیا نبود برافتد رسم عصمت از میاں	در حجابے در میانست از تقاضاے حیات	〃
صف شکن قلب مناهی حیاست	راهزن خیل ملاهی حیاست	〃
سعی مفلس کجے بجائے میرسد	آدم بے برگ تیر بے پر ست	〃
شاخ گل هر جا که میروید گل ست	خم مل هر جا که میجوشد مل ست	〃
ما غریباں را تماشائے چمن در کار نیست	داغهائے سینه ما کمتر از گلزار نیست	〃
ملت عشق از همه ملت جداست	عاشقاں را مذهب و ملت خداست	〃
خوش ست سرود لیکن دل فراغ کجاست	دل از گلے که تسلی شود بباغ کجاست	〃
چو خوں بها طلبند از نو کشتگاں در حشر	بتبسمے کن و بگذر رهیں ادا کافی ست	〃
شاد باش اے دل که فردا روز بازار جزا	مژده قتل ست گرچه وعدۂ دیدار نیست	〃
هیچ از تقواے نشد حاصل بجز افسردگی	کلفت چل ساله من را یک جام باده رفت	〃
اندر سفر مشقت و ذل و ملامت ست	گر هست خوشدلی و فرح در اقامت ست	〃
بهر بازیچه رمزے می تواں خواند	ز هر افسانه فیضے می تواں یافت	〃

ثواب یک نفس عدل شاہ خیراندیش
بہ از عبادت ہفتاد سال عابدست

کار امروز نہ بیند از بغیر دار نہار
کہ بفردا چو رسی نوبت کار دگرست

بہ احوال آنکس بباید گریست
کہ آمد بود نوزدہ خرج بیست

با بخت نیک ہیچ کسے را ستیز نیست
بہر عروس ملک بہ از تیغ تیز نیست

زندگی مقصود بہر بندگی ست
زندگی بے بندگی شرمندگی ست

ملاحت آں قدر ہا داشتن ساقی
کہ مے خوردن ز دست او حلال ست

لذت دنیا بکام ہیچ کس پایندہ نیست
چوں زبان قحبہ ہر دم در دہان دیگر ست

لفظ عبادت ارچہ بشکل عبادت ست
لیکن بنقطہ ز عبادت زیادت ست

لذت درد محبت راز بیدرداں مپرس
قدر صحت را ندانند ہر کہ او بیمار نیست

کہ کہ چشماں دل مبین جز دوست
ہر چہ بینی بدانکہ مظہر اوست

روئے خوب است و کمال ہنر و دامن پاک
لاجرم ہمت پاکان دو عالم با اوست

مسلمانی اگر کعبہ پرستی ست
پرستاران بت را طعنہ از چیست

در نومیدی بسے امید ست
پایان شب سیہ سفید ست

آنکہ عیب تو گفت یار تو اوست
وانکہ پوشیدہ داشت مار تو اوست

خوبتر بر چہرہ قدرت نماید خال زہد
خلعت عفت بقدر کامگاری خوشترست

یک جاں چہ متاع ست کہ سازیم فدایت
الا چہ تواں کرد کہ موجود ہمین ست

بہتری در قبول فرمان ست
ترک فرماں دلیل حرمان ست

معلوم جو ہوتا ہمیں انجام محبت
لیتے نہ کبھی بھول کے بھی نام محبت

من چرا گریہ کنم از سبب شومی بخت
بے رضائے تو یکے برگ نہ جنبد ز درخت

دولت اگر دولت جمشیدی ست
موئے سفید آیت نومیدی ست

بہر گوشہ افتم ثنا خوانمت
بہر جا کہ باشم خدا دانمت

پیماں شکن کہ ہر کہ پیماں بشکست
از پائے در افتاد برون رفت ز دست

ہاتھ یاں آتی ہے کب علم و ہنر سے دولت
بلکہ ملتی ہے قضا اور قدر سے دولت

ہمیشہ از لب فوارہ این سخن جاری ست	کہ اوج منصب دنیا دون نگونساری ست	لا اعلم
کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست	ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست	״
مرا حقیر باوج عزت افراشت	ز دست مرحمت از خاک برداشت	״
جس شہ کے تاج شاہی میں ہوں گوہر ثبات	اُن کی چمک دمک سے منور ہو کائنات	״
صدف چرا نہ کند سینہ چاک اے صائب	دریں زمانہ کہ گوہر شناس کمیاب ست	صائب
دعوے محبت ظہوری را	ثابت شدہ مدعی گواہ است	لا اعلم
ہر جا نجابت ست تواضع دلیل اوست	تیغ اصیل را خمیدن توان شناخت	״
گر زہر دہی شکر توان گفت	ور سنگ زنی ثمر توان گفت	״
چوں رد و قبول ہمہ در پردۂ غیب ست	زنہار کسے را نکنی عیب کہ عیب ست	״
سخن بنزد سخنداں برابر جان ست	حدیث نیک بجاں گر خرند ارزاں ست	״
کشتگان خنجر تسلیم را	ہر زماں از غیب جان دیگر ست	״
جستن گوگرد احمر عمر ضائع کردن ست	روئے بر خاک سیہ آور کہ کیمیاست	״
حق پرستی قطرہ را در قعر دریا کردن ست	خود شناسی بحر را در قطرہ پیدا کردن ست	״
ہیچ کار زاہد ما حسبۃً للہ نیست	ایں ریاضت ہا کہ می بینی برائے مطلب ست	״
ہر کرا پروردگیتی عاقبت خونش بریخت	حال آں فرزند چوں باشد کہ خصمش مادر ست	״
دل اگر دانا بود در ہر سخن اسرار ہست	چشم گر بینا بود یوسف بہر بازار ہست	״
پند حکیم صیقل آئینۂ دل ست	مقصود ہر دو عالم ازاں پند حاصل ست	״
بیفائدہ ہیں چارہ گروں کی مشقتیں	جیتے نہیں ہیں عشق کے بیمار تندرست	״
خوش ست عہد محبت بدوستاں بستن	ولے چہ سود کہ آں عہد را وفائے نیست	״
مشنو ایمن از زن کہ زن پارساست	کہ خر بستہ بہ گرچہ دزد آشناست	״
مطرب و بادہ و گل جملہ مہیاست ولے	عیش بے یار مہیا نشود یار کجاست	״
مہ نور فشاند و سگ بانگ می دہد	سگ را بپرس خشم تو با مہتاب چیست	״

غضب از شعلہ ہائے شیطانی ست	عاقبت موجب پشیمانی ست	لااعلم
بیرون ز گور لاف کرامت چہ می کنی	ایمان اگر بگور بری صد کرامت ست	″
چو عیسیٰ تا توانی خفت بے جفت	مدہ نقد تجرد را ز کف مفت	″
ہر کہ خود تربیت خود نکند حیوان ست	آدم آنست کہ او را پدر و مادر نیست	″
در دیدہ یکتائی ما حرف دوئی نیست	زنار چہ و سبحہ صد دانہ کدام ست	″
بے ادب پا منہ اینجا کہ عجب درگاہ است	سجدہ گاہ ملک روضہ شاہنشاہ است	″
بیش معشوق شد و شوہر ہشت	زن زیبا چہ کند شوہر زشت	″
از سلوک صاحب باطن کسے آگاہ نیست	میرود در آب و نقش پائے او در راہ نیست	″
زباں کو وصل کی شب گفتگو کی کب ملی فرصت	ہجوم بوسہ لب نے نہ دی اک بات کی مہلت	″
من بایں رفتار شیریں عمر خود درباختم	عمر من میرفت و من پنداشتم رفتار دوست	″
خیریت چاہے تو سیدھی چال چل او یار مست	گرتے ہیں رستہ میں چلتے ہیں اکڑ کر جو از مست	″
تعلیم ناز چند وہی چشم مست را	دل آنقدر بہر کہ توانی نگاہ داشت	″
عالم یاس میں گھبرائے نہ انساں ہیہات	دل سلامت ہے تو حسرت بہت ارمان بہت	″
ابلہے را کہ تخم حنظل کاشت	طمع نیشکر نباید داشت	″
ستیزندگی با خداوند بخت	ستیزندہ را سر برد چوں درخت	″
نعمت دہر گرچہ بسیار ست	نعمتے بہتر از رفیق کجاست	″
در دلم عشق ز لیلی کاذبی ست	خواہش وصل زنا انصافی ست	″
پالا پڑا ہے مجھ کو عجب بدمزاج سے	جھگڑے تمام دن ہیں لڑائی تمام رات	″
بدام زلف تو دل مبتلائے خویشتن ست	بکش بغمزہ کہ بس این سزائے خویشتن است	″
آن زمان نیست کہ نفعے رسد از کس بکسے	این زمان ترک ضرر ہر کہ کند احسان ست	″
جنت کہ رضائے مادران است	اندر تہ پائے مادران است	″
گر آنست منشور فرمان اوست	ور اینست توقیع فرمان اوست	″
خجستہ درگہ محمود زابلی دریاست	چگونہ دریا کاں را کنارہ پیدا نیست	″

در پسِ هر گریه آخر خنده ایست	مرد آخربین مبارک بنده ایست	〃
هزار غوطه زدم و اندران ندیدم دُر	گناهِ بختِ من است این گناهِ دریا نیست	〃
شکستن کمرِ کوهِ قاف چندان نیست	بمورِ هر که مدارا کند سلیمان ست	صائب
سالکان اکثر لگدکوبِ حوادث میشوند	ماندگانِ راه را از پائمالی چاره نیست	اشرف
از بهرِ قطع کردنِ نخلِ حیاتِ من	چو آره دو دم نفس اندر کشاکش است	لا اعلم
ملامت شحنهٔ بازارِ عشق است	ملامت صیقلِ زنگارِ عشق است	〃
آسمان در دهر دونان را کند دائم مدد	زن سبب انگشت کوچک صاحبِ انگشتری ست	〃
از صحبتِ ناجنس مرا گرچه نفور است	لیکن چه توان کرد که آن جائے ضرورت است	〃
آب خواهی تشنگی آور بدست	تا بجوشد (باران) ابرِ رحمت سخت سخت	〃
بگیر رسمِ تعلق دلا ز مرغابی	که چون ز آب برخاست خشک برخاست	〃
دل گزرگاهِ جلیلِ اکبر است	کعبه بتگاهِ خلیلِ آزر است	〃
صبح دمید و شب گزشت ماه شبیه خانه رفت	روئے سحر سیاه کن یا رب این بهانه رفت	〃
بات کرنے میں گزرتی ہے ملاقات کی رات	بات ہی کیا ہے جو رہ جاؤ یہیں رات کی رات	〃
خشک چوب و خشک تار و خشک پوست	از کجا می آید این آوازِ دوست	〃
خرقهٔ پشمین به بر می طلبی و سیم و زر	کسوتِ مردان چه سود کار چو مردانه نیست	〃
گزشته خواب آئنده خیال ست	غنیمت دان همین حالے که حال ست	〃
شراب ناب که روشنگرِ روانِ من است	مصاحبِ من و پیرِ من و جوانِ من است	〃
شراب ناب که غازه گرِ روانِ من است	عدوئے جانِ من و نقصِ تن و زیانِ من است	〃
من کے ہارے ہار ہے من کے جیتے جیت	من ہی راگ اور دویش ہے من ہی پریم پریت	〃
نه تلخ است صبرے که بر یادِ اوست	که تلخی شکر باشد از دستِ دوست	〃
سرشت ما بدستِ خود نوشت	خوش نویس است و نخواهد بد نوشت	〃
عبادت بجز خدمتِ خلق نیست	به تسبیح و سجاده و دلق نیست	〃
برخیز که این غمکده پرداختنی ست	بینداز که اندوخته اندوختنی است	〃

ث

بے نشاں دنیا میں جب خود ہو گئے	نام ہے پھر صورت عنقا عبث	صبا
کل کی کل کے ہاتھ ہے اے غافلو	آج اتم کو ہے غم فردا عبث	
علم دیں فقہ است و تفسیر و حدیث	ہر کہ خواند غیر ازیں گردد خبیث	معنوی
غافلو منزل دنیا ہے سرائے فانی	اس خطرگاہ میں تم چھاؤنی چھاتے ہو عبث	لا اعلم
ہر زمانم درد دیگر میرسد	زیں حریفاں بر دل و جاں الغیاث	"
گل و گلچیں کا گلہ بلبل خوش لہجہ نہ کر	تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث	"
میحا تم تو تھے اے جانِ جاں سارے مریضوں کے	نصیب دشمناں کیوں ہو گئے بیمار کیا باعث	"

ج

صحبت ناراستاں ناراست سازد مرد را	می نماید چہرۂ در مرآت ناہموار کج	انور
دنیا طلب مباش و مکن جستجوئے گنج	قاروں بخاک تیرہ شد از آرزوئے گنج	لا اعلم
ز قسمت ازلی سر نمی تواں پیچید	نصیب کرد ہمارا باستخواں محتاج	"
نخل قد ظہیر ز پیری خمیدہ نیست	و احسرتا کہ گشتہ ز بار گناہ کج	ظہیر
تا چند بہر سود زیاں دردِ سر کشیم	داریم یک سر ایں ہمہ سودا چہ احتیاج	ہلالی
بخشد داغ دل لالہ ز مرہم منت	درد خونیں جگراں نیست بمرہم محتاج	فرحت
نتواں بہ قیل و قال ارباب حال شد	منعم نمی شود کسے از گفتگوئے گنج	صائب
منتِ غیر کجا صاحب جوہر گیرد	نیست ریحان زمرد بہ باراں محتاج	مخلص
عرض مطلب ز منی گفتار انشا می کند	حرف ناموزوں ما را کرد موزوں احتیاج	بیدل
از تواضع کم نگردد رتبۂ صاحبدلاں	نیست عیبے گر بود شمشیر جوہر دار کج	صائب

معنوی

آنکہ شیراں را کند روبہ مزاج ‌ ‌ ‌ احتیاج است احتیاج است احتیاج

ظہیر

دیوانہ از جنون نہ بہ دیوانہ می رود ‌ ‌ ‌ عاقل کسے کہ پا نگزارد بسوے گنج

نزد سلطان و وزیر با تدبیر ‌ ‌ ‌ گوہرے بے بہا بود در تاج

در شجاعت آدمی ہر چند چوں رستم بود ‌ ‌ ‌ میشود چوں زال عاجز چوں بود احتیاج

انوری

شنیدم ز پیراں دنیا رنج ‌ ‌ ‌ کہ زر زر کشد در جہاں گنج گنج

حسین

اٹھاتا نہیں جب تلک کوئی رنج ‌ ‌ ‌ تو ملتا نہیں تب تلک کس کو گنج

"

حاصل کسی سے کچھ نہیں ہوتا سوائے رنج ‌ ‌ ‌ دنیا میں لائی ہے ہمیں قسمت برائے رنج

چوں مختلط شد اعتدال مزاج ‌ ‌ ‌ نہ عزیمت اثر کند نہ علاج

خشت اول را ہمہ چوں بر زمیں معمار کج ‌ ‌ ‌ گر رساند تا فلک باشد ہماں دیوار کج

کیمیا گر بغصہ مردہ و رنج ‌ ‌ ‌ ابلہ اندر خرابہ یافتہ گنج

گر گزندت رسد ز خلق مرنج ‌ ‌ ‌ کہ نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج

بیمار عشق کا جو تجھ سے ہوا علاج ‌ ‌ ‌ کہہ اے طبیب تو ہی کہ پھر تیرا کیا علاج

مینواں داشت نہاں عشق ز مردم لیکن ‌ ‌ ‌ زردی رنگ رخ و خشکی لب را چہ علاج

چو بیند کہ از اژدہا نیست رنج ‌ ‌ ‌ خردمند نگزارد از دست گنج

نزد اہل معنی ایں کاخ سپنج ‌ ‌ ‌ ہست چوں ویرانہ خالی ز گنج

ہر دم آزردگی غیر سبب را چہ علاج ‌ ‌ ‌ ما گرفتیم کہ لطف تو غضب را چہ علاج

کی فرشتوں کی راہ ابر نے بند ‌ ‌ ‌ جو گنہ کیجے ثواب ہے آج

آدم سے باغ خلد چھٹا ہم سے کوئے یار ‌ ‌ ‌ وہ ابتدائے رنج تھا یہ انتہائے رنج

ممکن نہیں مزاج رہے ایک حال پر ‌ ‌ ‌ گہ آشنائے عیش ہے گہ آشنائے رنج

صبا

دل ہے غذائے رنج جگر ہے غذائے رنج

پیدا کیا ہے ہم کو خدا نے برائے رنج

چ

کنعاں سے جاکے مصر میں یوسف ہوا عزیز	عزت کسی کی ہوتی نہیں ہے وطن کے بیچ	نیر
آتشکدہ میں دیکھ کہ شعلہ ہے بیقرار	آرام دل حصول نہیں ہے وطن کے بیچ	سودا
از زاہدِ صیاد مجو فیض کہ این پوچ	ریش است ہمیں جبہ و دستار دگر ہیچ	صائب
بلبلیں آگئیں چمن کے بیچ	آیا غربت زدہ وطن کے بیچ	

ح

ریش سفید شیخ میں ہے ظلمت فریب	اس مکر چاندنی پہ نہ کرنا گمان صبح	لا اعلم
خواب غفلت سے کوئی دم جاگ لو زیر فلک	جاگ کے سونا غافلو زیر زمیں اچھی طرح	״
نے جائے واں بنے ہے نہ بن جائے چین ہے	کیا کیجئے ہمیں تو ہے مشکل سبھی طرح	״
ریش سفید شیخ پہ دھوکہ نہ کھائیو	اس مکر چاندنی پہ نہ کرنا گمان صبح	״
نے تاب ہجر میں ہے نہ آرام وصل میں	کم بخت دل کو چین نہیں ہے کسی طرح	״
غم نے گھلا دیا مجھے آزار کی طرح	بیمار رہوں میں نرگس بیمار کی طرح	״
کھانا پینا چاہئے انسان کو انسان کی طرح	بد تمیزی چاہئے ہرگز نہ حیواں کی طرح	״
بندگی کار جوانی ست بہ پیری مگذار	در شب تار برہ رو کہ بیابی صبح	״
پیچ پر پیچ پڑا کاکلِ پیچاں کی طرح	حال ابتر ہے مرا زلفِ پریشاں کی طرح	״
معشوق اور بھی ہیں بتادے جہان میں	کرتا ہے کون ظلم کسی پر تری طرح	״
بہ از روے زیباست آواز خوش	کہ این حظ نفس است واں قوت روح	سعدی

خ

کریم وہ ہیں تواضع کرم جو کرتے ہیں	ثمر نہ پھر کے دے ہے جو پُر ثمر ہو شاخ	سودا
بد خصلتوں کو کرتا ہے بالا نشیں فلک	اونچا ہے آشیانۂ زاغ و زغن کی شاخ	ذوق
کوئی رہ سکتا زمانہ میں نہیں ہے ایک طور	کچھ سے کچھ کر ڈالتا ہے انقلاب دم بھر میں چرخ	ظفر
اگر ز باغ رعیت ملک خورد سیبے	بر آورند غلامان او درخت از بیخ	سعدی
بہ نیم بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد	زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ	〃
قرب نیکان را نمی باشد سرایت در بدان	گر شکر شیرین نگردد چون بود یا دام تلخ	صائب
بسیار کردہ است دُم شعلہ را دراز	سوزش نشود علاج کنند گر بسیخ	قاآنی
ہر دم از عمر گرامی ہست گنج بی قیاس	می رود گنجے چنین ہر لحظہ بر باد آخ آخ	جامی

د

محبت است کہ دل را نمی دہد آرام	دگر نہ طبیعت کہ آسودگی نمی خواہد	ابراہیم
قانع بہ تجلی نہ شود شایق دیدار	پروانہ بہ مہتاب تسلی نتوان کرد	〃
گر نخل رفت میوۂ او پایدار باد	دریا اگر گذشت گہر شاہوار باد	〃
پیدا است سرے بخاکساران جہان	شکرانۂ آں کہ سرفرازت کردند	〃
تا زندہ ام ز لطف خود از ناکسی دریغ	بعد از عطا کسے بکسی احسان نمی کند	〃
آں کس کہ خدا منصب خواریش دہد	ابلیس بکار و بار زاریش دہد	〃
ما کار خویش را بخداوند کار ساختہ	بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند	〃
روزم بتسلیم و شب بالم میگذرد	عمرم ہمہ با محنت و غم میگذرد	〃
دوران بزمے کہ شمع روے او نیست	چراغ دیدہ را گل میتوان کرد	〃
غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش	شاہد ہمیں نفس نفس واپسیں بود	

زمان خوش دلی دریاب دریاب	که هر دم در صدف گوهر نباشد	لا اعلم
بلبل ز ادب پا نه نهد در صحن گلزار	تا گل بطلب گاری او لب نگشاید	"
دل من نقطه و یاد تو معنیست	معنی از نقطه کی جدا باشد	"
زهی سعادت آنکس که یارش آرد بار	کنم ز بند غم و محنت و الم آزاد	"
نخواهد این چمن از سرو و لاله خالی ماند	یکی همیرود و دیگری همی آید	"
لحن داودی چنان محبوب بود	لیک بر محروم بانگ چوب بود	"
خار رنگین نه شد ز صحبت گل	اثر نیک کی به بد باشد	"
عالم که کامرانی و تن پروری کند	او خویشتن گمست کرا رهبری کند	سعدی
علم را تا نفروشی و عمل را نخری	تا ابد کی ز دلت گرد جهالت برود	صافی
مشکلی دارم ز دانشمند مجلس باز پرس	توبه فرمایان چرا خود توبه کمتر میکنند	حافظ
تا که از تابش خورشید نباشد کششی	کوشش ذرهٔ بیچاره بجایی نرسد	لا اعلم
گردش گردون گردان گردگان را گرد کرد	به سر اهل تمیز ان ناقصان را مرد کرد	"
تعجب نیست بد طینت اگر حاجت روا گردد	که زخم کهنه را خاکستر عقرب دوا گردد	"
شادمانی بجهان قسمت نادان گشته	هر کجا بود غمی بهر دل دانا شد ؟	"
اهل کرم که عزت جهان شناختند	خجلت کشند گر غمی از دل برون کنند	کلیم
سعادتمند را باشد گوارا سختی عالم	هما را در گلو هرگز ندیدم استخوان گیرد	حزین
هر که شد خاک نشین برگ و بری پیدا کرد	دانه با خاک چو پیوست سری پیدا کرد	"
جور خود را بر ضعیفان آزماید روزگار	تیغ را دائم برای امتحان بر مو زنند	سلیم
آسمان بار امانت نتوانست کشید	قرعهٔ فال بنام من دیوانه زدند	حافظ
طلوع اختر دولت نصیب ناکس شد	سر چراغ به امداد خس بلند شود	لا اعلم
مگو عاقل کجا در محنت ایام می افتد	که مرغ زیرک اینجا بیشتر در دام می افتد	"
نمی باشد نگین قیمتی را نقش در طالع	هنر هر کس که دارد در جهان گمنام میگردد	"
صفا دارد جهان تا دل ز کلفت پاک می باشد	شود ماتم سرا عالم چو دل غمناک می باشد	"

بعالم هر که را بینم بدل درد و غمے دارد	ز دست غم منال اے دل که غم هم عالمے دارد	لا اعلم
درین دنیا کسے بے غم نه باشد	اگر باشد بنی آدم نه باشد	״
هوائے گلشن هستی شگفتن بر نمی تابد	نصیب غنچه خندیدن نباشد تا نفس دارد	״
نه از دنیا خسے دارم نه پروائے کسے دارم	دلے دارم سراسر غم غمے دیگر نمی گنجد	״
دنیا الم غفلت و عقبیٰ غم اعمال	آسودگی از ما دو جهاں فاصله دارد	״
خداوند از اں بنده شاداں بود	که راضی بکردار یزداں بود	حزیں
شکر نعمت واجب آید در خرد	ور نه بکشاید در خشم ابد	معنوی
شکر نعمت نعمتت افزوں کند	کفر نعمت از کفت بیروں کند	״
چوں نباشد دل خرسند که اکسیر غناست	زیں چه حاصل که زر و سیم فراواں باشد	حافظ
غم فردا مخور امروز که تا روز دگر ؎	تکیه بر مهلت دیوان قضا نتواں کرد	صافی
برنمی دارد شراکت ملک تنگ بے غمی	زاں سبب اطفال دائم دشمن دیوانه اند	صائب
ندارد حاصلے جز تیره روزی بر تو منت	که ماه از شرم نور عاریت شبها بروں آید	لا اعلم
فروغ ماه محالست پائدار بود ؎	دو هفته هست لباسیکه مستعار بود	״
صیاد نه هر بار شغالے ببرد ؎	یک روز بود که پلنگش بخورد (یا بدرد)	سعدی
هر که بر خویشتن نه بخشاید ؎	گر نه بخشد بر دگر کسے شاید	״
فضل و هنر ضائعست تا نه نمایند ؎	عود بر آتش نهند و مشک بسایند	״
اگر بهر سر موئیت دو صد هنر باشد	هنر بکار نیاید چو بخت بد باشد ؎	״
وجود مردم دانا مثال زر طلاست	که هر کجا رود قدر و قیمتش دانند	״
بزرگ زاده نادان بشهر وا ماند ؎	که در دیار غریبش بهیچ بستانند ؎	״
چوں در پسر موافقت و دلبری بود	اندیشه نیست گر پدر از وے بری بود	״
بدوزد طمع دیده هوشمند	در آرد طمع مرغ و ماهی به بند	״
هر که با فولاد بازو پنجه کرد	ساعد سیمین خود را رنجه کرد	״
زمان خوشدلی دریاب دریاب	که دائم در صدف گوهر نباشد	حافظ

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
هیچ صیقل نکو نداند کرد	آهنی را که بدگهر باشد	سعدی
این همه کبر و غرور خشم تا چند	هست از تو بزرگ تر خداوند	״
نرود مرغ سوی دانه فراز	چو دگر مرغ بیند اندر بند	״
پند گیر از مصائب دگران	تا نگیرند دیگران ز تو پند	״
آنانکه فخر خویش به اجداد میکنند	چون سگ به استخوان دل خود شاد میکنند	״
دولت همه عیب مرد پوشد	چون بارش آب گرد پوشد	״
گر همین مکتب است و این ملا	کار طفلان تمام خواهد شد	״
دوستان در زندان بکار آیند	که به سفره همه دشمنان دوست نمایند	״
نخواهم بعد مردن هیچکس بر من کفن پوشد	که چون آتش بمیرد خویش را از خویشتن پوشد	״
بود در هوشمندان را اجتناب از نعمت شاهان	برد آئینه در بزم سکندر آب و نان از خود	״
مرد دنیا را از اسباب تعلق چاره نیست	تا بود سر منت دستار می باید کشید	״
خانهٔ هرکه باندازه بود چون زنبور	همه ایام حیاتش بحلاوت گذرد	صائب
توانی سبز شد در مجلس رد حاشیان صائب	ترا چون سرو گر در چار موسم یک قبا باشد	״
گنج زر گر نبود گنج قناعت باقی است	آن که آن داد بشاهان به گدایان این داد	حافظ
رنج بیهوده مبر در پی افزونی رزق	چون مه بدر بیک گردهٔ نان قانع شد	لا اعلم
ندارد چشم احسان از خسیسان همت قانع	محال است استخوان را از دهان سگ هما گیرد	״
عالم بدستگاه قناعت نمی رسد	در چشم مور ملک سلیمان نمی رسد	״
لب تشنه در محیط صدف کرد زندگی	قانع رهین منت حاتم نمی شود	״
کاسهٔ چشم حریفان پر نشد	تا صدف قانع نشد پر در نشد	״
حریص را نکند نعمت دو عالم سیر	همیشه آتش سوزنده اشتها دارد	״
رو نمی سازد ترش صاحب طمع از حرف تلخ	سگ ز حرص طمع سوزن همره نان می خورد	״

مرا ترک طلب سرمایهٔ صاحب کلاهی شد
چو کشکول گدائی واژگون شد تاج شاهی شد

نه قندی که مردم بصورت خورند	که ارباب معنی به کاغذ برند	لااعلم
گفتم که خطا کردی و تدبیر نه این بود	گفتا چه توان کرد که تقدیر چنین بود	〃
نه زر و سیم نه لعل و گهر خواهد ماند	در بساط تو همین گرد سفر خواهد ماند	مشهدی
بود ملال بمقدار مال هر کس را	بقدر روغن خود هر چراغ می‌سوزد	لااعلم
گزیند هر که سود دیگران را بر زیان خود	باندک فرصتی صائب زیانش سود می‌گردد	صائب
ز احسان می‌شود صاحب کرم را دولت افزون‌تر	که هر چاه را آب از کشیدن بیش می‌گردد	سلف
نگیرد بقرض هر چه ز هر کس نمی‌دهد	دشنام اگر دهند باو پس نمی‌دهد	سعدیا
می‌کنم شکر بخیلان از کریمان بیشتر	کز ره امساک حفظ آبرویم می‌کنند	صائب
کرم ز بخل به اما بخیل به ز کریم	بخیل هر که نبیند کسی گدا نمی‌خواهد	کلیم
عجز با وصف کمالست دلیل عزت	ورنه افتادگی از خار و خسی می‌آید	رسا
محبت را پس از قطع محبت لذتی باشد	که نخل شاخ پیوندی به از اول ثمر دارد	صائب
یکسان بخوب و زشت جهان می‌کند نظر	آنرا که همچو آئینه هموار کرده‌اند	مخلص
هر آن کس که گردن بفرمان دهد	بسی بر نیاید که فرمان برد	سعدیا
ز اتفاق مگس شهد می‌شود پیدا	خدا چه لذت شیرین در اتفاق نهاد	صائب
پاک طینت کامل از تنها نشینی می‌شود	قطره گوهر از ره خلوت نشینی می‌شود	〃
از ضعف بهر جا که نشستند نشستند	خیزند نه مستان چو نکه افتاد فتادند	
خود را چنانکه هستی بنما بعیب جویان	چون پای پرده نداری کی پرده ور نماید	کلیم
عقل اگر داری بچشم کم مبین دیوانه را	یکتنه فهم بیابان را مسخر می‌کند	〃
کم‌بختی هنرمند نقص هنر نباشد	گر رشته نارسا شد عیب گهر نباشد	〃
رزق آنچنان خوش است که کم کم فتد بدست	زهر است روزیی که بیکبار می‌رسد	〃
در عمر خویش دشمن عریان بدن ندارد	مرگش کسی نخواهد هر کس کفن ندارد	〃
با آن گروه که از ساغر وفا مستند	ز ما سلام رسانید هر کجا هستند	〃
رشته عمر بمقراض دو لب قطع شود	بیشتر خلق جهان بر سر گفتار شدند	〃

عیب پاکان زود بر مردم هویدا می‌شود	در میان شیر خالص موی رسوا می‌شود	لا اعلم
در بند آن نیم که به دشنام یا به عیب	یاد من غیر هر که مرا یاد می‌کند	״
بر سفال جسم نازک بدن عذار [illegible]	از [illegible] تا شکست فردا بشکند	״
زاوهٔ ظالم ستمگر میشود	تیغ چون بشکست خنجر میشود	״
سخت جانان را گری از کردن مشکل است	آب گردد آهن اما باز آهن می‌شود	״
چو سرکشان به سر افتادگی آید مشو غافل	که کار خویش خواهد کرد آتش هر کجا افتد	״
نشد کند از ملایمت سخن زبان خصم	دندان مار را به تمدی توان کشید	״
به سخنهای دشمنان و حسود	دوستان را از دست نتوان داد	״
محبت را پس از قطع محبت لذتی دارد	که شاخ نخل پیوندی به از اول ثمر دارد	״
مرد را باشد خطر چون عز و شان برتر شود	خالی از سفتن نباشد قطره چون گوهر شود	״
آنکه از زور بازوی کسب و هنر بود	دست پر آبله صدف پر گهر بود	״
تا آبروی حیات ابد قناعت کن	که خضر وقت بود هر که آبرو دارد	״
دشواری ندارد راه فنا و لیکن	راهی که بی رفیق است دشوار می‌نماید	״
گره ز ناخن تدبیر کی گشاده شود	که از کلید غلط بستگی زیاده شود	״
قسمت ازلی باشد از جهان [illegible]	که چون فضول شود میهمان گران گردد	״
قفل قسمت به تدبیر کسی وا نکند	ورنه در زیر فلک اهل خرد بسیار اند	״
نصیب گر بود هیچ	صدف رزق از آسمان ریزد	
چو قسمت نیست	روزی از دهن چون آسیا ریزد	״
رزاق را روزی رسان مقدار هر پیمانه داد	خوشه را چندین شکم داد و به هر یک دانه داد	״
چه کار از یاری دوران بر آید	بهمت کارها آسان بر آید	״
از تلخی سوال کسی که واقف است	فرصت لب گشودن سائل نمی دهد	״
چشم پوشیدن ز دنیا بر خسیسان مشکل است	نیست ممکن کاسه خود را گدا وارون کند	״

بے ریاضت نتواں شہرۂ آفاق شدن	مہ چو لاغر شود انگشت نما میگردد	لا اعلم
ہر کہ دارد ہمت والا بجائے میرسد	رفتہ رفتہ شمع را استادگی رفتار شد	"
رشتۂ سعی قوی کن کہ رسیدن نتواں	بر سر کنگرۂ مقصود چو پیوست کمند	جامی
مرغ پر نارستہ چوں پراں شود	لقمۂ ہر گربہ دراں شود	معنوی
ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد	ہر کہ خود را دید او محروم شد	"
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد	"
چوں قضائے حق رضائے بندہ شد	لطف حق را لائق و زیبندہ شد	"
خواجہ پندارد کہ روزی دہ دہد	این نمیداند کہ روزی دہ دہد	لا اعلم
رو بسوئے ہر کہ آرم رو بگرداند ز من	بخت چوں گردد زبوں بر تن قبا دشمن شود	مخفی
مکن اندیشۂ ماضی مشو در فکر مستقبل	غنیمت داں ہمیں دم را کہ ہر دم کیمیا باشد	"
رفیق اہل غفلت عاقبت از کار میماند	چو یک پا خفت پائے دیگر از رفتار میماند	"
بسان شیشۂ خالی کہ بگذارند بر طاقش	بود بے آبرو مفلس اگر بالا نشین گردد	غنی
بفہم ہیچ مضموں بر زلب بستن نمی آید	خموشی معنئے دارد کہ در گفتن نمی آید	"
نی سازد غذائے چرب زائل ضعف پیری را	کماں را اگرچہ روغن میدہی فربہ نمی گردد	"
گوید زبان شیشہ نہانی بگوش جام	ہر کس کہ سرکشد بجہاں سرنگوں شود	"
من از قدم سعی بمقصود رسیدم	ہر آبلہ پائے مرا قبلہ نما شد	"
ز راہ حرص عجب نیست گر بخاک فتند	سبکرواں کہ چو شاہیں بلند پرواز اند	"
بصورت ہمہ آدمی پیکر اند	بہ سیرت بسے کم ز گاو و خر اند	"
با خاطر افسردہ دلاں چند تواں بود	با مردہ بیک گور چساں بند تواں بود	"
اگر بظاہر زاہد از دنیا کند پہلو تہی	از فریب او مشو غافل کہ میداں میکند	"
در سنگ خارا نیز سخن میکند اثر	کوہ از صدا ہمیں سخن اظہار میکند	"
کم از کژدم نباشد اختلاط تلخ گفتاراں	گزیدن چوں زباں عادت نماید نیش میگردد	"
گدا و شاہ را از خاکساراں ہست آسائش	زمیں چوں می طپد ویرانہ آباد میگردد	"

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
دل چو خالی شد از خیال خودی	حرم خاص کبریا باشد	„
با مهر و ذره پرتو فیض ازل یکیست	هر کس بقدر همت خود کار می برد	„
شد چشم من ز نعمت عمر دو روزه سیر	از روزگار خضر و مسیحا چه دیده اند	„
بے جوهراں به تربیت آدم نمی شوند	شبنم به بوئے گل نتواند گلاب شد	امین
شد از زبان شمع مرا روشن ایں سخن	چوں شمع میخورد سر خود هر که سر کشید	شوکت
آهن از معدن فولاد بروں می آید	لیک ز آمیزش او قابل جوهر نشود	ظهیر
مرد را بر تن لباس معرفت آرایش ست	زن طبیعت میل بر دیبائے زرکش می کند	„
کے از جمع زر کم شود حرص ممسک	کسے از نخوردن کجا سیر گردد	کاشی
شرف مرد بجود ست و کرامت به سجود	هر که ایں هر دو ندارد عدمش به ز وجود	وحید
راه پر دور است و من بس ناتواں	بار عصیانم گرانی می کند	مجذوب
در سخن هرگز نماند جوهر قابل نهاں	بوئے گل تا غنچه لب وا کرد عریاں می شود	مهرباں
در سخن گفتن خطائے جاهلاں پیدا شود	تیر کج چوں از کماں بیروں رود رسوا شود	صائب
بغیر شهد خموشی کدام شیریں ست	که از حلاوت آں لب بیکدگر چسپید	„
اطلس و دیبا نباشد پوشش آزادگاں	در لباس عیب پوشی زندگانی میکند	„
اهل دل را به بدی یاد مکن بعد از مرگ	خواب و بیداری ایں طائفه یکساں باشد	„
از تامل میتواں دریافت صائب عیب خویش	وائے بر آں کس که ایں آئینه را دور افگند	„
ما پیش پائے خویش ندیدیم همچوں شمع	تا دیگراں ز دیدهٔ بینا چه دیده اند	„
کسیکه عیب ترا پیش چشم بنگارد	ببوس دیدهٔ او را که بر تو حق دارد	„
میرسد فیض سحر خیزاں باطراف جهاں	می شود آفاق روشن صبح چوں خنداں شود	„
مردم کوته نظر در انتظار محشر اند	دیدهٔ روشن دلاں آئینهٔ محشر بود	„
بخدمت بنده از آزاد مرداں زود میگردد	ایاز از حسن خدمت عاقبت محمود میگردد	„
منعم از خواب عدم تیره رواں برخیزد	هر که شب سیر خورد صبح گراں برخیزد	„
خودی سرگشته دارد راه پیمایان عالم را	ز خود هر کس که پا بیروں گذارد رهنما گردد	„

آنکه مایه دار بود خودنمائی نیست	هرگز گلے کسے بہ سرِ باغبان ندید	صائب
مشو از شکر حق غافل که حق از خلق نعمت را	نمیگرد بکف اما بہ کفران باز می گیرد	״
مرد حق را چون شناسد زاهد حق ناشناس	چون رسد در دیگرے ہر کس که از خود باز ماند	״
عجز و فنا و نیست سرانجام سرکشی	چون شعله شد ضعیف بخس التجا برد	״
مانند نور دیده عزیز است در نظر	ہر خورده را کسیکه چو عینک بزرگ دید	״
صحبتِ یاران یکدل رہنمائے مطلب ست	آبہا یکجا شوند و روئے در دریا کنند	״
اگر دو یار موافق زبان یکے سازند	فلک بیک تن تنہا چہ می تواند کرد	״
در وطن فیض سفر نیست قدم بیرون نہ	قطره در آب محال است کہ گوہر گردد	״
می شود روشن ز آتش بوئے ہر ہیزم کہ ہست	نیست ممکن عیب خود کس از سفر پنہاں کند	״
در قبضہ سعی ست کلید در روزی	شیر از کشش طفل ز پستان بدر آید	״
دہان ہر کہ بد آموز شد بحرف سوال	جراحتے ست کہ ہرگز بہم نمی آید	״
ز فریاد و فغاں طبل تہی سیری نمیدارد	ندارد گوش امن آنکس کہ در بند شکم باشد	״
آسماں را دل نسوزد بر شکایت پیشہ گاں	دایہ بیزار است از طفلیکہ پستان میگزد	״
سختی پذیر باش کہ گرد سفید رو	ہر دانہ کہ در دہن آسیا فتاد	״
سپہر نیک و بد از یکدگر جدا نکند	تمیز گندم و جو از ہم آسیا نکند	״
دل ز قید جسم چون آزاد گردد وا شود	چون حباب از خود کند قالب تہی دریا شود	״
معلوم شد ز خواب گران گذشتگاں	کا سودگی نہفتہ بزیر زمین بود	״
ز خم شمشیر قضا از سینہ می روید چو گل	از زره پوشی چہ حاصل از سپرداری چہ سود	״
ز مشرق میشود ہر اخترے در وقت خود طالع	رسد چون نوبت ما طفل را دنداں بروں آید	״
لطف حق درنگ روزی میرساند بیدریغ	بہر روزی آدمی چندیں چرا غم میخورد	״
بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد	اگر خارے بود گلدستہ گردد	״
بہشت آنجا کہ آزارے نباشد	کسے را با کسے کارے نباشد	״
عجب دردیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد	وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد	لا اعلم

مصرع	مصرع	شاعر
چلتے چلتے جگ بھیا بھیک دوارہ دور	گٹھڑی کی پگ تھکے رہوں بسور بسور	لا اعلم
رونق خوبی ست ای دل مگسل از رو شدلاں	گل جدا از شمع چو افتاد بد بو می شود	کلیم
آہن ارچہ تیرہ و بے نور بود	صیقلے آں تیرگی از روئے ر بود	
رفیق اہل غفلت عاقبت از کار می ماند	چو یک پا خفت پائے دیگر از رفتار می ماند	غنی
رو دناں کے بخود درماندگاں را کار بکشاید	گرہ امکاں ندارد باز از انگشت پا گردد	مخمور
با خاطر افسردہ دلاں چند تواں بود	با مردہ بیک گور چساں بند تواں بود	حزیں
چوں مزاج آدمی گل خوار شد	زرد و بد رنگ و سقیم و خوار شد	"
ہر کہ با ناراستاں ہم سنگ شد	در کمی افتاد و عقلش دنگ شد	"
زندگانی غافلاں خواب و خیال آتش نیست	حیف وقتا تیکہ صرف صحبت جاہل کنند	مخفی
کس نیاموخت علم تیر از من	کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد	سعدی
بے جوہراں بہ تربیت آدم نمی شوند	شبنم بہ بوئے گل نتواند گلاب شد	امین
بالزام پیاپے ابلہے ملزم نمی گردد	اگر صد سال الزامش دہی آدم نمی گردد	صائب
در ذکر خدا بہ کہ شود حرف چو تسبیح	ایام حیاتیکہ بہ صد سال برآید	"
قامت ہر کہ شود خم ز عبادت صائب	خاتم دست سلیمان جہاں می گردد	"
بہار جوانی پر اطاعت کن	کہ چوب خشک چو گردید خم نمی گردد	"
از عصائے خود خطر دارند کوراں وقت جنگ	بے بصیرت از دلیل خویش ملزم می شود	"
در دست چہ دارند بجز دیدۂ نگراں	آنہا کہ دریں باغ چو نرگس نگرانند	"
جواں را صحبت پیراں حصار عاقبت گردد	بخاک خوں نشیند تیر چوں دور از کماں گردد	"
صحبت نیکاں خسیاں را دعائے جوشن است	امین ست از سوختن تا خار در بستاں بود	"
ناقصاں را صحبت کامل عیاراں کیمیاست	خاک را از پرتو خورشید تاباں می کند	"
پذیرائے نصیحت نیست دل اہل تنعم را	چو کاغذ چرب باشد نقش را دشوار می گردد	"
بہرۂ خواجہ ز اسباب بجز محنت نیست	عرق از بارہ گراں قسمت حمال بود	"
از چشمۂ خورشید مجو آب مروت	کیں چشمہ ز چشم دگراں آب برآرد	"

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
نیست غیر از خوردن خون روزی از نصیب	آسیا بیدانه چون گردید خود را می خورد	صائب
میتوانی دوزخ خود را بهشتی ساختن	کوثر نقد ز چشم اشک بارت داده اند	〃
باران بے محل ندہد نفع کشت را	در وقت پیری اشک ندامت چه میکند	〃
سخن از استعمال قدر پذیرد صائب	قطرهٔ در گوش صدف گوهر شهوار شود	〃
نکشد سر بگریبان خجالت صائب	هر که امروز در اندیشهٔ فردا باشد	〃
از پایهٔ خود پائے نهد هر که فرو تر	مستی است که پروائے لب بام ندارد	〃
نه همین روزی خورد مهمان زخوان میزبان	میزبان هم رزق خود از خوان مهمان میخورد	〃
آنچنان کز کاوش آب چشمه می گردد زیاد	دخل ارباب کرم افزون ز سائل می شود	〃
ز تیرش ابر نباشد به فشردن موقوف	از کریمان چه ضرورت ست طلب باید کرد	〃
هیچ صیقل نکو نداند کرد	آهنے را که بد گهر باشد	سعدی
با گرسنگی قوت پرهیز نماند	افلاس عنان از کف تقوی بستاند	〃
بپوش گر سخنائے رسی و طعنه مزن	که هیچ نفس بشر خالی از خطا نبود	〃
اے حمال عیب خویشتن آید	طعنه بر عیب دیگران مزنید	〃
هر که عیب دیگران پیش تو آورد و شمرد	بیگمان عیب تو پیش دیگران خواهد برد	〃
چون خدا خواهد که پردهٔ کس درد	میلش اندر طعنهٔ پاکان برد	〃
مر استاد را هر که محکوم شد	بسے بر نیاید که مخدوم شد	〃
نبدانی اے کودک یاپسند	که مردان ز خدمت بجائے رسند	〃
عدو را بالطاف گردن به بند	که نتوان برید به تیغ این کمند	〃
چو دشمن کرم بیند و لطف و جود	نیاید دگر خبث ازو در وجود	〃
اگر چل ساله را عقل و ادب نیست	به تحقیقش نشاید آدمی خواند	〃
یا وفا خود نبود در عالم	یا مگر کس درین زمانه نکرد	〃
به سرو گفت یکے میوه نمے آری	جواب داد که آزادگان تهی دست اند	〃
گرچه بیرون ز رزق نتوان خورد	در طلب کاهلی نباید کرد	〃

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
ہر کہ نان از عمل خویش خورد	منت حاتم طائی نبرد	سعدی
خردمند مردم ہنر پرورند	کہ تن پروراں از ہنر لاغراند	״
اگر بہر سر موئیت دو صد ہنر باشد	ہنر بکار نیاید چو بخت بد باشد	״
بزرگی بایدت بخشندگی کن	کہ دانہ تا نیفشانی نروید	״
کرا ور خرد رائے باشد بلند	نگوید سخن ہائے ناسودمند	نظامی
نپرسیدہ ہر کو سخن یاد کرد	ہمہ گفتہ خویش بر باد کرد	״
تو بندگی چو گدایاں بہ شرط مزد مکن	کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند	حافظ
گوہر پاک ببایدکہ شود قابل فیض	ورنہ ہر سنگ و گلے لولو و مرجان نشود	״
با عقل و فہم و دانش داد سخن تواں داد	چوں جمع شد معانی گوئے سخن تواں زد	״
برق تجلی و نفس اہل دل یکے ست	منصور دار شجر طور مے کنند	״
بخواری منگر اے منعم ضعیفان و نحیفاں را	کہ صدر مسند عزت فقیر رہ نشیں دارد	״
خوں میخوریم ولے نجائے شکایت است	روزی ما ز خوان کرم ایں نوالہ بود	״
قومے بجد و جہد نہادند وصل دوست	قومے دگر حوالہ بہ تقدیر می کنند	״
جہل را در جنگ دانش لشکرے درکار نیست	صد فلاطوں را یکے کج ملزم می کند	کلیم
ہر چند خرمی جہاں را سبب نہم	مانند ابر ہیچکسم شادماں ندید	
کس ندانست کہ منزلگہ مقصود کجاست	ایں قدر ہست کہ بانگ جرسے می آید	حافظ
نیک و بد چوں ہمی بباید مرد	خنک آں کس کہ گوئے نیکی برد	سعدی
ہر کہ مزروع خود خورد بخوید	وقت خرمنش خوشہ باید چید	״
ہر کہ شاہ آں کند کہ او گوید	حیف باشد کہ جز نکو گوید	״
خیرے کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر	زاں بیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند	״
تا مرد سخن نگفتہ باشد	عیب و ہنرش نہفتہ باشد	״
ہر بیشہ گماں مبر کہ خالیست	شاید کہ پلنگ خفتہ باشد	
پسر نوح با بداں بنشست	خاندان نبوتش گم شد	

سگ اصحاب کہف روزے چند	پے نیکاں گرفت مردم شد	سعدی
دیدیم بسے کہ آب سر چشمہ خورد	چوں بیشتر آمد شتر و بار ببرد	〃
عاقبت گرگ زادہ گرگ شود	گرچہ با آدمی بزرگ شود	〃
پادشاہے کہ طرح ظلم فگند	پائے دیوار ملک خویش بکند	〃
بنی آدم اعضائے یکدیگر اند	کہ در آفرینش ز یک جوہر اند	〃
برے خود در طماع باز نتواں کرد	چو باز شد بہ درشتی فراز نتواں کرد	〃
ہر کجا چشمہ بود شیریں	مردم و مرغ و مور گرد آیند	〃
ہمائے بر ہمہ مرغاں ازاں شرف دارد	کہ استخواں خورد و طائرے نیازارد	〃
اگر صد سال گبر آتش فروزد	چو یکدم اندراں افتد بسوزد	〃
نشیں ترش از گردش ایام کہ صبر	گرچہ تلخ است ولیکن بر شیریں دارد	〃
خدائے راست مسلم بزرگی و الطاف	کہ جرم بیند و ناں بر قرار میدارد	〃
بزرگی بایدت بخشندگی کن	کہ دانہ تا نیفشانی نروید	〃
آتش سوزاں نکند با سپند	آنچہ کند دود دل دردمند	〃
گرچہ تیر از کماں ہمی گزرد	از کماندار بیند اہل خرد	〃
زور مندی مکن بر اہل زمیں	تا دعائے بر آسماں نرود	〃
حذر کن ز دود درونہائے ریش	کہ ریش دروں عاقبت سر کند	〃
بہم بر مکن تا توانی دلے	کہ آہے جہانے بہم بر کند	〃
تا توانی دروں کس مخراش	کاندریں راہ خارہا باشد	〃
کار درویش مستمند بر آر	کہ ترا نیز کارہا باشد	〃
بناداں آں چناں روزی رساند	کہ دانا اندر آں حیراں بماند	〃
تشنہ سوختہ در چشمہ روشن چو رسد	تو مپندار کہ از پیل دماں اندیشد	〃
ملحد گرسنہ در خانہ خالی بر خواں	عقل باور نکند کز رمضاں اندیشد	〃
بزرگش نخواہند اہل خرد	کہ نام بزرگاں بزشتی برد	〃

هر که عیب دگران پیش تو آورد و شمرد	بیگمان عیب تو پیش دگران خواهد برد	سعدی
در قزاگند مرد باید بود	بر مخنث سلاح جنگ چه سود	״
پارسا بین که خرقه در بر کرد	جامهٔ کعبه را جل خر کرد	״
ای بسا اسپ تیز رو که بماند	که خر لنگ جان بمنزل برد	״
میفتد آخر بدستش دولت دنیا و دین	هر که پای او بدامان توکل میرسد	حزین
گفت پیغمبر باواز بلند	بر توکل زانوی اشتر ببند	مثنوی
موج را سررشته میگردد بدریا منتهی	راه های مختلف آخر بیکجا میرسد	صائب
جنگ هفتاد و دو ملت همه را عذر بنه	چون ندیدند حقیقت ره افسانه زدند	حافظ
ببین کرامت بتخانهٔ مرا ای شیخ	که چون خراب شود خانهٔ خدا گردد	برهمن
مهر و رقت وصف انسانی بود	خشم و شهوت وصف حیوانی بود	مثنوی
نیست جا در سینه های صاف زنگ کینه را	گرد از آتش تهی سنگیکه مینا می شود	ناصر علی
صورت نه بست در دل ما کینهٔ کسی	آئینه هر چه دید فراموش می کند	״
کلفت طبع ندارند نهان صاف دلان	درد در شیشهٔ شفاف نمایان باشد	״
بیاموز ازین مهرهٔ لاجورد	که با سرخ سرخ است با زرد زرد	نظامی
آدم ز خلق خوش بمقام ملک رسید	خونیکه مشک ناب شود پاک می شود	صائب
از زبان نرم صورت میپذیرد کار سخت	خامهٔ نقاش کوهی را بموی میکشد	مخلص
به نرمی با درشتان میتوان ساخت	زبان همخانهٔ دندان ازان شد	کلیم
خو کن بچرب و نرمی تا آفتی نه بینی	بنگر که نخل مومی باک از خزان ندارد	راسخ
مشکل بود گرفتن چیزی ز دست خلق	دست کسی بگیر اگر دست میدهد	غنی
حسن تو همیشه در فزون باد	رویت همه سال لاله گون باد	״
نمی آید بکار تیز طبعان جوهر ذاتی	ز آب خود لب شمشیر هرگز تر نمیگردد	غنی
در ره وحدت حشم در کار نیست	مه ز گردون خیمه بر سر می شود	نامی
رفیق خوب نایابست چون اکسیر در عالم	بدست هر که افتد کیمیا گر میتواند شد	

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
اقلیم دل بزور میسر نمی شود	ایں فتح بے شکست میسر نمی شود	صائب
رہا کن رہی کاں زیاں آورد	زہ بد خلل در کماں آورد	نظامی
دور نشاط زود بانجام میرسد	می چوں دو سالہ عمر کند پیر می شود	صائب
ہشیار ابمجلس مستاں کہ میبرد	از بہر عیب خویش نگہباں کہ میبرد	״
غنیمتے شمرای شمع وصل پروانہ	کہ ایں معاملہ تا صبحدم نخواہد ماند	حافظ
سیماب از قرار بود قابل گداز	آرام نیز باعث آزار می شود	رسا
نشوید بادہ از دل گرد کلفت دردمنداں را	بہ رستی از رخ آئینہ پی زنگار کے گردد	صائب
بجوں نتواں ز روی تیغ شستن خط جوہر را	بزور بادہ از دل ریشۂ غم بر نمی آید	״
علم و عقل آں کہ ندارد می و افیونش دہ	ہر دو پا لنگ چو باشد دو عصا می باید	حزیں
ہر حبابیکہ سر از بادہ بر آرد گوید	بر سر ساغر خانہ تواں داد بباد	غنی
دہن خویش بدشنام میالا صائب	کیں زر قلب بہر کس کہ دہی باز دہد	صائب
غنی زخم زباں را ہیچ مرہم بہ نمی سازد	مگر جرح زباں خاصیت زخم دہاں دارد	غنی
نکند زخم زباں بیخبراں را بیدار	پائے خوابیدہ چہ پروای مغیلاں دارد	صائب
ہنر زادہ بے ہنر چوں بود	پدر نرہ باشد پسر ٹوں بود	لا اعلم
شرف مرد بجود است و کرامت بہ سجود	ہر کہ ایں ہر دو ندارد عدمش بہ ز وجود	״
عاقبت گرگ زادہ گرگ شود	گرچہ با آدمی بزرگ شود	سعدی
مبیں بچشم حقارت بہیچ خصم ضعیف	کہ پشہ مغز بر آورد از سر نمرود	صائب
باز گردیدن ندارد سود جاہل را ز جہل	قلب ناداں گر کنی صد بار ناداں می شود	بیگ
دشمن زندگی ست موے سفید	روے دشمن سیاہ باید کرد	
بجود محتاج خواہد پست فطرت دردمنداں را	طبیب از صحت بیمار خود رنجور می گردد	صائب
فریب پرورش باغباں مخور اے گل	کہ آب میدہد اما گلاب می گیرد	
مخند اے نوجواں بہار بر سر موسفید ما	نہ ایں ابر پریشاں بر لب ہر بام می ریزد	״
گر صفائے حرم کعبہ ز زمزم باشد	زمزم کعبۂ دل دیدۂ پر نم باشد	״

ہمت درویش از منعم شدن کمتر شود ‌ ‌ از چکیدن باز ماند قطرہ چوں گوہر شود ‌ ‌ ناصر علی

ہر کہ زشت ست ہماں زشت بعقبے خیزد ‌ ‌ کور از خواب محال است کہ بینا خیزد ‌ ‌ صائب

سبز دگر ز اہد خشک ست رہبر بے تمیزاں را ‌ ‌ کہ نابینا عصا را رہنمائے خویش میداند ‌ ‌ غنی

در جہاں امروز از بس قدر اہل زر بود ‌ ‌ مینہند پہلو بہ عیسے ہر کہ صاحب زر بود ‌ ‌ صافع

کسب کمال اہل جہاں کسب زر بود ‌ ‌ علامہ آں بود کہ زرش بیشتر بود ‌ ‌ صائب

زر پرستی می کند دل را سیاہ ‌ ‌ آخر ایں صفرا بسودا می کشد ‌ ‌ بیدل

آنانکہ خاک را بہ نظر کیمیا کنند ‌ ‌ آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند ‌ ‌ لا اعلم

قدرے کہ بہ تعظیم کساں کاستہ گردد ‌ ‌ مردے بچناں قدر کسے آراستہ گردد ‌ ‌ ״

خراں را کسے در عروسی نخواند ‌ ‌ مگر وقت آں کاب و ہیزم نماند ‌ ‌ نظامی

کہ داند کہ فردا چہ خواہد رسید ‌ ‌ ز دیدہ کہ خواہد شدن ناپدید ‌ ‌ لا اعلم

بکام جوانی توانی رسید ‌ ‌ چو پیری رسد گوشہ باید گزید ‌ ‌ ״

درے را کہ از غیب شد ناپدید ‌ ‌ بجز غیب داں کس نداند کلید ‌ ‌ ״

بسا قفل کاز انبیا بی کلید ‌ ‌ کشایندہ ناگہ آید پدید ‌ ‌ ״

بیک تاجور تخت باشد بلند ‌ ‌ چو افزوں شود ملک یابد گزند ‌ ‌ ״

بکو رائے چوں رائے را بد کنند ‌ ‌ خرابی در آبادی خود کنند ‌ ‌ ״

بشغل جہاں رنج بردن چہ سود ‌ ‌ کہ روزی بکوشش نیابد فزود ‌ ‌ ״

در خرج بر خود چناں بر مبند ‌ ‌ کہ گردی ز ناخوردنش دردمند ‌ ‌ ״

چو عضوے شود گندہ باید برید ‌ ‌ دگر نہ کند عضو دیگر پلید ‌ ‌ ״

بہر کس دولت دنیا بآئینے اثر بخشد ‌ ‌ بہر برجے رسد خورشید تاثیرے دگر بخشد ‌ ‌ رضا

زبخشش دریا دلاں را احتیاج عذر نیست ‌ ‌ زخم روئے آب کے محتاج مرہم می شود ‌ ‌ غنی

شوند اہل بصیرت از برائے دیگراں محزوں ‌ ‌ گرفتار بلا گر دل شود از دیدہ آب آید ‌ ‌ خالص

مکن اعانت ظالم ز سادہ لوحی ہا ‌ ‌ کہ تیغ سنگ فساں را سیاہ رو سازد ‌ ‌ صائب

چو می بینم کسے از کوئے او دل شاد می آید ‌ ‌ فریبے کز وے اول خوردہ بودم یاد می آید ‌ ‌ ״

شر انگیز مردم سوے شر رود	که کژدم سوے خانه کمتر رود	لاعلم
زینت حسن بے بقا شایسته دلبستگی	با چراغ برق یک پروانه همراهی نکرد	غنی
جوهر قابل بود از تربیت بس بے نیاز	رفته رفته شیر در بادام روغن می شود	ناصر علی
ز دست تهی بر نیاید امید	بزر برکنی چشم دیو سفید	سعدی
ز رفعت بیشتر باشد صلابت خاکساران را	ز بالا سوے پستی هر که بیند هراس آید	جودت
گفتمش چیست کدخدائی گفت	ساعتے عیش و غصه سالے چند	عمر خیام
نباشد پیش اهل دل فروغے اهل دعوے را	زند شمع از میاں چوں مهر نور افشاں بروں آید	حزیں
از طعنه دشمن نشود رخنه دل ما	خاطر ز ستایش گر ناداں گله دارد	لاعلم
بمایه تواں از پسر سود کرد	چه سود افتد آنرا که سرمایه خورد	رر
زن و فرزند و یار و خویش پیوند	برادر خواندگان کاروانند	رر
سعدیا مرد نکونام نمیرد هرگز	مرده آنست که نامش به نکوئی نبرند	سعدی
هر که بگل در بماند تا که نگیرند دست	هر چه کند جهد بیش پائے فروتر شود	لاعلم
تا رنج تحمل نکنی گنج نه بینی	تا شب نرود صبح پدیدار نگردد	رر
ایجوان بر قامت خم گشته پیراں مخند	رفته رفته زندگی بار گرانے می شود	واثق
خر عیسے اگر بمکه رود	چوں بیاید هنوز خر باشد	سعدی
غافل نیم ز صورت واماندگان خاک	در پائے من ز آبله آئینه بسته اند	
آنانکه دل به غیبت ما شاد می کنند	بارے بداں خوشم که مرا یاد می کنند	حاجب
در بند آں نیم که بدشنام یا بغیبت	یادش بخیر هر که مرا یاد می کند	کاشی
دولت چو یافت بد گهر از وے کناره کن	درنده تر شود چو سگ سفله سیر شد	لاعلم
با سفلگان شراکت روزی زیاں بود	سگ دشمن گدا بیک پاره ناں بود	حزیں
هر چه بر نفس خویش نه پسندی	نیز بر نفس دیگراں مپسند	سعدی
سر آنگه به بالیں نهد هوشمند	که خوابش به قهر اندر آرد به بند	لاعلم
خر عیسے اگرچه هست خرے	بر خر دیگراں شرف دارد	〃

ده مرده مرد را احمق کند	عقل را بے نور و بے رونق کند	معنوی
چوں ز نامردی دل آگنده بود	ریش و سبلت موجب خنده بود	لا اعلم
هر که افعال دام و دد بود	بر گریبانش گمان بد بود	"
هست تنهائی به از یاران بد	نیک چوں با بد نشیند هست بد	"
خاکسارانِ جهاں را بحقارت منگر	تو چه دانی که دریں گرد سوارے باشد	حافظ
سخن گفتن آنکه بود سودمند	کزاں گفته آوازه گردد بلند	نظامی
اگر نخل خرما نباشد بلند	ز تاراج هر طفل یابد گزند	لا اعلم
ز هر آدمی سرفرازی کند	سر آں شد که مردم نوازی کند	"
چو باراں که یک یک جهیا شود	شود سیل و انگه بدریا شود	"
عشاق دیگر از که وفا آرزو کند	دل نیز رفته رفته باآں بے وفا رسید	"
عارفاں صائب ز سعد و نحس انجم فارغند	صلح کل با ثابت سیار انجم کرده اند	صائب
بمرد آخر و نیک نامی ببرد	زہے نیک نامے که نامش نمرد	لا اعلم
بر انداز بیخے که خار آورد	درختے بپرور که بار آورد	"
نیک سهل ست زنده بیجاں کرد	کشته را باز زنده نتواں کرد	"
نه هر مرد هوشمند جواب	مگر آنگه کز و سوال کنند	سعدی
بداں را نیک دار اے مرد هشیار	که نیکاں خود بزرگ و نیک روز اند	لا اعلم
از حاضراں بخیر نکردند خلق یاد	از یاد رفتگاں همه کس یاد می کنند	"
پند گیر از مصائب دگراں	تا نگیرند دیگراں ز تو پند	"
بزرگان مسافر بجاں پرورند	که نام نکوئی بعالم برند	سعدی
دل بیهده دار و ز سخن چشم سعادت	از سایه خود فیض کجا بال هما برد	لا اعلم
مشو زنهار در دولت ز حال دوستاں غافل	که ایں خواب گراں با دولت بیداری می باشد	"
خارج از امکان عقلی روز و شب کوشیده ام	حاصل دانش مرا جز عین نادانی نبود	"
بدنیا قدر ارباب مذلت بیش می باشد	کف سائل ز اعضائے دگر در پیش می باشد	"

در بزم وصال تو به هنگام تماشا	نظاره ز جنبیدن مژگاں گله دارد	لااعلم
منگر بچشم کم بعزیزان عزیز من	یوسف غلام کس بخریدن نمی شود	صائب
دنی با کار بے رنج کساں ساماں نمی یابد	چو رگزن تا نریزد خون مردم ناں نمی یابد	اثر
اصیل زاده چو مفلس شود از و مپیوند	درختِ گل چو تهی گشت بار گردد	لااعلم
در جوانی میتواں بر خورد صائب از حیات	در بهار ایں چنیں تخمے نمی کاری چه سود	صائب
بد را کدورت از دل بے کینه میرسد	زنگی خجل شود چو به آئینه میرسد	،،
هوس چوں بے نهایت شد نماند جائے آسایش	چو دریا بے کنار افتاد طوفاں بیشتر باشد	حزیں
خود را بهر که سنجی چیزے ز خویش کم کن	خواهی که زر تو افزوں کس در هنر نباشد	کلیم
چو کم خوردن طبیعت شد کسے را	چو سختی پیش آید سهل گیرد	سعدی
رتبه عالی نسب از عجز افزوں تر شود	قطره از بالا به پستی چوں رسد گوهر شود	لااعلم
به صدر بود چشم تواضع طلباں را	آسوده بود هر که بپایاں نه نشیند	،،
دل بدشمن چوں ملایم شد مصفا می شود	سنگ با آتش چو نرمی کرد مینا می شود	،،
گوشه گیراں کامیاب از عالم بالا شوند	فکرها از گوشه گیری آسماں پیما شوند	،،
از تواضعهائے مردم سخت حیرانم غنی	هر که می افتد بپایم کنده پا می شود	غنی
کلفت زدائے کینه دلها تواضع است	از تیشه میتواں گره سنگ باز کرد	لااعلم
بدیں رواق زبرجد نوشته اند بزر	که جز نکوئی اهل کرم نخواهد ماند	حافظ
با کریمے گر کنی احساں سزد	هر یکی را او عوض هفصد دهد	معنوی
ز نا بحاصلاں از حاصل دنیا چه می پرسی	که هر کس تخم افشاندست از حاصل خبر دارد	صائب
کرم پیشه کن کآدمی زاده صید	باحساں تواں کرد وحشی بقید	سعدی
بعالم کسی سر بر آرد بلند	که در کار عالم بود هوشمند	،،
آنرا که عقل بیش غم روزگار بیش	دیوانه باش تا غم تو دیگراں خورند	السی
نیست در گل شوخی بوئیکه در عطر گل است	فیض پاکاں از گداز دل دو بالا می شود	مهرباں
بار استاں تواں برد از پیش راه حق را	موسی صلاح دیگر غیر از عصا ندارد	صائب

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
صافی ولاں ندانند آئین پردہ پوشی	آئینہ زشت و زیبا ناچار می نماید	حزیں
ہر آں کس کہ جور بزرگاں نبرد	نسوزد دلش بر ضعیفاں خورد	سعدی
نہ آئین عقل است و رائے خرد	کہ دانا فریب مشعبد خرد	"
ہر کہ چوں رشتہ زباریک خیالاں گردد	روزیش تنگ تر از رشتہ سوزن باشد	صائب
نہ دانا بسعی اجل جان برد	نہ ناداں بناساز خوردن بمرد	سعدی
از بداں فیض مجالست بہ نیکاں برسد	تیر کج باعث آرام نشاں می گردد	لا اعلم
آنہا کہ زخم از سنگ خاموش خوردہ اند	از نفس آرمیدہ حذر بیشتر کنند	صائب
تا دخل نباشد نتواں خرج نمودن	کز بستگی گوش زباں لال برآید	"
زبیگانگاں چشم زن کور باد	چو بیروں شد از خانہ در گور باد	سعدی
تسکین دل ز صحبت روشندلاں طلب	آئینہ بیقراری سیماب می برد	مخمور
چوں یوسف از امداد جنسیاں مرو از راہ	کز چاہ برآرند و ببازار فروشند	صائب
تیغ بر مردہ کشیدن ز جواں مردی نیست	غیبت مردم پیشینہ نمی باید کرد	"
در چراغ دیدہ من آب روشن می شود	بخت چوں باشد چراغ از آب روشن می شود	"
فیض سخن باہل سخن گو نمی رسد	از نافہ بوئے مشک باآہو نمی رسد	غنی
صائب شعر نکو عمر فراواں دارد	قول مرداں جہاں ست سخن جاں دارد	صائب
گویند سنگ لعل شود در مقام صبر	آری شود ولیک بخون جگر شود	حافظ
آیندہ را قیاس کن از حال خود ببیں	کز رفتگاں بخیر کجا یاد می کنند	صائب
از حاضراں بخیر نہ کردند خلق یاد	از یاد رفتگاں ہمہ کس یاد می کنند	لا اعلم
دور دستاں را باحساں یاد کردن ہمت است	ورنہ ہر نخل بپائے خود ثمر می افگند	"
جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ	چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند	حافظ
بداں را نوازش کن اے نیک مرد	کہ سگ پاس دارد چو نانی تو خورد	سعدی
اہل سعادت از پی ایذا نمی شوند	بر تیر ہیچ کس پر و بال ہما ندید	لا اعلم
ستم بر زیر دستاں مرد سرکش را خطر دارد	فلک را شیوہ عاجز کشی زیر و زبر دارد	آفریں

تار و پود موج این دریا بهم پیوسته است	میزند بر هم جهان را هر که یک دل بشکند	صائب
نیست ارباب ستم را بهره از رزق حلال	تیغ دایم آب در جو دارد و خون می خورد	راقم
زبر دست اضطراب و زیر دست آسودگی دارد	دو شاهد بر کلام من دو سنگ آسیا باشد	لا اعلم
زینهار ایمن مباش ای ظالم از خشم حلیم	چون زمین در جنبش آید خانها ویران کند	غنی
زپند سخت ناصح ظلم ظالم میشود افزون	دم شمشیر چون بر سنگ ساید تیزتر گردد	لا اعلم
نیست ظالم را بس از مظلوم چندان فرصتے	شمع با پروانه در یک شب ز محفل میرود	”
پادشاہے که طرح ظلم فگند	پائے دیوار ملک خویش بکند	سعدی
با مردم فتاده مکن دشمنی که برق	بر خرمنی نتاخت که خود هم فنا نه شد	لا اعلم
جفا جویا ستمگار احذر از آه مظلومان	که تیر آه مظلومان نهان در سنگ جا دارد	”
دولت دنیا که تمنا کند	با که وفا کرد که با ما کند	”
سکندر شه هفت کشور نماند	نماند کسے چون سکندر نماند	نظامی
دل چون اطفال مبند در پی نقش و نگار	کین بهاریست که یکدست خزان خواهد شد	لا اعلم
عقده دل بستگے را اندکے باز کن	ورنه مرگ این رشته را یکبار غافل میکند	”
دل در جهان مبند که این نو نهال را	از بهر سر زمین دگر آفریده اند	”
فلک اسباب دنیا زان برائے ناکسان دارد	هما گر سایه دارد برای استخوان دارد	”
جهان در جهان خلق بسیار دید	رسید از همه با کسے نارسید	”
دل تاریک را از فکر دنیا نیست دلگیری	که باغ و گلستانی چغد جز ویران نمی باشد	”
مالداران جهان سرمست غفلت گشته اند	نقش دنیا رود رم اینجا طلسم خواب شد	فاروق
اہل عالم طفل طبعان اند و بیمار هوس	کی تواند طفل چون بیمار شد پرهیز کرد	کلیم
ترک آسایش اگر لذت ندارد پس چرا	گل بآن نازک تنی از خار بستر میکند	”
دل را مکن بصحبت اہل زمانه بند	مثل حباب در بحر از کرانه بند	اظهر
خوشا شمعیکه سرتاپا بسوزد	بسازد با خود و تنها بسوزد	لا اعلم
مئے صرف وحدت کسی نوش کرد	که دنیا و عقبا فراموش کرد	”

دست چون عیسی از دنیا پاک بباید فشاند	گرد ره در دامن افلاک می باید فشاند	صائب
مقید دو جهان کی شود بیک سر مو	کسیکه شیوهٔ اہل قلندری دارد	صائب
هما به که امروز مردم خورند	که فردا پس از من بغارت برند	سعدی
خانهٔ عمر تو میریزد شب و روز از فلک	تا بکی غافل نشینی خانه ویران میشود	مخفی
تار دل بود عالم امکان بہم پیوسته است	عالمی را شاد کرد آنکس که دل را شاد کرد	لا اعلم
احسان ہنری نیست به امید تلافی	نیکی بکسی کن که بکار تو نیاید	صائب
چو از افلاس کس بیمار باشد	علاجش شربت دینار باشد	حزین
عاقلان را مالش ایام ہوش افزا شود	چشم بی مالیدن از خواب گران کی وا شود	سرخوش
تقدیر قطع رشتهٔ تدبیر می کند	تدبیر ساده لوح چه تقدیر میکند	صائب
بجام خضر اگر دسترس بود زنہار	چو نیست از کف ہم مشرب احتراز کنید	صافی
یا کعبه یا کنشت بروزیں سر دو راه	یکدل نمی توان بدو قبله نماز کرد	صائب
میکند نان بخیل آئینهٔ دل را سیاه	وای بر آن کس که بر نان خسی مهمان شود	لا اعلم
فریب جود فرومایگان مخور زنہار	که می کنند ترا خرج تا عطا بخشند	،،
مرنج از طعنهٔ خصم و مکن عرض کمال خود	که خود عیب و ہنر ظاہر کند اظہار حال خود	حزین
نه ہر که چہره برافروخت دلبری داند	نه ہر که آئینه سازد سکندری داند	لا اعلم
بپیش لایعقل ز دانش دم زدن دیوانگی ست	گفتگوی عقل را با مردم عاقل کنید	مخفی
کمینه قدر چو پا بدر راستی گزرد	پیاده پیشه کند کج روی چو فرزیں شد	بیدل
گفتار صدق باعث آزار می شود	چون قول حق بلند شود دار می شود	صائب
بچشم سرمه با این خیرخواہی خوش نمی آید	کند ہرگاه احسانی بمردم خود نما باشد	لا اعلم
مرد تمام آنکه نگفت بکرد	وآنکه بگوید نکند نیم مرد	،،
بخت بد کسی که یار بود	سگ گزد گر شتر سوار بود	،،
مکن تکبر و فخر ای جوان که عالم پیر	بسی ز نخوت شداد و نماد دارد یاد	،،
اہل دنیا را ز دنیا بیشتر باشد خطر	زن چو با غیر آشنا شد دشمن شوہر شود	،،

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
نباید از دعاے زاہدان خشک ترسیدن	کہ از شمشیر چوبیں ہیچ بوے خون نمی آید	فانی
حباب از سربلندی پائمال موج میگردد	غبار از خاکساری سر باوج آسمان دارد	قاسم
سرکشی سرمایۂ نقصان دولت می شود	نیشکر را بند بالا کم حلاوت می شود	آزاد
یاری ظاہر چہ کار آید خوشش آں یاری کہ او	ہم بظاہر یار بود و ہم بباطن یار بود	وحشی
کدام چیز عزیزان زیاد گر گیرند	بغیر آں کہ ز احوال ہم خبر گیرند	آشنا
این سخن از پیر کنعانم بخاطر ماندہ است	دیدن روے عزیزان چشم روشن میکند	حسن
کامل شود چو مرد بگردد بخانہ بند	آرد چو باز پر بشود آشیانہ بند	والا
نباشد مردم صاحب طمع را ہمت عالی	کہ مقناطیس را چیزے بجز آہن نمی گیرد	لا اعلم
جوہر نماے گوہر ذاتی خویش باش	خاکش بسر کہ زندہ بنام پدر بود	"
دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد	دشمن نتواں حقیر و بیچارہ شمرد	سعدی
نہ محقق بود نہ دانشمند	چارپاے برو کتابے چند	"
قاصد خوش خبر امروز نواساز آمد	کز سفر یار سفر کردۂ ما باز آمد	
خیرے کن اے فلاں و غنیمت شمار عمر	زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند	سعدی
کار بر وقت نگہدار کہ تا نفع بود	نوش دارو کہ پس از مرگ بسہراب دہند	
دانی کہ بر سمند سبک رو سوار کیست	عمر عزیز ماست کہ بر باد می رود	لا اعلم
از دست گداے بینوا ناید ہیچ	جز آں کہ بصدق دل دعاے بکند	"
غافل یہ لوگ چین سے بیٹھے ہیں ہے غضب	کوس رحیل کی ہے صدا روز یہاں بلند	افسوس
گر بپیر نود سالہ بمیرد عجبے نیست	ایں ماتم سخت است کہ گویند جواں مرد	لا اعلم
شاہ ما را دہ دہد منت نہد	رازق ما رزق بے منت دہد	"
با صاف دل مجادلہ با خویش دشمنیست	ہرکس کشد بر آئینہ خنجر بخود کشد	"
ہمنشین تو از تو بہ باید	تا ترا عقل و دیں بیفزاید	"
بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن	اجابت از در حق بہر استقبال می آید	"
حلم حق با تو مواسا کند	چونکہ از حد بگذرد رسوا کند	"

کند تحمل بسیار مرد را بے قدر	کماں چوں تن بکشیدن دہد کباد شود	لا اعلم
اگر طمع عیب دارد مرد درویش	رفیقانش یکے از صد نداند	״
کار دنیا کسے بتمام نکرد	ہرچہ گیرید مختصر گیرید	״
بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند	جہاں نماند چنیں نیز ہم نخواہد ماند	حافظ
خدا کشتی آنجا کہ خواہد برد	اگر ناخدا جامہ برتن درد۔	لا اعلم
مکن نماز بر آں ہیچکس کہ ہیچ نکرد	کہ عمر در سر تحصیل مال کرد و نخورد	״
اے بسا اسپ تیز رو کہ بماند	کہ خر لنگ جاں بمنزل برد	سعدی
چہ داند کس کہ چندیں در چہ کارند	ہمہ تن روشدہ رو در کہ آرند	جامی
ذوق جہاں ندارد بے دوست زندگانی	بے دوست زندگانی ذوق جہاں ندارد	حافظ
ذکر ایشاں ذکر آں یزداں بود	یاد نیکاں یاد آں سبحان بود	لا اعلم
رہ برو بے راہ مرو ہرچند رہ پیچاں بود	زن مکن دختر مکن ہرچند زن ارزاں بود	״
لقمہ کہ سر پوش نہ بروے بود۔	از مگس و مور اماں کے بود	״
ذرہ را تا نہ بود ہمت عالی حافظ	لائق خطرہ خورشید درخشاں نبود	حافظ
رحم کردن بر ضعیفاں رحم بر خود کردن است	وائے بر شیرے کہ آتش در نیستاں افگند	لا اعلم
بس کرامت بتخانۂ مرا اے شیخ	کہ چوں خراب شود خانہ خدا گردد	״
در کعبہ و بتخانہ سنگ شد و چوب شد	یک جا حجر الاسود یک جا بت ہندو شد	״
ز رنج و راحت گیتی مشو غافل مرنجاں دل	کہ آئین جہاں گاہے چنیں گاہے چناں باشد	״
مسجد و در کعبہ و بتخانہ یکے است	ہر کجا گوش نہادم ہمہ غوغائے تو بود	״
گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ	بآب زمزم و کوثر سفید نتواں کرد	سعدی
اگر دہ عزم سفر لطف خدا یار تو باد	ہمت اہل نظر قافلہ سالار تو باد	لا اعلم
شیران جہاں اسیر یک زن شدہ اند۔	اے وائے بر آنکس کہ دو زن مطلبد	״
مفلساں را کس نمی پسند دنیا کن قیاس	چونکہ خالی شد کسے در گردنش دستے نکرد	״
گویند مرداں غم دیوانہ مےخورند	دیوانہ ہم شدیم و غم ما کسے نخورد	״

مصرع اول	مصرع دوم	قائل
آنچہ نصیب است بہم می رسد	گر نہ ستانی بستم می رسد	لااعلم
ہر گیا ہے کہ بر زمیں روید	وحدہ لاشریک لہ گوید	فیضی
چوں باراں کہ یک یک مہیا شود	شود سیل و آنگہ بدریا شود	لااعلم
بہ دنبال روزی چہ باید دوید	تو بنشین کہ خود روزی آید پدید	״
کار نہ ایں گنبد گردوں کند	ہر چہ کند ہمت مردان کند	״
سگے را نشانی بہ بختِ بلند	بلیسیدن آسیای رود ۔	״
دشمن دانا کہ بے جاں بود	بہتر ازاں دوست کہ نادان بود	״
دوستان در زنداں بکار آیند	کہ بر سفرہ دشمنان ہم دوست نمایند	״
ہمت اگر ہمت مرداں بود	مور تواند کہ سلیماں بود	״
بس قامت خوش کہ زیر چادر باشد	چوں باز کنی مادر مادر باشد	״
بسیار آسیا کو غریواں بود	چوں بنند مزدور دیواں بود	״
دلبر آں نیست کہ موے و میانے دارد	بندہ طلعت آں باش کہ آنے دارد	״
صحبت صالح ترا صالح کند	صحبت طالح ترا طالح کند	״
تا مرد سخن نگفتہ باشد	عیب و ہنرش نہفتہ باشد	سعدی
عاقبت گرگ زادہ گرگ شود	گرچہ با آدمی بزرگ شود	״
شپرہ گر وصل آفتاب نخواہد	رونق بازار آفتاب نکاہد	״
حسد ہر جا کہ آتش بر فروزد	ہم از اول حسوداں را بسوزد	״
دریں باغ سروے نیاید بلند	کہ باد اجل بیخش از بن نکند	لااعلم
ہر کہ بیہودہ گردن افرازد	خویشتن را بگردن اندازد	״
دانہ زیر افتد زبر دستش کند	خوشہ سر بر میکشد زیر افتد	״
ہر کہ شد خاک نشین برگ و برے پیدا کرد	سبز شد دانہ کہ با خاک سری پیدا کرد	״
ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد	ساعد سیمیں خود را رنجہ کرد	سعدی
در ہمہ کار مشورہ باید	کار بے مشورہ نمی شاید	لااعلم

چوں بندہ خدائے خویش خواند — باید کہ بجز خدا نداند — سعدی

چو سائل از تو بزاری طلب کند چیزی — بدہ وگرنہ ستمگر بزور بستاند — ،،

آواز خوش از کام و دہان و لب شیریں — گر نغمہ کند ور نکند دل بفریبد — ،،

ترک دنیا بمردم آموزند — خویشتن سیم و غلہ اندوزند — ،،

عالم آنکس بود کہ بد نکند — نہ بگوید بخلق و خود نکند — ،،

عالم کہ کامرانی و تن پروری کند — او خویشتن گم است کرا رہبری کند — ،،

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد — فدائے یک تن بیگانہ کآشنا باشد — ،،

گرچہ بیروں ز رزق نتواں خورد — در طلب کاہلی نباید کرد — ،،

آسیا زیریں متحرک نیست — لاجرم تحمل بار گراں میکند — ،،

صیاد نہ ہر بار شغالے ببرد — باشد کہ یکے روز پلنگش بدرد (یا بخورد) — ،،

شب پرہ گر وصل آفتاب نخواہد — رونق بازار آفتاب نکاہد — ،،

ہر کہ دل پیش دلبرے دارد — ریش در دست دیگرے دارد — ،،

وفاداری مدار از بلبلان چشم — کہ ہر دم بر گل دیگر سرایند — ،،

زن کز مرد بے رضا برخیزد — بس فتنہ و جنگ ازاں سرا برخیزد — ،،

سگ بدریائے ہفتگانہ بشوے — کہ چوں تر شد پلید تر باشد — ،،

اگر ریگ بیاباں دُر شود — چشم گدایاں پُر نشود — ،،

ہر کہ با اہل خود وفا نکند — نشود دوست روے و دانشمند — ،،

فرشتہ خوے شود آدمی بہ کم خوردن — دگر خورد چو بہائم بیوفتد چو جماد — ،،

مکن نماز بر آں ہیچکس کہ ہیچ نکرد — کہ عمر در سر تحصیل مال کرد و نخورد — ،،

سمند بادپا از تک فرو ماند — شتربان ہمچناں آہستہ می راند — ،،

سنگ بدگوہر اگر کاسۂ زریں شکند — قیمت سنگ نیفزاید و زر کم نشود — ،،

دوستے را کہ ہمہ عمر فراچنگ آرند — نشاید کہ بیک دم بیازارند — ،،

درِ خرمی بر سرائے بہ بند — کہ بانگ زن از وے برآید بلند

حال درماندگان کسے داند	که با حوال خویش درماند	سعدی
هرکه بر زیردستان نه بخشاید	بجفائے زیردستان گرفتار آید	״
چو کم خوردن طبیعت شد کسے را	چو سختی پیش آید سهل گیرد	״
بچندان بخور کز دهانت بر آید	نه چندانکه از ضعف جانت بر آید	״
گر گل شکر خوری بتکلف زیان کند	ور نان خشک دیر خوری گل شکر بود	״
هرکه نان از عمل خویش خورد	منّت حاتم طائی نبرد	״
عاجز باشد که دست قوت یابد	برخیزد و دست عاجزان برتابد	״
آنکس که توانگرت نمی گرداند	او مصلحت تو از تو بهتر داند	״
سخن نبرد سخندان ادا مکن حافظ	که تحفه کس دُر و گوهر به بحر و کان نبرد	حافظ
سود و زیان مایه چه خواهد شدن ز دست	از بهر این معامله غمگین مباش و شاد۔	״
مزن دم ز حکمت که در وقت مرگ	ارسطو دهد جان چو بیچاره شد	״
گفتگو از عقد دندان گوهر غلطان شود	پوچ گو گردد دهن سالیکه بے دندان شود	صائب
چند تیوان ساخت موی خویش چون قیر از خضاب	چون نمی گردد جوان دل از سیه کاری چه سود	״
خضاب پردهٔ پیری نمی شود صائب	بمکر و حیله خزان را بهار نتوان کرد	صائب
ریخت دندانهاے سگ چون پیر شد	ترک حیوان کرد و سرگین گیر شد	معنوی
مرد در کشور ما روے بخون رنگ کنند	کین خضابیست کز و پیر جوان میگردد	مخلص
نمی سازد غذائے چرب زائل ضعف پیری را	کمان را اگرچه روغن میدهی فربه نمیگردد	ناصر علی
مشورت در کارها واجب بود.	تا پشیمانی در آخر کم شود۔	معنوی
عذر احمق بدتر از جرمش بود.	عذر دانا در پے علمش بود	״
پاے استدلالیان چوبین بود	پاے چوبین سخت بے تمکین بود	״
چون غرض آمد هنر پوشیده شد	صد حجاب از دل بسوئے دیده شد	״
کلید گنج وجود است معرفت ایدل	بکوش تا بکف آری کلید گنج وجود	״
هرکه دشمن کوچک را حقیر شمارد۔	بدان ماند که آتش اندک را اهمل گرداند	״

حقوق خدمت صد ساله لعب طفلان ست	بکشورے که درو کودکاں خداوندانند	حافظ
چوں که اسرارت نہاں در دل بود	آں ارادت زود بر حاصل شود	״
زانکه چوں سگ سیر شد سرکش شود۔	کے بسوے صید و شکار خوش دود	״
مہر زن بر دہن خنده که در بزم جہاں	سر خود می خورد آں پسته که خنداں باشد	صائب
چارهٔ دل عقل پر تدبیر نتوانست کرد	خضر ایں ویرانه را تعمیر نتوانست کرد	״
اہل غفلت را بدنیا نیک و بد معلوم نیست	خواب شب تعبیر خواہد یافت چوں فردا شود	عالی
بخنده زندگی خویش را مده برباد	که در چمن گل نشگفته بیشتر ماند	صائب
ہرزه گویاں بر سر خود خود بلا می آورند	خندهٔ کبکاں دلیل راه شاہیں میشود	راسخ
مآل خندهٔ شادی بود پشیمانی	گلاب تلخ ز گل یادگار می ماند	صائب
ز ابر گریاں شاخ سبز و تر شود	زانکه شمع از گریه روشن تر شود	
در دل پیر تمنائے خزاں بسیار ست	ایں بہاریست که در فصل خزاں می باشد	صائب
آدمی پیر چه شد حرص جواں می گردد	خواب در وقت سحرگاه گراں می گردد	لااعلم
بفگنده است پیری خواجه را ایں رعشه در اعضا	کز دلبستگیہا بر سر اسباب می لرزد	״
گفتم نکنم میل بخوباں چو شوم پیر	فریاد که چوں پیر شدم حرص فزوں شد	״
داغ دشمن کاتی از دوراں کم فرصت ندید	دوستاں را ہر که در ایام دولت یاد کرد	״
بے ادب تنہا نه خود را داشت بد۔	بلکه آتش در همه آفاق زد۔	״
ناز ایں قدر به نعمت و نیاز بہر چیست	ایں تحفه را بدست تو در خواب داده اند	
تنگدستی فی الحقیقت مایه دیوانگی ست	بید از بے حاصلی در باغ مجنوں می شود	کلیم
بے مگس ہرگز نباشد عنکبوت	رزق را روزی رساں پر می دہد۔	״
دوستی با ناتواناں مایه روشن دلی ست	موم چوں بارشته سازد شمع محفل می شود	״
بگذر ز جمع مال که زنبور بے نصیب	با خویشتن ز شان عسل نیش می برد۔	״
ز آمیزش کجاں نشود طبع راست کج	از اتصال حرف الف خم نمی شود۔	״
ایمن ز کجرواں نتواں شد به ہیچ حال	خط بر زمیں ز رفتن خود مار می کشد	״

بحرف هیچ کس انگشت اعتراض منه — که مستفیض شود از تو و عدو گردد (لااعلم)

جادهٔ سر منزل ما راستی ست — چون برون افتد خط از مسطر پریشان میشود (״)

در زیر بار قرض نماند کف کریم — با دستگیر خلق خدا یاری شود (״)

باادب باهمه سر کن که دل شاه و گدا — در ترازوی مکافات برابر باشد (״)

ز فکر بیش و کم رزق غم مخور صائب — که راه طی شود و توشه در کمر ماند (صائب)

هر کس که بی رفیق موافق سفر کند — با خود هزار قافله تشویش می برد (״)

هزار بار شود آشنا و دیگر بار — مرا ببیند و گوید که این چه کس باشد (״)

حضور قلب بود شرط در ادای نماز — حضور خلق ترا در نماز می آید (صائب)

روزی اگر غمی رسدت تنگدل مباش — رو شکر کن مبادا کزین هم بتر شود (حافظ)

کریم اوست که خود را بخیل میداند — عزیز اوست که خود را ذلیل میداند (صائب)

سعادت از لی را بکسب نتوان یافت — که زاغ از خورش استخوان هما نشود (کلیم)

مکن با دوستان از آشنائی اختلاط افزون — در آید چون درون دیده مژگان خار می گردد (غنی)

به پستان آمدن خون جگر را شیر می سازد — جوان را کم اندوه غریبی پیر می سازد (حزین)

از در حق بدر خلق مبر حاجت خویش — شکوهٔ یار با اغیار نمی باید کرد (عاقل)

سخت گفتن به محل به ز خوشامد باشد — هر سخن وقتی و هر نکته مکانی دارد (صائب)

جواب تلخ به نقد از لب ترش رویان — هزار بار به از قند انتظار آمد (لااعلم)

بزرگش نخوانند اهل خرد — که نام بزرگان به زشتی برد (سعدی)

از ابلیس هرگز نیاید سجود — نه از بدگهر نیکوئی در وجود (״)

بکار کس نمی آید نسب مخفی درین عالم — خر عیسی حسب مند است گر در کیسه زر دارد (مخفی)

تو با خدای خود انداز کار و دل خوش دار — که رحم اگر نکند مدعی خدا بکند (حافظ)

حدیث دوست نگویم مگر بحضرت دوست — که آشنا سخن آشنا نگه دارد (لااعلم)

من این مرقع پشمینه بهر آن دارم — که زیر خرقه کشم مے کس این گمان نبرد (״)

هر کجا داغ بایدت فرمود — چون تو مرهم نهی بدارد سود (״)

تہی دست گر مایہ داری کند	چو لنگی ست کو راہواری کند	لاعلم
بد اصل را چگونہ توان کرد تربیت	کس در درون جامہ چرا مار پرورد	"
ناصح از روے درشتی سخن ار گفت چہ باک	صبر تلخ ست و لیکن بر شیریں دارد	"
شوق در گفتگو نمی آید	بحر اندر سبو نمی آید۔	"
گر قلم قصہ شوق تو نویسد ہمہ عمر	عمر آخر شود و قصہ بپایاں نرسد	"
کردہ عزم سفر لطف خدا یار تو باد	ہمت اہل نظر قافلہ سالار تو باد	"
ہر کہ آسودگی و راحت جست	دل خود را از بخت شاد نکرد	"
مرا اے کاشکے مادر نمی زاد	و گر می زاد پس شیرم نمی داد	"
علاج نفس کافر را بہنگام جوانی کن	کہ ایں مار سیہ چوں پیر گردد اژدہا گردد	"
جوانمرد ہموارہ با کس بود	کس او را نباشد کہ ناکس بود	"
عمرت دراز باد کہ ایزد براے خلق	دست ترا کلید در رزق آفرید۔	"
بنام آنکہ او نامے ندارد	بہر نامے کہ خوانی سر برآرد	"
ہر گنج سعادت کہ خدا داد بحافظ	از یمن دعاے شب و ورد سحری بود	حافظ
محتاج بزیور نبود حسن خداداد	دنداں گہر حاجت مسواک ندارند	صائب
می افتد رود سبک سر ز معراج غرور	چقدر کوزۂ خالی بہ لب بام بود	"
زمین نرم بود پردہ دار دام فریب	ز فکر دشمن ہموار احتراز کنید	"
رسد بظالم دیگر ذخیرہ ظالم	نصیب تیر شود پر چو از عقاب آید	"
حرص از طینت پیراں نبرد موے سفید	ایں پتے نیست کہ ساکن بہ تباشیر شود	"
نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند	نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند	لاعلم
تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من	پیادہ می روم و ہمرہاں سوارانند	
بایں ہمت عالی نتوانیم رسید	ہاں اگر لطف شما پیش نہد گامے چند	
ز قدر و شوکت سلطان نگشت چیزے کم	کلاہ گوشۂ من بآفتاب رسید	
ہر چہ گیرد علتے علت شود	کفر گیرد ملتے ملت شود	مولانا روم

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
جهانت بکام و فلک یار باد	جهاں آفرینت نگهدار باد۔	لااعلم
لاف دانش میزنی خود رامی دانی چه سود	دعوے از خود مکنی خود رامی دانی چه سود	″
در راه خدا که رهزناں اند۔	حقا که همی زناں زناں اند	″
معاذ الله عجب کاریم افتاد	بسر نا برده دیواریم افتاد	″
آنانکه خاک را بنظر کیمیا کنند	آیا بود که گوشه چشمی بما کنند	″
تا سر ندهم پا نکشم از سر کوشش	نامردی و مردی قدمے فاصلے دارد	″
شد غلامے که آب جو آرد	آب جو آمد و غلام ببرد۔	سعدی
چو شبها نشستم دریں سیر گم	که حیرت گرفت آستینم که قم	″
روزگارم بشد بنادانی	من بکردم شما حذر بکنید	″
مصلحت نیست که از پرده بروں افتد راز	آنکس است اهل بشارت که اشارت داند	″
امید فیض از نو دولتاں هرگز مجو صائب	پیاده چوں شود فرزیں براه کجروی گردد	صائب
گردش ہی جو قسمت کی سو موجود یہاں بھی	گوشۂ ساعت میں رہے ریگ رواں بند	آتش
جہاں گیا میں گیا دام لیکے واں صیاد	پھڑک پھڑک کے قفس ہی میں دونگا جاں صیاد	رند
بعد مرنیکے مری قبر پہ وہ آیا میر	یاد آئی مرے عیسیٰ کو دوا میرے بعد	میر تقی
جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارے	یاد آویگی تجھے میری وفا میرے بعد	خاں
از اختلاط چیاں بیگانہ کے شود خویش	هر چند جامه تنگ است جزو بدن نگردد	لا اعلم
گر همیں مکتب ست و ایں ملا	کار طفلاں تمام خواهد شد	″
لله الحمد هر آں چیز که خاطر میخواست	آخر آمد زپس پردهٔ تقدیر پدید	″
من از بیگانگاں هرگز نالم	که با من هر چه کرد آں آشنا کرد	″
محمد سے صفت پوچھو خدا کی	خدا سے پوچھے شان محمد	″
مشکلے نیست که آسان نشود	مرد باید که هراساں نشود	″
مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد	دگر دم درکشم ترسم که مغز استخواں سوزد	″
نوشته بماند سیاه بر سفید	نویسنده را نیست فردا امید	″

ہرآن مرد که گرد باده گردد	اگر رستم بود کون داده گردد	لااعلم
مسکین خر آرزوے دُم کرد	نایافته دُم دو گوشش گم کرد	״
گفتم که خطا کردی و تدبیر نه این بود	گفتا چه توان کرد که تقدیر چنین بود	״
زاہدان کین جلوه بر محراب و منبر میکنند	چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند	״
ثنائے خود بخود گفتن نمی زیبد ترا صائب	چو زن پستان خود مالد حظوظ نفس کے یابد	صائب
مار کژدم را گفت گزیدن مردم	کفر است زیرا که مے میرند۔	لااعلم
دندان تو جمله در دہانند	چشمان تو زیر ابروانند	״
حق کسے را اگر ببیند ازو	کشتش از خیل خانه ننوازد	״
بخت چون خندان بود سندان بدندان بشکند	بخت خواب آلوده را فالوده دندان بشکند	״
اگر رفیق نباشد عصا بگیر عزیز	که ہمچو موسے ترا نیز غمگسار بود	״
دریغا که عمر جوانی نماند	جوانی چرا زندگانی نماند	״
حریفان بادہا خوردند و رفتند	تہی خم خانه ہا کردند و رفتند	״
طلبگار گوہر که کانے کند۔	به پندار و امید جانے کند	״
آبروے بزم ما اے جان جانان با تو بود	رونق این گلشن اے مرغ سحر خوان با تو بود	״
سفر از غم خلاصی کے دہد محنت نصیبان را	ہمان در بحر باشد گرچه کشتی بر کنار آید	״
بدی چه کنی بجائے کسے ۔	که او نکند بجائے تو بد۔	״
ہر دم زمانه داغ دگر گونه در دہد۔	یک داغ نیک ناشده داغ دگر دہد	״
شب عشرت غنیمت دان و داد خوشدلی بستان	که در عالم کسے احوال فردا را نمیداند	״
نه ہر زن زن است و ہر مرد مرد	خدا پنج انگشت یکسان نکرد	سعدی
چنان پہن خوان کرم گسترد۔	که سیمرغ در قاف قسمت خورد	״
اے بسا اسپ تیز رو که بماند۔	که خر لنگ جان بمنزل برد	״
چه داند کس که چندین در چه کار اند۔	ہمه تن رو شده رود رکه آرند	جامی
پسر نوح با بدان بنشست	خاندان نبوتش گم شد	لااعلم

وفاداری مجو از بلبلان چشم	که هر دم بر گلِ دیگر سرایند	لا اعلم
باش با شخص سیاست سر بشوید از مرض	باش تا این درد مند آخر بدرمان میرسد	"
دردمندے کہ کند در دہنان پیش طبیب	درد او بے سببی قابل درمان نشود	حافظ
اینکه می بینی خلاف آدم اند	نیستند آدم خلاف آدم اند	لا اعلم
بدوزد طمع دیدهٔ هوشمند	در آرد طمع مرغ و ماهی به بند	"
من ز وضع زمانه در فکرم	که مبادا ازین تبر گردد۔	"
از دست و زبان که بر آید	کز عهدهٔ شکرش بدر آید	سعدی
دانی که بر نگین سلیمان چه نقش بود	خطے بزر نوشته که این نیز بگذرد	لا اعلم
چشمے داری و عالمے در نظر است	دیگر چه معلم و کتابت باید۔	"
خدائے راست مسلم بزرگی الطاف	که جرم بیند و نان برقرار می دارد	سعدی
این نه مردانند اینها صورت اند	بستهٔ نان اند و مرد شهوت اند۔	لا اعلم
حقوق خدمت صد ساله لعب اطفال است	بہ کشوریکه در و کودکان خداوند اند	"
بجو دل را که گر و غم نگردد	از یرا غم ز خوردن کم نگردد	"
بهانا دان دوست کو دوستان را	غذائے دل و راحت جان فرستند	"
کمال صدق محبت ببین نه نقص گناه	که هر که بے هنر افتد نظر بعیب کند	"
حجاب نو عروسان ور بر شوهر نمیماند	اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمیماند	مخفی
پند حکیم عین صوابست محض خیر	فرخنده بخت آنکه بسمع رضا شنید	لا اعلم
چشم دارم که هم ز روے کرم	کرمت عذر خواه من باشد	"
وعده تو هر که باور مے کند	انتظارش خاک بر سرے کند	"
هر بیشه گمان مبر که خالی ست	شاید که پلنگ خفته باشد	سعدی
اے دوست بر جنازهٔ دشمن چو بگذری	شادی مکن که بر تو همین ماجرا رود	لا اعلم
داد غفلت روزگارم را بباد	داد داد از دست غفلت داد داد	"
طالع شهرت رسوائی مجنون بیش است	ورنه طشت من و او هر دو زیک بام افتاد	"

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد	روئے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد	لااعلم
گر زہر دہند نوش می باید کرد	دشنام دہند گوش می باید کرد	״
ترا اے عندلیب آں دم شود عید	کہ سر از تن جدا گردیدہ باشد	״
بے آہ و نالہ بر دل ما نگذرد شبے	میراث عندلیب بما از کجا رسید	״
تا کہ از جانب معشوق نباشد کششے	کوشش عاشق بیچارہ بجائے نرسد	״
جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ	چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند	حافظ
مست مے بیدار گردد نیم شب	مست ساقی را قیامت بامداد	لااعلم
مبارک منزلے کاں خانہ را ماہے چنیں باشد	ہمایوں کشورے کاں عرصہ را شاہے چنیں باشد	״
از مکر و فریب زن نباشی ایمن	رم از آہو رمد چرا مکاں گردد	״
ستم ظاہر او لطف نہانی دارد	صید را زود کند ذبح کہ لاغر نشود	״
خشم ہشیار شد چہ باید کرد	فتنہ بیدار شد چہ باید کرد	״
منہ راز پنہاں خود در بر ند	کہ آں راز دستے بدستے برند	״
چوں قضا آید طبیب ابلہ شود	آں دوا در نفع خود گمرہ شود	״
چو ترک سر نکنی ترک یار باید کرد	ازیں دو کار یکے اختیار باید کرد	״
عشقت نہ سرسریست کہ از دل بدر شود	با شیر اندر آمد و با جاں بدر رود	״
بے دولت اگر مسجد آدینہ بسازد	یا طاق فرو افتد و یا قبلہ کج آید	״
پدر کش بادشاہی را نشاید	دگر شاید بجز ششش مہ نپاید	״
خزاں را کسے در عروسی نخواہد	مگر آں زماں کآب دہنش نماند	״
چراغے را کہ ایزد بر فرا زد	ہر آنکو پف زند ریشش بسوزد	״
کار م زود رچرخ بساماں نمی رسد	خوں شد دلم زدرد و بدرماں نمی رسد	״
اکنوں کرا دماغ کہ پرسد ز باغباں	بلبل چہ گفت گل چہ شنید و صبا چہ کرد	״
نہ ظالم نہ ظلم شقاوت بماند	کہ لعنت برو تا قیامت بماند	״
بسا جواہر خوش آب در تہ دریا	فتادہ است کہ کس ہیچ زاں ندارد یاد	״

سلطنت سہل ست خود را آشنای فقر کن	قطرہ تا دریا تواند شد چرا گوہر شود	لا اعلم
بلند و پست جہاں را چو اعتبارے نیست	زمین شدیم چہ شد آسمان شدیم چہ شد	”
دل ویراں طلب گنج سعادت گر ہوس آری	کہ جغد ایں خراب آباد اقبال ہما دارد	”
نہ ہر مرد ہوشمند جواب	مگر آنگہ کز و سوال کنند۔	”
ور کریمے دو صد گناہ دارد	کرمش عیبہا فرو پوشد	”
ہر کہ بر خود در سوال کشاد	تا بمیرد نیاز مند بود۔	”
ہر کہ بزندگی نانش نخورند	چوں بمیرد نامش نہ برند	”
ہر سخن کاندراں نباشد صدق	ہیچ خیرے در آں سخن نبود	”
از دست گدائے بنوا آمد ہیچ	جز آنکہ بصدق دل دعائے بکند	”
ہر دم زمانہ داغ الم بر جگر نہد	یک داغ نیک ناشدہ داغ دگر دہد	”
خضاب پردۂ پیری نمی شود صائب	بمکر و حیلہ خزاں را بہار نتواں کرد	صائب
آں ناکساں کہ فخر باجداد میکنند	چوں سگ باستخواں دل خود شاد میکنند	لا اعلم
نخواہد ایں چمن از سرو و لالہ خالی ماند	یکے ہمیرود و دیگرے ہمی آید۔	”
زہے سعادت آنکس کہ یارش آرد یار	کنم ز بند و غم و محنت و الم آزاد	”
نخست موعظت پیر مجلس ایں سخن است	کہ از مصاحب ناجنس احتراز کنند	”
ہر کہ او نیک مے کند باید	نیک و بد ہر چہ میکند باید	”
میدار سرے بخاکساراں جہاں	شکرانہ آں کہ سر فرازت کردند	”
آسمان بار امانت نتوانست کشید	قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند	حافظ
بذلہ گوئی و عشوہ ساز و شوخ چشم و غمزہ زن	خوبروے کیں چنیں باشد بلائے جاں بود	لا اعلم
بسے خانہ خراب از مئی شد آباد	بسے خانہ کہ دادش بادہ برباد۔	”
آں زنے را کہ پشت شد چو کماں	نفس راست ہمچو تیر شود۔	”
صحبت دخترے کہ جاں بخشد	زہر قاتل بود چو پیر بود۔	”
ور خری بر سرائے بربند	کہ بانگ زن از وے بر آید بلند	”

زنا محرماں چشم زن کور باد	چو بیروں شد از خانہ در گور باد	لاعلم
زن چو زنبچہ قدم آنسو نہد	مرد ہماں بہ کہ بیک سو جہد	״
علاج دینی و دنیاست صحبت زن نیک	زہے سعادت مردیکہ زن چنین دارد	״
زہمنشین نکو کام دل تواند یافت	کسے کہ طالع فرخندہ ہمنشین دارد	״
صبح پیری می دمد آخر دمے ہشیار شد	خواب نیکو نیست در وقت سحر بیدار شد	״
چوں توانستم ندانستم چہ سود۔	چوں بدانستم توانستم چہ بود	״
مبادا کس از زن مہر جوید۔	از شورہ بیاباں گل نروید۔	״
خواجہ بیمار شو ببین چہ کساں بیایند	بہر پرسیدن بیکس کساں بیانید۔	״
سر بسر راہ تو فدا شد چہ بجا شد	ایں بار گراں بود ادا شد چہ بجا شد	״
حنظل بہ تربیت ندہد طعم نیشکر۔	گل بر نچیند کہ آنکہ ہمہ خار پرورد	״
زن آنچہ کہ در پردہ پنہاں بود	کہ آہنگ بے پردہ افغاں بود	״
درد آکہ طبیب صبر مے فرماید	ویں نفس حریص را شکر مے آید۔	״
دست خود و دہان خود۔	گر نخوری زبان خود۔	״
سنخیاں ز اموال برمے خورند	بخیلاں غم سیم و زر مے خورند۔	سعدی
سرسبزی تو ز سر خردئی خیزد	زاں گونہ کہ زنگار ز مس می زاید۔	لاعلم
سگ بدریائے ہفت گانہ بشو	چوں کہ تر شد پلید خواہد شد	سعدی
سنگ بر بارہ حصار مزن	چہ بود گر حصار سنگ آید	״
شاہ گر لطف بے عدد راند	بندہ باید کہ حد خود داند۔	״
شب گر بہ سمور مے نماید	زنگی بچہ حور مے نماید۔	״
ظالم برگ دست نبید از دار ستم	آخر ز عقاب پر تیر مے شود۔	״
کلاغے تگ کبک در گوش کرد	تگ خویشتن ہم فراموش کرد	״
محبت است کہ دل را امید ہد آرام	دگر نہ کیست کہ آسودگی نمے خواہد	״
ملحد گرسنہ در خانہ خالی بر خوان	عقل باور نکند کز رمضان اندیشد	سعدی

من و مربی من ہردو آنچنان مفلوک	کہ ہردو را دو مربی خوب مے باید	لا اعلم
نرخ متاعیکہ فراداں بود۔	عمر بمثل جاں بود ارزاں بود۔	″
ہرکہ آمد بجہاں زاہل فنا خواہد بود	آنکہ پاینده و باقیست خدا خواہد بود	″
ہرکہ سلطان مرید او باشد	گر ہمہ بد کند نکو باشد۔	″
ہرکہ عیب دگراں پیش تو آورد و شمرد	بیگماں عیب تو پیش دگراں خواہد برد	سعدی
ہرکہ گریزد ز خرابات شاہ۔	بارکش غول بیاباں بود	
چناں با نیک و بد عرفی بسر کن تا پس مردن	مسلمانت بزمزم شوید و ہندو بسوزاند	عرفی
آنکس کہ بداند و بداند کہ نداند	اسپ طرب خویش بمنزل رساند	لا اعلم
آنکس کہ بداند و بداند کہ بداند	آں ہم خرک لنگ بمنزل برساند	″
اگر ایں بار جاں برم ز غمت	دیگرم عاشقی ہوس نبود	″
چشم ازرق موے سگوں رنگ زرد	ایں چنیں کس با کسے نیکی نکرد۔	″
در برابر چو گوسفند سلیم	در قفا ہمچو گرگ مردم در۔	″
رشتہ چو گسست میتواں بست	لیکن نمیاں گره بماند	″
شاه اگر لطف بے عدد راند	بنده باید حد خود نگاه دارد	″
کلبہ اخراں تسلی بخش نیست	در بیاباں می تواں فریاد کرد	″
قدم نامبارک و مسعود	گر بدریا رود برآرد دود۔	″
ہردم زمانہ داغ دگرگونہ در دہد	یک داغ نیک ناشده داغ دگر دہد	″
امروز دیگرم بفراق تو شام شد	در آرزوے وصل تو عمرم تمام شد	″
کارے کہ بعقل بر نیاید	دیوانگے درد بباید۔	″
سرت ہمہ دارائے فلک میداند	کو موے بموے رگ برگ میداند	″
دشمن دانا کہ غم جاں بود	بہتر از آں دوست کہ ناداں بود	″
بداندیش ہم در سر شر رود	چو کژدم کہ تا خانہ کمتر رود۔	″
مارا ز تو چشم بدایام جدا کرد	چشم بدایام چگویم کہ چہا کرد	″

تو جان منی و عزم رفتن داری	چوں جاں برود ایں تن بیجان چہ کند	لا اعلم
دولت چو بہ پیشکاری آید	ہر کار چناں کند کہ شاید	"
ازیں نوید مبارک کہ ناگہاں آمد	بشارتے بدل و مژدہ بجاں آمد	"
خدائے کہ بالا و پست آفرید	زبردست ہر زیردست آفرید	"
سگ اصحاب کہف روزے چند	پے نیکاں گرفت مردم شد	سعدی
کلاغے تگ کبک درگوش کرد	تگ خویشتن را فراموش کرد	لا اعلم
زرخ متاعیکہ فراداں بود	گر بہ مثل جان بود ارزاں بود	"
ہر کجا چشمہ بود شیریں	مردم و مرغ و مور گرد آیند	سعدی
زمانہ دگرگونہ آئیں نہاد	شد آں مرغ کو بیضۂ زریں نہاد	نظامی
گر مصور صورت آنجا بجاں خواہد کشید	حیرتے دارم کہ نازش را چساں خواہد کشید	لا اعلم
خط دمید و مطلب عاشق تمام شد	اے ترک من مناز کہ ترکی تمام شد	"
نازک بدن چنانکہ اگر بگذرد در آب	چوں پائے بر حباب نہد آبلہ فتد	"
گر نمی پرسی کہ یارے داشتم حالش چہ شد	کشتۂ من نیم جانے داشت احوالش چہ شد	"
عید اگر نزدیک باشد ما غریباں را چہ سود	چوں ازاں مہ وعدۂ دیدار می افتد بعید	"
دل کہ افسردہ شد از سینہ بروں باید کرد	مردہ ہر چند عزیز است نگہ نتواں کرد	"
بعالم ہر کرا بینم بدل دردو غمے دارد	ز دست غم منال اے دل کہ غم ہم عالمے دارد	"
دل بمہرش چہ نہم کہ بعہدش چہ کنم	کہ بیک صحبت اغیار دگرگوں گردد	"
در ہمہ کار مشورت باید	کار بے مشورت نکو ناید	"
بدی چہ کنی بجائے کسے	کہ او نکند بجائے تو بد	"
داماں نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار	گلچین بہار تو ز داماں گلہ دارد	"
از سفرہا بندہ کیخسرو شود	بے سفرہا ماہ کے خسرو شود	"
فکر آیندہ مکن بیہدہ تصدیع مکش	خود بخود ہر چہ نصیب است ہماں خواہد بود	"
چہ می پرسی ز من حال دل غمدیدہ اے جاں شد	دلم شد خون و خوں شد آب و آب از دیدہ بیروں شد	"

تو دور افتادگان را گاہ گاہے یاد میکردی — لااعلم
مگر گم کرد قاصد رہ کہ پیغامی نمی آرد۔ — 〃

جواب نامہ ام زان شاہ خوباں دیر می آید۔ — 〃
جواں گر می رسد قاصد ز کوشش پیر می آید — 〃

شب ہجران تو از روز قیامت کم نیست — غالباً روز قیامت شب ہجران باشد — 〃

اگرچہ وعدۂ خوباں وفا نمی دارد — خوش آں حیات کہ در انتظار میگذرد — 〃

بگوشم مژدۂ وصل از در و دیوار می آید — دلم ہم می طپد در سینہ امشب یار می آید — 〃

در دم ز حد گذشت بدرماں خبر کنید — کارم بجاں رسید بجاناں خبر کنید — 〃

گویند روز حشر بپایاں نمیرسد — صد روز آں یک شب ہجراں نمیرسد — 〃

تا کے از وعدۂ وصلم دہی اے شوخ فریب — ایں سخن را بکسے گو کہ ترا نشناسد — 〃

من پند کساں نمی کنم گوش — ایں را بہ کسے دگر بگویند — 〃

ندانم من ترا در دل چہ افتاد — کہ دادی صحبت دیرینہ برباد — 〃

رفت آں بیوفا از نامہ ام شادم نکرد — من بسے یادش چو کردم او مرا یادم نکرد — 〃

مگر آب و ہوائے آں زمیں خاصیتے دارد — کہ ہر کس میرود آنجا فراموشکار میگردد — 〃

مدتے شد کہ رہ مہر و وفا مسدود است — نہ کسے میرود آنجا نہ کسے می آید۔ — 〃

بیا بیا کہ جدائی نہایتے دارد۔ — طپیدن دل بے صبر غایتے دارد — 〃

از درد ہجر شکوہ ز جاناں نمی کنم — گیرم ہماں کہ وعدہ نمود و وفا نکرد — 〃

نمی آئی نمیخواہی نمی جوئی نمی پرسی — چرا از آشنایاں اینقدر کس بیخبر باشد — 〃

گوہر پاک بباید کہ شود قابل فیض — ورنہ ہر سنگ و کلوخے در و مرجاں نشود — 〃

گر جاں بدہی سنگ سیہ لعل نہ گردد — با طینت اصلی چہ کند بدگہر افتاد — 〃

اے کبک خوش خرام کجا می روی بایست — غرہ مشو کہ گربہ عابد نماز کرد — 〃

گویند سنگ لعل شود در مقام صبر — آرے شود ولیک بخون جگر شود — 〃

اشقیا را دیدۂ بینا نبود — نیک و بد در دیدۂ شاں یکساں بود — 〃

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
عروس ملک نکوروے دختر ست دے	وفا نمی کند این سست مهر با داماد	لا اعلم
عیب می جمله بگفتی هنرش نیز بگو	نفی حکمت مکن از بهر دل عامے چند	"
زخورده گیری روز حساب آزادم	ورق سیاه چنان کرده ام که نتوان خواند	طاهر
حسود را نتوان کرد از جدل خاموش	مگر به تیغ تغافل زبان بریده شود	غرت
غمناک نه باید بود از طعن حسود ایدل	شاید که چو وا بینی خیرے تو درین باشد	حافظ
تا دخل نباشد نتوان خرج نمودن	گز بستگی گوش زبان لال برآمد	صائب
از گلوی خود ربودن وقت حاجت همت است	ورنه هر کس وقت سیری پیش سگان افگند	لا اعلم
سر خدا که عارف سالک بکس نگفت.	در حیرتم که باده فروش از کجا شنید	"
بیا تا در صف رندان بیانگ چنگ می نوشیم	که ساز شرع زین افسانه بیقانون نخواهد شد	"
راز نگشاے بر کس که درین مرکز خاک	سیر کردیم بسے محرم اسرار نبود	"
روز هجران و شب فرقت یار آخر شد	زدم این فال و گذشت اختر و کار آخر شد	"
تخلق احسان نمودن موجب آخر نکو باشد	خار از دستگیری مردم آخر سرخرو باشد	"
عشق اول در دل معشوق پیدا می شود	تا نسوزد شمع کئے پروانه شیدا می شود	"
به تدبیر رستم در آید به بند	که اسفندیارش نه جست از کمند	"
حریص را نکند نعمت دو عالم سیر	همیشه آتش سوزنده اشتها دارد	"
غفلت بجهان اگر نمی کشد	از عمر و می بسر می شد۔	"
توانگری نه بود مال دیگران خوردن	نظر نبان گدائے توانگران نکنند۔	"
چار من آب است اگر خواهی کنی غسل بدن	قطرهٔ زین آب بهر غسل دل کافی بود۔	"
یوسف از تعبیر خواب خویش آگاهی نداشت	کار ساز دیگران در کار خود بیچاره بود۔	"
شاد باش اے دل که آخر عقده ات وا میشود	قطرهٔ ما می رسد جاے که دریا میشود۔	"
مملکت با معدلت خوشتر بود	ثمرهٔ دارین از آن حاصل شود	"
هر که تعجیل کند پیر و شیطان گردد	آخر از فعل بد خویش پشیمان گردد	"
گوش بر گفته بیهوده غماز منه	کو ز بدخوئی خود خانه براند از ماه و۔	"

وقت از دست رفته باز نه آید	غافلے این چنین نمی شاید۔	لااعلم
در تعجیل مکشا در امورات	قدم سنجیده نه کز جا نلغزد	"
شرط عقل انیکه سعی بنماید	تا به تقدیر او چه می آید۔	"
هر ضعیفے که با قوی پیچد	آب دانسته زهر را نوشد	"
نیک را عاقبت همان نیک است	بد بماند آنکه خوے بد دارد	"
صحبت نیک چو شیر است در آب	نه چو هیزم که همه نار شود	"
تواضع ترا ارجمندی دهد	ز روے شرف سر بلندی دهد	"
خیر کن یا دلیل خیرے باش	تا ترا هم دران ثواب دهند۔	"
دولتیان رخ ز جهان تافتند۔	دولت باقی ز کرم یافتند۔	"
همه خلق جهان پسندیده نامے	که سوے خلد برین راه بدان خواهد بود	"
ملک مئی طلبی پیروی دهقان کن	لشکرت گر نبود ملک مسلم نشود	"
هر شاه که او نیت خود راست کند	یابد ز خداے انچه درخواست کند۔	"
بناے کار بنه بر ثبات و امین باش	که هر بناکه بر اصل ست پایدار بود	"
در فراغت کوش و در لذت که نیست	آرزو را هیچ پایانے پدید۔	"
بناے دولت خویش آن کسے خراب کند	که شام می خورد و صبحگاه خواب کند	"
سخی را شرم می آید که ز سائل	خجل از درگه او باز گردد۔	"
تقدیر چو سابق ست تعلیم چه سود	جز بندگی و رضا و تسلیم چه سود	"
ما کار خویش را بخداوند کارساز	بگزاشتیم تا کرم او چها کند	"
گرت چو نوح نبی هست صبر در غم طوفان	بلا بگردد و کام هزار ساله بر آید	"
نه بدعوی ست قدر و قیمت مرد	قیمت مرا صبر باید کرد	"
شکر سوے شهر سعادت برد	هر که کند شکر زیادت برد	"
هر که با خلاص قدم میزند۔	علیے وقت ست که دم میزند	"
نکو رو تاب مستوری ندارد	چو در بندی سر از روزن بر آرد	"

هر کار که عارست ملال افزاید	در حالت احتیاج بد نه بنماید	لا اعلم
دلیرے که او شیر را پے کند	نه همچوں توئی عاجزی کے کند	״
جراحتے که ز تیغ زباں رسد بر دل	به هیچ مرهم راحت نکو نخواهد شد	״
آنچه داری بخور امروز غم دہر مخور	چوں بفردا برسی روزی فردا برسد	״
کار درویش مستمند بر آر	که ترا نیز کار ها باشد۔	״
چوں توانستی ندانستی چه سود	چوں بدانستی توانستی نه بود	״
چوں خداوند از تو خوشنود است	خشم دیگر کساں ضرر نکند	״
شکر نعمت نعمت افزوں میدهد	مفلساں را گنج قاروں میدهد	״
گر جانب حق نگاه داری	حق نیز ترا نگاه دارد	״
زاں پیشتر که مرگ بناگه فرا رسد	خورشید عمر بر سر کوه فنا رسد	״
بد اصل را چگونه کسے تربیت کند	در جیب خود چگونه کسے مار پرورد۔	״
قلم زخمت جائے تواند کشید	که شمشیر نتواند آنجا رسید	״
بجائے خار گلبن می نشاند	بجائے زهر شکر می چشاند	״
مرد قانع بزرگوار بود	طامع البته خوار و زار بود	״
ترا شب بعیش و طرب میرود	چه دانی که بر ما چه شب میرود	
هر که از سودائے شهوت مست شد	کار او یکبارگی از دست شد	״
چوں تو نتوانی کشیدن بار خود	بار اگر نکشد مرنج از یار خود۔	״
آتشے را که خلق از و سوزند	جز بکشتن علاج نتواں کرد	״
گر تیغ سیاست سلاطین نبود	در عالم خاک آب خوش کس نخورد	״
سخن که آں ز غرض پاک و از طمع خالیست	اگر بسنگ بگوئی دراں اثر دارد	״
خوش بود گر محک تجربه آید بمیاں	تا سیه روئے شود هر که در و غش باشد	״
من نه آنم که سر از خط وفا بر دارم	گرچه سازند جدا چوں قلم بند ز بند	״
کار ها راست کند عاقل کامل سخن	که بصد لشکر جرار میسر نشود	״

راز خود با کسے نباید گفت	کہ بے اندران خطر باشد	لا اعلم
راستی راہست راہ مستقیم	گر دراں خارے فتد دور افگند	″
زفیض خدمت پیر خردمند	شود شاگرد فرزانہ بردمند	″
فضل او یک لحظہ سازد ذرہ را چوں آفتاب	ابر رحمت قطرہ را مانند دریای کند	″
شجاعت ہم سخاوت ہم تواضع	کہ ہر سہ در دل سلطاں بباید	″
تواضع کن تکبر دور گرداں	بریں رہ رو کہ راہ راست باشد	″
عدل سلطان موجب امن خلائق میشود	شہرۂ آسودگی از شرق تا مغرب رود	″
گرچہ تبدیل خو نمے گردد	لیک صحبت عجب اثر دارد	″
ہر کہ احساں کرد و بادے بد کند	تیشہ را از خود بپائے خود زند	″
عدل کردن زیب سلطانی بود	در ممالک نام با نیکی برد۔	″
ہر قدر بیشتر طمع باشد	ہوشمندی بہ پند گوش بہ بند	″
مشو غافل ز طاہر ہائے دشمن	کہ چوں صباغ ہر دم رنگے آرد	″
مرد بد اطوار از تزویر خود۔	مال ہر کس از فریبی میخورد	″
مرد ابلہ در فریب زن شود	وائے بر آں کو ز خود غافل بود	″
متاع خوب ہر جا کہ یابید	بجان منت خریداری نمائید	″
تدبیر مصلحت بر آرد	گر خواہش انتقام دارد۔	″
گوش بر پند بزرگاں بنہید	تا کہ از رنج صعوبت برہید	″
دوستی بعد امتحاں شاید	نہ بہر چیز خود بیالاید۔	″
عقل برتر ز صد گہر باشد	ہمچو خر مہرہ سیم و زر باشد	″
قول بزرگانست کہ خوش گفتہ اند	صحبت ہم جنس اثر می کند	″
جو مانو گے عورت کا کہنا مرید	تو دنیا میں کہلاؤ گے زن مرید	″
ہر آہ جگر سوز کہ از سینہ بر آید	دود دست کز دبوے گلاب جگر آید	″
اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز	کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد۔	″

برق چشمک زن ز طرف کوهساران میرسد	ساقیا سامان ساغر کن که باران میرسد	لاأعلم
بهر کجا روم وصف دوستان گویم	برائے یار فروشی دکان نمی باید۔	〃
ساقیا عمر دراز و قدحت پر مے باد	که به سعی تو ام اندوه خمار آخر شد	〃
چناں زی که ذکرت به تحسیں کنند	چو مردی نه بر گور نفریں کنند	〃
حافظ صبور باش که در راه عاشقی	هر کس که جاں نداد بجاناں نمیرسد	حافظ
از مرگ میندیش و غم رزق مخور	کیں هر دو بوقت خویش ناچار رسد	〃
طلبگار گوهر که کانے کنند	به پندار و امید جانے کنند۔	〃
کس ندانداز جهاں که تا پرسم از د	کا احوال مسافراں عالم چوں شد	〃
ما کار خویش را بخداوند کارساز	بسپرده ایم تا کرم او چها کند	〃
روز هجران و شب فرقت یار آخر شد	زدم ایں فال و گزشت اختر و کار آخر شد	〃
جهاں خوش ست و لیکن حیات می باید	اگر حیات نباشد جهاں چه کار آید۔	〃
پنجه زد عشقت لباس پارسائی پاره شد	طاعت صد ساله ام تاراج یک نظاره شد	〃
به زمینے که نشان کف پائے تو بود	سالها سجده صاحب نظراں خواهد بود	〃
هنوزش گرد گل نارسته شمشاد	ز خوبی سر و ادچوں سرو آزاد	〃
خال را چوں دید زاهد سجه از دستش فتاد	از برائے دانهٔ صد دانه را بر باد داد	〃
کروٹیں لے لے کے کٹتے ہیں شب فرقت میں ہم	کس طرح سے خفتگاں خاک آجاتی ہے نیند	〃
گر همیں مکتب ست و ایں ملا	کار طفلاں تمام خواهد شد	〃
هیچ صیقل نکو نداند کرد	آهنے را که بد گهر باشد۔	〃
فروتنی ست دلیل رسیدگان کمال	که چوں سوار بمنزل رسد پیاده شود	〃
ابر ست و بهار ست و هوا هم مزه دارد	برخیز که لغزیدن پا هم مزه دارد۔	〃
ایں سبزه و ایں چشمه و ایں لاله و ایں گل	آں شرح ندارد که بگفتار در آید	〃
هر سوخته جانے که بکشمیر در آید	گر مرغ کباب ست که با بال و پر آید	〃
آں ناکساں که فخر با جداد می کنند	چوں سگ باستخواں دل خود شاد می کنند	〃

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
غم ہجر تو پایانے ندارد	چہ درد ست ایں کہ درمانے ندارد	لااعلم
خوش باش کہ عاقبت نصیب من و تو	دہ گز کفن و سہ گز زمین خواہد بود۔	″
از دست و زبانے کہ برآید	کز عہدۂ شکرش بدر آید	″
امید نیست دگر دفع ایں ملال شود	مگر بمیرم و اے جاں بتو وصال شود	″
بجے ست کلام خوش کہ گویند ازاں	چنداں کہ کرم نمود درویش نشد	″
از بیاباں عدم بر سر بازار وجود	بتلاش کفنے آمدہ عریانے چند	″
نہ کس می دہاند نہ کس میدہد	خدای دہاند خدا می دہد۔	″
ہر کہ او در النفس توسن رام شد	از خردمندان نیکو نام شد	″
ہر کہ مزردغ خود خورد بخوید	وقت خرمنش خوشہ باید چید	″
اے ببا اسپ تیز رو کہ بماند	کہ خر لنگ جاں بمنزل برد	″
عاقل آن باشد کہ او شاکر بود	وانگہے بر نفس خود قادر بود	″
شاہ گر لطف بے عدد راند	بندہ باید کہ قدر خود داند۔	″
عشق اول در دل معشوق پیدا می شود	گر نسوزد شمع کے پروانہ شیدا می شود	″
ہر چند کہ دل بداں گراید	گر جہد کنی بدستت آید۔	″
فلک بے رحم و عالم دشمن و معشوق بے پروا	مرا بر آرزوہاے نظیری خندہ می آید	نظیر
دلم دلدار می جوید تنم آرام می خواہد	عجائب کشمکش دارم کہ جانم مفت میکاہد	″
چوں ہلال ابروش را ماہ نو از دور دید	خم شد از تعظیم تا گوید مبارکباد عید	″
غلط ست آنچہ گویند کہ بدل رہست دل را	دل من زغصہ خوں شد دل تو خبر ندارد	″
کسی طرح سے سمجھتا نہیں دل ناشاد	وہی بکا ہے وہی زاری اور وہی فریاد	″
مطلبے گر بود از ہستی ہمیں آزار بود	ورنہ در کنج عدم آسودگی بسیار بود	″
تو بادشاہ جہانی جہاں زدست مدہ	کہ بادشاہ جہاں را جہاں بکار آید۔	″
زراہ خاکساری گر کسے برخاک بنشیند	چو خورشید جہاں افروز بر افلاک بنشیند	″
اے کبک خوش خرام کہ خوش میروی بناز	غرہ مشو کہ گربۂ عابد نماز کرد۔	″

نہ ہندوم نہ مسلمان نہ محتسب نہ فقیہ	بحیرتم کہ سرانجام ما چہ خواہد بود	لااعلم
حسن تو ہمیشہ در فزون باد	رویت ہمہ سال لالہ گون باد	〃
حباب از سر بلندی پائمال موج میگردد	غبار از خاکساری سر بہ اوج آسماں دارد	〃
نمیدانم ترا در دل چہ افتاد	کہ دادی صحبت دیرینہ بر باد	〃
ہر کہ جان را عزیز می دارد	باہما ندارشیں چہ کار بود	〃
ہر کہ از سودائے شہوت مست شد	کار او یکبارگی از دست شد	〃
حدیث درد دلاویز داستانے ہست	کہ ذوق بیش دہد چوں دراز تر گردد	〃
ابلہ شدہ ز زن وفا می طلبی۔	اسپ و زن و شمشیر وفادار کہ دید	〃
خاصان خدا خدا نباشند	لیکن ز خدا جدا نباشند	〃
باہمیں مردماں بباید ساخت	چہ تواں کرد مردماں این اند	〃
ہر چہ از پیش شہ آید خوش بود	اندک و بسیار او دلکش بود	〃
تو دستگیر شوائے خضر پے خجستہ کہ من	پیادہ میروم و ہمرہاں سوار انند	〃
درحقیقت تنگدستی مایۂ دیوانگی ست	در چمن بید از غم بیحاصلی مجنوں شود	〃
زر نہاں داشتن بود مشکل	گرچہ دارند حیلہ ہا سازد	〃
نہ پوچھ درد اسیری کی داستاں صیاد	سنی نہ جائیگی تجھ سے مری فغاں صیاد	〃
پائے پر آبلہ و منزل عشق ست دراز	آیا ایں بادیہ انجام شود یا نشود	〃
ز عالم کسے سر بر آرد بلند	کہ در کار عالم بود ہوشمند	〃
با گرسنگی قوت پرہیز نماند	افلاس عناں از کف تقوے بستاند	〃
ایدل صبور باش مخور غم کہ عاقبت	ایں شام صبح گردد و ایں شب سحر شود	〃
قانع بہ تجلی نشود طالب دیدار	پروانہ بہ مہتاب تسلی نتواں کرد	〃
تکلف برطرف جاناں بیا بر دیدہ ام بنشیں	کہ در بزم سیہ بختاں بلا بالانشیں باشد	〃
اگر در ہر دو جانب جاہلانند	دگر زنجیر باشد نگسلانند	〃
شکر ایزد کہ میان من و او صلح فتاد	حوریاں رقص کناں ساغر شکرانہ زدند	〃

شرف مرد بجود است و کرامت بسجود	هر که این هر دو ندارد عدمش به ز وجود	للعلم
هر چیز که دل بداں گرآید	گر جهد کنی بدستت آید	״
علاج نفس کافر را بهنگام جوانی کن	که این مار سیه چوں پیر گردد اژدها گردد	״
پوچھیں یہاں کا حال تو کہنا یہ نامہ بر	تیرا ہی ذکر خیر ہے ذکر خدا کے بعد	״
چوں خداوند از تو خوشنود است	خشم دیگر کساں ضرر نکند	״
همت بلند دار و زبونی مکن که چرخ	هر جا زبوں تری ست بر و چیره تر شود	״
هر که آسودگی و راحت جست	دل خود را ز بخت شاد نکرد	״
میل کسے کن که وفایت کند	جاں هدف تیر ملامت کند	״
دولت یافته ز دست مده	که بداں دولتت نه باز آید	״
کار ها راست کند عاقل کامل بسخن	که بصد لشکر جرار میسر نشود	״
چند بتواں ساخت موے خویش چوں قیر از خضاب	چوں نمی گردد جواں دل زیں سیه کاری چه سود	״
خوبروئے کج کلهاں صلح و صفا نیز کنند	غنچه سازند دل و کار صبا نیز کنند	״
آنچه کردی تو به من هیچ به انسان نکند	مرگ با جاں نکند کفر به ایماں نکند	״
که داند که این دخمهٔ دام و دد	چه بازیچه ها دارد از نیک و بد	״
شب عشرت غنیمت داں و داد خوشدلی بستاں	که در عالم کسے احوال فردا را نمی داند	״
ز سر طوق گنبد به گردوں رسید	چو پیرے که او را پراند مرید	״
صبا به پیشش رخت حشم بسته می آید	ادب به بزم تو صد جا نشسته می آید	״
ما بداں مقصد عالی نتوانیم رسید	هاں مگر پیش نهد لطف شما گامے چند	״
دل همه دیده شد و دیده همه دل گردید	که مرا دل و دنیا ز تو حاصل گردد	״
بدتر از مرگ انتظار آمد	نه پیام آمد و نه یار آمد	״
اگرچه وعدهٔ خوباں وفا نمی دارد	خوش آں حیات که در انتظار می گزرد	״
وزید امشب نسیم وصل خوش در گلشن جانم	چناں شادم که غم با من دریں غمخانه می رقصد	״
مرا چوں دولت وصل محباں یاد می آید	ز چشمم اشک می بارد ز دل فریاد می آید	״

تواضع ترا ارجمندی دهد ‏ زروے شرف سربلندی دهد ‏ ١١١ع
چوں تو نتوانی کشیدن بار خود ‏ یار اگر نکشد مرنج از یار خود ‏ 〃
سخن کہ آں زغرض پاک واز طمع خالیست ‏ اگر بسنگ تو گوئی دراں اثر دارد۔ ‏ 〃
حدیث سرّ دل دل داند و بس ‏ زبان و لب دراں محرم نباشد ‏ 〃
ہر کہ بدی کرد بجز بد ندید ‏ آفت آں زود بوے در رسید ‏ 〃
دوستی را چنیں کسے باید ‏ کہ از و کار بستہ بکشاید ‏ 〃
رفتہ رفتہ موج اشکم در گلو زنجیر شد ‏ اشک دامنگیر ما آخر گریباں گیر شد ‏ 〃
مرد قانع بزرگوار بود۔ ‏ طامع البتہ خوار و زار بود ‏ 〃
قدرے کہ بتعظیم کساں کاستہ گردد ‏ مردے بچناں قدر کسے آراستہ گردد ‏ 〃
ہر کس کہ بقول خصم مغرور شود ‏ سمع و خردش تیرہ و بے نور شود ‏ 〃
نیست در عالم بدے چوں یار بد ‏ یار بد بدتر بود از مار بد۔ ‏ 〃
خوش بود گر محک تجربہ آید بمیاں ‏ تا سیہ روئے شود ہر کہ در و غش باشد ‏ 〃
یک نگاہ غلط انداز ز چشم ساقی ‏ کار صد شیشہ و صد ساغر و صد جام کند ‏ 〃
ما نامہ بہ برگ گل نوشتیم ‏ باشد کہ صبا باد رساند ‏ 〃
از وعدۂ وصال غمم از دل نبرد ‏ نتواں ببوے بادہ علاج خمار کرد ‏ 〃
اب دفور ضعف سے ضبط فغاں ہوتا نہیں ‏ فاش ہو جائے نہ کیوں راز نہاں اہل درد ‏ 〃
نے زر و سیم نہ باغ و نہ مکان می یابد ‏ انچہ در راہ خدا میدہی آں می یابد ‏ 〃
چنین گفت شاہ جہاں کیقباد ‏ کہ نفرین بد بر زن نیک باد ‏ 〃
نباید بست دل با مال و فرزند ‏ بباید بود تنہا با خداوند ‏ 〃
اے اجل گر ہمتے داری بیا امشب مکش ‏ ورنہ بے منت فراق یار فردا می کشد ‏ 〃
من پیش تو مجرم تو در پیش خدائے ‏ گر عفو کنی حق ز تو ہم عفو کند۔ ‏ 〃
بد اصل را چگونہ کسے تربیت کند ‏ در جیب خود چگونہ کسے مار پرورد ‏ 〃
ہر شاہ کہ او نیت خود راست کند ‏ یابد ز خدائے انچہ درخواست کند ‏ 〃

شکر خدائے را کہ تواند شمار کرد	تا کیست آنکہ شکر یکے از ہزار کرد	لا اعلم
تا توانی درون کس مخراش	کاندریں راہ خارہا باشد	״
چناں با نیک و بد عرفی بسر کن کز پس مردن	مسلمانت بزمزم شوید و ہندو بسوزاند	عرفی
غافل ز بیقراری عشاق نیست حسن	فانوس پردہ داری پروانہ می کند	״
آواز خوش از کام و دہانے کہ بر آید	گر نغمہ کند ورنہ کند دل بفریبد۔	״
رنج و غم کی ہے کہانی دوستان اہل درد	غیر بھی روتے ہیں سن سن کر بیاں اہل درد	״
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد	״
با بداں کم نشین کہ صحبت بد	گرچہ پاکی ترا پلید کند	״
وصلے کہ درو ملال باشد	ہجراں بہ ازاں وصال باشد	״
برگ سبز ست تحفۂ درویش	چہ کند بے نوا ہمیں دارد	״
ابر باید کہ بصحرا بارد	زاں چہ حاصل کہ بدریا بارد	״
نہ قندی کہ مردم بصورت خورند	ارباب معنی بہ کاغذ برند	״
چوں رشتہ گسست میتواں بست	لیکن بمیاں گرہ بماند	״
پس زپے آنچہ نخواہد رسید	رنجش بیہودہ چہ باید کشید	״
ہر کجا داغ بایدت فرمود	چوں تو مرہم نہی ندارد سود	״
سبک سر ہمیشہ بخواری بود	ستون خرد بردباری بود	״
شہا تخت اقبال جائے تو باد	سریر فلک متکائے تو باد	״
درخت دوستی بہ نشاں کہ کام دل ببار آرد	نہال دشمنی برکن کہ رنج بے شمار آرد	״
از ستم ہر کو دلے را ریش کرد	آں جراحت بر وجود خویش کرد	״
ہمت بلند دار کہ مردان روزگار	از ہمت بلند بجائے رسیدہ اند	״
من ز خود رفتم و یارم آمد۔	بیخودی طرفہ بکارم آمد۔	״
کرم پیشہ کن کادمی زادہ صید۔	باحساں تواں کرد وحشی بقید	״
فیض روح القدس ار باز مدد فرماید	دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا می کرد۔	״

هر دم زمانه داغ دگر گونه می دہد / یک داغ نیک ناشده داغ دگر نہد — لا اعلم
فراق دوستاں دیدن نشانے باشد از دوزخ / معاذ اللہ غلط کردم کہ دوزخ زان نشان باشد
من تائب و من زاہد لیکن چکنم دل را / با طائفه خوباں وز دیده سرے دارد — ،
نسیم صبح که دیوانه واری گزرد / ندامت زگدا ہیں دیاری گزرد
نزاع آنچناں آتشے بر فروزد / که از تاب آں ہر چه باشد بسوزد
از سفرہا بنده کنجر و شود / بے سفرہا ماه کے خوش رو شود
نباشد پسندیدهٔ عقل و شرع / که بے بینه شاه فرماں دہد — //
گر جانب حق نگاه داری / حق نیز ترا نگاه دارد
رو بپیچ از مشورت زیرا که ارباب خرد / مشورت را پیشکار اہل دولت گفته اند
گفتمش چیست کد خدائی گفت / ساعتے عیش و غصه سالے چند
شیراں جہاں اسیر یک زن شده اند / اے واے بر آنکس که دو زن می طلبد
رشته عمر و محبت ہم وفائے زن پلید / چشم مور و پاے مار و نان ملاکس ندید
خضاب پردهٔ پیری نمی شود صائب / به مکر و حیله خزاں را بہار نتواں کرد — صائب
حقه یک دم دو دم سه دم باشد / نه که میراث جد و عم باشد
شیر آں باشد که آدم می خورد / شیر آں باشد که آدم می خورد
ہر کرا بخت راہبر باشد / در ہمه کار با ظفر باشد — //
نخستیں نشان خرد آن بود / که از بد ہمه سال ترساں بود — //
گلیم ما دل تو از عشق ہر دو سوخته ایم / ترا تجلی و ما را نقاب می سوزد — //
ادب بہتر از گنج قاروں بود / فزوں تر ز ملک فریدوں بود — //
عروس ملک کسے در کنار گیرد چست / که بوسه بر لب شمشیر آبدار زند — //
بر مسند ناز کے نشیند بمراد / آنکس که ره مراد بر دل نکشاد — //
شکر سو شہر سعادت برد / ہر که کند شکر زیادت برد — /
آں ناکساں که فخر بر اجداد می کنند / چوں سگ به استخوان دل خود شادی کنند — //

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
مفلساں را کس نمی پرسد زمینا کن قیاس	چونکہ خالی شد کسے در گردنش دستے نکرد	لا اعلم
ہر آں کہتر کہ با مہتر ستیزد	چناں افتد کہ ہرگز بر نخیزد۔	″
ہر کہ زبہر دگراں چاہ کرد	بہر خود او زیر زمیں راہ کرد۔	″
از دوست سود گر رسد و گر زیاں رسد	نیکوست ہر چہ از طرف دوستاں رسد	″
ایں بادہ کہ روزگار دارد	یک مستی و صد خمار دارد	″
فراق دوستاں دیدن نشانے باشد از دوزخ	معاذ اللہ غلط کردم کہ دوزخ زاں نشاں باشد	″
ما کار خویش را بخداوند کار ساز	بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند	″
ہر کہ عاقل بود از خوبی عنواں داند	کہ دریں نامہ خبرہائے نکو خواہد بود۔	″
وزید امشب نسیم وصل خوش در گلشن جانم	چناں شادم کہ غم با من دریں غم خانہ می رقصد	″
کشتئے کہ عشق دارد نگزاردت بدینساں	بجنازہ گر نیائی بمزار خواہی آمد	خسرو
بیک آمدن ربودی دل و جاں صد چو خسرو	چہ شود اگر بدینساں دو سہ بار خواہی آمد	″
بلبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم	پس از آنکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد	″
بے تو آمد جاں بدل از دل کنوں آمد بہ لب	ایں مسافر تا قدم منزل بمنزل میرود	
بس نامور بزیر زمیں دفن کردہ اند	کز ہستیش بروئے زمیں یک نشاں نماند	سعدی
سحر ز ہاتف غیبم رسید مژدہ بگوش	کہ کس ہمیشہ گرفتار غم نخواہد ماند	حافظ
تو چناں زی کہ چو میری برہی	نہ چناں گر تو بمیری برہند۔	لا اعلم
میرس حال دل آندم کہ در سخن آئی	کریم چوں گہر افشاں شود گدا چہ کند۔	″
غافل ز احتیاط نفس یک نفس مباش	شاید ہمیں نفس نفس واپسیں بود	″
گر نفس بخواہد از تو گلقند	خاکش بدہی تو لقمہ چند	
بشنو از نے چوں حکایت می کند	وز جدائی ہا شکایت می کند	مولانا روم
سخی را شرم می آید کہ سائل	خجل از در گہ او باز گردد۔	لا اعلم
عقل کل ہے صلح کل کرتی پسند	پائے دنیا میں نہ کوئی بھی گزند	″
کشاکش گرہ مدعا مبارک باد	ثمر فشانی نخل دعا مبارک باد	″

صبا نبا خجلت سائل بزمینم در کرد	بے زری کرد من انچه بقارون زر کرد	سامہ ب
مے صاف وحدت کسے نوش کرد	که دنیا و عقبیٰ فراموش کرد	لا اعلم
فراست دیدهٔ دل بر کشاید	ہر آں حالے که باشد او نماید	"
جہاں بگشتم و درد ا بہیچ شہر و دیار	ندیافتم که فروشند بخت در بازار	عرفی
بترس از صحبت آنکس کز و خلقے بیازارد	بآتش ہر که شد نزدیک بیم سوختن دارد	لا اعلم
اگر دشمن دوتا گردد ز تعظیمش مشو غافل	کماں چیند انکه خم گردد خدنگش کارگر آید	"
ہر که خدمت کرد او مخدوم شد	ہر که خود را دید او محروم شد	
بید را اگر بپرورند چو عود	بر نیاید نسیم عود ز بید	"
پریشاں روزگارم طرهٔ محبوب می داند	ملے حال پریشاں را پریشاں خوب می داند	"
اید وست چناں بزی که بعد از مردن	انگشت گزید نی بیاران ماند۔	"
جس کا دل دلبر میں ہو پھر اس کو کیا آتی ہے نیند	کروٹیں لیتے ہی لیتے صاف اڑ جاتی ہے نیند	"
ہنوز ایں اول عشق ست جاناں گریہ کمتر کن	که ایں طوفان رسوائی ست عالمگیر خواہد شد	"
بناے کار بنه بر ثبات و ایمن باش	که ہر بنا که بر اصل ست پایدار بود	"
در مطلب سیکوشم ار یابم زہے بخت بلند	ور نیابم عذر من افتد بزرگاں را پسند	"
فقر و فاقه بر دم آموزند	خویشتن سیم و غله اندوزند	"
آنکه در بند دل آزاری بود	در عقوبت کار او زاری بود	"
چو با پنجهٔ شیر پنجه کند	یقین باز وے خویش رنجه کند	"
مرا جا شد خرم را نیز جا شد	زنِ دہقان بزاید یا نزاید	"
ہر که بے فکر و تامل عملے گیرد پیش	آخر الامر از اں کرده پشیماں گردد	"
بخدا کار چو افتاد خدا ساز شود	گره قطره بدریا چو رسد باز شود۔	"
چه داند رتبهٔ خار مغیلاں	سیه روزے که داماںے ندارد	"
کلید گنج مقادیر در خزانه اوست	بزور بازوے تدبیر کس درے نکشاد	"
چشم ازرق موے میگوں روے زرد	ایں چنیں کس با کسے یاری نکرد	"

شرف مرد بجود ست و کرامت بسجود	هر کرا هر دو نباشد عدمش به ز وجود	لااعلم
مفلساں را کس نمی خواهد زمینا گر قبایں	تا تهی شد دیگرش کس دست در گردن نزد	
نکالیو نہ قدم آشیاں سے او بلبل	لگائے بیٹھے ہیں پھندے جہاں تہاں صیاد	〃
جهاں برابروے عید از هلال وسمه کشید	هلال عید برابروے یار باید دید	
داماں نگه تنگ و گل حسن تو بسیار	نظاره ز گل چیدن مژگاں گله دارد	
قضا کشتی آنجا که خواهد برد	وگر ناخدا جامه بر تن برد	
چو خانه خالی و معشوق مست ناز بود	تواں گریست برآنکس که پاکباز بود	〃
چناں زندگانی کن اندر جهاں	که گر مرده باشی نگویند مُرد	〃
افسوس دلا که جان جاناں رفتند	سیمیں بدناں و گلعذاراں رفتند	〃
ندانم ترا در دل چه افتاد	که دادی صحبت دیرینه برباد	
ایمنی از خصم محنت هاے بسیار آورد	تخم غفلت هر که کارد رنج دل بار آورد	
مے خور مے خور اگر خدا می خواهی	ناکرده گناه پیش قاضی نبرند	
دولت همه عیب مرد پوشد	چوں بارش آب گرد پوشد	〃
زخم شمشیر قضا از سینه میر دید چو گل	از زره پوشی چه حاصل از سپرداری چه سود	〃
هر که باخلاص قدم می نزند	عیسی وقت است که دم می نزند	
از پنجه من چاک گریباں گله دارد	وز گریه من گوشه داماں گله دارد	
از قضا سرکنگبین صفرا فزود	روغن بادام خشکی می نمود	
عیب مے جمله بگفتی هنرش نیز بگو	نفی حکمت مکن از بهر دل عامے چند	
تا چند ترا از خاک و بیهوده درمیاں	اے ترک من مناز که ترکی تمام شد	〃
دیگراں را هنر بزر باشد	پیش ما بے زری هنر باشد	〃
غافل مشو ز عشوه دنیا که ایں عجوز	مکاره می نشیند و مکاره می رود	
مهر تو در وجود من و عشق تو در سرم	باشیر اندروں شد و با جاں بدر شود	
تقدیر چو سابق است تعلیم چه سود	جز بندگی و رضا و تسلیم چه سود	

جنگجو کج کلہاں صلح و صفا نیز کنند	غنچہ سازند دل و کار صبا نیز کنند	لااعلم
زور رفت ار پیش میرود با ما	با خداوند غیب داں نرود	〃
حسد رنجیست سوزندہ کز آتش بجاں افتد	چہ جائے جاں کہ از حساد آتش در جہاں افتد	〃
ہر کہ از سودائے شہوت مست شد	کار او یکبارگی از دست شد	〃
ابر ست و بہار ست و ہوا ہم مزہ دارد	برخیز کہ لغزیدن پا ہم مزہ دارد	〃
پنجہ زد عشقش لباس پارسائی پارہ شد	طاقت صد سالہ ام تاراج یک نظارہ شد	〃
خوش دلم کرد سر شیشہ سلامت باشد	دختر رز کہ مرا کرد جواں پیر شود	〃
ز عالم کسے سر بر آرد بلند	کہ در کار عالم بود ہوشمند	〃
نے خط نہ پیام و نسبہ آمد	جانم ز تغافلت بر آمد	〃
گنج زر گر نبود گنج قناعت کافی ست	آنکہ آں داد بشاہاں بگدایاں ایں داد	
کس نامد ازاں جہاں کہ پرسیم از وے	کاحوال مسافراں عالم چوں شد	〃
یار را اگر رسیدن بیمار غم ست	گو بیا خوش کہ ہنوزش نفسے می آید	〃
بد کسے داں کہ دوست کم دارد	بدتر آں کو گرفت و بگزارد	〃
مرا دردیست اندر دل اگر گویم زباں سوزد	وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد	〃
ہر کہ آموخت علم تیر از من	کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد	سعدی
قلم رخت جائے تواند کشیدن	کہ شمشیر نتواند آنجا رسید	لااعلم
نمیدانی اے کودک خود پسند	کہ مرداں ز خدمت بجائے رسند	〃
ناپاک اصل گرچہ در اول وفا کند	آخر ازاں بگردد و قصد جفا کند	〃
چشم خونخوار تو از بسکہ سیہ کار افتاد	آنقدر بادہ کشی کرد کہ بیمار افتاد	〃
آنچہ کردی تو من ہیچ بہ انساں نکند	مرگ با جاں نکند کفر بہ ایماں نکند	〃
چو خود کردند راز خویشتن فاش	عراقی را چرا بدنام کردند	عراقی
یاری ظاہر چہ کار آید خوش آں یاریکہ او	ہم نہاں ہر یار بود و ہم بہ باطن یار بود	〃
خشم و شہوت مرد را احول کند	ز استقامت روح را مبدل کند	لااعلم

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
ناکرده ہیچ سود تن اندر زیان دہد	مردیکہ ریش خویش بدست زنان دہد	لاا علم
عابد کہ نہ از بہر خدا گوشہ نشیند	بیچارہ در آئینہ تاریک چہ بیند	"
بکوشش نروید گل از شاخ بید	نہ زنگی بہ گرمابہ گردد سفید	"
ناگرسنگی قوت پرہیز نماند	افلاس عنان از کف تقوے بستاند	"
لائق محفل نباشد ہر کہ خندد بے محل	کفش چوں دنداں برآرد دور از پامی کنند	"
زکم خوردن کسے راتب نگیرد	زپر خوردن بروزے صد بمیرد	"
سحرم دولتِ بیدار ببالیں آمد	گفت برخیز کہ خسرو شیریں آمد	"
غمش در نہانخانۂ دل نشنید	بنازے کہ لیلے بہ محمل نشنید	"
کسیکہ دست لفقرا کی دولت تو زند	ہزار آرزو از روزگار بربندد	"
ستارۂ درخشید و ماہ مجلس شد	دل رمیدۂ مارا انیس و مونس شد	"
دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را۔	چنداں امان نداد کہ شب را سحر کرد	"
آرے جماع جملہ مرنمان جماع نیست	کون را بکون نہند وہمی سعتری کنند	میر خسرو
ہماے گو مسگفن سایۂ شرف ہرگز	بران دیار کہ طوطی کم از زغن باشد	'
ایں نزہت عمرما چو گل دہ روز است	خنداں لب و تازہ روے می باید بود	"
کلاہِ تنگِ کبک درگوش کرد	تنگ خویشتن ہم فراموش کرد	"
آدمی بنتا ہے انسان ٹھوکریں کھانیکے بعد	رنگ لاتی ہے حنا پتھر پہ پس جانیکے بعد	"
سرِ خفی زعارفِ کاملِ کسے نہ گفت	در حیرتم کہ بادفروش از کجا شنید	"
خرکہ زند و کار کسے نکشاید	مطبخ زندونان بکسے نماند۔	"
گر دلِ دوست بجز کان باشد	دل دوست خدایگان باشد	"
گر گل شکر خوری تکلف زیاں کند	ور نان خشک دیر خوری گل شکر بود	"
یار باید سرو قد۔ امانہ چنداں سرو قد	کز برائے بوسہ ہو نردبان باید نہاد	"
قومے بہ تمنائے زر و مال خوش اند	قومے بہ تماشائے خط و خال خوش اند	"
بیدل ہمہ را بہ حال بد می بینم۔	خوش حال کسانیکہ بہر حال خوش اند	بیدل

ہر آنکس کہ در تو نظارہ کند	ورق ہائے بیہودہ پارہ کند	لا اعلم
گر نبودے ذات حق اندر وجود	آب و گل را کے ملک کردے سجود	〃
بے کسی ہرگز نہ باشد عنکبوت	رزق را روزی رساں پر می دہد	〃
پھنسایا کنج قفس میں ہے آب ودانے نے	وگرنہ دام کہاں میں کہاں۔ کہاں صیاد	〃
بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند	چناں نماند چنیں نیز ہم نخواہد ماند	〃
چوں صحابہ جاہ و حشمت یافتند	مصطفی را بے کفن بگذاشتند	〃
گفتم ز بلبلے کہ علاج فراق چیست	از شاخ گل شنید و فتاد و طپید و مرد	〃
گفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر	یک لمحہ غافل بودم و صد سالہ راہم دور شد	〃
گردش گردوں گرداں گردگاں را اگر کرد	بر سر اہل تمیزاں ناکساں را مرد کرد	〃
مصلحت دین آنست کہ یاران ہمہ کار	بگذارند و خم طرۂ یار گیرند	〃
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد	〃

ر

نماند ستمگار بد روزگار	بماند برو لعنت پائدار	〃
نیم نانے گر خورد مرد خدائے	بذل درویشاں کند نیم دگر	〃
ہرچہ دانا کند کند ناداں	لیک بعد از خرابی بسیار	〃
یا مزد ہر دو دست کند خواجہ در کنار	یا موج روزی افگندش مردہ بر کنار	〃
دولت کوئی دنیا میں پسر سے نہیں بہتر	راحت کوئی آرام جگر سے نہیں بہتر	〃
لذت کوئی پاکیزہ ثمر سے نہیں بہتر	نکہت کوئی بوئے گل تر سے نہیں بہتر	〃
گفتگوئے چرب و نرمی کا عجب دیکھا اثر	موم کر دیتی ہے گو کیسا ہی پتھر ہو بشر	〃
چل رہی ہے اس کی ہر سو ہوائے خوشگوار	ہو نہ اب کہد خزاں سے رخنہ انداز بہار	〃
نام نیک رفتگاں ضائع مکن	تا بماند نام نیکت برقرار	〃

ہر آں طفل کو جور آموزگار	نہ بیند جفا بیند از روزگار	لا اعلم
عاقل است آں کہ گیرد اندر گوش	در نوشت ست پند بر دیوار	"
مرد خرد مند ہنر پیشہ را	عمر دو بالیست دریں روزگار	"
اے صبا گر کوچہ جاناں میں ہو تیرا گذر	عرض کر میرا سلام شوق با صد انتظار	"
دل را بدل رہے ست دریں گنبد سپہر	از سوے کینہ کینہ و از سوئے مہر مہر	"
درحقیقت ہیں زمانے میں وہی خوش تقدیر	نام مرنے پہ بھی مٹتا نہیں جن کا زنہار	"
آدمی را بچشم حال نگر	از خیال پری ودی بگزر	"
دوستی را ہزار شخص کم ست	دشمنی را یکے بود بسیار	"
مثل ایں چنیں گفتہ آموزگار	مکن بد کہ بد بینی از روزگار	"
بوقت نفاذ قضا و قدر	ہمہ زیرکاں کور گردند و کر	"
صوفی از صومعہ گو خیمہ بزن در گلزار	وقت آں نیست کہ در خانہ نشینی بے کار	
کند بنیاد دلم دیدنش بسیں	کعبہ ویراں کرد ابرمائش نگر	واقف
ذوق دشنام یار کشت مرا	قاصد آں حرف را مکن تکرار	ذوق
پرستار زادہ نیاید بکار	اگرچہ بود زادۂ شہریار	لا اعلم
چو چہل آمد فرو ریزد پر و بال	چو شصت آمد نشست آمد بدیوار	"
در برابر چو گوسپند سلیم	در قفا ہمچو گرگ مردم در	سعدی
کسے کو ندارد نشان پدر	تو بیگانہ خوان و مخوانش پسر	لا اعلم
پان کھا کر لب اعجاز دکھا تو صاحب	تا چمک جائیں گہر لعل بدخشاں ہو کر	"
خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر	نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر	"
راز دل را از دو کس پنہاں مدار	از طبیب حاذق و از یار غار	"
کت انبہ کت انبلی کت سر و رکت نیر	جوں جوں ٹرتی اوستا توں توں سہیں سریر	لا اعلم
تلسی جگ میں آن کر دکھ سنکٹ ہیں چار	بہون پچھیٹے بھائی مرے پتر مرے اک نار	تلسی داس
قدیمان خود را بیفزائے قدر	کہ ہر گز نیاید ز پروردہ غدر	لا اعلم

اگر پائے پیل ست وگر پر مور	بہر یک تو داوی ضعیفی و زور	
زترکتا زحوادث دریں فتن مارا	نہ خانہ ماند نہ مایہ نہ رخت نہ کا چار	فخری
بیندیش ازاں طفلک بے پدر	وز آہِ دل دردمندش حذر	سعدی
چو دیدی کار رود رکار گزار	قیاس کار گراز کار بردار	جامی
بر سر ملک مباد آں ملک فرمانده	کہ خدا را نبود بندۂ فرماں بردار	لاعلم
ہر کہ سبک بار ربک خیز تر	مرغ سبک پر بہ پرد تیز تر	〃
محشرستاں کیا نہیں ہے عالم کون و فساد	واعظ ناداں نہ کر اندیشۂ روز شمار	〃
یاد ہے اے زندگی جو کچھ کیا تو نے سلوک	وقت آخر کہہ سنائینگے اجل کو حال زار	شاطر
دھوپ دن کی و رات کی گرمی	بھاڑ میں جائیں ایسے لیل و نہار	لاعلم
علم سے عقل سے تدبیر	اس سے حاصل مراد ہائے کثیر	〃
ہوس ہے یہی سب کی بس سیم و زر	جہانتک ملے اپنے ہی جیب بھر	〃
ترا دیدہ بیں و دل ہوشیار	زخود از ہمہ بیشتر شرم دار	〃
چہ مایہ رنج کشیدم زعشق تا ایں کار	باآب دیدہ و خون جگر گرفت قرار	〃
زن نو کن اے یار در ہر بہار	کہ تقویم پارینہ ناید بکار	〃
علم کز تو ترا ز بستاند	جہل ازاں علم بہ بود بسیار	حکیم سنائی
سمجھتے نہیں اس کا کیا ہے نتیجہ	سراسر بھرا ہے دماغوں میں گوبر	لاعلم
علم غیبی کس نمی داند بجز پروردگار	ہر کہ می گوید کہ من دانم ازو باور مدار	〃
بنا پریم ریجھے نہیں تلسی نند کشور	رام رام سب کوئی کہے ٹھگ۔ ٹھاکر اور چور	تلسی
کرم بیں و لطف خداوندگار	گنہ بندہ کردست و او شرمسار	سعدی
اول اندیش آنگہی گفتار	پائے پست آمدست و پس دیوار	〃
یار ناپائدار دوست مدار	دوستی را نشاید ایں غدار	〃
نیم نانے گر خورد مرد خدائے	بذل درویشاں کند نیمے دگر	.
ہفت اقلیم ار بگیرد بادشاہ	ہمچناں در بند اقلیمے دگر	〃

غم زیردستاں بخور زینہار	بترس از زبردستی روزگار	سعدی
چو عضوے بدرد آورد روزگار	دگر عضوہا را نماند قرار	؍؍
چہ مردی کند در صف کارزار	کہ دستش تہی باشد از روزگار	؍؍
گاوان و خران باربردار	بہ ز آدمیانِ مردم آزار	؍؍
نماند ستمگارِ بد روزگار	بماند برو لعنتِ پایدار	؍؍
ناسزائے را کہ بینی بختیار	عاقلاں تسلیم کردند اختیار	؍؍
افتادست در جہاں بسیار	بے تمیز ارجمند و عاقل خوار	؍؍
نام نیک رفتگاں ضائع مکن	تا بماند نام نیکت پائیدار	؍؍
بدست آہک تفتہ کردن خمیر	بہ از دست بر سینہ پیش امیر	؍؍
ہر کرا جامۂ پارسا بینی	پارسا دان و نیکمرد انگار	؍؍
عاصیاں از گناہ توبہ کنند	عارفاں از عبادت استغفار	؍؍
دلقت بچہ کار آید و تسبیح و مرقع	خود از عملہائے نکوہیدہ بری دار	؍؍
مرد باید کہ گیرد اندر گوش	ور نبشت است پند بر دیوار	؍؍
نماند حاتم طائی ولیک تا بہ ابد	بماند نام بلندش بہ نیکوئی مشہور	؍؍
زکوٰة مال بدر کن کہ فضلۂ رز را	چو باغباں ببرد بیشتر دہد انگور	؍؍
نور گیتی فروز چشمۂ ہور	زشت باشد بچشم موشک کور	؍؍
نگفتہ ندارد کسے با تو کار	ولیکن چو گفتی دلیلش بیار	؍؍
سود دریا نیک بودے گر نبودے بیم موج	صحبت گل خوش بُدے گر نیستی تشویش خار	؍؍
چوں پیر شدی ز کودکی دست بدار	بازی و ظرافت بجواناں بگذار	؍؍
استاد و معلم چو بود بے آزار	خرسک بازند کودکاں در بازار	؍؍
چو انساں را نباشد فضل و احساں	چہ فرق از آدمی تا نقشِ دیوار	؍؍
بدست آوردن دنیا ہنر نیست	یکے را گر توانی دل بدست آر	؍؍
مہیا کن روزئے مار و مور	اگر چند بے دست و پایند زور	؍؍

بلبلاں مژدۂ بہار بیار	خبر بد بہ بوم شوم گذار	سعدی
اندک اندک بہم شود بسیار	دانہ دانہ است غلہ در انبار	״
ہم بھی اے جان من اتنے تو نہیں ناکارہ	ہو جو کچھ کام کبھی ہم سے بھی فرمایا کر	مصحفی
یہ بھی کوئی ستم ہے یہ بھی کوئی کرم ہے	غیروں پہ لطف کرنا ہم کو دکھا دکھا کر	جرات
جیتے جی جاؤں میں کیونکر کوئے جاناں چھوڑ کر	بلبل نالاں کہاں جائے گلستاں چھوڑ کر	ناسخ
کیا روز بد میں ساتھ رہے کوئی ہمنشیں	پتے بھی بھاگتے ہیں خزاں میں چمن سے دور	״
اسفل نہیں ہی فیض سے اعلےٰ کے بے نصیب	مہتاب ہے زمین پہ مہ آسمان پر	״
ہنر شناس کو دکھلا ہنر کہ خوبیٔ زر	اگر کھلے ہے تو صراف کی نظر چڑھ کر	ذوق
جو مارے نفس کو اور کرے اپنے غصہ کو زیر	بنائے سانپ کو کوڑا وہ شیر پر چڑھ کر	״
واں سے یاں آئے تھے اے ذوق تو کیا لائے تھے	یاں سے تو جائینگے ہم لاکھ تمنائے کر	״
مثل ہے یہ مشہور اے ذی شعور	کہ ہے رنج کے بعد راحت ضرور	حسن
ٹھہرنے دی ہے چین سے یہ گردش چرخ	آسیا نکلے سدا کھائے ہے پتھر چیکر	ظفر
رفعت جاہ میں بھی گردش طالع نہ گئی	کھاتے ہیں دیکھو فلک پر مہ و اختر چیکر	״
میں ہوں آوارہ برنگ بوئے گل	ایک جا ہرگز نہیں مجھہ کو قرار	״
خفتگان خاک سے کیا خاک ہم پوچھیں کہ اب	مسند و افسر کہاں ہے زیر یا بالائے سر	نصیر
بار خزانہ ہے سر قاروں پہ اب تلک	باندھو نہ غافلو پئے تحصیل زر کمر	صبا
فیض صحبت سے بزرگوں کے ہی خردوں کو فروغ	قطرہ بنتا ہے گہر واصل دریا ہو کر	״
آگ کی طرح کوئی دم میں خزاں آئیگی	زر گل باغ سے اڑ جائیگا پارا ہو کر	״
شامیانہ منعموں کو چاہیئے	ہم بسر کر لیں گے کمبل تان کر	صبا
حقیر و زار وہ رہتا ہے جس کو حرص دنیا ہی	کبھی بوٹی نہیں چڑھتی ہی جسم بددیانت پر	״
پائیداری نہیں کچھ دولت دنیا کو دلا	لے گیا تخت اڑا کر نہ سلیماں سر پر	״
تپ روں کا بیاں حال کیا کرے رنجور	لبوں پہ سینکڑوں چھالے جگر میں ہیں ناسور	״
کبر انساں کو ہے لازم کس حقیقت پر بھلا	بعد مرنیکے پھریگا اک جہاں بالائے سر	کوثر

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
آگے دنیا سے یہ تحفہ لے چلے ہم روسیاہ	ہاتھ میں اعمالنامہ بار عصیاں پیٹھ پر	عشقی
گم کر خودی کو تا تجھے حاصل کمال ہو	موہوم جب ہوئی تو ہوئی نامور کمر	
رہتی ہیں فصل خزاں کی مدتوں تک گرمیاں	چار دن کے واسطے گلشن میں آتی ہے بہار	نسیم
مجھ کو مت ٹھکراؤ بس چلئے سنبھل کر دیکھ کر	چال سب چلتے ہیں لیکن بندہ پرور دیکھکر	احسان
چو زیرک بود شاہ آموزگار	ہمہ زیرکاں آورد روزگار	لااعلم
کریم سائل خود را غنی کند یک بار	دوبارہ لب نکشاید صدف ز ابر بہار	″
میں ہوں بشر کلام بشر ہے مرا کلام	حاسد کو اعتراض ہو حق کے کلام پر	″
مرد باید کہ گیرد اندر گوش	گر نبشتہ است پند بر دیوار	″
میں کیا جانوں چمن کہتے ہیں کس کو آشیاں کیا ہے	کھلیں آنکھیں تو میری خانۂ صیاد میں آکر	″
جہاں میں نہیں ہے کسی کو قرار	خزاں اس چمن کی ہے آخر بہار	″
چلا جا قبلہ رو گردن جھکا کر	کئے جا کام اپنا دل لگا کر	″
ہے ان کے واسطے مدد بخت کارساز	ہے جن کو اپنی قوت بازو پہ اعتبار	″
نازش ہے اپنی خوبیٔ تقدیر پر مجھے	پہونچا ہے آسماں پہ مرا پائے افتخار	″
جن کو ہے آرزوئے وصال عروس فتح	لیتے ہیں بوسہ دم شمشیر آبدار	″
کیوں نہ تھک جائے شب و روز کی محنت سے دماغ	متصل کام سے کیسے نہ پڑے طبع پہ بار	″
مردوں کا نام صفحۂ ہستی پہ رہ گیا	شہرت پذیر سارے جہاں میں ہے ان کا وار	آصف
اُسے فضل کرتے نہیں لگتی بار	نہ ہو اس سے مایوس امیدوار	لااعلم
مردمی از سفلہ مداں استوار	کایں ہمہ فتنہ است سرانجام کار	″
چو حرفے پسند آیدت از ہزار	بمردی کہ دست از تعنت مدار	″
گر ہنرے داری و ہفتاد عیب	دوست نہ بیند بجز آں یک ہنر	″
دو گردوں یک دو روزے گر بکام ما نبود	دائما یکساں نباشد کار دوراں غم مخور	″
دو چیز آدمی را براند بزور	یکے آب و دانہ دگر خاک گور	″
زحمت خود را ز مردم دور دار	بار خود برکس میفگن زینہار	″

کہاں باغ دنیا میں ایسا شجر	کہ پہونچا نہ جسپر قضا کا تبر	لا اعلم
چو تیرہ شود مرد را روزگار	ہمہ آں کند کس نیاید بکار	״
کار پاکاں را قیاس از خود مگیر	گرچہ یک شد در نوشتن شیر شیر	״
ترا گر بود اژدہا یار غار	ازاں بہ کہ جاہل بود غمگسار	״
نیست بر مردم صاحب ہنر	خدمتے از عہد پسندیدہ تر	״
بر سر لوح او نوشتہ بزر	جور استاد بہ کہ مہر پدر	״
حاجت بکلاہ برکی داشتنت نیست	درویش صفت باش و کلاہ تتری را	״
چھپ گیا وہ مہر رخشاں زم دوراں چھوڑ کر	چلدیا وہ ماہ کنعاں قید زنداں چھوڑ کر	״
برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار	ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار	سعدی
یہ کیسی نیند آگئی آلکی مسافران رہ عدم کو	جو ایسے سوئے کہ پھر نہ جاگے تھکے ہم ان کو جگا جگا کر	میر
آشیاں سے نہ اڑے پہونچے نہ ہم دام تلک	ہم تو بے بال و پری سمجھے ہیں پر سے بہتر	سودا
اس قدر تھا یا کرم یا ظلم رانی اس قدر	مہربانی اس قدر نامہربانی اس قدر	درد
نہ گیا کوئی عدم کو دل شاداں لیکر	جو گیا یاں سے گیا حسرت و ارماں لیکر	مصحفی
دوستی تھی مجھے دونوں سے گئے تا در قبر	دوش پر نعش مری گبر و مسلماں لیکر	״
دشمن فقیر کی ہے سیہ بختی فقیر	گرتی ہے برق بھی تو گلیم سیاہ پر	״
عجب کیا کام بیقدر و سے نکلے گر امیروں کا	رفوئے شال ہی موقوف اک دھجی کی سوزن پر	״
میکشد قامت بقدر ریشہ ہر نخل کہ ہست	ہر قدر پستی فزوں تر سرفرازی بیشتر	غنی
معصیت را خورد شمر در دیار زندگی	عالمے را می تواں آتش زدن از یک شرار	״
دانہ بہتر در زمین نرم بالا می کشد	سرفرازی بیشتر چوں خاکساری بیشتر	رقیع
سفر بردم عزلت گزیں وہ عزت	کہ ہست زیب دہ تاج خسرواں گوہر	شایق
نانک دکھیا سب سنسار	سو سکھیا جس نام ادھار	نانک
طوق منت بر ندارد گردن آزادگاں	ترک احساں از بزرگاں نیست احسان دگر	صائب
آفتاب آسا قناعت کن بناں سوختہ	لقمہ ہائے چرب دوناں را بدوناں واگزار	علی

میان بلبل و پروانہ فرق بسیار ست	کجا برتبۂ کردار میرسد گفتار	حافظ
ہر کہ دارد روغنے دائم چراغش روشن ست	از صدف دارم بخاطر این سخن را گوش دار	جامی
دکھا نہ جوش و خروش اتنا سر چڑھ کر	گئے جہاں سے ہیں دریا بہت اتر چڑھ کر	ذوق
او فتادست در جہاں بسیار	بے تمیز ارجمند و عاقل خوار	لااعلم
کہ تیزی و تندی نیاید بکار	بہ نرمی برآید ز سوراخ مار	،،
بسا قفلے است کانرا ہست ناچار	ز مفتاح خرد و از دست ہتیار	
نبشتہ است بر گور بہرام گور	کہ دست کرم بہ ز بازوئے زور	سعدی
گرفتیم عالم بمردی و زور	ولیکن نبردیم با خود بگور	لااعلم
پشت من بشکن و پیمان مشکن	خون من می خور و زنہار مخور	،
سامان دہر را ہمہ اسباب غم شمار	ہر چیز از تو فوت شود مغتنم شمار	صائب
چو بنیاد عمر ست ناپائدار	بہ نقد این نفس را غنیمت شمار	
دریغا کہ بے ما بسے روزگار	بروید گل و بشگفد لالہ زار	سعدی
دلا در جہاں دل منہ زینہار	کہ کس بر سر پل نگیرد قرار	
نخل را در برگ ریز از خود فشاندن چو نیست	درہم و دینار را در زندگانی کن نثار	صائب
ہر آں کو نماند پسش یادگار	درخت وجودش نیاورد بار	سعدی
چوں نمی ماند جہاں بر یک قرار	نام نیکو بہ کہ ماند یادگار	لااعلم
شکوہ کردن از شتاب عمر کافر نعمتی ست	عمر چوں آبست و باشد آب خوشتر در گزار	
ہست بر آبادی و ویرانہ یکساں فیض ابر	نیست عالی ہمتاں را باکسے در دل غبار	حشمت
دروغ اے برادر مگو زینہار	کہ کاذب بود خوار بے اعتبار	سعدی
خرقہ پوشاں را ز مردم بردباری لازم ست	رخت حمالی بروں کن چوں نداری اعتبار	
ہمیں تا برآید بتدبیر کار	مدارائے دشمن بہ از کارزار	سعدی
چو از زر تمنائے زر بیشتر	توانگر تر آنکس کہ درویش تر	نظامی
بریدن ز ہر آشنائی شمار	بس ست آشنائی من آمرزگار	لااعلم

صلاح خاص از آں کس طلب کہ طاعت را
در خزاں زعندلیباں بانگ افسوس نخاست
نتواں شمار کرد جفائے زمانہ را
میدہد ممسک پس از رنج تمام از دست نقد
آخر شب مہ بروں آید ز شرم کاستن
صلح کن با دشمناں و از کینہ اش ایمن نشیں
ظاہر نقرہ سپید است و نیز
غافلند ایں خلق از خود اے پسر
برگہا ہم رنگ باشد در نظر
عقل قوت گیرد از عقل دگر
حب الوطن از ملک سلیماں خوش تر
یوسف کہ بہ مصر بادشاہی می کرد
دنیا میں کون ہے جو نہیں مبتلائے زر
چلتے چلتے جگ بھیا بھیک دوارہ دور
زمین پر سے زیر زمیں کچھ تو لے جا
جوانان شائستہ و بخت ور
کیا ہنسی آتی ہے مجکو حضرت انسان پر
نسخہ مخلوط عالم قابل اصلاح نیست
نیست از عزلت غرض زہاد را جز صید خلق
از تہ دل گفتگوئے اہل حق را گوش کن
بیاباں رسد کیسۂ سیم و زر
تا نظر باز است دل در سینہ دارد اضطراب
ریاضت کش از بہر نام و غرور

کند ز دیدۂ خلق از گناہ پنہاں تر — لا اعلم
چوں ورق برگشت چشم یاری از یاراں مدار — "
لیکن ہزار شکر کہ نبود بیک ہزار — "
گل نمی ریزد بروں تا نگردد دل فگار — "
خویش را در مفلسی منما باہل روزگار — "
سنگ را تا نشکنی بیروں نمی آید شرار — ناصر علی
دست و جامہ زاں سیہ گردد چو قیر — مثنوی
لاجرم گویند عیب یکدگر — "
میوہا ہر یک بود نوع دگر — "
نیشکر کامل شود از نیشکرہ — "
خار وطن از سنبل و ریحاں خوش تر — لا اعلم
می گفت گدا بودن کنعاں خوش تر — "
جتنے ہیں سب کے دلمیں بھری ہے ہوائے زر — "
گٹھڑی کی پک تھکے رہوں بسور بسور — "
کہ آنا نہیں ہے دوبارا زمین پر — جرأت
ز گفتار پیراں نہ پیچند سر — سعدی
فعل بد تو ان سے ہو لعنت کریں شیطان پر — انشاء
وقت خود ضائع مکن بر طاق نسیانش گزار — صائب
عنکبوتاں را مگس در غار دارد گوشہ گیر — "
خالی از سر چشمۂ حیواں سبوئے خود میار — "
نگردد تہی کیسۂ پیشہ ور — "
شمع بے فانوس در دریا نمی گیرد قرار — "
کہ طبل تہی را رود بانگ دور — "

کہ شہوت آتش ست از وے بہ پرہیز	بخود بر آتش دوزخ مکن تیز	صائب
مرو زیر بار گنہ اے پسر	کہ حمال عاجز بود در سفر	″
بیکار محض کرتی ہے انساں کو فربہی	معذور نطق سے ہو زباں جیسے پھول کر	اسیر
خدایا نہیں ہے کوئی چارہ گر	مگر تو کہ ہے سب کی تجھ کو خبر	اسمٰعیل
جو دم کٹے خوشی سے غنیمت ہے مفت ہے	رکھے خدا جہان کے رنج و تعب سے دور	تراب
تبدیل وضع کرنے سے رسوا ہو آدمی	اسواسطے اٹھاتے ہیں انگلی ہلال پر	جویا
بات کہنی وہی زیبا ہے کہ جس میں ہو اثر	ورنہ بے صرفہ نصیحت سے خموشی بہتر	حالی
گو کہ بد تر فقر سے یارب نہ تھی کوئی بلا	تھا مگر ثروت میں اس سے بھی زیادہ شور و شر	″
اگر دی ہے دولت خدا نے تمہیں	کرو صرف اللہ کی راہ پر	حامد
جھڑکتے ہو سائل کو کس واسطے	نہ بندوں کی شرم نہ اللہ کا ڈر	″
کرو اہل حاجت کو تقسیم مال	کہ ہے جمع کرنا بہت پرخطر	″
کیا بخل قاروں نے تو کیا ملا	سخاوت سے حاتم ہوا نامور	″
جو بوؤ گے نخل سخاوت یہاں	قیامت میں پاؤ گے اس کا ثمر	″
خواب سے اہل جہاں ہو بیدار	ہوں خبردار سفر ہے تیار	داور
ہائے نخوت یہ تری تیرا غرور	ایکدن تجھ سے یہ ہو جائینگے دور	″
ان کو بے پر عرش اعظم پر اڑاتے ہیں مرید	کیا غضب لائیں خدا جانے جو ہوں پیرو بے پر	ذوق
اپنے خوش ہیں دیکھکر حال زبوں	غیر روتے ہیں مری تقدیر پر	ذاکر
نیک انجام ہے نیکی کا بدی کا بد ہے	طالب خیر نہ ہوئے کوئی بد ظن ہو کر	سعید
ناخدا غائب ہے طوفان حوادث کا ہے زور	بحر ہستی میں جہاز عمر پر ہم ہیں سوار	شاطر
آہ خود ہو گئے ہیں خاک مل کر خاک میں	پانوں رکھدینا بھی جن کو خاک پر تھا ناگوار	″
غفلت و حیرت سے فرصت کب ملی ہمکو یہاں	رونے بھی پائے نہ ہم جی بھر کے اے ابر بہار	″
بروں کو بھی برا مت کہہ سرائے دہر میں غافل	وہی آواز پھر آئے گی گنبد کی صدا ہو کر	عاجز
چھوڑنے جاتے ہیں بزم و عیش یار و غمگسار	ہم کو بھی جانا پڑیگا ہو گی جب اپنی پکار	عزیز

لکھہ گیا جو کہ صفحۂ دل پر	کبھی جاتا نہیں ہے اس کا اثر	کمال
تقدیر کے واسطے ہے لازم تدبیر	گر کیجے دعا تو ہے امید تاثیر	لمعہ
تیوری ہی کہے دیتی ہی حال دل انساں	ہے قہر کی آنکھہ اور محبت کی نظر اور	مجبور
خدا محفوظ رکھے اصل بدکاری ہے بیکاری	مسلط ہو نہیں سکتا ہے شیطان مرد شاغل پر	محب
کس ڈھب سے راہ عشق چلوں ہی یہ ڈر مجھے	پھوٹیں کہیں نہ آبلے ٹوٹیں کہیں نہ خار	میر
آج تو پوشاک پر مرتا ہے کل تو دیکھیو	جائے گا بنا تش تیری لاش عریاں چھوڑ کر	ناسخ
جو رہنمائے خلق ہے دنیا سے ہے نفور	بستی میں آئے خضر نہ ویرانہ چھوڑ کر	نظم
مرقع درد کا بنکر الم کی داستاں ہو کر	رہا یک چند میں بھی عبرت صاحبدلاں ہو کر	وحشت
صاحب طالع کو بعد از مرگ بھی ملتا ہی اوج	دیکھئے نیزوں پہ ہیں اکثر صاحب افسر کے سر	ہمدم
سرہنگ لطیف خوئے دلدار	بہتر ز فقیہ مردم آزار	سعدی
مکن رحم بر مرد بسیار خوار	کہ بسیار خسپ ست بسیار خوار	〃
نخورد شیر نیم خوردۂ سگ	گر بہ سختی بمیرد اندر غار	〃
تن بہ بیچارگی و گرسنگی	بنہ و دست پیش سفلہ مدار	〃
گر فریدوں شود بہ نعمت و ملک	بے ہنر را بہ ہیچ کس مشمار	〃
پرنیان و نسیج بر نا اہل	لاجورد و طلاست بر دیوار	〃
بہ لطافت چو بر نیاید کار	سر بہ بے حرمتی کشد ناچار	〃
از زر و سیم راحتے برساں	خویشتن ہم تمتعے برگیر	〃
کسے نتواند گرفت دامن دولت بزور	کوشش بیفائدہ ست وسمہ برابروئے کور	〃
چو پرخاش بینی تحمل بیار	کہ سہلی ببندد در کارزار	〃
سبحہ برکف توبہ برلب دل پر از ذوق گناہ	معصیت را خندہ می آید ز استغفار	〃
بہر چہ امر شود چاکریم و دولت خواہ	بہر چہ حکم رود بندہ ایم خدمتگار	اسم
اگر تو شوی نزد انگشت گر	از و جز سیاہی نیابی دگر	〃
ہر چہ در قسمت ست می آید	نہ شود کم زیادہ از تقدیر	〃

یا رب من اگر بدم سراسر	از نیکی خویشتن تو بگذر	لااعلم
لائق محفل نباشد ہر کہ خندد بے محل	کفش چوں دنداں نماید میشود از پائے دور	״
عیدست و دارد ہر کسے عزم تماشائے دگر	ما را نباشد غیر تو در دل تمنائے دگر	״
قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید	در حیرتم کہ جان بکدامی کنم نثار	״
عشق مجھے آیا جو میں پہنچا در دلدار پر	پاؤں کے بدلے رکھا سر سایۂ دیوار پر	ناسخ
در بیاباں گر بشوق کعبہ خواہی زد قدم	سرزنشہا گر کند خار مغیلاں غم مخور	حافظ
داد مظلوماں بدہ مقصود محروماں برآر	دین و دنیا را بدین او و دہش معمور دار	لااعلم
سر برآوردی بدولت پائمردی کن بلطف	دسترس دادت خدا افتادگاں را دست گیر	״
آنچہ یک پیر زن کند بہ سحر	نکند صد ہزار تیر و تبر	״
ہست طواف حرم کردگار	در دو جہاں واسطۂ اقتدار	״
امور مملکت خویش خسرواں دانند	گدائے گوشہ نشینے ترا بدخل چہ کار	״
ندیدم ز غمہا ز سر گشتہ تر	نگوں طالع و بخت برگشتہ تر	״
ہر کس ز دولت کرانہ گیرد	او را اشک از میانہ بردار	״
تکبر کند ہر کہ شد بے ہنر	مالش ندامت بود سر بسر	״
در امور سلطنت از عدل برتر ہیچ نیست	نام سلطان زان نماید تا قیامت یادگار	״
خدمت مخدوم ہر کس کرد از دل اختیار	نام خود در ہر دو عالم میگذارد یادگار	״
اقبال شود یاور و صد عیب شود دور	بر تخت سلیماں بکند جلوہ گری مور	״
اول اندیشہ و بعد ازاں کردار	نرسد لغزشت در آخر کار	״
کبھی فصل گل کی چمن میں بہار	کبھی خشک سبزہ خزاں کا غبار	״
شاہا ز کرم بر من درویش نگر	بر حال من خستہ و دلریش نگر	״
ہر چند نیم لائق بخشائش تو	بر من منگر بر کرم خویش نگر	״
کرم بین و لطف خداوندگار	گنہ بندہ کردست و او شرمسار	״
تا بہ یکے تجربہ آموختی	زاں دگرے تجربہ بردی بکار	״

نگفتہ ندارد کسے با تو کار	ولیکن چو گفتی دلیلش بیار	سعدی
نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر	ہر آنچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر	
یک روز بود عید بیک سال یکبار	ہموارہ مرا عید ز دیدار تو ہموار	
جہاں بگشتم و دردا بہیچ شہر و دیار	نیافتم کہ فروشند بخت در بازار	عرفی
از عزیزاں با تو مارا ہست پیوند دگر	جای یوسف را نگیرد ہیچ فرزند دگر	
جوان و جواں بخت و روشن ضمیر	بدولت جوان و بہ تدبیر پیر	
از تنزل پست فطرت را نباشد ہیچ باک	بیم افتادن نباشد ہر کہ باشد نے سوار	غنی
خرقہ پوشاں را ز مردم بردباری لازم ست	رخت حمالی بروں کن چوں نداری تاب بار	صائب
نکردند در دست من اختیار	کہ من خویشتن را کنم بختیار	سعدی
درختیکہ بیخش بود برقرار	بپرور کہ روزی دہد میوہ بار	"
مرد از حاضر جوابی صاحب تمکیں شود	میرسد در گوش ما را ایں صدا از کوہسار	فرحت
معلوم شد ز جنبش نبضم کہ یک نفس	در دست اختیار نباشد عنان عمر	غنی
یوسف گم گشتہ باز آید بہ کنعاں غم مخور	کلبۂ احزاں شود روزے گلستاں غم مخور	لا اعلم
جو چشم کہ بے نم ہو وہ ہو کور تو بہتر	جو دل کہ ہو بے نور وہ جل جائے تو بہتر	"
ہر روز روز عید و ہر شب شب برات	ہر صبح لطف بادہ و ہر شام یک نگار	"
دو صرف زرع زرست و یکے کہ میماند	ہماں زرست پس انجا زرست بر سر زر	"
قہر و لطف اندر محل خود نکوست	جائے گل گل باش و جائے خار خار	"
سوختم از غصہ دریں نوبہار	بادۂ من در خم و من در خمار	"
کسے را امتحاں ناکردہ صدبار	مگرداں پیش خویشش صاحب اسرار	"
میر صاحب زمانہ نازک ہے	دونوں ہاتھوں سے تھام لو دستار	میر
صنم یارب کہ جاناں را ز عارض بوسہ می چینم	دعائے صبحدم دیدی کہ چوں آمد بکار آخر	لا اعلم
کٹی گویا شب جوانی بس آن پہنچی ہے صبح پیری		
بہت سی کی تو نے بت پرستی اب ایک دو دن خدا خدا کر		"

زن حائضہ سے کرو بس حذر	نہیں تو مرض کا ہے اس سے خطر	۱۱علم
اوروں کے عیب دیکھ کے ہنستا ہے جو بشر	اے یار وہ دو جہاں میں ہے مغرور بشیتر	″
یہ مشت خاک بھی کس کس طرح کا رنگ لاتی ہے	تماشا ہے نہیں رہتا ہیولے ایک صورت پر	″
فتنہ پرداز جفا ساز ستمگر عیار	ہائے افسوس دل آیا بھی تو آیا کس پر	″
دریں ورطہ کشتی فرو شد ہزار	کہ پیدا نشد تختہ بر کنار	″
برآوردن کار امیدوار	بہ از قید بندی شکستن ہزار	″
بدست آہک تفتہ کردن خمیر	بہ از دست بندی بہ پیش امیر	″
چہار چیز زدل غم برد کدام چہار	شراب و سبزہ و آب رواں و روئے نگار	″
کمان عشق ہرجا افگند تیر	سپر داری نباشد کار تدبیر	″
ایکہ دستت میرسد کارے بکن	پیش ازاں کز تو نیاید ہیچ کار	″
بہ لشکر شود ملک عالم میسر	بہ مال ست ترتیب لشکر میسر	″
پھر بہار آئیگی تجھ میں اے گلستاں غم نہ کھا	وہ چلی آتی ہے فوج عندلیباں غم نہ کھا	″
جو ہر خوب کو درکار ہے آرائش خوب	خوب تو آپ کی خوبی سے ہے ٹھہرا گوہر	″
بہر چہ امر رود چاکریم و دولت خواہ	بہر چہ حکم شود بندہ ایم و خدمت گار	″
ہے مضحکہ جہاں میں جو ہو عشق بے محل	دل دیجئے تو یار طرحدار دیکھکر	″
مشورت با دوستان ذی شعور	ہست در ہنگام حاجت بالضرور	″
بہار آئی ہے جوبن ہے گل نسرین و سوسن پر	جوانان چمن نازاں ہیں اپنے اپنے جوبن پر	″
مملکت معمور خواہی خلق را معمور دار	وز سر ایشاں بلائے ظالماں را دور دار	″
بیتاب ہوکے روح زلیخا نے آہ کی	سنسان حسن و عشق کا بازار دیکھ کر	″
باہستگی کار عالم برآر	کہ در کار گرمی نیاید بکار	″
از کجا می آئی اے سرمست خوبی محو ناز	عطر آگیں تا بدامن عنبر افشان تا کمر	″
اندک اندک ہمی شود بسیار	دانہ دانہ است غلہ در انبار	″
رزق تو در خور خواہش ہے پہونچتا سب کو	مرغ کو دانہ ملا ہنس نے پایا گوہر	″

عرق آلود زلفیں ہیں رُخ رنگین جاناں پر
ز مفلسی چو نباشد بدست یک دینار
نزدیک اکابر ہنر ور
اگر وید سے رُخ آں ماہ پیکر
غوطہ دریائے سخن میں ہے لگانا بہتر
مدار پند خود از ہیچکس دریغ و بگو
زناں را کید ہائے بس عظیم ست
غمگین مشو کہ ساقی قدرت ز جام دہر
جو تنگدست ہیں ان کو ملازمت موزوں
نبارد ہوا تا نہ گوئی ببار
ہاں مشو نومید چوں واقف نہ ز اسرار غیب
آدمی پہچان لیتا ہے قیافہ دیکھ کر
ولا ز حال بد خود جزع مکن زنہار
ندیدم ز غماز سر گشتہ تر
جو کوئی حد سے بڑھا اوس کی خرابی آئی
خبردار ہشیار اے دیو قار
قضا چوں ز گردوں فرو ہشت پر
اے رشک قمر کلبۂ احزاں میں ہمارے
کوہ کن ہم تو نہیں ہیں جو سر اپنا پھوڑیں
جو عادل رہے گا تو شام و سحر
ادا سے جھک کے ملتے ہو نگہ سے قتل کرتے ہو
آنکھ سے آنسو بہے سینہ میں دل ٹکڑے ہوا
عمر قلیل آمد و علم کثیر

ہر شخص کا ہے عالم ابر چھایا ہے گلستاں پر	
چہ سود گر بفروشند بخت در بازار	سعید
عیبے نہ بود ز بخل بدتر	لا اعلم
خلیل بت شکن می گشت آذر	〃
آگے تقدیر سے خرمہرہ ملے یا گوہر	
اگرچہ از طرف مستمع بود تقصیر	
زکید زن شود دانا گرفتار	
گہ صاف لطف می دہد و گاہ دُردِ قہر	
تجارت ان کو ہے شایاں جو لوگ ہیں زردار	
زمیں نا ورد تا نہ گوئی بیار	نظامی
باشد اندر پردہ بازیہائے پنہاں غم مخور	لا اعلم
خط کا مضموں بھانپ لیتے ہیں لفافہ دیکھ کر	〃
صبور باش کہ نیکو شود باخر کار	〃
نگوں طالع و بخت برگشتہ تر	
خاک پر لوٹتے ہیں یار کے گیسو ہو کر	
طوائف کا ہرگز نہیں اعتبار	
ہمہ عاقلاں کور گردند و کر	
رہ جا کسی شب اپنا ہی کاشانہ سمجھکر	
چوم کر چھوڑ دیا کرتے ہیں بھاری پتھر	
کہیں گے تجھے خسرو دادگر	
ستم ایجاد ہو ناوک لگاتے ہو کماں ہو کر	
رو دیا جب یاس سے بھائی کو بھائی دیکھکر	
انچہ ضروریست ہماں پیش گیر	

حیرت ہر کس درین عالم بقدر بینش ست	ہر کہ دانا تر درین ہنگامہ حیراں بیشتر	لا اعلم
ابھی گل ہنس رہے تھے اور غنچے چہچہاتے تھے	یکایک چھا گئی کیسی اُداسی باغ عالم پر	״
باطل ست آں کہ مدعی گوید	خفتہ را خفتہ کے کند بیدار	״
جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملیں گے	کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور	״
میان جاہل و عاقل تفاوت ایں قدر ست	کہ ایں کشیدہ عناں باشد آں گسستہ مہار	״
سخن تا نپرسند لب بستہ دار	گہر نشکنی تیشۂ آہستہ دار	״
گر سلف دیکھیں ہمارے زندہ ہو کر اب ہمیں	آئے نسبت اور قرابت سے ہماری ان کو عار	״
جنگ و صلح بے محل ناید بکار	جائے گل گل باش و جائے خار خار	״
بادل تواں کرد اصلاح کار	از آں پیش کز کف رود اختیار	
ضمیرے کہ آں روشن ست از غبار	شود نقش غیبے درو آشکار	״
چو وقت آید نماز وقت بگذار	فرائض با جماعت ہوش میدار	״
بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر	ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر	״
حوصلے سے حوصلے تھے ولولے سے ولولے	آج وہ سب مٹ گئے گور غریباں دیکھ کر	״
زنہار از قرین بد زنہار	وقنا ربنا عذاب النار	״
فرق ست میاں آنکہ یارش در بر	با آنکہ دو چشم انتظارش بر در	״
نظر خلق سے چھپ سکتے نہیں اہل صفا	تہ دریا سے بھی جا ڈھونڈ نکالا گوہر	״
ندہد ہوشمند روشن رائے	بفرومایہ کارہائے خطیر	״
ہم کو تو دل کے حسینوں سے بڑے رنج ہوئے	خوش رہا کرتے تھے پریوں میں سلیمان ہوکر	״
تباہی میں نہ ڈالے گردش بخت آسماں کیونکر	مدد اے خانہ بر دوشی چلا ہوں لامکاں کیونکر	״
منور ہو گئی میری لحد کس مہ کے پرتو سے	چڑھائی چادر مہتاب کس نے میرے مدفن پر	״
ہست در ہنگام حاجت پر ضرور	مشورت با دوستان ذی شعور	״
برو بہ علم و عمل کوش و ہرچہ خواہی پوش	مباش غرہ بہ تزئین چیرہ و دستار	״
چو در طاس رخشندہ افتاد مور	رہا نندہ را چارہ باید نہ زور	״

مصرع اول	مصرع دوم	ماخذ
هر کرا جامه پارسا بینی	پارسا دان و نیک مرد انگار	علم ۱۱
هر که از ناکس طمع دارد وفا	از درخت بید می جوید ثمر	〃
دشمن اگرچه خرد بود از طریق حزم	او را بزرگ دان و غم کار خویش خور	〃
خموشی سے ہے خیر کی بات خوشتر	بڑی بات کہنے سے چپ رہنا بہتر	〃
تا توانی دور باش از سو خوار	زانکه هست از دشمنان کردگار	〃
ستیزه با چو تو قاهر دلیل دانش نیست	زیان گویدم و کردم ز گفته استغفار	〃
دارم ز کفر و دین بہر یک قدم دو سیر	دل میرود به کعبه و من میروم به دیر	〃
یہ جو مہنت بیٹھے ہیں رادھا کے کنڈ پر	اوتار بن کے گرتے ہیں پریوں کے جھنڈ پر	〃
تم سلامت رہو ہزار برس	ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار	〃
کھلتے ہیں کچھ اشتیاق کے طور	رُخ میری طرف نظر کہیں اور	〃
بده ساقی آں تلخ شیریں گوار	که شیریں بود باده از دست یار	〃
بگاڑ بھی نہیں ان کا بناؤ سے خالی	نہ جاؤ عاشق و معشوق کی لڑائی پر	〃
مجھ سا جانباز و وفادار نہ پاؤ گے کہیں	گرچہ ڈھونڈو گے چراغ رُخ زیبا لیکر	〃
چاہ پیاسے تک نہیں آتا کبھی	دوڑ کر جاتا ہے پیاسا چاہ پر	〃
سر بر آوردی بدولت پایمردی کن بلطف	دسترس دادت خدا افتادگاں را دست گیر	〃
زیر دیوار ذرا جھانک کے تم دیکھ تو لو	ناتواں کرتے ہیں دل تھام کے آہیں کیونکر	〃
سرو در باغ بیک پائے قا دست نگر	برکاب تو دو دگر بودش پائے دگر	〃
هر کرا شد چشم او فارغ ز نور	چشم باطن بیند از نزدیک و دور	〃
ز منجنیق فلک سنگ فتنه می بارد	تو ابلهانه گریزی به آبگینه حصار	〃
منجنیق آه مظلوماں به صبح	سخت گیرد ظالماں را در حصار	〃
غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا میری جان پر	آیا مگر نہ حرف شکایت زبان پر	〃
ہم وہ مشتاق اذیت ہیں فلک غور سے سن	زخم کھاتے ہیں امید نمک افشانی پر	〃
محبت کی اگر عقدہ کشائی ہو تو کیونکر ہو	رقیب روسیہ رہتا ہے مار آستیں بنکر	〃

صاحب کا گھر دور ہے جیسے پنی کھجور	چڑھے تو چاکھے پریم رس گرے تو چکنا چور	لااعلم
مجال گفتگو کس کو فنا کا جب پیام آیا	ہوئی خاموش آخر شمع بھی آتش زباں ہوکر	″
نگہ دار دآں شوخ در کیسہ در	کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بر	″
بڑا ہوا تو کیا ہوا۔ جیسے پنی کھجور	پنتھی کو چھایا نہیں۔ پھل لاگے اتی دور	″
گل کھلائے گی نئے گلشن میں اب باد بہار	رنگ ہوگا جن میں لیکن بو نہ ہوگی زینہار	″
جب جب بھیٹر پڑیں۔ بھگتن پر	بھاگ سکے بھگون۔ اس ستھن پر	″
کس را بے قراری داں جنون وار	قرضدار و۔ مرضدار و۔ غرضدار	″
علم باطن ہمچو مسکہ۔ علم ظاہر ہمچو شیر	کے بود بے شیر مسکہ۔ کے بود بے پیر پیر	″
نہ پھول اس زندگی پہ غافل نہیں ہے کچھ اعتبار اسکا	کہ راہ لیگی یہ اپنی اکدن عدم کا رستہ تجھے بتا کر	″
ہوگئی ثابت دو رنگی گلشن ایجاد کی	گل کو خنداں دیکھ کر شبنم کو گریاں دیکھکر	″
کبیر یا بار وکھڑی۔ دو پھل کی داتار	کھاوت۔ خرچت مکتی ہے سینچت نرک دوار	″
خدائی بھر کو چھل دین ظاہر دیکھو تو بھولے ہیں	یہ بت آفت کے پتلے ہیں نہ جانے انکی صورت پر	″
سمجھانے سے تھا مجھے سروکار	اب مانو نہ مانو تم ہو مختار	″
کریں سیر دنیا عدم سے نکل کر	یہ خواب اپنی آنکھوں سے دیکھ آئیں چلکر	″
از من مسکیں درویش کیں ہواو	گر خطائے ہر رفتہ باشد آ ہو گیر	″
گفت چشم تنگ دنیا دار را	یا قناعت پر کند یا خاک گور	″
چو تیرہ شود مرد را روزگار	ہمہ آں کند کس نیاید بکار	″
ہر چہ رفت از کف بدست اندرون او شکست	چوں کند گرد آوری گل؟ بری غارت بردہ را	صائب
عمر قلیل آمد و کارت کثیر	انچہ ضرور ست بدو شغل گیر	لااعلم

گرچہ بر خار انباشد نیش کژدم کار گر
از بدی نفس خود ہرگز ندارد زال گذر ″

کہاں سلیماں۔ کہاں سکندر۔ کہاں ہے جم اور کہاں ہے دارا
یہ سب کے سب خاک کے تھے پتلے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر ″

ز

اگر صد سال مانی در یکے روز
بباید رفت ازیں کاخ دل افروز

دل جلوں پہ روتے ہیں جنکو ہی کچھ سوز جگر
شمع کرتی ہے ہماری گور پر ماتم ہنوز — میر تقی

فیض نیکوں سے نہ ہوا اون کو وہ جو ہیں بد سرشت
کیا کرے باراں زمین شور میں اشجار سبز — "

نہ گل نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز
میں ہوں اپنی شکست کی آواز — آتش

مجکو پوچھو تو یہ عجب کیا ہے
میں غریب اور تم غریب نواز — غالب

ہوں گرفتار الفت صیاد
ورنہ باقی ہے طاقت پرواز — "

ہر روز عید نیست کہ حلوہ خورد کسے
ایدل کجا حلاوت وصل نگار روز — صبا

مرا خود دلے دردمندست چیز
تو نیز اے نمک بر جراحت مریز — لا اعلم

اگر میخواہی کہ نشود چو یوز
مخور آب دوشین و کن خواب روز — "

کلید در دوزخ ست آں نماز
کہ در چشم مردم نماید دراز — "

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز — "

چوں نداری ناخن درندہ تیز
با بداں آں بہ کہ کم گیری ستیز — سعدی

دل من داند و من دانم و داند دل من
داغ فرزندے کند فرزند دیگر را عزیز

مٹ گئے تیرے مٹانیکے نشاں بھی اب تو
اے فلک اس سے زیادہ نہ مٹانا ہرگز

موئے بہ تلبیس سیاہ کردہ گیر
راست نخواہد شدن ایں پشت کوز — سعدی

ہر چند جفا کند کہ شکایت نہ کنیم
گوئیم کہ جرم از طرف ماست ہنوز

وقت ضرورت چو نماند گریز
دست بگیرد سر شمشیر تیز — سعدی

چو جنگ آوری با کسے بر ستیز
کہ ازوے گزیرت بود یا گریز — "

اسپ تازی دو تگ زود شتاب
اشتر آہستہ میرود شب و روز — "

میراث پدر خواہی علم پدر آموز
کیں مال پدر خرچ توان کرد بہ دہ روز — سعدی

مرغک از بیضہ بروں آید و روزی طلبد
آدمی زادہ ندارد خبر و عقل و تمیز — ״

گر بغریبی رود از شہر خویش
سختی و محنت نبرد پنبہ دوز — ״

کرم لطف کن در آنجا کہ بینی ستیز
نبرد قز نرم را تیغ تیز — ״

ز تقوی چراغ روان بر فروز
کہ چوں نیکبختاں شوی نیک روز — ״

میفزاید ظلمت دل صحبت افسردہ دل
چوں زمستاں بیشتر گردد شود شبہا دراز — آفریں

از خود آرا طمع سیرت شائستہ خطاست
کہ بروں سازد روں ساز نگردد ہرگز — صائب

صدف دار گوہر شناسان راز
زباں جز بگوہر نہ کردند باز — ״

بہ بستاں گل راست کردن فراز
کہ بوئے و رنگے دہد دل نواز — نظامی

جہاں بہ نزد خرد مند محنت آباد است
فراغت از طلبی از سر جہاں برخیز — لاادری

او سجدہ پیش آدم وایں پیش حق نکرد
شیطاں ہزار مرتبہ بہتر ز بے نماز

چو خاکت می خورد چندیں مخور غم — بر و شادی کن اے یار دل افروز — سعدی

از نم احسان کس دست طلب را پر مکن	آبرو خواہی بناں خشک چوں آئینہ ساز	غنی
سر تا قدمش کرشمہ و ناز	ہم سرکش حسن و ہم سر انداز	لااعلم
یار ستمگار مشو اے عزیز	تا کہ از آں قوم نباشی تو نیز	//
دریں گنبد بہ نیکی برکش آواز	کہ گنبد ہرچہ گوئی گویدت باز	//
از صحبت بادشہ بپرہیز	چوں ہیزم خشک ز آتش تیز	//
ہر دو عالم قیمت خود گفتۂ	نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز	//
منم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز	چہ شکر گویمت اے کارساز بندہ نواز	//
دل ہست اے خردمند زندان راز	چو گفتی نیاید بزنجیر باز	//
بخت رمیدہ رو بسوئے من نہادہ باز	بر من در سعادت و دولت کشادہ باز	//
بلبل وہ ہوں چھٹا نہ پس مرگ بھی چمن	گلبن تلے پڑے ہیں مرے مشت پر ہنوز	//
تو باز ساعد شاہی باستخواں منگر	ہمائے ہمت خود را بلند دہ پرواز	//
کہ شہوت آتش ست ازوے بپرہیز	بخود بر آتش دوزخ مکن تیز	//
گو خاک ہو گئے نہ گئی جستجوئے یار	جوں گرد راہ پھرتے ہیں ہم دربدر ہنوز	//
روز عیش و طرب و ماہ صیام ست امروز	کام دل حاصل و ایام بکام ست امروز	//
برو منال ز شامیکہ صبح در پئے اوست	کہ نیش و نوش ہم باشد و نشیب و فراز	//
آتشے از عشق در جان بر فروز	سر بسر فکر عبادت را بسوز	//
یاد آن رونق بازار ہنر در بغداد	یاد آں گرمی ہنگامہ فن در شیراز	//

س

چو گنجشک در باز را دید از قفس — قرارش نماند در آں یک نفس	//
حسرماں تو دیکھ پھول بکھیرے تھی کل صبا اک برگ گل گرا نہ جہاں تھا مرا قفس	//

شمع روتی ہے کہ ہنستی ہے مگر جلتی ہے	یہی رونیکی ہوس ہے یہی ہنسنے کی ہوس	لا اعلم
شمشیر نیک ز آہن بد چوں کند کسے	ناکس بہ تربیت نشود اے حکیم کس	”
ہم وہ آوارہ وہ سرگشتہ ظفر ہیں کہ ہمیں	یہی رونے کی ہوس ہے یہی ہنسنے کی ہوس	ظفر
ہے لباسوں میں لباس اپنا لباس	اور سب شو ہے خُبے بے وسواس	”
گر تو میخواہی کہ باشی خوش نویس	می نویس و می نویس و می نویس	”
تلسی کا گھر دور ہے گھٹ کتروں کے پاس	کریگا سو ہی بھریگا، تم کیوں بھئے اداس	تلسی داس
بے فیض سے مرغی بھلی جو انڈے دیوے تیس	بیگن سی چکی بھلی جو عالم کھاوے پیس	سالک رام
بنج کریں ہمیں بانیئے اور کریں سب ریس	بنج کیا تھا بھاٹ نے سو کے بانٹے تیس	لا اعلم
دھولے دھولے سب بھلے اک دھولے بھلے نہ کیس	ناری ڈرے نہ بیری ڈرے او رکھتے ہمیں	گنگ
عمل گر دہی مرد منعم شناس	کہ مفلس ندارد ز سلطاں ہراس	لا اعلم
گر نیاید بگوش رغبت کس	بر رسولاں بلاغ باشد و بس	”
دلم خانۂ مہر یار است و بس	ازاں می نگنجد درو کین کس	”
نیاساید اندر دیار تو کس	چو آسایش خویش خواہی و بس	”
یا رب بے پروا و فریاد دل من بے اثر	ہم ز دل فریاد ہا دارم ہم از فریاد رس	”
باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست	در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس	سعدی
ندارم طمع بر زر و سیم کس	اگرچہ بیابم برآں دست رس	نظامی
غنیمت شمار ایں گرامی نفس	کہ بے مرغ قیمت ندارد قفس	حافظ
بالباس فقر ناید خلعت شاہی درست	زشت باشد جامہ نیمی اطلس و نیمی پلاس	جامی
بر نمی آید بقا تیغ زور بازوئے حریص	از لعاب عنکبوتے می شود عاجز مگس	صائب
فلک بمردم ناداں دہد زمام مراد	تو اہل فضلی و دانش ہمیں گناہت بس	حافظ
در بیابان توکل توشۂ درکار نیست	زاد ایں رہ دانہ دل بس بود ہم چو جرس	صائب
دام آفت داں مکن بر نعمت دنیا ہوس	می شود زنجیر آخر شہد بر پائے مگس	والا
دل کندن و کام دل از دہر و محال ست	با قحبۂ مستورۂ دنیا چہ کند کس	حزیں

سعدی	بیندیش وآنگہ برآور نفس وزاں پیش بس کن کہ گویند بس
״	جہاں اے برادر نماند بکس دل اندر جہاں آفریں بند و بس
״	ترک دنیاست شہوت ست و ہوس پارسائی نہ ترک جامہ و بس
لاعلم	روز آئیں ہم جو آج بٹھاؤ بلا کے پاس یوں بے بلائے ہم تو نہ جائیں خدا کے پاس
״	ایں ہمہ زینت زناں باشد مرد را کبر و خایہ زینت بس
״	چو در مقابلۂ جرم لطف بیند کس شود خجل زدہ و ایں خجالت او را بس
״	صحبت شاہ راز روئے قیاس ہم چو دریائے بے کرانہ شناس
صائب	صائب دو چیز می شکند قدر شعر را تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس
״	ترک ستم کن ز ندامت بترس وز فزع روز قیامت بترس
״	آؤ مجنوں غم فرقت کی کریں کچھ باتیں دل بہل جاتا ہے بیمار کا بیمار کے پاس
״	ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

ش

نیم یک لحظہ از یاد تو خاموش	فراموشی شدہ از دل فراموش	لا اعلم
بود دشمنش تازہ و دوست ریش	کسے کش بود دشمن از دوست بیش	״
سر بر خط تو نہادہ بودم زین پیش	اکنوں خط تو نہادہ ام بر سر خویش	״
بے عقل مثل طفل شو۔ فکرت خدا کند	آنرا کہ عقل بیش غم روزگار بیش	״
سفلہ ہر چند غنی گشت بہ عزت نرسد	پیکداں گرچہ ز زر باشد تف درونش	״
مسلمانی کسے داند کہ در یک رنگی وحدت	ز ہر موچشمۂ خون ریز دار خوانی مسلمانش	״
تا بہمواری برآید کار در تندی مکوش	بد خاری دارد از پی این شراب جام جوش	صائب
چو غنچہ گرچہ فروبست کار جہاں	تو ہمچو باد بہاری گرہ کشا می باش	حافظ
بہر خدمت پیش ارباب سخن آمادہ باش	نقش خود را چو قلم بنشان و خود استادہ باش	غنی
کار خود کن راست چوں فوارہ از امداد غیر	خود نہال خویش و خود آب روان خویش باش	اشرف
ببیں کہ فتنہ عالم زیادہ می زاید	بصد ہزار غم آبستن است مادر عیش	لا اعلم
مکن تا توانی دل خلق ریش	وگر می کنی می کنی بیخ خویش	سعدی
خواجہ در عیب است غرقہ تا بگوش	خواجہ را مالست و مالش عیب پوش	لا اعلم
گرت ہواست کہ با خضر ہم نشیں باشی	نہاں ز چشم سکندر چو آب حیواں باش	״
بستاں ز خلق خام و بدہ پختہ در عوض	سرگرم خویش معاملگی چوں تنور باش	راسخ
یکی جامہ در نیک نامی بپوش	بہ نیکی دگر جامہا می فروش	نظامی
رہ راستی گرم امروز پیش	کہ آگاہ ہم امروز فردای خویش	سعدی
خداوند تدبیر و فرہنگ و ہوش	نگوید سخن تا نبیند خموش	״
تا کہ شاہین زبانت بترازوی دو گوش	سخن خویش نسنجد بسخنداں مفروش	غنی
خواہی کہ بے حساب بجنت ترا برند	صائب بہ شمردہ زن و بیحساب باش	صائب
زندگانی و مردنش بد بود	کہ نماند و بماند سیم و زرش	سعدی

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
ہدیۂ ما تنگدستاں را بچشم کم مبیں	از مروت بر سر خوان تہی مہ پوش باش	لا اعلم
سگ کہ وفائے بریا نیستش	بہتر از آں کس کہ وفا نیستش	״
نیر ز وصل جان من زخم نیشش	قناعت نکو تر بدو شاب نیشش	״
بغفلت عمر شد حافظ بیا با ما بمیخانہ	کہ شنگولاں سرمست بیاموزند کار خوش	״
کرتے ہیں بہت صاحب تدبیر پس و پیش	پر دیکھئے کیا کرتی ہے تقدیر پس و پیش	ظفر
جو پڑو لا ہیں ہم فقیروں کی بسر ہو جائیگی	اپنے محلوں میں ہیں لئے آسماں زر و از خوش	صبا
چو آزردہ شد خصم ایمن مباش	خراشیدہ را ہست قصد خراش	لا اعلم
رموز مصلحت ملک خسرواں دانند	گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش	حافظ
کون سنتا ہے فغان درویش	قہر درویش بجان درویش	״
نگویند از سر بازیچہ حرفے	کزاں پندے نگیرد صاحب ہوش	سعدی
اگر صد باب حکمت پیش نادان	بخوانند آیدش بازیچہ در گوش	״
من نمیگویم زیاں کن یا بفکر سود باش	اے ز فرصت بیخبر در ہرچہ باشی زود باش	لا اعلم
ز دستم رفتہ ماہ و ہفتہ خویش	کجا یا بم عمر رفتہ خویش	״
اگر خویش راضی نباشد ز خویش	چو بیگانگانش براند از پیش	״
گر غمے آید گلوئے او بگیر	داد او بستان و میر داد باش	״
سعدی ہمہ روز پند مردم	میگوید و خود نمی کند گوش	״
کون سنتا ہے فغان درویش	اور وہ بھی بزبان درویش	״
تعلیم ز راہ گیر و کسب معاش	چیزے بسوئے خود کش و چیزے می پاش	״
تا نہ گرید کودک حلوا فروش	بحر لطف حق نمی آید بجوش	״
آنرا کہ ندانی نسب و نسبت خاکش	و آنرا کہ نبود ہیچ گواہے چو نعاش	״
درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ	باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش	״

سننے سمجھنے کو بات حق نے دئے ہمکو گوش ״

حق بطرف جسکے ہو آج نہ رہیو خموش

عزیزے کہ پر فتنہ بینی سرش	میاز ار و بیروں کن از کشورش	لاعلم
آنکس کہ ترا بکشت باز آمد پیش	شاید کہ دلش بسوخت بر کشتہ خویش	"
سفلہ چو جاہ آمد و سیم و زرش	سیلی خواہد بضرورت سرش	"
صائب دو چیز می شکند قدر شعر را	تحسین ناشناس و سکوت سخن شناس	"
بندۂ حلقہ بگوش ار ننوازی برود	لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش	"
دیوانہ باش تا غم تو دیگراں خورند	آنرا کہ عقل بیش غم روزگار بیش	"
تا نسازی راست در دل حرف را بر لب میار	تیر رفتہ ست بیروں از کماں غافل مباش	صائب
نباشد ہر کرا امروز در خاطر غم فردا	شب آدینہ اطفال باشد جملہ ایامش	"
بہ ز خاموشی نباشد بیکساں را دور باش	در چو باشد بستہ دربان گر نباشد گو مباش	"
کدام جامہ بہ از پردہ پوشی خلق است	بپوش چشم خود از عیب خلق و عریاں باش	"
پردۂ مردم دریدن پردۂ عیب خود است	عیب خود می پوشد از چشم خلائق عیب پوش	"
مخور تا بہ ہیچ دل زار و ہر چہ خواہی خور	بپوش چشم خود از عیب و ہر چہ خواہی پوش	"
می کند زہر ہلاہل کار خود در انگبیں	از گزند دشمن شیریں زباں غافل مباش	"
چشم من نیست بآسودگی خود صائب	ہست در راحت ارباب مرا راحت خویش	"
فرش ما افتادگی اسباب ما آزادگی	خانۂ ما را نگہباں اگر نباشد گو مباش	"
شود عیار بد و نیک در سفر ظاہر	یکیست تیر کج و راست تا بود در کیش	"
ابلہ می جوئی گشادہ کار خود از آسماں	آسماں از ما بود سرگشتہ در کار خویش	"
چہ آسودگی خواہی از آسماں	کہ بے آب گرداں بود آسیاش	"
چو باحساں میتواں آزادگاں را بندہ کرد	از بخیلی بندۂ سیم و زر دنیا مباش	"
ترا خامشی اے خداوند ہوش	وقار است و نا اہل را پردہ پوش	سعدی
مکن عیب خلق اے خردمند فاش	بعیب خود از خلق مشغول باش	"
خانہ آباداں درون باید نہ بیروں پر نگار	مرد عارف اندروں و گو بروں ویرانہ باش	"
ہر آں کس کہ عیبش نگویند پیش	ہنر داند از جاہلی عیب خویش	"

هرکه نه مدراه عزیزاں بود — بار گرانست کشیدن بدوش — سعدی

خدا هرچه خواهد کند بنده باش — رضا پیش گیر و سر افگنده باش — ״

زباں را نگه دار در کار خویش — نفس برمزن جز بهنگام خویش — نظامی

بجائے رسید است ادراک و هوش — که خر نغمه سنج است و بلبل خموش — حافظ

از نارسیدگی ست که زاهد کند خروش — سیلاب چوں به بحر رسد می شود خموش — لااعلم

ببیں که می کند استاده بر نشسته سلام — فروتنی کن و از جمله عزیزاں باش — ״

از دشمن ملائم زنهار پر حذر باش — چوں سنگ خموش افتد ناگاه گر باش — ״

سرائینده خود نگردد خموش — ولیکن نه هر وقت باز است گوش — ״

مرغ کاب شور باشد مسکنش — او چه داند جائے آب روشنش — معنوی

هر کسے گر عیب خود دیدے زپیش — کے بدے فارغ وے از اصلاح خویش — ״

بربند زباں گوش سخن داں چو نیابی — جائیکه هنر پرده پوشی خمش باش — حزیں

میا همچو سپر پیش برابر وے مردی — بزیر تیغ بلا هم چو زخم خنداں باش — ״

پشیمانم کنوں از کرده خویش — چها دیدم زپیش آورده خویش — غنیمت

فرق شاهی و بندگی برخاست — چوں قضائے نوشته آید پیش — لااعلم

مجال سخن تا نبینی زپیش — به بیهوده گفتن مبر قدر خویش — ״

چوں رنده بسوئے غیر بخشنده مباش — چوں تیشه بسوئے خویش پاشنده باش — ״

چوں تیر قضا ز شست تقدیر بجست — هرگز نه کند رد سپر تدبیرش — ״

دنیا اگر دهند نه خیزم ز جائے خویش — من بسته ام حنائے قناعت بپائے خویش — ״

کسے را که آری بزنهار خویش — نگه دار اندازه کار خویش — ״

مرد بد در فکر بد بینی بود — عاقبی از مکر او هشیار باش — ״

آدمی سعی کار گر کند همه عمر — نبرد ذره ز قسمت بیش — ״

بادشاه را جرأت و تدبیر صائب لازمست — تا که زود آساں شود هر مشکلش آید زپیش — صائب

راهست درا تبار برو پیش	درخوابیم و از خودی فراموش	لاعلم
ما آزموده ایم درین شهر بخت خویش	بیرون کشیده باید ازین ورطه رخت خویش	״
نه گویمت که همه سال مے پرستی کن	سه ماه می خورد نه ماه پارسامی باش	״
قدم برون نه گذارم ز آستانه خویش	چو مرغ قبله نمامی پرم بخانه خویش	״
هر که فریادرس روز مصیبت خواهد	گو در ایام سلامت بجوانمردی کوش	سعدی
درعمل کوش هرچه خواهی پوش	تاج بر سر نهی علم بردوش	״
نه بیند مدعی جز خویشتن را	که دارد پرده پندار در پیش	״
گرت چشم خدا بینی ببخشد	نه بینی هیچکس عاجزتر از خویش	״
بزور باید نه زر که با تو را	گز رسے سخت به که صد من گوش	״
در سخن با دوستان آهسته باش	تا ندارد دشمن خونخوار گوش	״
پیش دیوار آنچه گوئی هوشدار	تا نباشد در پس دیوار گوش	״
مشو غره بر حسن گفتار خویش	به تحسین نادان و پندار خویش	״
شخصے که با تو ز دلاوری کند	یار دشمن ست در هلاک خویش	״
خواتان خوبصورت پاکیزه روئے را	نقش و نگار و خاتم فیروزه گو مباش	״
طاوس را به نقش و نگارے که هست خلق	تحسین کنند او خجل از پاے زشت خویش	״
زدرویشی منال اے مرد زیں بیش	سخن بشنو زمن خوش باش درویش	طوسی
درون خانه خود هر گدا شهنشاهے ست	قدم برون منه از حد خویش سلطان باش	صائب
ز بهر لذت دنیا مکش مذلت خلق	بجز تے که تراهست شکر کن درویش	صافی
[illegible] محنت کشیده ی گفت	محنت خویش به زمنت خویش	اثر

مصرع اول	مصرع ثانی	
وقتے دوائے مردم بیمار کردمے	اکنوں چناں شدم کہ ندانم دوائے خویش	اعتماد
تا ناقص ست عیب نمایاں نمی شود	ماہ است داغدار مدام از کمال خویش	واجد
زینت ظاہر چہ کار آید دل افسردہ را	نقش بر دیوار زنداں گر نباشد گو مباش	صائب
صبر بر جور فلک کن تا برآئی رو سفید	دانہ چوں در آسیا افتد تحمل بایدش	لاعلم
پنبۂ وسواس بیروں کن ز گوش	تا بگوشت آید از گردوں خروش	״
بشنو ایں پند کن قصد دل آزردۂ خویش	ورنہ بسیار پشیماں شوی از کردۂ خویش	״
جانتے ہو تو یاد رکھیو مجھ کو	مت کیجیو مہربان فراموش	״
کردی دراز پیش کساں دست بوئے خویش	گل بستہ کہ بگذری از آبروئے خویش	״
زندہ است کسے کہ در دیارش	ماند خلفے بیادگارش	״
آدمی فربہ شود از راہ گوش	جانور فربہ شود از نا و نوش	״
اگر ہوشمندی بیا بادہ نوش	چو نوشی مے باتاب آئی بہوش	״
تا نگرید طفلک حلوا فروش	دیگ بخشایش نمی آید بجوش	״
بے ہنراں صد حیل آرند پیش	تا نرود کار ہنرمند بیش	״
عروس مملکت آں مرد در کنار گرفت	کہ اول از گہر تیغ داد کابینش	״
مراد اہل طریقت لباس ظاہر نیست	کمر بخدمت سلطاں بہ بند صوفی باش	״
نظر کردن بدرویشاں بزرگی را بیفزاید	سلیماں با چناں حشمت نظرہا بود با مورش	״
برخویش کشادہ کن رہ وصلت خویش	تا از ہمہ بیش باشی و از ہمہ پیش	״
اگر توقع بخشایش خدا داری	ز روئے عفو و کرم گنہگاراں بخش	״
ز دشمن دوستی جستن چناں ست	کہ یکجا جمع کردن آب و آتش	״
خوک باش و خرس باش و یا سگ مردار باش	ہرچہ باشی باش لیکن اندکے زردار باش	״
رموز مملکت خویش خسرواں دانند	گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش	״

کہ دارم از تمنائے دل ریش ״

خیال سیر مکتب خانہ در پیش

چوب را آب فرو می نبرد حکمت چیست	شرم دارد ز فرو بردن پروردهٔ خویش	″
نہاد تن پرستاں را گل خنداں گلخن داں	دروں سوختہ ناپاکی بروں سوز مرجانش	″
مرا خود دل در مند است و ریش	تو ہیزم مزن بر سر ریش نیش	″
باز آکہ از شرم گنہ سر تا قدم بگداختم	کوہے کہ بر سر داشتم از گریہ ہاموں کردمش	″
بافتوت ہمنشیں شو با مروت یار باش	دانکہ ہے از تاج و تخت خویش برخوردار باش	″
چو ناداں نہ در بند پدر باش	پدر بگذار و فرزند ہنر باش	″
چو بدل تو کردم جوانی خویش	بہنگام پیری مرانم ز پیش	″
بدنفس مباش و بدگماں باش	وز فتنہ و مکر در امان باش	″
کم خور و کم خواب و کم گفتار باش	گرد خود گردندہ چوں پرکار باش	″

ص

آرام پھر کہاں ہے جو ہو دل میں جائے حرص انساں نہ ہو ذلیل زمانے کے ہاتھ سے	آسودہ زیر چرخ نہیں آشنائے حرص ذلت کسی کو کوئی نہ دیوے سوائے حرص	سودا

ض

دوستی کا مارتے ہیں یکدگر دم آشنا	ہوتی ہے معلوم باہم آپڑے ہی جب غرض	سودا
معصیت کر بیٹھے بندے مغفرت وہ کر اٹھا	اپنی خو سے اس کو مطلب انکی خو سے کیا غرض	موجد
آسیا کیا رزق دے رزاق مطلق اور ہے	اس کے سو حیلے ہیں چرخ حیلہ جو سے کیا غرض	″
آشنائے بے غرض ہی کون دنیا میں ظفر	پڑتی سو بار آشنا سے آشنا کو ہے غرض	ظفر

ط

فضل حق جس کی طرف ہو تو اُسے بخشے ہے	دور ساغر کی طرح گردش ایّام نشاط	سودا
ناکسوں کی دوستی دے دین و ایماں کو اجاڑ	پوچھ تو جا کر گلستاں سے خزاں کا اختلاط	״
قابل گوش سینکڑوں گوہر	گوش بھی قابل گہر ہے شرط	آتش
گلشن عیش کے نظارہ کو	مثل غنچہ گرہ میں زر ہے شرط	״

ظ

ہم تو چلتے ہیں لو خدا حافظ	بتکدے کا تو خدا حافظ	آتش
سخت گوئی سے تجھے چاہئے اے یار لحاظ	بات بڑھ جاتی ہے کھو دیتی ہے تکرار لحاظ	״
کیا اسیر قفس ہم کو آب و دانہ نے	تو جا چمن کی طرف اے صبا خدا حافظ	״
زردار کا سودا ہے بے زر کا خدا حافظ	پردار تو اڑتے ہیں بے پر کا خدا حافظ	״
تو از کجا و امید وصال او ز کجا	بدامنش نرسد دست ہر گدا حافظ	

ع

دریں دو روزۂ فانی ظہیر حیرانم　　که بر متاع قلیل جہاں کنند نزاع — ظہیر

نشود شکوہ گرہ در دل روشن گہر آں
دود در سینہ محالست نہاں دارد شمع — ناصر علی

چرخ را در زیر پا آرد رای شجاع
بشنو از فوق فلک بانگ سماع

غ

جی کے خوش ہونے سے رکھتا ہی تعلق حسن لطف	رنگ و بو نکلے ہی جب غنچہ کے دل کو ہو فراغ	سودا
دنیا میں ہی غرور و تکبر ہنر کے ساتھ	ہے کونسا ہنر جو کریں بے ہنر دماغ	رشک
دانشمندوں کے قرب میں ہیں لاکھ فائدے	آتا نہیں ہے کام ظفر دور کا چراغ	ظفر
اگر صد سال مسکہ را کنی دوغ	ہماں دوغ ست ہماں دوغ ست ہماں دوغ	لا اعلم
چو باد خزانی در آید بباغ	زمانہ دہد جائے بلبل بزاغ	"
الٰہی کو روز روشن شمع کافوری نہد	زود بینی کش بشب روغن نہ ماند در چراغ	سعدی
چو داند گنج از سیاہی دریغ	دریغ آیدش دست بردن بتیغ	"
روشن زمین جہان من از بخت تیرہ داغ	کے سایہ چراغ شود محو از چراغ	غنی
شعلہ داغ را لازم بود بخت سیاہ	زیر پائے خویش را روشن نمیدارد چراغ	صائب
وعدہ ارباب دنیا ہم چو خواب احتلام	شب ہمہ شب عیش و عشرت باشد و فردا دروغ	"

ف

قوت از حق خواہم و توفیق لطف	تا بہ سوزن بر کنم این کوہ قاف	لا اعلم
ہنستے کیوں گل کی روش باغ جہاں میں غافل	اے ظفر ہوتے اگر یاں کی ہوا سے واقف	ظفر
مسافران عدم کی خبر خدا جانے	کہ ان کو چین ہی یا جانب عدم تکلیف	"
کیا خبر ہے کہ بنا گنبد گردوں کب سے	نہیں تاریخ کے اس چرخ کہن سال پہ حرف	لا اعلم
زندگی آخر ہوئی آیا نہ وہ دلدار حیف	مرتے مرتے بھی نہ دکھلایا مجھے دیدار حیف	سوز
چو در لشکر دشمن افتد خلاف	تو بگذار شمشیر خود در غلاف	لا اعلم
کہ لشکر کشایاں مغز شگاف	نہاں صلح جویند و پیدا مصاف	"
نہ ہر کہ قوت بازوے منصبے دارد	بہ سلطنت بخورد مال مردماں بگزاف	

مرد بے توشہ کاو فتاد از پائے	در کمر بند او چہ زر چہ خزف	

ق

وہ جو زندگی میں نصیب تھا وہی بعد مرگ رہا قلق	یہ قلق ہے کیسا کہ ہے ستم گئی جان پر نہ گیا قلق	مومن
جو کہ بر سو ہیں ہوں یکدل ہم ان ہیں اے چرخ	ڈالے ہے تفرقہ سازی تری اک آن میں فرق	لااعلم
کار مرداں جہان ست از اتفاق	خلق ویں گرد پریشاں از نفاق	″
برفتم بروم و بچین و عراق	ندیدم رفیقے دریں زیر طاق	″

ک

کسے کہ لطف کند با تو خاک پایش باش	وگر خلاف کند در دو چشم آگن خاک	لااعلم
ہر چہ با تو در نیاید زیر خاک	آں ہمہ دنیا بود نے دین پاک	″
بلبل کو ہو سیر گل و گلزار مبارک	اور مجھ کو ترا دیکھنا اے یار مبارک	جرأت
انساں کی زندگی ہی تو دو اک نفس تلک	ساماں کرے ہی جینے کا لاکھوں برس تلک	ظفر
دکھ پہ دکھ دیتا ہی دکھیا کو فلک	زخم دیکر پھر چھڑکتا ہے نمک	″
خاک کو مسند کمخواب سمجھتے ہیں فقیر	اور وہ جانتے ہیں مسند کمخواب کو خاک	″
صاف دنیا سے ہیں دنیا میں جو ہیں روشندل	خاک پر لگتی نہیں چادر مہتاب کو خاک	″
آوت کو آدر نہیں جات نہ پوچھے بات	تلسی ایسی میت کے سر پر ڈارو خاک	تلسی
چو آہنگ رفتن کند جان پاک	چہ بر تخت مردن چہ بر روئے خاک	سعدی
ہماں بہتر کہ ما مشت ہوسناک	کنیم آئینۂ زنگ از ہوس پاک	جامی
ہزار دشمنم از می کنند قصد ہلاک	گرم تو دوستی از دشمناں ندارم باک	لااعلم

بے تو جان قطرہ ایست بر لب شوق — در تو دیر آمدی چکید اینک — لااعلم
سوز فراق یار کسی کو نہ دے خدا — جس کو لگی یہ آگ جلا سر سے پاؤں تک — "
ناصحا! غافل نیم دارم کلاہ چار ترک — ترک مولی۔ ترک عقبیٰ۔ ترک دنیا۔ ترک ترک — "
من میلا۔ تن اُجرا۔ بگلے کا سا بھیک — تجھ سے تو کاگا بھلا بھیتر باہر ایک — "

گ

سنگ در دست و مار بر سر سنگ — خیرہ رائی [illegible] — لااعلم
گربہ شیر ست در گرفتن موش — لیک موش [illegible] — "
گرچہ شاطر بود خروس بجنگ — چہ زند [illegible] — "
سب کی سن لیتے ہیں لیکن اپنی کچھ کہتے نہیں — ہے کوئی [illegible] الگ — حالی
ایک سے ایک ہے تماشا رنگ — دیدنی [illegible] — [illegible]
دو دن اگر خزاں ہے تو دو دن بہار ہے — اک رنگ [illegible] رہتا ہوا کوئی رنگ — [illegible]
سکھی گئی جس ٹھور میں رہا دکھ بھاگ — گھر کی دادی بن گئی بن کو لگ گئی آگ — [illegible]
گل ہائے چمن میں ہیں ہزار دیکھ ظفر ہے کیا بہار — سب کا ہی رنگ جدا جدا سب کی ہی بو الگ الگ — ظفر
یاد رکھنا زمانہ ہیں ہم لوگ — سن رکھو تم فسانہ ہیں ہم لوگ — لاادری
ندانی کہ چوں گربہ عاجز شود — برآرد بہ چنگال چشم پلنگ — سعدی
بڑھ گیا ہے رحم انسانی بہت — ہو گئی ایجاد اب نئی توپ اور تفنگ — لااعلم
وگر عمر نوازی سفلہ را — بہ کمتر چیزے آید با تو در جنگ — "
ازاں مار بر پائے راعی زند — کہ ترسد سرش را بکوبد بہ سنگ — "
دیکھی وہ سیر جس کا زباں سے بیاں نہ ہو — وہ بھید کھل گیا جسے کھلنا تھا بعد مرگ — "
آوت گالی ایک ہے الٹت ہوئے اینک — کہیں کبیر نہ الٹے وہی ایک کی ایک — کبیر داس

سخن بلطف و کرم با درشت خوی مگوی	کہ زنگ خوردہ نگردد بنرم سوہن پاک	سعدی
آہ دل کی کیسی بنی ان چاہت کے سنگ	دیپک بہا دیں ہیں جل جل مرے پتنگ	لا اعلم
نیست جز دنداں شکستن چارۂ کج بحث را	از دم عقرب گرہ نتواں کشود الا بسنگ	صائب
در بہاراں کے شود سر سبز سنگ	خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ	معنوی
سبک جوہراں عزیز بہ تمکیں نمی شوند	افزوں نمی شود زگرانی بہائے سنگ	صائب
من دیا کہیں اور ہی تن سادھو کے سنگ	کہہ کبیر کوری گزی کیسے لاگے رنگ	کبیر (کپڑا ۱۲)
ازاں کز تو ترسد بترس اے حکیم	وگر با چنوں صد برائی بہ جنگ	سعدی
با سیہ دل چہ سود گفتن وعظ	نرود میخ آہنی در سنگ	"
غواص اگر اندیشہ کند کام نہنگ	ہرگز نکند در گرانمایہ بچنگ	"
برو با دوستاں آسودہ بنشیں	چو بینی در میان دشمناں جنگ	"
روزہ تنگ بیک گردہ نان پر گردد	نعمت روئے زمین پر نکند دیدۂ تنگ	"
سنگے بچند سال شود لعل پارہ	زنہار تا بیک نفس نشکنی بسنگ	"
سگے را لقمہ ہرگز فراموش	نگردد ور زنی صد نوبتش سنگ	"
تو پاک باش برادر مدار از کس باک	زنند جامۂ ناپاک گازراں بر سنگ	"

ل

خوشامد میں ہم کو وہ قدرت ہے حاصل	کہ انسان کو ہر طرح کرتے ہیں مائل	لا اعلم
چوں سگ درندہ گوشت یافت نپرسد	کیں شتر صالح ست یا خر دجال	"
کہیں احمقوں کو بناتے ہیں عاقل	کہیں ہوشیاروں کو کرتے ہیں غافل	"
نہ باید بستن اندر چیز و کس دل	کہ دل بر داشتن کاریست مشکل	"
کہتے تھے اس لئے کہ ہو آشنائے گل اے عندلیب دیکھی نہ آخر وفائے گل		سودا

عجب دولت ہے یہ احسان کہ اس سے	بشر کو ہی ہے یہ لیتا بشر مول	آتش
تو لاکھ اٹھائے ہوئے جلد اپنا قدم چل	ہوگا وہی قاصد جو گئی پہلے قلم چل	ظفر
سیدھے کب ہوتے ہیں جنکی ہے طبیعت میں کجی	کسطرح کوئی نکالے موج آب جو کے بل	″
برائی یا بھلائی گو ہے اپنے واسطے لیکن	کسیکو کیوں کہیں ہم بد کہ بدگوئی سے کیا حاصل	لاعلم
اوروں کے بل پہ بل نہ کر اتنا نہ چل نکل	بل ہے تو بل کے بل پہ تو کچھ اپنے بل کے چل	″
گنہ سے ہاتھ اٹھا مستعد ہے سر پہ اجل	عدم کا کوچ زمانہ سے آج ہے یا کل	امانت
نہ کل تک وہ تجھے منہ لگانے کے قابل	ہوئے آج باتیں بنانے کے قابل	قلق
کوئی شئے جو پہنچے بحد کمال	تو آخر ضروری ہے اسکو زوال	علم
کمال آج گر ہے تو کل ہے زوال	جو ہے بدر آخر وہ ہوگا ہلال	″
وہ گلشن کہ جس میں ہزاروں تھے پھول	وہاں دیکھئے تو جمے ہیں ببول	″
آیا ہی ہاتھ ہمکو یہ مضمون چراغ سے	روشن اسی کا نام ہے جو جلائے دل	اسیر
بھیکا بھوکا کوئی نہیں سب کی گٹھڑی لال	گھانٹھ کھول نہیں جانتے اس بدھ بھئے کنگال	تمسی
گٹھڑی باندھی دھول کی رہی کنول سی پھول	گانٹھ جو تن کی کھل گئی انت دھول کی دھول	لاعلم
پل میں نر سوکھے دیکھے پل میں ہو گئے جل او تھل	پل میں پنچھی اڑتے دیکھے پل میں آن کٹائی گل	گردھاری
بود کہ بار نہ پرسد گنہ ز خلق کریم	کہ از سوال ملولیم و از جواب خجل	لاعلم
جہد رزق ار کنی و گر نہ کنی	برساند خدائے عز و جل	″
ہے کمال حسن و دولت چار دن	ایک دن آجائے گا اُن پر زوال	″
رہے گا وہی شخص آسودہ حال	چلیگا جو دھن اور کوشش کی چال	″
نیم شبے آہ زند پیرزال	دولت صد سالہ کند پائمال	″
مادر چہ خیالیم فلک در چہ خیال	کاریکہ خدا کند فلک را چہ مجال	″
شاہا بقائے عمر تو باشد ہزار سال	لیکن بایں حساب بصد حشمت و جلال	″
سال ہزار ماہ و ماہ ہزار یوم	یوم ہزار ساعت و ساعت ہزار سال	″
شاہا بقائے عمر تو از فضل ذو الجلال	بادا ہزار پاس بدینسان ہزار سال	″

من آنچہ شرط بلاغ ست باتو می گویم	تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال	لااعلم
ہر روز نعمتوں سے کہسے سفلہ کو غنی	محتاج نان شب ہو سدا صاحب کمال	״
بے عزم درست و سعی کامل	کس را نشود مراد حاصل	״
مرغے کہ خبر ندارد از آب زلال	منقار در آب شور دارد ہمہ سال	״
ایک دم یاد ملک ذو الجلال	خوش بود از عمر صد و بست سال	״
زیر بایت گر بدانی حال مور	ہم چو حال تست زیر پائے پیل	״
رفیقے نیک باید کرد حاصل	کہ صحبت را نشاید ہر سہ دل	״
یک لحظہ جدا مباش از یاد خدا	عمرت گذران ست چو آب از تہ پل	״
سرے کہ از تو بپیچد بریدہ باد چو زلف	رخے کہ از تو بتابد سیاہ باد چو خال	״
پڑھیں غنا رسی بیچیں تیل	یہ دیکھو قدرت کے کھیل	״
تو غافل در اندیشۂ سود و مال	کہ سرمایۂ عمر شد پائمال	سعدی
کسے کہ بر لبم آبے چکاند نیست جز دیدہ	ز بخت بد شوم آن ہم بصد خون جگر حاصل	لااعلم
پیش ارباب کرم شرط ادب نیست طلب	حاجت ما ہمہ دانند چہ حاجت ست سوال	جامی
میزبان تازہ رو شو اے خلیل	در مبند و منتظر شو در سبیل	مثنوی
نیست شہرت طلب آنکس کہ کمالے دارد	ہرگز انگشت نما بدر نباشد چو ملال	غنی

شادی کی اور غم کی ہے دنیا میں ایک شکل
گل کو شگفتہ دل کہو تم با شکستہ دل — لااعلم

مکان یار دور و من ندارم طاقتے در دل
اگر در مشکل افتادم چسان طے سازم این منزل — ״

اے مسلماناں حذر از صحبت ارباب جاہ
جز شکست کعبۂ دل نامد از اصحاب فیل — باقر

بکری پاتی کھات ہے۔ تاکی کاڑھی کھال
جو کوئی بکری کہات ہے۔ تاکا کون احوال — لااعلم

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
طریق عشق میں ہے رہنما دل	پیمبر دل ہے قبلہ دل خدا دل	میر
چہ بندی دل خود برین ملک و مال	کہ ہستش ازینہا رنج و بیشی وبال	نظامی
سرچشمہ شاید گرفتن بہ میل	چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل	سعدی
تو نیکو روش باش تا بدسگال	بہ نقص تو گفتن نیابد مجال	״
چو آہنگ بربط بود مستقیم	کے از دست مطرب خورد گوشمال	״
چو باد اندر شکم پیچد فرو ہل	کہ باد اندر شکم باریست بر دل	״
نبابد بستن اندر چیز و کس دل	کہ دل برداشتن کاریست مشکل	״
بیان شوق را لب چون کند میل	کہ ہمو دست آب سیل در کیل	״
دروی در دہان شیر و پلنگ	نخورند مگر بروز اجل	״
دست تضرع چہ سود بندۂ محتاج را	وقت دعا بر خدا وقت کرم در بغل	״
بسا نام نیکوئے پنجاہ سال	کہ یک نام زشتش کند پائمال	״
تونگری بہ ہنر ست نہ بمال	بزرگی بہ عقل است نہ بسال	״
اندے کن بسمل کئے۔ یہ مچھلی کیسا حلال	جیہا کے رس سوادیں یہ نرجھیا بیچال	لااعلم
لئے پھرتا ہے مجھ کو جا بجا دل	مرا بے چین میرا چلبلا دل	״
صبر آخر کب تلک کوئی کرے	جب نہیں کچھ انتہائے درد دل	״
اس طرف تو وفور خواہش دل	پردۂ شرم تھا ادھر حائل	״
مجھ سا نہ دے زمانہ کو پروردگار دل	آشفتہ دل فریفتہ دل بیقرار دل	״
ہوتا ہے بیقرار حسینوں کو دیکھکر	ایسا دیا تھا کیوں مجھے پروردگار دل	״
عید قرباں ہے یہی دن تو ہی قربانی کا	آج تلوار کے مانند گلے مل قاتل	״
ملا یا خاک میں کیوں اسکو تو نے	بڑے نازوں کا پالا تھا مرا دل	״
خم کے خم الٹے پڑے ہیں میکدہ میں چارسو	قابل نظارہ ہے مستوں کی محفل آج کل	״
مشکل بتوجہ تو آسان	آسان زتغافل تو مشکل	״
ظلم سے سیر نہیں ہوتا ہے ظالم ترا دل	ایسے دل کو نہ کہو دل کہ یہ پتھر کی ہے سل	״

کم بخت تیرے دل پہ اثر اک ذرا نہیں — کب تک یہ درد دل کی کہانی سنائے دل — لا اعلم

بنی آدم از علم یابد کمال — نہ از حشمت و جاہ و مال و منال — سعدی

کب لگاتا ہی کوئی اس دل بےحال کا مول — سب گھٹا دیتے ہیں مفلس کے غرض مال کا مول — سرور

چاہتا ہوں میں تو مسجد میں رہوں مع من مگر — کیا کروں بت خانہ کی جانب کھنچا جاتا ہی دل — لا اعلم

یا مکن با پیلبانان دوستی — یا بنا کن خانہ بر بالائے پیل — ״

جہد رزق ار کنی و گر نکنی — برساند خدائے عز و جل — ״

قاتل کی ہر طرح مجھے منظور ہے خوشی — ہر پیشکش ہے جان فدا ہے نثار دل — ״

گر روی در دہان شیر و پلنگ — نخوری ندت مگر بروز اجل — ״

بے عزم درست و سعی کامل — ہوگی نہ دلی مراد حاصل — ״

اے ہنرہا نہادہ برکف دست — عیب ہا برگرفتہ زیر بغل — ״

تم بات کرو ان سے جو ہوں بات کے قابل
ہم بات کے قابل نہ ملاقات کے قابل — ״

آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں
تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل — ״

مرا گھر کہاں اُن کے آنے کے قابل
بلاؤں اگر ہوں بلانے کے قابل — ״

قرض کا انجام ہے وہ جاں گسل
کانپتی ہے روح تھراتا ہے دل — ״

بعد مدت کے پھنسا آکے پرانا چنڈول
لگی گلشن کی ہوا دُم کا ہلانا گیا بھول — ״

ہوتے سیرت سے ہیں مردان دلاور ممتاز
ورنہ صورت میں تو کچھ کم نہیں شہباز سے چیل — ״

اپنے غم کا جسے خیال نہ ہو — اس کی فرقت میں کیوں جلائے دل — ״

الٰہی تا جہاں باشی باقبال	جواں بخت و جواں دولت جواں سال	لاعلم
نالاں فراق دل میں ہے ماتم سرائے دل	سینہ سے آرہی ہی صدا ہائے ہائے دل	״
یہ ترچھی ادائیں دکھانے سے حاصل	ابھی ہو تو منہ چھپانے کے قابل	״
چھچھوندر کے سر میں چنبیلی کا تیل	عجب تیری قدرت عجب تیرا کھیل	״
کسے برگرفت از جہاں کام دل	کہ یکدل بود با وے آرام دل	״
نہ کیا فرج۔ گیا چھوڑ کے بسمل قاتل	دہن زخم پکارا کیا قاتل قاتل	״
چونکہ کردی ذات مرشد را قبول	ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول	״

م

نمیدانم گناہم چیست کز من سرگراں داری	سرت گردم قصورے در وفائے خود نمی بینم	״
بلند مرتبہ زاں خاک آستان شدہ ام	غبار کوئے توام اگر بر آسماں شدہ ام	״
آخر من و تو دوست بودیم	عہد تو شکست من ہمانم	״
عہدے کہ نخست با تو بستم	آں عہد بجاست تا کہ ہستم	״
بیا کہ وصل ترا از خدا ہمی خواہم	بیا کہ گوش بر آواز و چشم بر راہم	״
دل بکوئے یار من از یار دور افتادہ ام	او بدل نزدیک و من بسیار دور افتادہ ام	״
درد و رنج عشق می گذارم شب و روز	اینست گناہِ من کہ عاشق شدہ ام	״
بپاے تاک بیا ساقیا شراب خوریم	بزیر سایہ نشینیم و آب خوریم	״
چناں ملول شدم ز آشنائی مردم	کہ در آب شوم غرق آشنا نکنم	״
ما و مجنوں ہم سبق بودیم در دیوان عشق	او بصحرا رفت و ما در کوچہ ہا رسوا شدیم	״
کس نیاید بزیر سایہ بوم	ور ہما از جہاں شود معدوم	״
دل چاہے دلدار کو تن چاہے آرام		״
دہ بدھا میں دونوں گئے مایہ ملی نہ رام		

طالب حکمت شو از ہر و حکیم	تا از و گردی تو بینا و علیم	معنوی
اوراق رنگ و بوئے بباد فنا وہیم	از زیر منت چمن آرا بروں رویم	صائب
ہر چہ ہر کس آورد با خویش مہمانش کنم	پاک باشد از تکلف خانہ چوں آئینہ ام	"
مزن بے تکلف بگفتار دم	نکو گو اگر دیر گوئی چہ غم	سعدی
رستمے باید کہ او خصمی کند با دیو نفس	گر برو غالب شویم افراسیاب افگندہ ایم	"
قدر وقت ار نشناسد دل و کارے نکند	بس خجالت کہ ازیں حاصل اوقات بریم	حافظ
خلعت آسائشی میخواستم از چرخ گفت	از کجا آوردہ ام خود در لباس ماتمم	کلیم
در رویم صراحی صفت پر حرام	چہ حاصل مرا از سجود و قیام	لا اعلم
اندریں عہد ست الفت بسکہ سامان دوئی	تیغ قطع آشنائیہا شود دست سلام	"
شکر خدا کہ ہر چہ طلب کردم از خدا	بر منتہائے ہمت کامراں شدم	"
نعمت از دنیا خورد عاقل نہ غم	جاہلاں محروم ماندہ در الم	غنی
اگرچہ زناں حلہ بر تن کنم	بمردی بجا دفع دشمن کنم	"
فیض از بیگانہ می خواہیم نے از آشنا	چوں صدف در بحر آب از جائے دیگر میخوریم	"
دایم خواہم از مدد ہمت بلند	یعنے زبار منت کس خم نگشتہ ام	"
گرچہ از نیکاں نیم خود را بہ نیکاں بستہ ام	در ریاض آفرینش رشتہ گلدستہ ام	تاثیر
خانہ و خانقہ و منزل ما زیر زمیں	ما بہ تدبیر سرا ساختن وہا درم	ظہیر
بجز متاع وفا ہیچ در بساطم نیست	ولے نمی خرد از من کسے دریں ایام	"
کے سبک میگشتم ار با خویش رزمی داشتم	کوہ می بودم اگر زرہ گرمی داشتم	وحید
تختہ مشق گدائی چند باشد نان غیر	می شوم شرمندہ پیش ہر کہ مہماں می شوم	نعمتخاں عالی
مفلسی ہر جا بود عیب تمام	ماہی بے فلس بباشد حرام	واعظ
یک گرہ از رشتہ تقدیر نکشودہ ایم	ناخن تدبیر را ہر چند ما فرسودہ ایم	منتظر
جامی بعیش کوش کہ کس را ز جام دہر	کم زانچہ قسمت ست نیاید زیادہ ہم	جامی

ما چوں ز درے پائے کشیدیم کشیدیم	امید ز ہر کس کہ بریدیم بریدیم	وحشی
بدست خود چناں بستم حنائے بے نیازی را	کہ ہمچوں پنجۂ مرجاں ز راز دریا نمیگیرم	غنی
خاتم ملک سلیماں ست علم	جملہ عالم صورت و جاں ست علم	معنوی
ابلہاں را ہمہ شربت ز گلاب و قند ست	قوت دانا ہمہ از خون جگر می بینم	حافظ
رفتیم و غم عشق تو در سینہ نہفتیم	با ہیچ کسے حال دل خویش نگفتیم	لااعلم
خدا را اے زمیں از منزل جاناں مدہ یادم	کہ من در وادئ ہجراں ز حال خود بفریادم	״
اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالاں	طوق زریں ہمہ در گردن خر می بینم	حافظ
خوشا احوال گلچینان ایں باغ	کہ من زیں باغ جز دامن نچیدم	صائب
زباں برید بکنج نشست صمّ بکم	بہ از کسے کہ نباشد زبانش اندر حکم	سعدی
سال اول جلہ بودم سال دیگر میرزا	غلہ چوں ارزاں شود امسال سید میشوم	لااعلم
ما ز یاران چشم نیکی داشتیم	خود غلط بود آنچہ من پنداشتیم	״
زمن جدا نہ کنی گر لباس دیں دارم	نہفتہ کافرم و بت در آستیں دارم	״
ہفت صد و ہفتاد قالب دیدہ ام	ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام	״
گلے خوشبوے در حمام روزے	رسید از دست محبوبے بدستم	سعدی
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری	کہ از بوئے دلاویز تو مستم	״
بگفتا من گلے ناچیز بودم	ولیکن مدتے با گل نشستم	״
جمال ہمنشیں در من اثر کرد	وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم	״
بہ تیغم گر زند دستش نہ گیرم	وگر تیرم زند منت پذیرم	لااعلم
بلبل نیم کہ جہچہ کناں درد سر کنم	قمری نیم کہ طوق بہ گردن درافگنم	״
پروانہ نیستم کہ بہ یکدم عدم شوم	حق شمع ام کہ سوزم و پروا نمی کنم	״
گر ذائقہ درست داری بخشی	آب و نمک بہم آمیختہ ایم	״
در دیگ نہ روغن و عسل ریختہ ایم	نے مشک نہ زعفران درو بیختہ ایم	״

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
اے صبا گر ہو کبھی تیرا گزر سوئے وطن	عرض کیجو خدمت احباب میں میرا سلام	لا اعلم
از یاد تو نیستم زمانے غافل	یا می گویم نام تو یا می شنوم	״
مزن در وادی بگرد حیل گام	کہ در دام بلا افتی سرانجام	״
عنایت نامہ را چوں برکشادم	گہے بر دیدہ و گہہ بر سر نہادم	״
ما ہر کسے کہ شرح وہم داستان خویش	صد داغ تازہ بر دل آن ناتواں نہم	״
نیست برابر نزد مردم دانا	یکدمہ غم با ہزار سالہ تنعم	״
حاصل عمر نثارِ غم یارے کردم	شادم از زندگی خویش کارے کردم	״
آخر ز راہ و رسم جہاں بے خبر شدم	رنگ زمانہ دیدہ برنگ دگر شدم	״
ہر چہ بر تو آید از ظلمات و غم	آں ز بے باکی و گستاخیست ہم	مولانا روم
حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام	با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام	حافظ
چو شبہا نشستم دریں دیر گم	کہ حیرت گرفت آستیم کہ قم	لا اعلم
دوشش دیدم شبنم غلطاں بروے گل زنار	یادم آمد طفلی و دامان ما و رسو گفتیم	״
آمدم شاد بکوے تو و نالاں رفتم	ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم	״
در شان من بہ درد کشی ظن بد مبر	کالودہ گشت خرقہ ولے پاک دامنم	״
آرزو دارم کہ خاک پائے آں قدم	طوطیائے چشم سازم دم بدم	״
گہے از دست و گاہے از دل و گاہے ز پا یا فتم	بسرعت میروی اے عمر میترسم کہ وامانم	״
کہ ہر ایک چہ بازارو کا چار دارد	من از بے نوائی بجود عاجزم	ناصر خسرو
کسے را کہ اقبال باشد غلام	بود میل خاطر بطاعت مدام	سعدی
چوں بہ نکو رفتگاں در ساختم	ہم نشیناں خلا یک یافتم	لا اعلم
مے کہ بدنام کند اہل خرد را غلط ست	بلکہ می شود از صحبت ناداں بدنام	״
ز حادثات جہاں بس عجب پسند آمد	کہ خوب و زشت و بد و نیک در گذر دیدم	״
مرا یاد باید در ایام غم	بشادی نیاید مرا یاد کم	״
سب کو ہو جاتا ہے ناکامی کا پہلے ہی یقیں	اٹھتے ہیں کرنیکو جب ہمت کا کوئی کام ہم	״

اے خدا قربان احسانت شوم	این چه احسان ست قربانت شوم	لااعلم
عشق ست و صد ہزار تمنا مرا چہ جرم	گر خواہشے کند دل شیدا مرا چہ جرم	؍؍
یک حرف آشنا بغلط ہم کسے نگفت	چندانکہ خواب خوش بہ افسانہ شنفتیم	؍؍
مرہم ز زخم تازہ بہ زخم جگر نہم	پیکان دل ز کاوش نشتر برآورم	؍؍
خدا را اے من زار منزل جاناں مدہ یادم	کہ من در وادی ہجران ز حال خود بفریادم	؍؍
ندانست آنکہ رحمت کرد بر مار	کہ این ظلم ست بر فرزند آدم	؍؍
ہر شبے گویم کہ فردا ترک این سودا کنم	باز چون فردا شود امروز را فردا کنم	؍؍
دُرد یا صاف آنچہ در جامم بود پیش آورم	رند و زاہد را اگر بر قیمت بیش آورم	؍؍
آسودگی بگوشۂ ہستی ندیدہ ایم	جاں دادہ ایم و کنج مزار سخریدہ ایم	؍؍
زنگی بشست و شو نتواند شدن سپید	زیب عروس زشت بہ زیور نمی کنم	؍؍
یک خیل آرزو و دل بے کہ مدعا دہم	تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم	؍؍
اس کو بھولا نہ چاہیئے کہنا	صبح جو جائے اور آئے شام	؍؍
چو یار رخت سفر ست من چہ کار کنم	وداع صبر کنم یا وداع یار کنم	؍؍
چو حرف غم برآید درست از قلم	مرا از ہمہ حرف گیراں چہ غم	؍؍
اے ناخدا ز مصلحت ما بشوئے دست	ما با خدائے خویش بکشتی نشستہ ایم	صائب
بس کہ با نیک و بد خلق ندارم کارے	منکر و معتقد گبر و مسلماں نہ شدم	کلیم
ناداں ہمیشہ دشمن داناست از حسد	زاں خلق روزگار رنجواند اکثرم	لااعلم
از کسے پنہاں نمیداریم راز خود چو شمع	ہرچہ در دل ہست ما را بر زباں می آوریم	غنی
مرد مصاف در ہمہ جا یافت می شود	در ہیچ عرصہ مرد تحمل ندیدہ ایم	صائب
مرادی کہ در صلح گردد تمام	چہ باید سوئے جنگ دادن لگام	نظامی
ما اختیار خود بہ دل خود سپردہ ایم	ہرجا کہ دل نمی رود آنجا نمی رویم	لااعلم
نیست از ساماں نشانی ہیچ در کاشانہ ام	چوں نگیں من از برائے نام صاحب خانہ ام	؍؍
اے کہ در دنیا نرفتی بر صراط مستقیم	در قیامت بر صراطت جائے تشویش است و بیم	سعدی

باده نوشیدم و پوشیده نماند آتش دل	فاش شد عاقبت الامر مستی رازم	لا اعلم
ز بدگوئی بدگفته پنهاں کنم	بپاداش نیکی پشیماں کنم	نظامی
هر کسے در راه من خارے نهد من گل نهم	او سزائے خار یابد من جزائے گل برم	لا اعلم
دشنام خلق رانده هم جز دعا جواب	ابرم که تلخ گیرم و شیریں عوض دهم	״
یاراں حذر کنید که ما دل شکسته ایم	خاکستریم و بر سر آتش نشسته ایم	״
دردیکه بر دلست ز خلق جهاں مرا	باشد مگر بگوشهٔ عزلت دوا کنم	صائب
پریشاں خاطرم از همنشیناں عزلتی دارم	خموشی صحبت خاصیست با خود خلوتی دارم	لا اعلم
طاعت ما نیست غیر از شستن دست از جهاں	گر نماز از من نمی آید وضوئی می کنم	صائب
سیر چشم ز نعمت دنیا	خاک در چشم آرزو کردم	سعدی
اگر پرورانی درخت کرم	بر نیک نامی خوری لاجرم	״
چوں نیشکر ز راستی خویش نگذریم	مارا جدا کنند اگر بند بند ما	لا اعلم
احسان دوست در حق من بے نهایت ست	من بے زباں کدام یکے را بیاں کنم	״
سائلاں از شرم احساں آب می گردند و من	می شوم آب از حیا با هر که احساں میکنم	صائب
تو طبیبی و منت بیمارم	حال دل از تو چه پنهاں دارم	لا اعلم
کسے کو پیشه کرد آزار مردم	بمعنی بدترست از مار و کژدم	״
دنیا چو خواب و ما همه خوش نشه خورده ایم	در عین بے خودی به پیش ره نبرده ایم	״
جاں بجاناں دادم و جانانه خود را یافتم	چوں در خانه زدم در خانه خود را یافتم	״
رسول قاصد و پیغام نامه حاجت نیست	که در میان من و تو همیں من و تو بسیم	״
نگردد مرغ وحشی جز قفس رام	بزندانش بده یک چند آرام	״
بے مربی کے مربا نہیں ممکن افسوں	پنجۂ مہر سے ہو چرخ نشیمن شبنم	افسوں
فطرت کے مطابق اگر انساں لے کام	حیوان تو حیوان جمادات ہو رام	اسمٰعیل
دام بلا ہے قرض پھنسے اور ہوئے شکار	ہے پاس آبرو تو رہو ہوشیار تم	״
جبتک وبال جان نہ جانو گے قرض کو	ہرگز نہ بن سکوگے کفایت شعار تم	״

تم جانتے ہو گرچہ بڑا سود خوار کو	ہے اصل یہ کہ بنگئے خود سود خوار تم	اسمٰعیل
مقروض کی نہیں ہی زمانہ میں آبرو	یوں اپنے دل میں بات بناؤ ہزار تم	”
گرو ترشا ہوا رہے کوڑیوں کے مول	زنہار بھول کر بھی نہ لینا ادھار تم	”
وہ بات ہے کہ نہ ہو جس میں کوئی مجبوری	وہ کام ہی جو کریں اپنے اختیار سے ہم	داغ
سب میں راہی یہ فنا کا ہے مقام	کب یہاں شاہ و گدا کو ہے قیام	داور
کبھی عشرت کبھی حسرت کبھی غم	رنج و راحت ہیں جہان میں توام	”
خالی و ماغ بھر جہاں میں ابھرتے ہیں	مثل حباب زندگی دم بھر ہے اور ہم	وقار
انساں کے دل میں خوف خدا کا جو ہو قیام	اوروں کے عیب پر نہ ہنسے صبح اور شام	ہنر
برہر زمین کہ بگذری اے نو بہارِ حسن	روید بجائے سبزہ براہت ہزار چشم	لاعلم
دور از تو سر اسیمہ تر از دود چراغم	بے بزم تو خون می چکد از چشمِ ایاغم	”
خواہم کہ ہمیشہ در ہوائے تو زیم	خاکے شوم و بزیر پائے تو زیم	”
تا طبع نازکت نہ پذیرد ملالتے	آن بہ کہ نامہ را بدعا مختصر کنم	”
ما زیاران چشم یاری داشتیم	خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم	”
دریاد تو ایم ہر کجا ایم	بیگانہ مشو کہ آشنا ایم	”
شیوۂ رندی نہ لائق بود اما این زمان	چون در افتادم چرا اندیشۂ دیگر کنم	”
در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند	انچہ استاد ازل گفت ہمان می گویم	”
عمرہا در پئے مقصود بجاں گردیدیم	دوست در خانہ و ما گرد جہاں گردیدیم	”
چہ مقدار خون در عدم خوردہ باشم	کہ بر خاکم آئی و من مردہ باشم	”
دیدار ہم بسر و بوس و کنار ہم	از بخت شکر دارم و از روزگار ہم	”
مار بد جاں می ستاند از جسم	یار بد آرد سوئے نار جحیم	”
من نہ آنم کہ بجور از تو برنجم حاشا	چاکر معتقد و بندۂ دولت خواہم	”
نمیدانم کرا مانم بدیں صورت گرفتارم	نہ من ہندو نہ من مسلم نہ من مرتد نہ بدکارم	”
خوش آنکہ تو باز آئی و من پائے تو بوسم	در سجدہ فتم خاک قدم ہائے تو بوسم	”

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
ٹھانے تھے دل میں اب نہ ملینگے کسی سے ہم	پر کیا کریں کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم	مومن
دیدہ لبریزم سراپا انتظار کیستم	شوق دیدار تو دارم بیقرار کیستم	لاعلم
سخن خوش بہ نزد مرد حکیم	بہتر آید ز بخشش زر و سیم	״
بگریہ زادم و با گریہ از جہاں رفتم	دریں خرابہ چناں کامدم چناں رفتم	״
چار[1] بودم سہ[2] شدم اکنوں[3] دوم	از دوئی چوں گم شدم یکتا[4] شدم	״
مراد نیست بجز آشنا کہ چندیں بار	بکعبہ بردم و بازش برہمن آوردم	״
مراد ما نصیحت بود گفتیم	حوالت با خدا کردیم و رفتیم	״
از در دوست چگویم بچہ عنواں رفتم	ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم	״
لالہ ساغر گیر و نرگس مست و من بدنام عشق	داو رسے دارم بسے یارب کرا داور کنم	״
مرحبا طائر فرخ پے و فرخندہ پیام	خیر مقدم چہ خبر یار کجا راہ کدام	״
کنوں نماند تمنا و گر امیر شوم	بسر مزار تو بنشینم و فقیر شوم	״
بشنو ز جام بادہ کہ ایں زال نو عروس	بسیار کشت جوہر چوں کیقباد و جم	״
من از حیا نتوانم کہ بر رخت نگرم	ترا خیال کہ مستغنی از وصال تو ام	״
پدرم روضۂ جنت بدو گندم بفروخت	ناخلف باشم اگر من بجوئے نفروشم	״
شکر اللہ نقش پائے مہ جبینے یافتم	آرزوئے سجدہ می کردم زمینے یافتم	״
من حاصل عمر خود ندارم جز غم	در عشق تو یار خود ندارم جز غم	״
در آرزوئے بوس و کنارت مردم	در حسرت لعل آبدارت مردم	״
شب چو عقد نماز بربندم	چہ خورد بامداد فرزندم	״

رقیباز آتش عشقش من مہجور می سوزم
نمی سوزی تو از نزدیک من از دور میسوزم ״

دوستاں وقت گل آں بہ کہ بعشرت کوشیم
سخن پیر مغاں است بجاں می نوشیم ״

---

[1] نیست ١٢ [2] ہست ١٢ [3] من ١٢ [4] واحدانیت ١٢

گدا را چو حاصل شود نان شام	چناں خوش بخسپد کہ سلطان شام	لااعلم
ناصح نصیحت ہمہ تحصیل حاصل ست	میداند ایں قدر کہ بچۂ شیر خوارہم	״
چرا خوشدل نباشم چوں تو شوخے ہمنشیں دارم	برنگ چرخ من ہم آفتابے بر زمیں دارم	״
سینہ کو چمن بنائیں گے ہم	گل کھائیں گے گل کھلائیں گے ہم	״
حاصل عمر نثار رہ یارے کردم	شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم	״
طے کردہ ایم وادیٔ عشق پری رخاں	ہرگز قرار بر لب چاہے نکردہ ایم	״
رفتیم و صد ہزار تمنا گذاشتیم	دنیا برائے مردم دنیا گذاشتیم	״
نمی دانم کرا دیدم کہ از خود میرود ہوشم	جنوں آہستہ می گوید مبارکباد در گوشم	״
بہ از ہم صحبت شائستہ اکسیرے نمی باشد	ز قرب لالہ از یاقوت رنگیں تر بود شبنم	تاثیر
من آں رستم گرد روئیں تنم	کہ دہ پا یہ یخچہ را بشکنم	لااعلم
توبہ از بادہ در ایام جوانی کردم	اول مستیٔ من بود کہ ہشیار شدم	״
بسیر گلستاں دریاد آں سیمیں بدن رفتم	در آغوش سمن غلطیدم و از خویشتن رفتم	״
کمال ہم نشیں در من اثر کرد	وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم	״
تواں شناخت بیک روز از شمائل مرد	کہ تا کجاش رسیدست پایگاہ علوم	״
من دانم و دل داند زیں نامہ چہا دیدم	صد بار ز بیتابی وا کردم و پیچیدم	״
اول آں کس کہ خریدار شدش من بودم	باعث گرمیٔ بازار شدش من بودم	״
تا عمر بود در ہوس روئے تو باشم	در خاک شوم خاک در کوئے تو باشم	״
تا بہ آں ماہ دل افروز ہم آغوش شوم	از سر ہستیٔ خود رفتم و بے ہوش شدم	״
جلد دنیا سے اٹھالے اے فلک	چشم عالم سے گرے جاتے ہیں ہم	״
چہ کردہ ام سبب رنجش تو چیست بگو	بگو بگرد سر بد گمانیت گردم	״
چہ نامی کہ مولائے نام توام	درم ناخریدہ غلام توام	״
فتوی پیر مغاں دارم و عہدیست قدیم	کہ حرامست می آنرا کہ نہ یارست وندیم	״
چوں واقف ازیں جہان ابتر گشتیم	دست از ہمہ شستیم و قلندر گشتیم	״

اے چرخ ز گردش تو خرسند نیم	آزادم کن که لائق بند نیم	لااعلم
دین و ایمان دل و جان در قدم یار کنیم	هرچه داریم نثار رهِ دلدار کنیم	„
برین دو دیدهٔ حیران من هزار افسوس	که با دو آئینه روشن عیان نمی بینم	„
مسرّت نامه را چون برکشادم	گهے بر دیده گہ بر سر نهادم	„
یک صد و هفتاد قالب دیده ام	همچو سبزه بارها روئیده ام	„
کسے کو پیشه کرد آزار مردم	بمعنی بدتر است از مار و کژدم	„
مزن در وادیٔ مکر و حیل گام	که در دام بلا افتی سرانجام	„
نه مونسے نه رفیقے نه همدمے دارم	حدیث دل بکه گویم عجب غمے دارم	„
خدایا رحم کن برحال زارم	حزین و خسته و سینه فگارم	„
بهر رنگے که خواهی جامه می پوش	من انداز قدت را می شناسم	„
یار در خانه و من گرد جهان میگردم	آب در کوزه و من تشنه دهان میگردم	„
ندانستی که بینی بند برپا	چو در گوشت نیاید پند مردم	„
گرچه از نیکان نیم خود را به نیکان بسته ام	در بهار آفرینش رشتهٔ گلدسته ام	„
از عاشقان صادقت اے دلستان منم	اول کسے که بر تو فدا شد ز جان منم	„
جیسے لوبھی دھن چہے جیسے کامی کام	تیسے میرے من بسو۔ میرے داتا رام	„
مزن بے تامل بگفتار دم	نکو گوے گر دیر گوئی چه غم	سعدی
کس نیاید بزیر سایهٔ بوم	ور هما از جهان شود معدوم	„
زر بده مرد سپاهی را تا سر بدهد	وگرش زر نه دهی سر بنهد در عالم	„
گرچه سیم و زر ز سنگ آید همی	در همه سنگے نباشد زر و سیم	„
دیدهٔ اهل طمع به نعمت دنیا	پر نشود همچنان که چاه به شبنم	„
توان شناخت بیک روز در شمائل مرد	که تا کجاش رسیدست پایگاه علوم	„
گر همه زر جعفری دارد	مرد بے توشه برنگیرد گام	„
در بیابان فقیر سوخته را	شلغم پخته به ز نقرهٔ خام	„

دست درازاز پئے یک حبہ سیم	بہ کہ ببرند بدانگے و دو نیم	سعدی
کبوترے کہ دگر آشیاں نخواہد دید	قضا ہمی بردش تا بسوئے دانہ و دام	"
ہر آنکہ گردش گیتی بکین او برخواست	بغیر مصلحتش رہبری کند ایام	"
ہنرور چو بختش نباشد بکام	بجائے رود کس ندانند نام	"
قدر اپنی نہ جہاں میں ہوئی باوصف کمال	صفت بوئے گل اس باغ میں برباد ہیں ہم	لا اعلم
سخنداں باندیشہ راند کلام	کہ بے فکر باشد سخن ناتمام	"
قد و قامت آفت کا ٹکڑا تمام	قیامت کرے جس کو جھک کر سلام	"
شنیدم کہ در روز امید و بیم	بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم	"
تو طبیبی و منت بیمارم	حال دل از تو چہ پنہاں دارم	"
مراز دیدن حسن بتاں غرض این ست	کہ نقش بینم و نقاش در نظر دارم	"
آئے تھے جب تو لائے تھے کیا ساتھ واں سے ہم	حرمان و یاس لیکے چلے ہیں یہاں سے ہم	"
منت انچہ گفتم حق ست اس پیام	تو دانی و تدبیر تو والسلام	"
گر سایۂ مبارکت افتاد برسرم	جرأت غلام من شد و اقبال چاکرم	"
از مذہبم مپرس نہ مومن نہ کافرم	من رسم ایں دیار ندانم مسافرم	"
شب چو عقد نماز بربندم	چہ خورد بامداد فرزندم	"
نہ قاضیم نہ مشائخ نہ محتسب نہ فقیہ	مرا چہ شد کہ منع شراب خوارہ کنم	"
نہ کشور کشائیم نہ فرماندہیم	یکے از گدایان ایں درگہیم	"
اگر در خدمت تقصیر دارم	بفضل شاملت امید دارم	"
من و تو ہر دو خواجہ تاشانیم	بندۂ بارگاہ سلطانیم	"
نمی دانم کرا دیدم کہ از خود می رود ہوشم	جنوں آہستہ میگوید مبارکباد در گوشم	"
آسودگی بگذشتہ ہستی ندیدہ ایم	جاں دادہ ایم و کنج مزارے خریدہ ایم	"
درویشش بمیرد غنی ہم	باخود نبرند شادی و غم	"
ندارم محرمے کز وے صلاح کار خود پرسم	نہ غمخوارے کز و حال دل افگار خود پرسم	"

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
ہر کہ خواند دعا طمع دارم	زانکہ من بندۂ گنہگارم	لااعلم
مجھ کو خود دیکھکے ماتم نے کیا ہے ماتم	ہم پہ رویا ہے فغاں کرکے سدا آپ الم	”
اب کہنہ مرا سم سے نہ دل شاد کرو تم	خود کو نہ خدا کے لیئے برباد کرو تم	”
جو کرتے ہیں یاں عدل کا انتظام	صفت اون کی ہوتی ہے صبح و شام	”
عاشقی را بشرح حاجت نیست	عشق فریاد می کند کہ منم	”
خطش می بینم و گرد سواد نامہ می گردم	فدائے جنبش آں دست و طرز خامہ میگردم	”
باغ میں لگتا نہیں دل گھر میں گھبراتا ہی جی	اب کہاں لیجا کے بیٹھیں ایسے دیوانیکو ہم	”
چہ کردہ ام سبب رنجش تو چیست بگو	بگو بگو دسر بدگمانیت گردم	”
رسید جاں بلب از محنت فراق مرا	اجل کجاست کہ مشتاق او بجان شدہ ام	”
شاید کہ راہ نکلے کوئی دیدار کی	چلکر در رقیب پر بستر جمائیں ہم	”
رشک سے بیچ میں ہوتی ہیں نگاہیں حائل	آج سے غیر کی صحبت میں نہ جائیں ہم تم	”
ما طرف بادہ نگہ می کنیم	در شب آدینہ گنہ می کنیم	”
سونپا تمہیں خدا کو چلے ہم تو نا مراد	کچھ پڑھ کے بخشنا جو کبھی یاد آئیں ہم	”
بیقیں داں کہ قوت مردم	جملہ از گوشت ست واز گندم	”
بیا اے دل کہ در ماتم بنالیم	بیاد خلد چوں آدم بنالیم	”
دل کے ہاتھوں پیش کچھ چلتی نہیں	کیسے بے بس ہوگئے اللہ ہم	”
با من خستہ جگر آہ چہ کردی ظالم	با من خاک بسر آہ چہ کردی ظالم	”
ٹھانے تھے جی میں اب نہ ملینگے کسی سے ہم	پر کیا کریں کہ ہوگئے ناچار جی سے ہم	”
اب اور سے دل لگائیں گے ہم	جوں شمع تجھے جلائیں گے ہم	”
ہم وہ نہیں کہ تم ہو کہیں اور کہیں ہیں ہم	ہم ہیں تمہارا سایہ جہاں تم وہیں ہیں ہم	”
منم کہ گرد سرائے تو طوف میکردم	بہ از یگانہ و بیگانہ خوف می کردم	”

عشق صادق ہو تیرے دل میں تو ہیں محبوب سب مذہب
ہے وہی حسنِ مقدس رونق دیر و حرم — لاعلم

چہ یاری کند مغفر و جوشنم	چو یاری نکرد اختر روشنم	״
شادم بغنچۂ دل مشکل‌کشائے خویش	کز منت نسیم صبا کرد فارغم	صائب
اجگر کرے نہ چاکری پنچھی کرے نہ کام	داس ملوکا کہہ گئے سب کے داتا رام	لاعلم
یک تن و خیل آرزو یہ دل بہ کہ مدعا وہم	تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم	״
گرچہ از نیکاں نیم خود را بہ نیکاں بستہ ام	در ریاضِ آفرینش رشتۂ گلدستہ ام	״
مے کہ غارتگرِ دین و خرد و ایماں است	ترک کن صحبتِ او تا نگردی بدنام	״

ن

ایک سی جب وہ ہوئے تو لطف یکتائی نہیں	اس لئے تصویرِ جاناں ہم نے کھچوائی نہیں	لاعلم
دیر نہیں حرم نہیں در نہیں آستاں نہیں	بیٹھے ہیں رہگذر پہ ہم غیر ہمیں اٹھائے کیوں	״
فلک دیتا ہے جن کو عیش ان کو غم بھی ہوتے ہیں	جہاں بجتے ہیں نقارے وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں	״
سکون محال ہے قدرت کے کارخانے میں	ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں	״
دن نہیں رات نہیں صبح نہیں شام نہیں	رہ گئی ایک نہیں۔ ہاں کا کہیں نام نہیں	״
فیشن نیا۔ خیال نیا۔ کچھ خبر نہیں	عریانی اک لباس ہے جو پردہ در نہیں	״
صاحب ذوق بھلا رہتے ہیں پابند کہیں	جی اگر ہے تو جہان ہے یہ مثل جھوٹی نہیں	״
ذات نہ پوچھو سادھ کی پوچھ لیجئے گیان	مول کرو تلوار کا پڑا رہن دو میان	״
ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں	ایں خیال است و محال است و جنوں	״
رفیق خوب در عالم چوں اکسیر ناپیدا است	بدست ہر کہ افتد کیمیا گر می تواں گفتن	״

پروں کا باندھنا صیاد کی اک بدگمانی ہے
قفس میں آکے کھولی آنکھ ہم پرواز کیا جانیں — ״

میں کہوں کیونکہ خموشی میں مزا ہوتا نہیں	ہے یہ شیرینی کہ لب سے لب جُدا ہوتا نہیں	لااعلم
یونس کو رکھا ہے شکم ماہی میں	موسےٰ کا ہوا رہنا پانی میں	״
گفتگوئے نا ملائم نیست رسم عاقلاں	از برائے نرم گوئی شد زباں بے استخواں	״
من نگویم کہ ایں مکن آں کن	مصلحت بیں کہ کار آساں کن	״
بخلوت درون مرد شمشیر زن	برہنہ نخسپد چو در خانہ زن	״
خرد بنود بمعدن از فگندن	بدریا در نکاں گوہر فگندن	״
ہے پھول کی عزت ایسی ٹوٹا تو گلے کا ہار رہا	کیا قدر ہے ایسے حسینوں کی جو آکے بکیں بازار میں	״
کوشش ہی ہم کو راہ پہ لائی بھائیں	کوشش ہی غم سے رکھیگی ہم کو امان میں	״
خدا نعم البدل دیتا ہے سب کو باغ عالم میں	جو گل گرتے ہیں مرجھا کر ثمر ملتے ہیں شاخوں میں	״
قرنہا باید کہ تا صاحبدلے پیدا شود	بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن	״
آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں	سامان سو برس کا ہے کل کی خبر نہیں	״
صیاد راز صید بود بیش اضطراب	من بیقرار یارم و او بیقرار من	״
خوشتر آں باشد کہ سرانس و جاں	گفتہ آید از زبان وحشیاں	״
نباشد آدمیت نکتہ گیری	کہ کار سگ بود آہو گرفتن	״
ہے غلط شکوہ مشیت کا خدا ظالم نہیں	بلکہ ظالم ہیں ہماری اپنی بداعمالیاں	״
آنکھیں بچھاتے ہم تو عدو کی بھی راہ میں	پر کیا کریں کہ تم ہو ہماری نگاہ میں	״
بنام جہاندار جاں آفریں	حکیمے سخن بر زباں آفریں	״
نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن	کہ جاہا سپر باید انداختن	״
اس بوریا نشین کا دل سے میں مرید ہوں	جس کے ریاض زہد میں بوئے ریا نہیں	״
تقریر اختلاف میں کیونکر بڑھے نہیں	ہندو پڑھے نہیں کہ مسلماں پڑھے نہیں	״
ہر کہ جوید آنچہ در کارش نباشد بے گماں	گم کند چیزے کہ در کار است او را جاوداں	״

جو ہنستے تھے میخواروں پر اور کل تک تھے ہشیاروں میں
ہیں آج اس نرگس میگوں کے متوالوں اور سرشاروں میں ״

زاغ را انجیر بخشی و ہما را استخواں	گو ہمیں انصاف باشد اے فلک نامہرباں	لا اعلم
با یار نکو خواہ بعشرت بہ نشیں	وز دشمنِ بد دامن صحبت برچیں	״
بہ پیرِ میکدہ گفتم کہ چیست راہ نجات	بخواست جام مئے و گفت راز پوشیدن	״
گر نیابد نکتہ ہا از فقہ و فتویٰ در میان	منہدم گردد اساسِ شرع و ملت در جہان	״
اس کی فرقت میں کیوں جلائیں دل	اپنے غم کا جسے خیال نہیں	״
در میر و وزیر و سلطان را	بے وسیلت مگرد پیرامن	سعدی
سگ و درباں چو یافتند غریب	ایں گریباں گرفت و آں دامن	״
سخن را سرست اے خردمند و بن	میاور سخن در میانِ سخن	״
سلوک آنچناں کن بخلقِ جہاں	کہ خواہی کہ با تو کنند آنچناں	سعدی
بہ تمنائے گوشت مُردن بہ	کہ تقاضائے زشت قصاباں	״
ہر کجا گوہر فروشاں ترشنہ چشمی بیشتر	می تپد چوں ماہیٔ بے آب دریا بر زمیں	شہیدی
از ہوس وز حرص سود اندوختن	ہر کسے دادی بدن و رسوختن	معنوی
گوشت پارہ آدمی از زور جاں	می شگافد کوہ را با بحر و کاں	لا اعلم
صاحبِ دل را ندارد آں زیاں	گر خورد او زہر قاتل را عیاں	״
در وجودِ آدمی عقل رواں	میرسد از غیب چوں آبِ رواں	״
وعدہ کردن را وفا باید بجاں	تا بہ بینی در قیامت فیضِ آں	״
توبہ کن وز خوردہ استغفار کن	گر جراحت کہنہ شد رو داغ کن	״
کارِ خود کن کارِ بیگانہ مکن	در زمینِ مردماں خانہ مکن	״
صدر مجلس گر تمنا باشدت افتادہ باش	ہمچو گرد از خاکساری و انگہے بالا نشیں	کلیم
از جائے خویشتن برخیز و رنگین ساز مجلس را	کہ نبود پوچ گو را بہتر از نقلِ مکاں کردن	خالص
مشکل غمے ست عشق کہ گفتن نمی تواں	ویں مشکل دگر کہ نہفتن نمی تواں	غنی
دانۂ دل را تو با مالِ علائق کردہ	ورنہ خرمن ہا ازیں یکدانہ می آید بروں	صائب
خفتہ را گر خفتگاں بیدار نتوانند کرد	چوں مرا بیدار کرد از خواب بیگراں	لا اعلم

از در پوشیدہ برگردند مہمانان غیب	بخیہ از خواب گراں بر دیدۂ بینا مزن	لااعلم
چو خواہی کہ نامت بود در جہاں	مکن نام نیک بزرگاں نہاں	”
خنک آنکہ آسائش مرد و زن	گزینند بر آسائش خویشتن	سعدی
چو زور آوری خود نمائی مکن	بر افتادہ زور آزمائی مکن	لااعلم
چو نارفتہ بیروں ز آغوش زن	کدامش ہنر باشد و رائے و فن	”
فلک بجنگ فگندہ است تاجداراں را	خروس بازی ایں پیر را تماشا کن	سلیم
بدگہر را علم و فن آموختن	دادن تیغے بدست تیغ زن	مثنوی
بترس از چہ شیری ز شیر افگناں	دلیری مکن با دلیر افگناں	نظامی
نہ اقبال را شاید انداختن	کہ با مقبلاں دشمنی ساختن	لااعلم
اگر نیک بودے ہمہ کار زن	زناں را مزن نام بودے نہ زن	”
چہ خوش گفت جمشید با رائے زن	کہ یا پردہ یا گور بہ جائے زن	”
اپنے موقع پہ ہر اک چیز بھلی لگتی ہے	کانٹے ان پھولوں سے اچھے جو گریباں میں نہیں	امیر
جس خوشی کو نہ ہو قیام دوام	غم سے بدتر ہے وہ خوشی ہی نہیں	اسمٰعیل
مال کیا جمع کریں گھر ہے خراب اپنا	چھت نہیں حجرہ نہیں در نہیں دیوار نہیں	بحر
ولی کو جز ولی ہرگز نہیں پہچانتا کوئی	جو بندے خاص ہیں حق کے وہ دنیا سے نرالے ہیں	تراب
گو ہیں کیا سب کو وہ صورت بری دکھلاتے ہیں	روح جیسی ہوتی ہے ویسے فرشتے آتے ہیں	”
بو نہ ہو جس گل میں وہ پھولوں کی گنتی میں نہیں	یوں تو اگنے کو اگ آتا ہے دھتورا باغ میں	ثاقب
سچ ہے عادت بھی بشر کی ہے طبیعت ثانی	یہ کچھ نہیں مردم دیدہ کو محن دریا میں	جویا
تخم جب تک خاک میں پنہاں نہ ہو لائے نہ بار	جس نے پوشیدہ کیا اپنے کو وہ پنہاں نہیں	”
جو خوشی دی ہے خدا نے اس سے جی ٹھنڈا کریں	یاد غمہائے گذشتہ سے نہ جی میلا کریں	حالی
باغ عالم کی وہ بہار گئی	اب نئی پود ہے زمانے میں	داغ
حال یہ دار فنا کا ہے عیاں	بے ثباتی جہاں کا ہی بیاں	داور
قافلے قافلوں پر آتے ہیں	نہیں معلوم کدھر جاتے ہیں	”

نہ سکندر ہے نہ دارا کا نشان	نہ وہ جمشید نہ کسریٰ کا مکاں	داور
مٹ گیا نام و نشان اہل جہاں	دیکھ لو حال عیاں راجہ بیاں	〃
جا ان لباسیوں کے نہ ظاہر لباس پر	عاری عبائے ہوش قبائے خردسی ہیں	ذوق
اب اضطراب ہی ہم ہیں نہ صبر ہے نہ سکوں	نئے رفیق ملے ہیں پرانے جاتے ہیں	ریاض
بعد فنا کسی کو نہیں پوچھتا کوئی	راسخ یہ سچ ہے جان نہیں تو جہان نہیں	راسخ
ظاہر میں گرچہ بیٹھا لوگوں کے درمیاں ہوں	پر یہ خبر نہیں ہے میں کون ہوں کہاں ہوں	سوز
امور دین و دنیا میں عمل کو دخل ہی بیشک	مزارع بوتا ہے جو کچھ وہی ہو جمع خرمن میں	سعید
رند ہوں میخوار رہوں پر شکر تیرا اے کریم	موذیوں میں ہوں نہ ہرگز میں دل آزاروں میں ہوں	شہید
کام کی ہے تو خدا کی جستجو	دوسرے کی جستجو اچھی نہیں	〃
اٹھاؤں ناز تمہارا میں کچھ غلام نہیں	جو تم کو مجھ سے تو مجھ کو تم سے کام نہیں	〃
کیوں سب خریدتے ہیں در آبدار کو	بے آب کا خریدتا کوئی گہر نہیں	نیر
نے شکوہ بخیل نہ شکر کریم یاں	کیا کیا مزے اٹھائے ہیں ترک سوال میں	صابر
وہی صلاح ہماری ہی جو ہے ان کی صلاح	اگر مزاج میں شروان نہیں تو ہاں بھی نہیں	ظفر
خوبی جو مہر سے پاتی ہے ہر اک شئے امتیاز	لعل بھی پتھر ہی ہیں لیکن وہ پتھر اور ہیں	〃
اس دور میں کرتے ہیں کچھ چرب زبانی	جلتے ہیں ظفر گھی کے چراغ ان کے گھروں میں	〃
الٰہی جوش پیدا ہو کہیں خون حمیت میں	ہمیشہ ہم تری رحمت سے استمداد کرتے ہیں	عاصی
کبھی نہ چرخ کی نکلی ہزار گردش کی	فضول کبھی ہے طالب اگر سعید نہیں	عزیز
اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ انہیں کچھ نہ کہو	جو مے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہیں	غالب
بدگماں ہیں ایسے ہیں بات کسی سے جو کروں	وہمیں کیا کیا وہ نہیں اپنے گماں کرتے ہیں	〃
کیوں گردش مدام سے گھبرا نہ جائے دل	انسان ہوں پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں	〃
قرض کی پیتے تھے مے اور یہ سمجھتے تھے کہ ہاں	رنگ لائیگی ہماری فاقہ مستی ایک دن	〃
نہ ہوگی سرخوشی یاروں کو دور چرخ اخضر میں	کہ ہے آمیزش سم اس کے مینا رنگ ساغر میں	فوق
جو پیتا ہی رہا دم جام مے تو بزم عشرت میں	خمار و درد سے بس رہا آخر تری قسمت میں	〃

بجا ہی حق ہی جو کچھ کو دکان خام کرتے ہیں	کہ طفلی میں یہ سب آرام کو آلام کہتے ہیں	ذوق
ڈر آہ خستگاں سے تو کہ ہنگام دعا ان کے	حریم قدس لاکھوں ملائک محو آمیں ہیں	قائم
یہ جتنے اقربا ہیں سوا عقرب ہیں نیش زن	تریاق تو محال مگر سم بہت ہی یاں	لائق
کیا کریں صبر کہ اب صبر کا یارا ہی نہیں	صبر قسمت میں تو خالق نے اتارا ہی نہیں	لا اعلم
گہر کو جوہری صراف زر کو دیکھتے ہیں	بشر کے دیکھنے والے بشر کو دیکھتے ہیں	〃
رہروان سفر بادیہ عشق لئے وائے	قافلہ راہ میں لٹوا کے چلے آتے ہیں	مصحفی
غم خوار ہو تو تم ہو اگر یار ہو تو تم ہو	کس سے کہوں جو تم سے غم دل نہاں کروں	〃
کوئی اپنا نہ کسی کے ہیں ہم	یاں کسی شخص سے ناتا ہی نہیں	مسکین
آدمیت گر نہیں انسان میں	فرق کچھ باقی نہیں حیوان میں	مضطر
دوست ہوں دوستوں کا دشمنوں کا دشمن ہوں	سیدھا سیدھا ہوں ہی ہوں ور تیڑھوں تیڑھا ہوں	〃
غیر کرتے ہیں ملامت دوست کرتے ہیں گلہ	کیا قیامت ہے مجھی کو سب برا کہنے کو ہیں	مومن
صلح کل اختیار کر اے دل	چھوڑ جنگ و جدال کی باتیں	میکش
منہ پر تعریف پیٹھ پیچھے غیبت	یہ عادت خونخوار تو شیطاں میں نہیں	محب
عہد شباب گذرا شرب مدام ہی ہیں	ہم کہنہ سال ہو کر اب پارسا ہوئے ہیں	مہر
خردمندی ہنوز تحیر ورنہ	گزرتی خوب تھی دیوانہ پن میں	〃
مجلس یار میں تو بار نہیں پاتا ہوں	در و دیوار کو احوال سنا جاتا ہوں	〃
ہم جو شخص برائی بھی کرے کرتے دعا	ہم دم مہر و وفا سب کا بھلا کرتے ہیں	مہر
خود برے سب بنتے ہیں کہتے ہیں جو اوروں کو برا	متہم بنتے ہیں تہمت جو دھرا کرتے ہیں	〃
نہ تو دھونے سے دھلے اور نہ مٹائے سے مٹے	لوگ بدنامی کا دھبا جو لگا دیتے ہیں	نشاط
الٰہی زمانہ کو کیا ہو گیا	محبت کسی میں نہیں پاتے ہیں	ناصر
گلستان جہاں میں نیک و بد کا ساتھ ہوتا ہے	رہیں کانٹے ہمیشہ پھول کے پہلو میں گلشن میں	نساخ
کام جو کرنا ہو کر لو کیا بھروسہ زیست کا	لگی ہے موت چن کر کیسے کیسے نوجواں	واصف
لطف کیا ان کو میسر صحبت احباب کا	ہو گئیں بے رنگ رنگا رنگ بزم آرائیاں	〃

جو ہیں روشن طبع کیا تر دامنی سے ان کو کام	شمع کے گل پر نمایاں قطرۂ شبنم نہیں	ہوش
بہ دخل و خرج خود ہر دم نظر کن	چو دخلت نیست خرج آہستہ تر کن	سعدی
پا برہنہ دشت ویراں دور منزل راہ سخت	تو بتا اے شام غربت میں کروں تو کیا کروں	لا اعلم
زاں پیش کہ صحبت اثر خود بنماید	صائب ز حریفان دغا باز حذر کن	صائب
از قسمت گوہر خبرے نیست صدف را	گنجینۂ خود غرض بصاحب نظرے کن	"
خاکساری پیشۂ خود ساز چوں آب رواں	سرو را چوں بندگاں در پیش خود استادہ کن	"
چنیں زد مثل شاہ گویندگاں	کہ با بندگانند چو بندگاں	نظامی
اشتیاقیکہ بدار تو دارد دل من	دل من داند و من دانم و داند دل من	لا اعلم
چو زن راہ بازار گیرد بزن	ور گر نہ تو در خانہ بنشیں چو زن	"
نہ کشند پائے بخواری ز در خلق حریص	خیرگی را ز مگس دور نساز دراندن	غنی
چشم علو ہمتاں بالا نہ بیند از غرور	گرچہ اختر بر فلک باشند نگاہش بر زمیں	ظہیر
ندی کنارے گھر کریں ست اٹھ چوری جائیں	جوگ بہ جوگ بیاہ کریں یہ تینوں کرلائیں	تلسی داس
پنڈت ساتھی باتھی کہیں بتائے	اور کو سمجھے چاند نے آپ اندھیر جائیں	کبیر
ناتی میں ماتی ہلی [illegible] اپنا میں پران	میں تجھے پوچھوں لے سکھی ان میں ہو اکون	"
حذر کن ز نیرنگ دنیائے دوں	بیکدست گل بیں بیکدست خوں	لا اعلم
از کشاکش نیست ایمن نخل تا دارد ثمر	ایمن ست از سنگ طفلاں بیدا ز بے برشدن	"
ما ز نعمتہا از شکر منعم غافلیم	می گذارد مرغ در ہر دانہ منقار بر زمیں	صائب
باید چو برق خندہ زناں زیں جہاں گذشت	نتواں چو ابر بر سر دنیا گریستن	جامی
ازیں بے ہناں چوں نیست حاصل ایں حاجتہا	اگر خواہی کہ خود را خوار سازی عرض حاجت کن	وحشی
گنج قناعت ست کہ دل را کند غنی	اے دل اگر غنا طلبی ترک آز کن	نیاز
فراغت بایدت جا بر سر کوے قناعت کن	سر کوے قناعت گیر تا باشی فراغت کن	اثر
چارہ سازاں ہم بکار خویشتن بیچارہ اند	کے تواند بخیہ زد سوزن بر زخم خویشتن	غنی
درد آمد بہتر از ملک جہاں	تا بخوانی مر خدا را در نہاں	مغوی

عیب ست ولیکن ہنر ست از مورے	پائے ملخے پیش سلیمان بردن	صائب
پاک طینت را بچین کس نباید گرد کرد	بہر خونریز از طلا شمشیر نتواں ساختن	کلیم
ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید	ز جام دہر مئے کل من علیہا فان	لا اعلم
نگردد بے سفر ہرگز کمال مردمی ظاہر	نفس کے حرف گردد نایاید از دہن بیروں	صائب
نکویاں را چہ حاجت عذر خواہی	کہ خواہد عذر رشتاں روئے نکوشاں	صافی
مترس از جوانان شمشیر زن	عذر کن ز پیران بسیار فن	سعدی
جی چاہتا ہے صانع قدرت پہ ہوں نثار	تم کو بٹھا کے گود میں یا خدا کروں	لا اعلم
پھل نکوئی کا تو لیتا جا اگر لے جا سکے	پھر پھر اس گلشن میں اے ناداں تجھے آنا نہیں	سودا
ہم سر نوائیں کس کے آگے کہ بید آسا	اپنے قدم کو اپنا مسجود جانتے ہیں	״
کہوں میں کونسا گھر ہے جسے ہم نے نہ دیکھا ہو	بجز خلوت سرائے دل نہیں آرام دنیا میں	״
موسم گل ہے دلے کچھ یہ دل اب شاد نہیں	تاب پرواز نہیں طاقت فریاد نہیں	״
کس کس طرح کی دیکھیں اس باغ کی فضائیں	کیدھر گئے وہ ساقی وہ ابر وہ ہوائیں	״
گر یار مے پلائے تو پھر کیوں نہ پیجیے	زاہد نہیں میں شیخ نہیں کچھ ولی نہیں	انشا
غیر سے ہو وہیں یار کی باتیں	ہیں یہ پروردگار کی باتیں	رشک
رقیبوں پر غضب ڈر ہم گئے ہیں	ہوا زخمی کوئی مرہم گئے ہیں	معقول
گر یہی گرمی رہی آہ دل ناشاد میں	ایک دن بجلی گرے گی خانۂ صیاد میں	فدوی
جب خالق زبان و دہن کی صفت نہیں	کس کام کی زبان ہے کس کام کا دہن	رشک
جو آتے ہیں وہ آکر ساغر مل عام پاتے ہیں	تری محفل سے اے ساقی ہمیں محروم جاتے ہیں	آصف
انجان ہو تو اس سے کوئی درد دل کہے	جو جانتا ہو میں اسے آگاہ کیا کروں	تاباں
ہم گرفتار ہیں بے بال و پری کے پابند	ہے نصیبوں کا گلہ شکوۂ صیاد نہیں	ذکی
بات وہ کر کہ جو دشمن بھی رضامند رہے	منہ پہ اچھا نہ کہیگا تو کہیگا دل میں	عاشق
اے عدم ہونے والو تم تو چلو	ہم بھی اب کوئی دم کو آتے ہیں	میر
نے گل کو ہے ثبات نہ ہم کو ہے اعتبار	کس بات پہ چمن ہوس رنگ و بو کریں	درد

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
کار دیں کچھ بن نہیں آتا دعویٰ ہے دینداری کا	دنیا سے بیزار ہوں لیکن رکھتا خواہش دنیا ہوں	ظفر
یار ہے میرے دل میں اور میں کعبہ میں بتخانے میں	گھر میں وہ موجود ہی اور میں گھر گھر ڈھونڈھتا پھرتا ہوں	〃
جانور ہے جسکو عشق کا کل پر جسم نہیں	جو نہ آجائے فریب یار میں آدم نہیں	ناسخ
دونو پتھر پوجتے ہیں تجھ سے کچھ نسبت نہیں	کعبہ بتخانہ سے حاجی برہمن سی کم نہیں	〃
ہم اس صنم کی پرستش میں محو ہیں زاہد	خدا کا جس پہ بشر اشتباہ کرتے ہیں	〃
اے صنم کوئی محبوب تجھ سا دوسرا	سخت کافر ہے جو وحدت کا تری قائل نہیں	آتش
ہفتاد و دو فریق حسد کی عدو سی ہیں	اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سے ہیں	ذوق
اعتبار نیست فطرت یک و ساعت بیش نیست	گرد و آخر تہ نشیں ورد[illegible] کہ شد بالا نشیں	صائب
ننگ آں کہ در صحبت عاقلاں	بیاموز اخلاق صاحبدلاں	سعدی
بغم خوارگی جز سر انگشت من	نخارد کس اندر جہاں پشت من	〃
بہ بینم کہ تا کردگار جہاں	دریں آشکارا چہ دارد نہاں	لا اعلم
بستے تھے وہ جو لوگ یہاں کوئی بھی نہیں	خالی پڑے ہیں اُن کے مکاں کوئی بھی نہیں	〃
اہل چمن سے اپنی ہو کیونکہ روشناسی	برسوں اسیر رہ کر ہم اب رہا ہوئے ہیں	میر
غرض کفر سے کچھ نہ دیں سے ہی مطلب	تماشائے دیر و حرم دیکھتے ہیں	سودا
میں وہ ہوں خشت کہن مدت سی اس ویرانے میں	برسوں مسجد میں رہا برسوں رہا بتخانے میں	ذوق
کمر باندھے ہوئے چلنے پہ یاں سب یار بیٹھے ہیں	بہت آگے گئے پیچھے جو ہیں تیار بیٹھے ہیں	انشا
با سبکساران غنی پیوستہ ہمراہی گزیں	رو بساحل می برد کشتی بزور بادباں	غنی
پیش غافل سخن از پند و نصیحت راندن	ہست بر صورت دیوار گلاب افشاندن	صائب
نہفتن سخن راز نا بخرداں	صوابست و مکشائے بیجا زباں	〃
ہست با ابلہ سخن گفتن جنوں	پس جواب او سکوتست و سکوں	کلیم
ترک دنیا خلق را در بندگی باشد ضرور	آورند از دست در وقت وضو خاتم بروں	وحید
پشہ با شب زندہ داری خون مردم میخورد	زینہار از زاہد شب زندہ دار اندیشہ کن	حزین
سبحہ در گردن عصا در کف مصلےٰ بر کتف	پائے تا سر شیخ شہرت جوئے تاشید ست و شین	جامی

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
هر که آب خوئے خجلت را شفیع خود کند	از مروت نیست آوردن گناهش بر زبان	مثنوی
سخن هست تیغ و فسانش زبان	چه تیغ گران تیز گردد فسان	ظهوری
زصد هزار پسر همچو ماه مصر یکے	چنان شود که چراغ پدر کند روشن	وحشی
هر که در زر و کینه با اهل سخن بنید زبان	زانکه ماند خوب و زشت خلق زانشان بر زبان	مثنوی
میتوان گشت بگفتار جهانگیر ولے	نیست ممکن که دهان گیر توان گردیدن	سعدی
کمال ست در نفس انسان سخن	تو خود را بگفتار ناقص مکن	״
تباں ماہوش اجڑی ہوئی منزل میں رہتے ہیں	کہ جسکی جان جاتی ہے اسی کے دل میں رہتے ہیں	لااعلم
اگر از خامشی مهر سلیمانی بدست آری	پریزادان معنی را مسخر میتوان کردن	صائب
بهر این گفتند اکابر در جهان	راحته الانسان فی حفظ اللسان	مثنوی
ز چشم عیب بین عیبے نمایان تر نمی باشد	بپوشان چشم خود از عیب خود را عیب پوشی کن	غنی
نمی شود دل پاکان ز حرف بد غمگین	ز عکس زشت نیفتد بروئے آئینه چین	لااعلم
نمی خرند درین کوئے خود فراموشی	بهائے کاسه هستی ز خاک کمتر کن	مثنوی
جهان روشن چو صبح از فیض احسان میتوان کردن	چراغ گر بکف باشد چراغان میتوان کردن	علی
چو شمع رسد گر سر سرکش به بریدن	هرگز نه دهد تن بتواضع ز خمیدن	غنی
دوری ز دوستان بکروح مشکل ست	ورنه ز هر چه هست جدا می توان شدن	صائب
زندگانی با عزیزان خوش بود ورنه چه حظ	آب حیوان خوردن و چون خضر تنها زیستن	״
لاف نسب مزن که چو آئینه در جهان	آدم نمی توان شدن از روئے دیگران	سلیم
پائے در زنجیر پیش دوستان	به که با بیگانگان در بوستان	سعدی
از جان طمع بریدن آسان بود ولیکن	از دوستان جانی مشکل بود بریدن	حافظ
بر سبک روحان گران نبود بیا برخاستن	بر گران جانان بود مشکل زجا برخاستن	مخفی
کشاد کار خود نتوان طمع از آشنا کردن	کجا ناخن تواند عقده از انگشت وا کردن	غنی
موئے چون از سر جدا گردد نمی گردد سفید	عیش غربت مرد را پیوسته می دارد جوان	״
می برد ره بکمال آدم خاکی ز سفر	می شود کاسه گل ساخته از گردیدن	״

از آب و زمیں عذر ز دہقاں نپذیرد | تقصیر مکن دانۂ خود را شجرے کن | صائب

تا نگرید طفل کے جوشد لبن | تا نگرید ابر کے خندد چمن | مثنوی

ہزار آفریں باد بر زیرکاں | کہ روشن زر آرند از تیرہ کاں | نظامی

نشاید بہ آشنا گشتن بمطلب رنج نادیدہ | نگردد چوں قلم صاحب سخن ہر ناتراشیدہ | طاہر

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی | کس بے کمال ہیچ نیرزد عزیز من | لا اعلم

داد حق عمرے کہ ہر روزے ازاں | کس نداند قیمت او در جہاں | مثنوی

دلیل حاجت ملک عدم ہمیں کافی ست | کہ طفل گریہ کناں آید از عدم بیروں | لا اعلم

آمادۂ فنا را پروائے نیک و بد نیست | ساعت کسے نہ پرسد بہر کفن بریدن | اثر

دنیا خیال و خواب است ایں خواب نزد دانا | آسائشے ندارد بہتر ز چشم بستن | کلیم

ہر گنہ عذرے و ہر تقصیر دارد توبہ | نیست غیر از در رفتن عذر بیجا آمدن | غنی

با قضائے آسمانی چارہ جز تسلیم نیست | در محیط بے کراں زنہار دست و پا مزن | صائب

دم تیغ قضا از چین ابرو برنمی گردد | ندارد حاصلے دیگر از حکم قضا بودن | "

رزق گر بر آدمی عاشق نمی باشد چرا | از زمیں گندم گریباں چاک می آید بروں | "

گرم نیست روزی ز مہر کساں | خدا ہست رزاق و روزی رساں | نظامی

زمانہ مجھ کو برا کہہ رہا ہے کہنے دو | میں جانتا ہوں زمانے کا اعتبار نہیں | لا اعلم

چوں مسیحا پائے ہمت بر سر گردوں گزار | خویش را در خم حمار ہیچو افلاطوں مکن | "

اہل ہمت را چہ باک از خصمی بدگوہراں | سنگ نتواند کسے بر شیشۂ گردوں زدن | "

ناتوانی تشنہ را سیراب کن | در مجالس خدمت اصحاب کن | "

سبز باغ دہر میں برگ خزاں ہوتا نہیں | پیر ہو کہ پھر بشر کوئی جواں ہوتا نہیں | "

فغاں میں آہ میں فریاد میں شیون میں نالے میں | سناؤں درد دل طاقت اگر ہو سننے والے میں | "

کس کو دکھاؤں اپنی طبیعت کی تیزیاں | افسوس اس زمانے میں قدر ہنر نہیں | "

کوئی سمجھے زہد پہ نازاں کوئی عبادت پر | یہاں تو اے مرے پروردگار کچھ بھی نہیں | "

گو نہیں پوچھتے اپنا وہ مزاج | ہم یہ کہتے ہیں دعا کرتے ہیں | "

من نگویم کہ ایں کن و آں کن	مصلحت بیں و کار آساں کن	لا اعلم
نباشد محروم جویندگاں	کہ جویندگا نند یابندگان	״
واہ اس صورتکدے میں دیکھتے ہی دیکھتے	صورتیں کیا کیا نظر سے اپنی پنہاں ہوگئیں	״
وائے بر من وائے بر انجام من	عار دارد کفر از اسلام من	״
ہر یکے ناصح برائے دیگراں	ناصح خود یافتم کم در جہاں	״
آتش سے بچایا ہے خلیل اللہ کو	وسعت ہے بڑی تربیت باری میں	״
چن لیتے ہیں عیب چیں ہنر میں سے عیب	اور عیبوں سے میں ہنر کو چن لیتا ہوں	״
جو آتے ہیں انسان کے دن بون	تو ہو جاتی ہے عقل بھی واژگوں	״
سدا عیش دوراں دکھاتا نہیں	گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں	״
اگر من ناجوانمردم بہ تدبیر	تو بر من چوں جوانمرداں گزر کن	״
گفتگوئے نا ملائم نیست رسم عاقلاں	از برائے نرم گوئی شد زباں بے استخواں	״
ہے کون جو رنج مرگ سہنے کا نہیں	احوال یہ گومگو ہے کہنے کا نہیں	״
آمادہ کوچ رہ جہاں میں غافل	ہشیار کہ یہ مقام رہنے کا نہیں	״
جو نیک ہیں وہ بدوں کو کہتے ہیں نیک	جو بد ہیں وہ نیکوں کو برا کہتے ہیں	״
پھر نہ آئینگے کبھی بزم میں تقصیر ہوئی	غصہ یہ کس لئے کرتے ہو لو اب جاتے ہیں	״
بہار و خزاں کو بقا کچھ نہیں	ہے سب کچھ یہاں پر صدا کچھ نہیں	״
عیش کے دن جا چکے ملنے سے اب حاصل نہیں	شوق مجھ کو وہ نہیں وہ جی نہیں وہ دل نہیں	״
صبحدم طائران خوش الحان	پڑھتے ہیں کل من علیہا فان	״
قبح کے دیکھنے والے تو بہت ہیں دیگر	اور یہاں حسن شناسان سخن تھوڑے ہیں	״
نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن	کہ جاہا سپر باید انداختن	״
ندانی کہ غلہ برداشتن	کہ سستی بود تخم ناکاشتن	״
قبا گر حریر است و گر پرنیاں	بناچار حشو ش بود درمیاں	״
کفر است در طریقت ما کینہ داشتن	آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن	״

حال دل گفتم تغافل کرد خواری را ببیں — گریہ کردم خندہ زد بے اعتباری را ببیں — لا اعلم

ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر — تاکہ سب جانیں کہ کچھ دست سکندر میں نہیں — ''

بز چو آمد سوئے گرگ از شباں — چہ کند سگ ار چہ باشد پاسباں — ''

منہ نہ کھولے بحر میں جبتک صدف — آب نیساں سے گہر ملتا نہیں — ''

راز خود با یار خود ہرچند بتوانی مگوئے — یار یارے دارد و از یار یار اندیشہ کن — ''

جس طرف جاتا ہوں تقدیر یہی کہتی ہے — آرزو کیوں لئے آتا ہے ادہر کچھ بھی نہیں — ''

اگر شہ روز را گوید شب ست ایں — بباید گفت اینک ماہ و پرویں — ''

خوشامد سے نہ رہ شیریں زبانوں کے کبھی غافل — یہ شیرینی میں گویا زہر قاتل کو ملاتے ہیں — ''

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو — ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں — ''

کسی کے مرگ پر لے دل نہ کیجے چشم تر ہرگز — بہت سا روئیے ان پر جو اس جینے پہ مرتے ہیں — ''

بھول ایسی کہ نہ بھولے سے کبھی یاد کریں — یاد ایسی کہ ستم کے لئے ہم یاد رہیں — ''

خرابت کند شاہد خانہ کن — برو خانہ آباد گرداں بزن — ''

از خدا ترس و مترس از دشمناں — کز ہمہ دارد خدایت در اماں — ''

خواہی کہ ہمیشہ شاد باشی بجہاں — ضامن مشو و کرا امانت مستاں — ''

بر محضر ہیچکس گواہی منویس — در خانۂ خود مکن کسے را پنہاں — ''

تاکہ احمق باقی ست اندر جہاں — مرد عاقل کے شود محتاج ناں — ''

سخنداں پرورده پیشہ کہن — بیندیشد آنگہ بگوید سخن — سعدی

زمین شورہ سنبل بر نیارد — در و تخم عمل ضایع مگرداں — ''

نکوئی با بداں کردن چنانست — کہ بد کردن بجائے نیکمرداں — ''

صلح با دشمن اگر خواہی ہر گہ ترا
در قفا عیب کند در نظرش تحسیں کن — ''

سخن آخر بہ دہاں میگزرد موذی را
سخنش تلخ نہ خواہی دہنش شیریں کن — ''

مصرع اول	مصرع ثانی	
خلاف رائے سلطان رائے جستن	بخون خویش باشد دست شستن	سعدی
چون بہ سختی در بمانی تن بعجز اندر مدہ	دشمناں را پوست برکن دوستاں را پوستین	״
مگو اندہ خویش با دشمناں	کہ لاحول گویند شادی کناں	״
سخن را سر است اے خردمند و بن	میاور سخن در میان سخن	״
امیدوار بود آدمی بخیر کسان	مرا بخیر تو امید نیست شر مرسان	״
سخت است پس از جاہ تحکم بردن	خو کردہ بناز جور مردم بردن	״
میان دو تن آتش افروختن	نہ عقلست خود درمیاں سوختن	״
ترحم بر پلنگ تیز دنداں	ستمگاری بود بر گوسفنداں	״
ترک احسان خواجہ اولی تر	کاحتمال جفائے بوابان	״
چو آید زپئے دشمن جاں ستاں	ببندد اجل پائے مردواں	״
گر توکل می کنی در کار کن	کسب کن پس تکیہ بر جبار کن	״
جہاں چوں بگردد قرارے چناں	وزیرے چنیں شہریارے چناں	״
تا تیغ بکف یابی بر نفس دو دستی زن	تا سنگ بکف آید بر شیشۂ ہستی زن	لا اعلم
کسی کی مرگ پر اے دل نہ کیجئے چشم تر ہرگز	بہت سا روئے ان پر جو اس جینے پہ مرتے ہیں	״
کہا لیجئے تھوڑا زہر منگا ہم اور کہیں تم اور کہیں	کیا لطف ہے ایسے جینے کا ہم اور کہیں تم اور کہیں	״
دو چیز حاصل عمر ست خیر و نام نکو	ازیں دو در گزری کل من علیہا فان	״
راستبازان وفا صادق الاقرار ہیں سب	منہ سے جو کہتے ہیں وہ کرکے دکھا دیتے ہیں	״

پھرتے ہیں سیل حوادث سے کہیں مردوں کے منہ
شیر سیدھا تیرتا ہے وقت رفتن آب میں ״

مانو نہ مانو جان جہاں اختیار ہے
ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں ״

لطف مے تجھ سے کیا کہوں زاہد
ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں ״

زندگی زندہ دلی کا ہے نام	مردہ دل خاک جیا کرتے ہیں	لاأعلم
کار ہرکس نیست بار عالمے برداشتن	درد سر بسیار دارد بر سر افسر داشتن	״
ازل میں ہو چکے ہیں میرے دو حصے برابر کے	خدا کے نام کی جاں ہوں تیغ کے نام کا دل ہے	״
کیا خوف ہے دنیا سے گذر جانے میں	کیوں ڈرتے ہو شاد اپنے گھر جانے میں	شاد
غم کھانے کے سوا کوئی اپنی غذا نہیں	پیتے ہیں خون دل کبھی پانی پیا نہیں	״
صبر و قرار طاقت و آرام سب گئے	غم خوار غم سوا کوئی اپنا رہا نہیں	״
کیا موسم بہار گذشتہ کروں میں یاد	وہ گل نہیں وہ باغ نہیں وہ ہوا نہیں	״
دنیا میں کوئی داغ سے خالی جگر نہیں	بیداغ چرخ پر بھی تو روشن قمر نہیں	״
دنیا نہیں ہے کچھ بھی جو دیکھا بچشم غور	اس پر وہ مبتلا ہیں کہ جن کو نظر نہیں	״
موت کا گر ہوتا حکمت سے علاج	کاہے کو مرتا کوئی یونان میں	״
دغا جور و فریب و مکر افعال رذالت ہیں	یہ سب سے بدترین اطوار ذلت ہیں ضلالت ہیں	״
دغا مکر و فریب و جور جو دنیا میں کرتے ہیں	برا انجام ہوتا ہے بری حالت میں مرتے ہیں	״
ہزار افسوس خود بار گنہ سر پر جو دھرتے ہیں	خدا سے کیوں نہیں پہلے ہی یہ کمبخت ڈرتے ہیں	״
قدر بڑھتی ہے زندگانی میں	نام رہتا ہے دہر فانی میں	״
لازم ہے آدمی کو کرے جستجوئے علم	لہو لعب سے کوئی رذالت سوا نہیں	״
علم ہی سے قدر ہے انسان کی	ہے وہی انسان جو جاہل نہیں	״
بیاباں سے نہ قسمت لے گئی پھر کوئے جاناں میں	نکلکر ہم برنگ بو نہ آئے پھر گلستاں میں	حسرت
کوئی نہیں جہاں میں جو اندوہگیں نہیں	اس غمکدہ میں آہ دل خوش کہیں نہیں	میر
کسے آرام دے ہے چرخ مینا فام دنیا میں	سدا گردش ہی میں گزری برنگ جام دنیا میں	سودا
چھوٹ جاویں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں	خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں	زار
ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کریں	دل ہی نہیں رہا ہے کہ کچھ آرزو کریں	درد
محال پیری میں ہے لطف نوجوانی کا	چراغ صبح میں نور چراغ شام نہیں	ناسخ
آشنا معنی سے صورت آشنا ہوتا نہیں	آئینہ دل کی طرح سے حق نما ہوتا نہیں	آتش

برا نہ مانو کہ ہم عرض حال کرتے ہیں	فقیر لوگ سخی سے سوال کرتے ہیں	رند
عنقا کی طرح خلق سے عزلت گزیں ہوئیں	ہوں اس طرح جہان میں کہ گویا نہیں ہوئیں	ذوق
ڈھے گئے بن بن کے دنیا میں مکاں بہتوں کے ہیں	اے فلک تو نے مٹائے یاں نشاں بہتوں کے ہیں	ظفر
خاکساروں کیلئے کسوت خاکستر ہے	غم نہیں ان کو اگر اطلس و کمخاب نہیں	لاعلم
وہ فراق اور وہ وصال کہاں	وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں	غالب
فرصت کاروبار شوق کسے	ذوق نظارۂ جمال کہاں	״
فکر دنیا میں سر کھپاتا ہوں	میں کہاں اور یہ وبال کہاں	״
نہ تو تاب ہمیں جفا کی ہے نہ وفا کی طرز ہی یار میں	یہی بس ٹھنی ہے نکل چلیں کسی اور ملک و دیار میں	مومن
خدا نے وسعت داماں ہمت کی عطا جس کو	نہیں ہونیکا ہرگز تنگدل وہ تنگدستی میں	ظفر
تو آئے نہ آئے ولے ہم تو ہر شب	تری راہ تا صبحدم دیکھتے ہیں	درد
مالک نوبت و نشاں تھے جو کل	آج نوبت ہے یہ نشان نہیں	رند
کل نہ دے گا کوئی مٹی بھی انہیں	آج زر جو کہ دیا کرتے ہیں	ناسخ
جو نہ دے ایذا کوئی ایذا نہیں دیتا اسے	سایۂ دیوار کو اندیشۂ عامل کہاں	آتش
راہرو کے واسطے رہبر کا ہونا ہے ضرور	غرق وہ کشتی ہے جس کا ناخدا ہوتا نہیں	آباد
سر ان کا آج ٹھوکریں کھاتا ہے راہ میں	رکھتے تھے کل زمین پہ جو لوگ تن کے پاؤں	وحید
فردا کی فکر آج نہیں مقتضائے عقل	کل کی بھی دیکھ لیوینگے کل ہم اگر رہیں	میر
آپ اپنے عیب سے ہوتا نہیں واقف کوئی	جیسے بو اپنے دہن کی آتی ہے کم ناک میں	ناسخ
گردش دوران سے مردان خدا بے باک ہیں	نوح کی کشتی کو اندیشہ نہیں گرداب میں	آتش
تباہی میں ہے لازم یاد حق اہل توکل کو	خدا پر چھوڑتا ہے ناخدا کشتی کو طوفاں میں	״
عالم نیرنگ میں خاطر پہ کس کے بار ہیں	مست ہیں مستوں میں ہشیاروں میں ہم ہشیار ہیں	رند
بند کر اپنی زباں پھر نہیں دشمن کا خطر	مرغ تصویر کو اندیشۂ صیاد نہیں	״
جو ہر ذات بھی لازم ہے ہر اک شے کیلئے	موم سے نرم ہو یہ خوبی فولاد نہیں	״
وہ ایکدم کہ جس میں میسر ہو وصل یار	بہتر سمجھتے ہم اسے عمر ابد سے ہیں	ذوق

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
سب جتنے ہیں یاں فرسے روش نشۂ شراب	ہو جاتے بے مزہ ہیں جو بڑھ جاتے حد سے ہیں	ذوق
وہ روز مجھ کو گزرتا ہے جیسے عید کا دن	کبھی جو شکل تمہاری سحر کو دیکھتے ہیں	″
بنا کے آئینہ دیکھے ہے پہلے آئینہ گر	ہنرور اپنے بھی عیب و ہنر کو دیکھتے ہیں	″
وائے اے بیخبرو تم کو خبر خاک نہیں	کہ سفر سر پہ ہے سامان سفر خاک نہیں	ظفر
ذرے ذرے میں ہی یاں خاک کے پیدا خورشید	لیکن آتا تجھے غفلت سے نظر خاک نہیں	″
یار کے سب قریب رہتے ہیں	دور ہم بے نصیب رہتے ہیں	″
جہاں میں اے ظفر ہم جنس کا ہم جنس دشمن ہے	نکلکر شعلہ نے سے آگ لگتی ہے نیستاں میں	″
اگر دشمن میں وضع راستی بھی ہو حذر کر تو	کہ برش کم نہیں ہوتی ظفر شمشیر سیدھی میں	″
دیکھ اے غنچہ جو اس باغ میں خنداں ہوئے گل	ہنستے ہی گلشن ہستی سے سفر کرتے ہیں	″
وسعت آباد جہاں میں ہی جنہیں خواہش نام	گھر میں بھی تنگ وہ مانند نگیں رہتے ہیں	″
کام سب تدبیر پر ہیں ہے مگر تدبیر شرط	کچھ سبب بھی چاہیئے اس عالم اسباب میں	″
پیش ہے تعظیم سے جو سب جھکیں تیری طرف	کون پھر سجدہ کرے گر خم نہ ہو محراب میں	″
گر زمانے میں ترقی نہ ہو رفتہ رفتہ	کیوں ہلال اوج فلک پر ہو قمر تیسرے دن	″
کیا نہیں کھوتے دل غنچہ صفت وہ دلگیر	باغ ہستی سے جو ہنستے ہی سفر کرتے ہیں	″
انساں کو مناسب ہے کرے بات نرمی	کہدے نہ کڑی منہ سے نہیں لطف کڑی میں	″
نہ جس کو عقل ہوا اور ہو کتابوں سے لدا پھرتا	ظفر اس آدمی کو ہم تصور بیل کرتے ہیں	″
خوب ہی وہ اک جہاں جسکو کہے خوب اے ظفر	کچھ نہیں وہ جس کو کہدے ایک عالم کچھ نہیں	″
کریں لاکھ وہ آشنائی کی باتیں	رہے ہے ایسے ہمدرد اپنے کہاں ہیں	″
جو خور و خواب سے ہیں مصروف رات دن میں	حیوان ان کو کہیئے انسان وہ کہاں ہیں	″
بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب	تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں	غالب
وہ آئے گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے	کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں	″
کرتے کس منہ سے ہو غربت کی شکایت غالب	تم کو بے مہری یاران وطن یاد نہیں	″
کیوں گردش مدام سے گھبرا نہ جائے دل	انسان ہوں پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں	″

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
یارب زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لئے	لوح جہاں پہ حرف مکرر نہیں ہوں میں	غالب
خواہش کو احمقوں نے پرستش دیا قرار	کیا پوجتا ہوں اس بت بیداد گر کو میں	״
رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج	مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں	״
دیوانگی سے دوش پہ زنار بھی نہیں	یعنی ہماری جیب میں اک تار بھی نہیں	״
خدا ہے پاس تو ڈھونڈے ہے جنگل میں	ڈھنڈورا شہر میں لڑکا بغل میں	جلال
آدم کو خدا مت کہو آدم خدا نہیں	لیکن خدا کے نور سے آدم جدا نہیں	لاعلم
اگرچہ میں سیر بتاں دیکھتا ہوں	ولے جلوۂ حق عیاں دیکھتا ہوں	نیاز
جو رب الحرم ہے صنم بھی وہی ہے	حرم دیر میں ایک ساں دیکھتا ہوں	״
غم جدائی کو ہم جانیں یا خدا جانے	بلا کشوں پہ جو گذرے تری بلا جانے	لاعلم
شہد میں جیسے مگس ہم حرص میں پابند ہیں	وائے غفلت اس پہ زنداں میں یوں خرسند ہیں	سوز
رزق کا ضامن خدا شاہد کلام اللہ ہے	تس پر اپنی خواہشوں سے روز حاجتمند ہیں	״
خاکساری عاجزی غربت محبت دوستی	جنکے یہ افعال ہیں وہ ہی سعادتمند ہیں	״
جب تلک آنکھیں کھلیں ہیں کہہ یہ دکھہ دیکھینگے آہ	مند گئیں جب انکھڑیاں تب سوز سب آنند ہیں	״
نہ چھیڑو ہمیں ہم ستائے ہوئے ہیں	جدائی کے صدمے اٹھائے ہوئے ہیں	رنگین
ہمیں قتل کرکے بھی تیور نہ بدلے	ابھی تک وہ تیوری چڑھائے ہوئے ہیں	״
یہ الجھ پڑنے کی خو اچھی نہیں	بے محابا گفتگو اچھی نہیں	وزیر
جھک کے مل سب سے برنگ شاخ گل	سرکشی اے سرو خو اچھی نہیں	״
کسی پاس دولت یہ رہتی نہیں	سدا ناؤ کاغذ کی بہتی نہیں	حسن
زندہ سخی رہے ہر دم آئے جو موت کیا غم	ہے ذکر خیر حاتم اب تک ہر انجمن میں	اسیر
باغباں نخل محبت میں ثمر ہے کہ نہیں	کوئی اس باغ میں الفت کا شجر ہے کہ نہیں	لاعلم
عجب دنیا کا حال دیکھا کمال ہی کو زوال دیکھا	انہیں کو اب پر ملال دیکھا جو لطف راحت اٹھا چکے ہیں	تمنا
جنکے غم میں ہم کبھی آرام سے واقف نہیں	کیا غضب ہے وہ ہمارے نام سے واقف نہیں	״
مشتاق ملاقات ہوں بلواؤ تو آؤں	کوئی ایسا بہانہ مجھے بتلاؤ تو آؤں	شیدا

دم نکلتا ہے اب کوئی دم میں	بیٹھ جا کچھ نہیں رہا ہسم میں	حیرت
سبز باغ دہر میں برگ خزاں ہوتا ہوں میں	پیر ہو کر پھر بشر کوئی جواں ہوتا نہیں	برق
آوازہ ہے جہاں میں ہمارا سنا کرو	عنقائے طور زیست ہوا اپنی نام یاں	میر
اے عدم ہونے والو تم تو چلو	ہم بھی اب کوئی دم کو آتے ہیں	〃
منصور کی حقیقت تم نے سنی ہی ہوگی	حق جو کہے ہے اس کو یاں دار کھینچتے ہیں	〃
جہاں اب خارزاریں ہو گئیں ہیں	یہیں آگے بہاریں ہو گئیں ہیں	〃
یوسف عزیز دلہا جا مصر میں ہوا تھا	پاکیزہ گوہروں کی عزت نہیں وطن میں	〃
بردباری ہی میں کچھ قدر ہے گو جی ہو فنا	عود بھی لکڑی ہے ڈوبے نہ اگر پانی میں	〃
مفلسوں کو نہیں دنیا میں کسی کا خطرہ	خوف ہے ان کو جو کوئی دام و درم رکھتے ہیں	سودا
آیا تھا کیوں عدم سے کیا کر چلا جہاں میں	یہ مرگ و زیست تجھ بن آپس میں ہستیاں ہیں	〃
کیا گلہ صیاد سے ہم کو یونہی گزرے ہے عمر	اب اسیر دام ہیں تب تھے گرفتار چمن	〃
نوشتے کو میرے مٹاتے ہیں رو رو	ملائک جو لوح و قلم دیکھتے ہیں	〃
خدا دشمنوں کو نہ وہ کچھ دکھاوے	جو کچھ دوست اپنے سے ہم دیکھتے ہیں	〃
ستم سے کیا تو نے ہم کو یہ خوگر	کرم سے ترے ہم ستم دیکھتے ہیں	〃
سنتا نہیں کسی کا کوئی درد دل کہیں	اب تجھ سوائے جائیں خدایا کہاں کہاں	〃
کھینچکر تیغ مگر چرخ پڑا ہے پیچھے	رات دن زیست کے کیا جلد گھٹے جاتے ہیں	〃
دہر فانی میں خدا کی یاد سے غافل نہ ہو	کھویا توشہ اس نے جو سویا مسافر راہ میں	لاعلم
کس ہوا میں ہم ابھرتے ہیں عبث مثل حباب	یہ تو ثابت ہے کہ مشت خاک بے بنیاد ہیں	〃
ہر کہ بتیغ ستم کشد بیروں	فلکش ہم بداں بریزد خوں	〃
می برد رہ بجمال آدم خاکی ز سفر	می شود کاسۂ گل ساختہ از گردیدن	〃
خدا نعم البدل دیتا ہے سب کو باغ عالم میں	جو گل گرتے ہیں مرجھا کر نو شاخوں میں پھلتی ہیں	〃
برنگ مہر ہے گردش ہی ہم کو سارے دن	جو تم پھر آؤ تو پیارے پھریں ہمارے دن	〃
دوا کوئی ورزش سے بہتر نہیں	یہ نسخہ ہے کم خرچ بالا نشیں	〃

مصرع اول	مصرع ثانی	
نہال اس گلستاں میں جتنے بڑھے ہیں	ہمیشہ وہ اوپر سے نیچے چڑھے ہیں	لا اعلم
دنیا میں راہ راست دلیل عروج ہے	معنی بہ آسماں پہ خط استوا کے ہیں	"
کب سلیقہ ہے فلک کو یہ ستمگاری میں	کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں	"
آدمی زادہ طرفہ معجونے ست	کز فرشتہ سرشتہ وز حیواں	"
چشم سیاہ من بیا حال تباہ من ببیں	دیدہ سپید کردہ ام گریۂ و آہ من بیں	"
آمدی رفت ز دل صبر و قرارم بنشیں	بنشیں تا بخود آید دل زارم بنشیں	"
عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال	صد سال می تواں بہ تمنا گریستن	"
حوروں کا انتظار کرے کون حشر تک	مٹی کی بھی ملے تو روا ہے شباب میں	"
گرد و فروغ جوہر عقل از سخن عیاں	آئینۂ حقیقت دل نیست جز زباں	"
تو مرا دل دہ و دلیری بیں	رو بہ خویش خواں و شیری بیں	"
جنہیں ہے عشق صادق وہ کہاں فریاد کرتے ہیں	لبوں پہ مہر خاموشی ہے دل میں یاد کرتے ہیں	"
ایسوں کو چھوڑ دینے کی پروا ذرا نہیں	ان سے بشر ڈرے جنہیں خوف خدا نہیں	"
کبھی شیون میں منہ نیا کبھی ہنستے میں نالے ہیں	مری فریاد کرنے کے طریقے بھی نرالے ہیں	"
دشت وفا کی راہیں اہل وفا سے پوچھو	کیا جانیں شیخ صاحب ملا نے آدمی ہیں	"
عقل کی بات کوئی ہم نے کہی ہے شاید	جتنے جتنے ہیں سب ہم سے حذر کرتے ہیں	"
خاور سے باختر تک جن کے نشان تھے برپا	کچھ مقبروں میں باقی ان کی نشانیاں ہیں	"
عاشقی چیست بگو بندۂ جاناں بودن	دل بدست دگرے دادن و حیراں بودن	"
دیباچہ راز نکتہ سازان ست ایں	فرہنگ خیال جانگدازان ست ایں	"
تعویذ دل سخن طرازان ست ایں	طومار جنون عشق بازان ست ایں	"
قسم شاخ نباتست ترا اے حافظ	زاں مارا ست بگو تا شوم با توفیق	حافظ
روزہا باید کہ تا یک پنبہ دانہ ز آب و گل	شاہدے را حلہ گردد یا شہیدے را کفن	لا اعلم
ہفتہ ہا باید کہ تا یک مشت پشم از پشت میش	زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن	"

ماه ہا باید کہ تا یک قطرہ آب اندر رحم	صفدرے خیزد بمیداں یا عروسی در چمن	لااعلم
سالہا باید کہ تا یک کودکے از لطف طبع	عالمے دانا شود یا شاعرے شیریں سخن	〃
قرنہا باید کہ تا یک سنگ خارا از آفتاب	لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن	〃
اے صبا گلشن و دیر و حرم و بت خانہ	کونسی جا وہ عطا پاش و خطا پوش نہیں	〃
رفیق حال برے وقت میں نہیں کوئی	شریک جنگ میں شمشیر کا نیام نہیں	آتش
ممکن نہیں ہے دوسرا تجھ سا ہزار میں	ہوتا ہے اک بہشت کا دانہ انار میں	〃
زمانہ میں نہیں ہیں اہل ہنر کا قدر داں باقی	نہیں تو سینکڑوں موتی ہیں اس دریا کے داماں میں	〃
میخور و مصحف بسوز و آتش اندر کعبہ زن	ساکن بتخانہ باش و مردم آزاری مکن	سعدی
عمرہا باید کہ تا گردوں گرداں یک شبے	عاشقے را وصل بخشد یا غریبے را وطن	لااعلم
تا کہ مشہور رہوں ہزاروں میں	ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں	〃
نسیم صبح سلامم بداں جناب رساں	نیاز ذرہ مسکیں بآفتاب رساں	〃
اعجاز بھری آنکھوں کا جلوہ دیکھوں	یا ناز بھرا قامت زیبا دیکھوں	امیر
سر تا بقدم حسن میں تو یکتا ہے	حیراں ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں	لااعلم
گلشن میں پھروں کہ سیر صحرا دیکھوں	یا معدن دشت و کوہ و صحرا دیکھوں	انیس
ہر جا تری قدرت کے ہیں لاکھوں جلوے	حیراں ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں	〃
خوش آمدی ز کجا میرسی بیا بنشیں	بیا کہ می و ہمت بردو بدہ جا بنشیں	لااعلم
نہیں ہے دنیا کا کچھ بھروسہ یہ اک طلسم اور ہے تماشا	نہ کوئی ابتک پلٹ کے آیا گئے جو سوئے عدم ہزاروں	〃
حیف انسانی تپیدن از تپ ہمسایگاں	وز سموم نجد در باغ عدن بریاں شدن	〃
خدا رکھے محبت کو کئے آباد دونوں گھر	میں انکے دل میں رہتا ہوں وہ میرے دل میں رہتے ہیں	〃
بہت کچھ کر چکے اے شیخ حرمت سنگ اسود کی	دکھائیں اب چلو شان خدا اک برہمن میں	شیدا
نقاد ہونیوالے جو دنیا میں آتے ہیں	لچھن سب ان کے پہلے ہی پہچانے جاتے ہیں	لااعلم
چوں سیاہی شد ز مو ہشیار می باید شدن	صبح چوں روشن شود بیدار می باید شدن	صائب

ز صد ہزار پسر ہم چو ماہ مصر یکے / چناں شود کہ چراغ پدر کند روشن — صائب

انقلاب دہر ظاہر ہے عیاں تغیر حال / آج جو ہے کل نہ تھا۔ جو آج ہے وہ کل نہیں — اسیر

گر تو ندہی کس نہ دہد چوں تو اماں / ور تو نہ کنی لطف رود از تن جاں — لا اعلم

ان کا ہنسنا گریہ پر درد سے کچھ کم نہیں / زخم خنداں ہیں بظاہر دیکھنے کو شاد ہیں — 〃

زمانہ اہل غفلت سے ہی لبریز / رہوں تنہا اگر ہشیار ہوں میں — مجروح

نخل بندم ولے نہ در بستاں / شاہدم من ولے نہ در کنعاں — لا اعلم

بختے نہ کہ با دوست در آویزم من / پائے نہ کہ از میاں بگریزم من — 〃

بہ بینم کہ تا کردگار جہاں / دریں آشکارا چہ دارد نہاں — 〃

یہ وہ دل کو اک جا بٹھاتا نہیں / کسی کا اُسے وصل بھاتا نہیں — حسن

توانی گر بتاب حلم کشتن خشم را در دل / گل ز آتش چو ابراہیم آساں میتواں چیدن — صائب

غریبی بر بساط دہر ہم چوں مہرۂ شطرنج / برای خانۂ تا کی جنگ با ہم سایہا کردن — 〃

ندارد حاصلی با سینہ صافاں کاوش بیجا / بناخن جبہۂ آئینہ را نتواں خراشیدن — شوکت

جہاں آں کسے راست کو در جہاں / شود آگہ از کار کار آگہاں — نظامی

گردوں لبریز نشتر باشدت از نیش خلق / لب بہ بند از شکوۂ کس شربا ہی گزیں — کلیم

بوئے خوں می آید آزار دلہائے دو نیم / رحم کن بر جان خود از ذو الفقار اندیشہ کن — صائب

نمی بیند ازیں آہن دلاں ہرگز کسی احساں / ندارد دوست ظالم ریزش جز خون مظلوماں — نظیر

امیدوار بود آدمی بخیر کساں / مرا بخیر تو امید نیست بد مرساں — سعدی

کی تواند شد ز دنیا چشم دنیا دار سیر / تشنگی زائل نگردد ہرگز از آب دہن — غنی

عیب پوش اہل دنیا نیست جز اسباب جاہ / می شود از فربہی در گوشت پنہاں استخواں — قاسم

پادشاہاں با نزاکت بار عالم می برند / بار بر عالم گذارد ہر چہ می خواہی گزیں — کلیم

بر تو دشوار است اگر یکجا وداع مال و جاں / پیشتر از رفتن جاں مال را تسلیم کن — صائب

نیشکر بعد از شکستن می شود شاخ نبات / بشکند ہر کس ترا بر یکدگر شکر فشاں — 〃

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
کذب چوں خس باشد و دل چوں دہاں	خس بگردد در دہاں ہرگز نہاں	معنوی
مار تا راست نگردد نرود در سوراخ	راست شو تا بتوانی بہ لحد گنجیدن	صائب
چو در روئے بیگانہ خندید زن	دگر مرد گو لاف مردی مزن	سعدی
تریاق و زہر ہر دو مرا در خزانہ است	آں را بدوستان دہم ایں را بدشمناں	لااعلم
ساقی لگائے رکھہ مرے منہ سے خم شراب	دریائے مے کی مچھلی ہے میری زباں نہیں	״
ہر جگہ ہر شہر میں یہ شور ہے چاروں طرف	ضعف ہے طاقت نہیں آزار ہے صحت نہیں	״
خوب ہے گر پہلے کر لو خود ہی اپنا امتحاں	ورنہ کھل جائیگا سب پر آپکا راز نہاں	״
زندگی لاچار صائب در گلو افتادہ است	شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن	صائب
فرقت میں اک صنم کی یہ تفرقہ پڑا ہے	دل ہمکو ڈھونڈھتا ہے ہم دلکو ڈھونڈھتے ہیں	لااعلم
معشوقہ نازنیں طلب کن	عناب لبش بکار تب کن	״
آیم بہ سر کوئے تو پویان پویان	عشاق صفت وصل تو جویان جویان	״
راز را با یار خود ہر چند بتوانی مگوئے	یار را یارے بود از یار را اندیشہ کن	״
گر شود لطف و کرم در شان من	جلوۂ طاعت دہد عصیان من	״
قومے متفکر اند در مذہب و دیں	جمعے متحیر اند در شک و یقیں	״
ناگاہ منادے برآمد ز زمیں	کاے بیخبراں راہ نہ آنست نہ ایں	״
ہزار آفریں بر من و دین من	کہ منعم پرستیست آئین من	״
گر تجلی خاص خواہی صورت انساں ببیں	ذات حق را آشکارا اندروں خنداں ببیں	״
جس کا چارہ ہی نہیں دنیا میں وہ لاچار نہیں	جس کو صحت سے ہو پرہیز وہ بیمار نہیں	״
لاکھہ چاہت کو چھپائے کوئی پر چھپتی نہیں	پیار کی آنکھہ اور الفت کی نظر چھپتی نہیں	״
کسلئے آئے تھے ہم کون ہیں کیا کرتے ہیں	حیف اتنا بھی یہ انسان نہ سمجھا دل میں	״
انسان کچھہ اسی دور میں پامال نہیں	سچ ہے کوئی آسودہ و خوشحال نہیں	״
چہ غم دیوار امت را کہ دارد چوں تو پشتیباں	چہ باک از موج بحر آنرا کہ دارد نوح کشتیباں	״

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
اندیشهٔ آشیان و خوف صیاد	مرغان چمن بھی فارغ البال نہیں	لااعلم
چو پیروز شد وز و تیره روان	چه غم دارد از گریهٔ کاروان	״
ہم موحد ہیں ہمارا کیش ہے ترکِ رسوم	ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہو گئیں	غالب
گر فلک کار ترا برہم زند از جا مرو	جامه را خیاط ساز و قطع بہر دوختن	لااعلم
تا تو دل دربندِ جان داری و جان دربندِ تن	کے مراد خویش یابی در کنار خویشتن	״
دست وفا در کمر عہد کن	تا نشوی عہد شکن جہد کن	״
ز شادی ببالیدم از پیرہن	چو گلہا که تازه دمد در چمن	״
از درون شو آشنا و ز برون بیگانه باش	اینچنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں	״
نیست ممکن نشود نخل زریزش افزوں	دانه در خاک بجز صد شود از افشاندن	״
عقل سالم ز مئ ناب نیاید بیرون	کشتئ کاغذی از آب نیاید بیرون	״
خیالات نادان خلوت نشین	بہم می کند عاقبت کفر و دین	״
بر کفے جام شریعت بر کفے سندان عشق	ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن	״
نه بایستے ز اوّل عہد بستن	چو در دل داشتی جانان شکستن	״
سه چیز ست آنکه پایانے ندارد	شبِ من دردِ من افسانهٔ من	״
به سفر رفت ماه پارهٔ من	گردشے ہست در ستارهٔ من	״
عمرے گذشت تا کئے در انتظار بودن	طاقت نماند ما را بے روئے یار بودن	״
شرح حال ما ز عنوان کتابت ظاہر ست	بیش از نہار اے قاصد زباندانی مکن	״
شور بلبل می دہد یادم که مستی پیشه کن	عکس گل در آب می گوید که مے در شیشه کن	״
مکن وعده اگر کردی وفا کن	طریقِ بے وفائی را رہا کن	״
بسعئ خویشتن ہرگز نگردی نیکبخت اے دل	تمامی عمر اگر بال ہما خواہی بسر بستن	کلیم
اوقات صرف دوستئ عیب جو مکن	بازشت روئے آئینه را روبرو مکن	صائب
آید از ناراستی سر رشتهٔ دولت بکف	در سواری خلق را باشد بدستِ چپ عناں	لااعلم
تواں بطاعت حق یافت روسپیدی حشر	که سجده زنگ سیاہی برد ز روئے نگیں	״

تواضع کند ہوشمند ای گزیں	نہد شاخ پر میوہ سر بر زمیں	سعدی
نامرادی در جہاں باید ز شمع آموختن	سوختن خود را و بزم دیگراں افروختن	اہلی
کفرست در طریقت ما کینہ داشتن	آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن	لاعلم
بحسن خلق دلہا را مسخر می تواں کردن	بایں عنبر دو عالم را معطر می تواں کردن	صائب
پیش دانا از تمامی علم ہا بالاترست	خویش را با دانشش بسیار ناداں ساختن	لاعلم
نفس را مگزار پا از حد خود بیروں نہد	می شود گم طفل چوں از خانہ می آید بروں	״
چوں سیاہی شد ز موہشیاری می باید شدن	صبح چوں روشن شود بیدار می باید شدن	״
نیست مفلس را ز قرب اغنیا جز پیچ و تاب	رشتہ از گوہر ندارد بہرہ جز لاغر شدن	״
بہ سبب رغبتی شہوت انگیختن	برغبت بود خون خود ریختن	سعدی
بہ پیری گر نمی خواہی کہ محتاج عصا گردی	ز پا افتادگاں را در جوانی دستگیری کن	راسخ
بیکدل کے تواں اندیشۂ دنیا و دیں کردن	کہ نتواں ہر دو دست خویش را در آستیں کردن	شیدا
طفل رو رو کے یہ کہتے ہیں زبان حال سے	جو عدم میں چین تھا وہ دامان مادر میں نہیں	لاعلم
غنیمت شمر صحبت دوستاں	کہ گل چند روز است در بوستاں	״
منہمک رہتے ہیں انساں رات دن تدبیر میں	پھر بھی ہوتا ہے وہی لکھا ہی جو تقدیر میں	״
کفن کیسا تھا صیاد اجل پھرتا ہی گلشن میں	نہ شاخ گل پہ چھوڑیگا نہ چھوڑیگا نشیمن میں	״
نہیں خوف خزاں کب تک بہار زندگانی میں	کہاں تک شمع ہستی کی جلے گی بزم فانی میں	״
رام جھروکے بیٹھ کے سب کا مجرا لیں	جاکی جیسی چاکری تاکو تیسا دیں	״
وہی اک ریسماں ہی جسکو ہم تم تار کہتے ہیں	کبھی تسبیح کہتے ہیں کبھی زنار کہتے ہیں	״
بشنو ز جنون عشق بازاں	خونیں نفسان جگر گدازاں	״
کباب سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں	جو جل اٹھتا ہے یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں	״
عجب انداز تم نے سادگی کے یہ نکالے ہیں	فقط تنکے ہیں کانوں میں نہ بندے ہیں نہ بالے ہیں	״
عقلمندوں کی ہو دنیا میں بہت عزت و شاں	عقلمندوں کو نہ دیکھا کہ ہو رسوائے جہاں	ہنر
ہنسنا کمال عیب ہی انساں کی ذات میں	وہ بیوقوف ہے جو ہنسے بات بات میں	״

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
گھر اجڑ جائے جو کینہ ہو سر مو دل میں	بغض رکھیں نہ مسلمان نہ ہندو دل میں	یکتا
نہ صد ہزار پسر ہمچو ماہ مصر یکے	چناں شود کہ چراغ پدر کند روشن	لا اعلم
دیا دھرم کا مول ہے پاپ مول ابھمان	تلسی دیا نہ چھانڈئے جب لگ گھٹ میں پران	،،
صاف دل کی جیت ہوتی ہے سدا اسنسار میں	اور کبھی گھاٹا نہیں ہے دھرم کے بیوہار میں	،،
کرم کی کھیتی کو بو کر کس نے پھل کھائے نہیں	کون ہے اعمال جس کے سامنے آئے نہیں	،،
سزا انسان کو ملتی ہے بدکاری کی دنیا میں	نہ سمجھے یہ کوئی پائیگا وہ پھل جا کے عقبیٰ میں	،،
جوش و خروش ساتھ جوانی کے چل دیئے	وہ موسم بہار وہ دیوانہ پن کہاں	،،
بد اندیش را لفظ شیریں مبیں	کہ ممکن بود زہر در انگبین	،،
یہ چھیڑ چھاڑ نہیں ہم سے بزم میں اچھی	لحاظ شرط ہے اپنے پرائے بیٹھے ہیں	،،
تو جلدی سے آؤ نہ میرے مسیحا	کوئی دم میں راہ عدم دیکھتے ہیں	،،
نمود و بود کو عاقل حباب سمجھے ہیں	جو جاگتے ہیں وہ دنیا کو خواب سمجھے ہیں	،،
بازی عشق جز اندوہ و غم و رنج نہیں	کھیل ہے ہر کوئی جس کو یہ وہ شطرنج نہیں	،،
خدا جانے یہ آرائش کریگی قتل کس کس کو	طلب ہوتا ہے شانہ آئینہ کو یاد کرتے ہیں	،،
رکاؤ اچھا نہیں طبع کی روانی میں	کہ بو فساد کی آتی ہے بند پانی میں	،،
عرق را دانہ یاقوت احمر ساخت رخسارش	بیا اے جوہری حسن مرصع را تماشا کن	،،
الٰہی ایک دل کس کس کو دوں میں	ہزاروں بت ہیں یاں ہندوستاں میں	،،
ہمارے ان کے بھلا شکوہ و شکایت کیا	خدانخواستہ آپس میں کیوں ملال کریں	،،
خدا رکھے محبت کو کئے آباد دونوں گھر	میں ان کے دل میں رہتا ہوں وہ میرے دل میں رہتے ہیں	،،
خیال چشم میگوں میں قدم مستانہ رکھتے ہیں	وہ دیوانے ہیں اپنا نام جو دیوانہ رکھتے ہیں	،،
شرابیوں کو بھلا عمرو زید سے مطلب	ہماری بزم میں ہو حق ہی قیل و قال نہیں	،،
کس جگہ ڈھونڈھئے اسے غیرت خورشید تجھے	تو تو رہتا ہے سدا صبح کہیں شام کہیں	،،
جس طرف جاتا ہوں تقدیر یہی کہتی ہے	آرزو کیا لئے آتا ہے ادھر کچھ بھی نہیں	،،

عیش کر دنیا کی غافل زندگانی پھر کہاں	زندگی گر کچھ رہے تو نوجوانی پھر کہاں	لا اعلم
عشق کا حال بیسوا جانے	ہم بہو بیٹیاں یہ کیا جانیں	"
صبح ست ساقیا قدحے پر شراب کن	دور فلک درنگ ندارد شتاب کن	"
طالب نظارہ ام پردہ برافگن ز رخ	پیش صف راستاں شعبدہ بازی مکن	"
آپ تو غیروں سے بھی کر لیتے ہیں مطلب کی بات	ہم کہا چاہیں تو اپنا مدعا کس سے کہیں	"
نعمت کو دو عالم کی وہ کیا مال سمجھتے	جو اس لب شیریں کا مزہ پائے ہوئے ہیں	"
اوس سے بشر ڈرے جسے خوف خدا نہیں	جلدی نکل چلو یہ ٹھہرنے کی جا نہیں	"
مثل پروانہ نہیں کچھ بھی زر و مال اپنے پاس	ہم فقط تجھ پہ فدا کرنے کو جاں رکھتے ہیں	"
نیارم گو ہر شکر تو سفتن	سر موئے ز احسان تو گفتن	"
کفر و دیں ہر دو بر رہش پویاں	وحدہ لا شریک لہ گویاں	"
جیب درست لائق لطف و کرم نہیں	ناصح کی دوستی بھی عداوت سے کم نہیں	"
تمہارے گیسوؤں کے ڈھنگ دنیا سے نرالے ہیں	پریشاں ہوں تو سنبل ہیں جو بل کھائیں تو کالے ہیں	"
صورت کاغذ تصویر ہے دنیا کا جمال	کہ ادھر صورت زیبا ہے ادھر کچھ بھی نہیں	"
آخر ہی جذب الفت میں تو کھنچکر آ ہی جائینگے	نہیں پروا نہیں ہم سے اگر وہ تن کے بیٹھے ہیں	"
شرر و برق نہیں شعلہ و سیماب نہیں	کس لئے پھر یہ ٹھہرتا دل بیتاب نہیں	"
آنکھوں پہ اختیار رہے اچھا نہ روئینگے	کچھ آپ میرے دلکو بھی سمجھائے جاتے ہیں	"
یار آرام میں ہے وصل کی شب آخر ہے	متحیر ہوں کہ بیدار کروں یا نہ کروں	"
ہم اپنے نالۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہیں	وہ دیکھیں بزم میں پہلے کدھر کو دیکھتے ہیں	"
دلمیں پوشیدہ تپ عشق بتاں رکھتے ہیں	آگ ہم سنگ کے مانند نہاں رکھتے ہیں	"
برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن	جوانی کی راتیں مرادوں کے دن	"
مصیبت حد سے جب گذری تو ظاہر ہو نہیں سکتی	بہت غم میں بہت کم آنکھ سے آنسو نکلتے ہیں	"
دل ہی تو ہے نہ آئے کیوں دم ہی تو ہے نہ جائے کیوں	ہمکو خدا جو صبر دے تم سا حسیں بنائے کیوں	"
کار ہر کس نیست صائب سینہ بر خنجر زدن	از دو صد عاشق یکے کس پاک می آید بروں	صائب

مزار شہیداں پہ قاتل یہ بولا	یہ سب گھر ہمارے بنائے ہوئے ہیں	لااعلم
قسم شاخ نبات ست ترا اے حافظ	فال ما راست بگو تا شوم با توفیق	حافظ
شراب ناب کتس و رُوئے مہ جبیناں ہیں	خلاف مذہب آناں جمال ابناں بیں	لااعلم
صراحی بھی ہی گل بھی لالہ و گل بھی ہی مطرب بھی	الہٰی وہ بھی آ جائیں جنہیں ہم یاد کرتے ہیں	"
ہر چند چاہتا ہوں نہ بولوں میں یار سے	قابو میں اپنے دل کو نہ پاؤں تو کیا کروں	"
رفعت کبھی کسی کی گوارا یہاں نہیں	جس سرزمیں کے ہم ہیں وہاں آسماں نہیں	"
یا خدا اس شب فرقت کی سحر ہے کہ نہیں	ہیں نے دل جس کو دیا اوس پہ اثر ہے کہ نہیں	"
بے بہا ندرکو ہم لعل و گہر دیتے ہیں	دیکھیں کیا ہم کو یہ ارباب نظر دیتے ہیں	"
ہم ایسے ہو گئے اللہ اکبر اے تری قدرت	ہمارا نام سنکر ہاتھ وہ کانوں پہ دھرتے ہیں	"
گو پیر ہوں پہ شوق جوانی نہیں گیا	دل تو جوان ہے گو کہ میں ظاہر میں پیر ہوں	"
اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ انہیں کچھ نہ کہو	عقل کی بات کو جو کفر و خطا کہتے ہیں	"
انہیں کچھ رحم بھی آتا ہی یارب وقت خونریزی	چھری جب حلق عاجز پہ رواں جلاد کرتے ہیں	"
لامکاں میں بھی تو کچھ جلوہ نظر آتا ہے	بے کسی ہم تو ادھر ہیں کہ جدھر کچھ بھی نہیں	"
تو عزم جناں کردی و رفتی ز برمن	بستی کمر خویش و شکستی کمر من	"
دل تو کہاں وہ مہوش نامہرباں کہاں	ناداں ہی زمیں کہاں آسماں کہاں	"
سنگ کعبہ بھی ہے بھاری پتھر	جو سکے چھوڑ دیا کرتے ہیں	"
فلک بگریہ در آمد ز اشکباری من	زمیں بہ لرزہ در آمد ز بیقراری من	"
کون سنتا ہے تری جوش جنوں میں ناصح	خضر بھی آئیں تو ہم راہ بتا دیتے ہیں	"
ز جوش آتش غم شعلہ افشاں شد چراغ من	خدایا بر دلم رحمے کہ خوں گردید داغ من	"
گو نہیں پوچھتے ہم سے وہ مزاج	ہم تو کہتے ہیں دعا کرتے ہیں	"
دستیکہ بر نگیرد از پا فتادہ را	چوں آستین خالی ست بیکار تا بگردن	"
بہار آئی الہٰی وہی سماں پھر ہو	پھر ایک جا گل و بلبل کو باغباں دیکھیں	"
ملنا ترا اگر نہیں آساں تو سہل ہے	دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں	"

ہوا ہے ابر ہے ساقی ہی عالم ہے گلستان پر	الٰہی وہ بھی آجائیں جنہیں ہم یاد کرتے ہیں	لااعلم
بُرا نہ مانیئے ہم عرض حال کرتے ہیں	فقیر لوگ سخی سے سوال کرتے ہیں	"
بے چین جس کے ہجر میں رہتے ہیں رات دن	اون کو ہمارے حال سے مطلق خبر نہیں	"
ہر کہ تیغ ستم کشد بیروں	فلکش ہم بداں بریزد خوں	"
در جگرداری وسربازی شمار ا مثل نیست	بر چنیں مردان یکدل آفریں باد آفریں	"
نیک و بد کی کیا تجھے اٹکل نہیں	راہ سے بے راہ ہرگز چل نہیں	"
بادشہ در عشق می گردد غلام	حال محمود و زلیخا یاد کن	"
کوئی سنتا ہی نہیں میں دادخواہی کیا کروں	کس کے آگے جاکے سر پھوڑوں الٰہی کیا کروں	"
گر دل لگی نہیں تو جنت بھی خاک ہے	پڑ رہنے کو تو گوشہ تربت بھی کم نہیں	"
پتلیاں بھی تو دم نزع پھری جاتی ہیں	وقت پڑتا ہے تو سب آنکھ چُرا جاتے ہیں	"
بھولے اللہ کو تقصیر اسے کہتے ہیں	بت پہ اب مرتے ہیں تقدیر اسے کہتی ہیں	"
اپنا تو یہ خیال ہے سچ پوچھئے اگر	کس کام کا وہ دل جو نہ ہو اختیار میں	"
نہیں روزن جو قصر یار میں پروا نہیں اسکی	نگاہ شوق رخنہ کرتی ہے دیوار آہن میں	"
تھم تھم کے درد اٹھتا ہے پہلو میں کس قدر	یارب یہ کیسا درد ہے جس کی دوا نہیں	"
دوست دشمن سبکے سب ہیں رفیقی مثل نسیم	گل تو کیا کانٹا بھی اک دن اس گلستاں میں نہیں	"
زمانہ عاشق و معشوق سے نہیں خالی	گلوں کا قحط نہیں بلبلوں کا کال نہیں	"
کیا کریں صبر کہ اب صبر کا یارا ہی نہیں	صبر قسمت میں تو خالق نے اتارا ہی نہیں	"
کہتے ہیں درد دل تو ہی ہم اس میں کیا کریں	بیمار ہیں جو آپ تو اپنی دوا کریں	"
کار معشوقاں نمک بر زخم پنہاں ریختن	کار عاشق خون خود بر پائے جاناں ریختن	"
تم کو جو ہے یہ دھیان کہ ہم انتخاب ہیں	ہمکو بھی ہے خیال کہ ہم لاجواب ہیں	"
یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں	واں ایک خامشی مرے سب کے جواب میں	"
تبلاؤ تو علاج تپ غم کا کیا کریں	نالہ کریں کہ آہ کریں یا بکا کریں	"
مدت ہوئی اثر کا الٰہی پتا نہیں	کیا قابل قبول ہماری دعا نہیں	"

یار تک بار کہاں پاتے ہیں	راستہ تاپ کے پھر آتے ہیں	لا اعلم
نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہوں	میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہوں	״
می بردرہ بجمال آدم خاکی زسفر	می شود کاسہ گل ساختہ از گردیدن	״
موئے از سر چوں جدا افتد نمی گردد سفید	عیش و عشرت مرورا پیوستہ میدارد جواں	״
نالہ را ہر چند می خواہم کہ پنہاں برکشم	دل ہمی گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن	״
مقصود کوئے دوست ہے دیر و حرم نہیں	وہ رہ چلا ہوں جس میں نشان قدم نہیں	״
آئے تو گالیاں دیں چلے تو خفا سے چلے	کیا کیا مزے حضور کی ہیں بول چال میں	״
داغ دے جاتے ہیں جب آتے ہیں	یہ شگوفہ وہ نیا لاتے ہیں	״
نام نہ پوچھو مرا گمنام ہوں	کام نہ پوچھو مرا ناکام ہوں	״
کبھی شیون میں ہنس دیا کبھی ہنسنے میں نالے ہیں	مری فریاد کرنیکے طریقے بھی نرالے ہیں	״
در دیانت کوش تا دنیا و دیں گیرد فروغ	بے دیانت را نہ دنیا برمراد است و نہ دیں	״
یا الٰہی حلال ہوں واعظ	دختِ رز کو حرام کرتے ہیں	״
ایک دن مرنا ہے تو مر جاؤں نہ کیوں	موت آ جائے میں گھبراتا نہیں	״
اشتیاقے کہ بدیدار تو دارد دلِ من	دل من داند و من دانم و داند دلِ من	״
ہم سے کھل جاؤ بوقت مے پرستی ایک دن	ورنہ ہم چھیڑینگے رکھکر عذر مستی ایک دن	״
نہ رہے حسن پرستی کا مزا آنکھوں میں	ماہرو داغ نظر آئیں سدا آنکھوں میں	״
داستان قیس نہ کہو قصہ وامق سنو	ان حسینان جہاں کی دوستی اچھی نہیں	״
جتنے معشوق ہیں سب اپنی غرض کے گوہر	میٹھی باتوں سے یہ عاشق کو لبھا لیتے ہیں	״
ہم نے سبھی کو دیکھ لیا اس جہاں میں آہ	مطلب کا ہے زمانہ کوئی آشنا نہیں	״
آپ اپنے عیب سے ہوتا نہیں واقف کوئی	جیسے بو اپنے دہن کی آتی ہے کم ناک میں	״
قلم کو کیسے اٹھاؤں مجھے مجال نہیں	سنا جو آپ کی حالت تو مجھ میں حال نہیں	״
شہ چو بعزم درست پائے کند در رکاب	دل شکند خصم را و ز کفش افتد عناں	״
آج کیا ہے کہ گلستاں میں ہے اک تازہ بہار	نظر آتے ہیں نئے رنگ نرالے ساماں	״

بر دوستی و دشمنیٔ اہل جہاں	دیدیم کہ نیست اعتماد سے چنداں	لا اعلم
خوش آمدی ز کجا میرسی بیا بنشیں	بیا کہ میدہمت بردو دیدہ جا بنشیں	؍؍
کبھی فلک کو پڑا دل جلوں سے کام نہیں	اگر نہ آگ لگا دوں تو داغ نام نہیں	داغ
قدم رکھنا سنبھل کر محفل رنداں میں اے واعظ	یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں	لا اعلم
نہیں یکساں بتان خوبرو کا ظاہر و باطن	ملائم دیکھنے میں ہیں مگر پتھر سے نکلتے ہیں	؍؍
آپ کی چال چل گئی ہم پر	صید سے سادے تھے آ گئے دم میں	؍؍
بجز ذلت نہیں کچھ خاک اظہار محبت میں	بہاتے ہیں جو آنسو آبرو برباد کرتے ہیں	؍؍
لشکر اندوہ کے نرغہ میں ہے تنہا یہ دل	فوج غم پر مرد غازی کو ظفر ملتی نہیں	ظفر
مشو غماز کس نزدیک شاہاں	بترس آخر ز آہ بے گناہاں	لا اعلم
کیونکر نہ ہنسیں سنکر حال دل عاشق کو	کمسن ہیں وہ کیا جانیں ارمان کسے کہتے ہیں	؍؍
داغ حرماں - درد دل - زخم جگر - گرد ملال	کاتب تقدیر نے کیا کیا لکھا تقدیر میں	؍؍
جو مری تقدیر میں لکھا ہے وہ پیش آئیگا	زور کچھ تدبیر کا قسمت سے چل سکتا نہیں	؍؍
ز بد اصل چشم بہی داشتن	بشورہ زمیں تخم بر کاشتن	؍؍
لگا دیں کیوں نہ ایسی جنس پر ہم جان شیریں کو	نمک بھاتا ہے سانولی صورت پہ مرتے ہیں	؍؍
ہے یہ وہ درد کہ جس درد کا چارہ ہی نہیں	واں لڑی آنکھ جہاں اپنا گذارہ ہی نہیں	؍؍
ایک جا رہتے نہیں عاشق بدنام کہیں	دن کہیں رات کہیں صبح کہیں شام کہیں	؍؍
غیروں کو بوسے دیتے ہیں کس کس مزے سے وہ	ہم ہیں کہ انکی بزم سے اٹھوائے جاتے ہیں	؍؍
تم خفا ہم سے ہو ہم تم سے نہیں آزردہ	ہم سے ہے رنج تمہیں تم سے ہمیں رنج نہیں	؍؍
فکر کونین کی رہتی نہیں میخواروں میں	غم غلط ہو گیا جب بیٹھ گئے یاروں میں	؍؍
تری باتیں جو لے رشک چمن یاد آگئیں مجھ کو	بہت رویا سنکر چہچہے بلبل کے گلشن میں	؍؍
قدم رکھ دیکھ کر بحر محبت میں ذرا اے دل	خطر ہے ڈوب جانیکا بھی دریا کے نہانے میں	؍؍
مرغان سحر چہک رہے ہیں	گلہائے چمن مہک رہے ہیں	؍؍
ٹال جاتے ہیں جو بوسہ مانگو	بات مطلب کی چبا جاتے ہیں	؍؍

جہد کن و با مردم دانا بنشیں	یا با صنمے لطیف و رعنا بنشیں	لااعلم
قیامت ہی کسی کا پیار کرنا اس زمانے میں	قضا کا سامنا رکھا ہوا ہی دل لگانے میں	"
دل ستم زدہ و پیاس و حسرت و حرماں	انہیں نصیب ہی دو تین چار پہلو میں	انیس
ایسا ان ٹھکانے نہیں دنیا کی ہوس میں	اسوقت میں ایسے بھی تو انسان بہت ہیں	لااعلم
مرے حال پر رحم کرتا نہیں	خدا سے بھی اے بت تو ڈرتا نہیں	"
وصف کس شاہد رعنا کی ہے بازاروں میں	نام لکھواتے ہیں یوسف بھی خریداروں میں	"
عطر مٹی کا لگانا چاہیے پوشاک میں	خاک سے رغبت رہے ملنا ہی آخر خاک میں	"
قیامت کی خلش آفت کی کاوش قہر کی سوزش	تری حسرت مرے دلمیں ہے یا کانٹا ہی چھپا سینے میں	"
جوش ہمان شوق دل ہماں	عشق ہماں قصہ مشکل ہماں	"
سراسر خلایق چہ مرد و چہ زن	ہمہ طالب مطلب خویشتن	"
یہی انتظار کشش ہے آنکھیں ہیں رہ گذر پر	آجا نظر کہ کب تک میں راہ تیری دیکھوں	"
کسکو ملتی ہے یہ دولت کیا کہوں	کچھ عجب شے ہے محبت کیا کہوں	"
ز رحم بر پلنگ تیز دنداں	ستمگاری بود بر گوسفنداں	"
دکھلائے زمانہ مجھ کو گردش	میں اوس کا تماشا دیکھتا ہوں -	"
بنیاد نہادہ چو مرداں	آں را بکرم تمام گرداں	"
رفیق حال برے وقت میں نہیں کوئی	شریک جنگ میں شمشیر کا نیام نہیں	"
آپکے عشق میں جو مجھ کو نہ کرنا تھا کیا	دیکھیے آپ مرے واسطے کیا کرتے ہیں	"
یہ درمیان جو مہینوں بگاڑ رہتا ہے	وہی شر پر نہیں کچھ شر پر ہم بھی ہیں	"
صحبت صافی دلاں سے ہوں مکدر تیرہ دل	زنگ سے آلودہ ہوجاتا ہے آہن آب میں	"
پوچھو نہ کچھ خرابہ نشینوں کا حال زار	ہم خاک میں ملائے ہوئے آسماں کے ہیں	"
بے یار روز عید شب غم سے کم نہیں	جام شراب دیدہ پرنم سے کم نہیں	"

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا	لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں	لااعلم
عاشق کی چشم تر کی بدولت رواں ہے بلق	جمنا کہیں ہے گنگ کہیں نربدا کہیں	״
زرنداری مرد عاقل زن مکن	چنبر ادبار در گردن مکن	״
یہی طالب شہرت و نام لاکھوں	بناتے ہیں جمہور کے کام لاکھوں	״
بعد ازیں در عوض اشک دل آید بیروں	آب چوں کم شود از دجلہ گل آید بیروں	״
عصمت کو اک حجاب ہے ہندوستان میں	بٹہ لگاؤ پردہ دری سے نہ شان میں	״
اے نفس پلید آدمی بن	کتے میں ولی کی خصلتیں ہیں	״
واہ کیا جوبن پہ ہے حسن عروسان چمن	ناز کرتی پھرتی ہے باد بہاری اندنوں	״
بود بے وفائی سرشت زناں	میاموز کردار زشت زناں	״
اے ذوق کس کو چشم حقارت سے دیکھئے	سب ہم سے ہیں زیادہ کوئی ہم سے کم نہیں	ذوق
مرتا ہوں جس کے ہجر میں اسکو خبر نہیں	یارب ہماری آہ میں کچھ بھی اثر نہیں	لااعلم
آگے عشاق پہ ہم ہنستے تھے	اب تو ہم پر وہ ہنسا کرتے ہیں	״
دل دیکے تم کو جان کا دشمن بنائے کون	بیٹھے بٹھائے مفت کے صدمے اٹھائے کون	״
مشو ایمن از حیلۂ دشمناں	بیندیش و برتاب زاں سو عناں	״
منہ سے جو کچھ کہا ہے دم کے ساتھ	بات پر وضعدار مرتے ہیں	״
اگر من ناجوانمردم بہ تدبیر	تو بر من چوں جوانمرداں گذر کن	״
مے پینے سے ہوتا ہی فراموش غم دہر	خضر رہ آرام ہے یہ جام نہیں	״
یارب ایں آرزوے من چہ خوش است	تو بدیں آرزو مرا برساں	״
تردامنی پہ شیخ ہمارے نہ جائیو	دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں	״
غم و الم میں اگرچہ بہت گزارے دن	خدا کے فضل سے آخر پھرے ہمارے دن	״
جہاں میں ہوں غم و شادی بہم ہمیں کیا کام	دیا ہے ہم کو خدا نے وہ دل کہ شاد نہیں	״
بقا کا ذرا بھی امکان نہیں دار فنا میں	گھر بھول گئے چار گھڑی رہ کے سرا میں	״
حسینوں سے نہ الجھو دل ہمارے بھولے بھالے ہیں	نہیں ڈسنے سے رکنے کے ستمگر ناگ کالے ہیں	״

بے وفا تیری کچھ نہیں تقصیر	مجھ کو میری وفا ہی راس نہیں	لااعلم
نہ انکی شکایت نہ قسمت کا شکوہ	ہم اپنے کیئے کی سزا پا رہے ہیں	"
روزے بجہاں گزشت و روزے بچنیں	اکنوں کہ نگہ کنی نہ آں ست و نہ ایں	"
ز دوستان سخنداں شنیدہ ام پندے	کہ بر ملائمت دشمن اعتماد مکن	"
تا کہ احمق باقیست اندر جہاں	مرد دانا کے شود محتاج ناں	"
تن آسانی کہاں تقدیر میں ہم دل گرفتوں کی	خدا پر خوب روشن ہے کہ جس مشکل میں رہتی ہیں	"
معنی کی فکر چاہئے صورت سے کیا حصول	کیا فائدہ ہے موج اگر ہے شراب میں	"
رنج کیا اہل زمانہ پہ گذرتے ہوں گے	جب نکلجاتی ہے آغوش سے دھر مخروں	"
تریاق و زہر ہر دو مرا در خزانہ ہست	آنرا بدوستاں دہم ایں را بدشمناں	"
بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن میں	گریباں پھاڑ کے جا بیٹھئے صحرا کے دامن میں	"
دل سے بھی بڑھ کے راز محبت چھپاؤں میں	مر جاؤں گھٹ کے نالہ زباں پر نہ لاؤں میں	"
ہم نچھے جاتے ہیں تواضع میں	کبھی مہماں اگر وہ آتے ہیں	"
لپٹ جاؤ سینہ سے لے میری جاں	تڑپتا بہت ہے دل ناتواں	"
دل اب چاٹ ہی کچھ ہم سے ہو نہیں سکتا	نہ کام کرتے ہیں کوئی نہ کام لیتے ہیں	"
شب ہجراں الٰہی آج بھی کیا طے نہیں ہوگی	اندھیرا جھک گیا وقت نماز صبح محشر میں	"
نام لیتے نہیں ان کا کہ نہ سن لے کوئی	دل ہی دل میں انہیں ہم یاد کیا کرتے ہیں	"
اب تاب ضبط کی نہیں یہ بیقرار ہیں	ہم چھپنے سے دختر رز پر نثار ہیں	"
ہے مشکل تنہا چنا کچھ پہاڑ پھوڑنے کا نہیں	فوج لڑتی ہے مگر حوصلہ سردار میں	"
نعمت کو دو عالم کی وہ کیا مال سمجھتے	جو اس لب شیریں کا مزہ پائے ہوئے ہیں	"
شیوۂ مرداں نباشد عشق پنہاں ساختن	کمتر از پروانہ نتواں بود در جاں باختن	"
تنگ آتا ہوں نہایت خاطر مشتاق سے	ہر گھڑی کہتی تھی چل - ہر وقت سمجھاتی تھی ہاں	"
اجازت دو ہمیں آہ و فغاں کی	نہ رکھو حسرت نالہ کشی میرا	"
ہر کہ چیزے دوست دارد باشد اندر فکر آں	تشنہ در سودائے آب و گرسنہ در فکر ناں	"

انہوں کو چھوڑ دینے کی پروا ذرا نہیں ۔ اون سے بشر ڈرے جنہیں خوف خدا نہیں ۔ لاعلم

نہیں عمل خزاں جسمیں گلستاں اسکو کہتے ہیں ۔ پری گلگشت کرتی ہو پرستاں اس کو کہتے ہیں ۔ "

شمع مغرور نہ ہو اپنی خود آرائی پر ۔ رات بھر کی یہ تجلی ہے سحر کچھ بھی نہیں ۔ "

چیست دنیا از خدا غافل بدن ۔ نے لباس و نقرہ و فرزند و زن ۔ "

شرط اول در طریق عاشقی دانی کہ چیست ۔ ترک کردن ہر دو عالم را و پشت پا زدن ۔ "

زندگانی کا مزہ عشق میں کھو بیٹھے ہیں ۔ اپنی کشتی اسی دریا میں ڈبو بیٹھے ہیں ۔ "

کوئی ستے اولاد سی دنیا میں بڑھکر ہے نہیں ۔ کیسا ہی ہو مال پران سی وہ بہتر ہے نہیں ۔ "

کیوں آسیائے چرخ ہی رسم دور ہے ۔ نادان کو اوج موج ہو دانا پسا کریں ۔ "

پھر باغ دہر میں برگ خزاں ہوتا نہیں ۔ پیر ہو کر پھر بشر کوئی جواں ہوتا نہیں ۔ "

[illegible] نیک بندوں کے زمیں پانی پہ قائم ہی ۔ قرار کشتیٔ دنیا کے لنگر ایسے ہوتے ہیں ۔ "

سفر ملک عدم کلبیشی ہی اس نوجوانی میں ۔ گھڑی بھر زندگی دشوار ہے دنیائے فانی میں ۔ "

ہر نفس را انفاس عمر تست گوہر یست ۔ گوہر انفاس را ضائع مکن ۔ "

محنت ہی کے پھل ہیں یہاں ہر دامن ہیں ۔ محنت ہی کی برکتیں ہیں ہر خرمن میں ۔ "

جاتا ہوں ترے در سے کہ توقیر نہیں ۔ کچھ اس کے سوا اب مری تدبیر نہیں ۔ "

در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہیں ۔ رخصت اے اہل وطن ہم تو سفر کرتے ہیں ۔ "

دوستی اور کسی غرض کے لئے ۔ وہ تجارت ہے دوستی ہی نہیں ۔ "

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں ۔ تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں ۔ "

نیکیوں کو آسماں نابود کر سکتا نہیں ۔ جسم مر سکتا ہے نام نیک مر سکتا نہیں ۔ "

نصائح پیرو انا صیقل آئینۂ دل ہیں ۔ مقاصد اور مطالب دین و دنیا اس سے حاصل ہیں ۔ "

کسی کے خوف سے جی کھول کر رویا نہیں جاتا
کہ جو آنسو ٹپکتا ہے چھپا لیتا ہوں دامن میں ۔ "

یہ انتہائے محبت ہے آج کل اے ناز
شباب و حسن ہے جب تک تو چاہ کرتے ہیں ۔ ناز

کب تک سوال وصل پہ ہوگی نہیں نہیں	اب نیزی نہیں ہی نہیں یا ہمیں نہیں	لاعلم
ہزار آفریں بر من و دین من	کہ منعم پرست ست آئین من	〃
چرا یک لقمہ می باید چشیدن	و زاں پس ایں ہمہ خواری کشیدن	〃
بر قفا کم کن بہانہ اے جواں	جرم خود را چوں نہی بر دیگراں	〃
بہ شمشیرے تواں جانے ربودن	بفکرے شاید اقلیمے کشودن	〃
بخیل اور مسرفت ہیں محروم دونوں	کہ دولت کو کرتے ہیں معدوم دونوں	〃
منعم کے شکر میں بھی ہلائیں کبھی کبھی	تنہا برائے ذلت دنیا زباں نہیں	〃
تا تو دل در بند جاں داری و جاں در بند تن	کے مراد خویش یابی در کنار خویشتن	〃
کیا قتل ایک عالم کو لیکن وائے بیدردی	نہ دیکھا مڑکے تونے کس طرح بسمل تڑپتے ہیں	〃
چلے دنیا سے ہم پئے عقبیٰ	کوچ پھر مقام کرتے ہیں	〃
ظلم و ستم کا گرم ہے بازار اندنوں	پیغام مرگ لائے ہیں آزار اندنوں	〃
ان گرمیوں سے نار جہنم بھی سرد ہے	جو سوز شبیں اٹھائی ہیں ہجران یار میں	〃
گھبرا دیا ہے درد جدائی نے اس قدر	آتا نہیں سمجھ میں کدھر جاؤں کیا کروں	〃
مجھے ترک الفت گوارا نہیں	مگر کیا کروں کوئی چارا نہیں	〃
نہ اہل زر سے ملونگا وہ خاکسار ہوں میں	کرونگا میل نہ ذروں سے وہ غبار ہوں میں	〃
اے مصحفی میں روؤں کیا پہلی صحبتوں کو	بن بن کے کھیل ایسے لاکھوں بگڑ گئے ہیں	مصحفی
کوچۂ جاناں سے جاتے ہیں پر جا سکتے نہیں	گو اٹھاتے ہیں قدم پر دل اٹھا سکتے نہیں	لاعلم
طبیعت اپنی جب سے آگئی تہذیب لندن پر	کھڑے ہو کر ہم اپنی وضع پر پیشاب کرتے ہیں	〃
نہیں ہے عشق میں کچھ لطف اس زمانے میں	تمام عمر گزر جاتی ہے بہانے میں	〃
یونہی گزری ہے اور گزریگی یہ عمر	خوشی میں رنج میں غم میں خوشی میں	〃
ہر کجا بے زحمتے آش ست و ناں	مغتنم داری برادر آں مکاں	〃
کس مصیبت سے بسر ہم شب غم کرتے ہیں	رات بھر ہائے صنم ہائے صنم کرتے ہیں	〃

چڑھنا تھا آسان کوہ عشق پر	اب اتارا اس کا اے دل کیا کریں	لا اعلم
آرام سے نہیں ہی جو پھیرے خدا سے منہ	دیکھو ہے مرغ قبلہ نما اضطراب میں	″
ناصح زبان طعن کو اب بند کر ذرا	میں کیا کروں کہ دل ہی نہیں اختیار میں	″
چھوڑ دے عشق حسینان جہاں اے غافل	عشق اللہ کا ہو عشق بشر کچھ بھی نہیں	″
ہے عدو مغموم میں خوشنود ہوں	شکر ہے حاسد نہیں محسود ہوں	″
بناوٹ بھی اک فن ہی جو جانتا ہو	تری سادگی کچھ نہیں جانتے ہیں	″
مرا نشاں تو زمانہ مٹائے دیتا ہے	جہاں میں دیکھئے رہتا ہے نام بھی کہ نہیں	″
رو شیوۂ رہروی ز شیطاں آموز	یک قبلہ بگیر و سجدہ بر غیر مکن	″
کہاں جائیں تمہارے در سے اٹھ کر	ہمارا کون ہے کون و مکاں میں	″
اسرار ازل را نہ تو دانی و نہ من	ایں حرف معما نہ تو خوانی و نہ من	″
ہر پھیر کے دائرہ ہی میں رکھتا ہوں میں قدم	آئی کہاں سے گردش پرکار پاؤں میں	″
صاف قلقل سے صدا آتی ہے آمیں آمیں	اپنے ساقی کو جو ہم رند دعا دیتے ہیں	″
مر گئے ہم نجات کے غم میں	ایسی جنت گئی جہنم میں	″
لگ جا گلے سے تاب اب اے نازنیں نہیں	ہے ہے خدا کے واسطے مت کر نہیں نہیں	″
دل کی کدورتیں اگر انساں سے دور ہوں	سارے نفاق گبر و مسلماں سے دور ہوں	″
آس کہتے ہیں جسے آس نہیں پاس نہیں	یاس پر کسی حالت میں مجھے یاس نہیں	″
تاب بالا رہے اس بات پہ ہم مرتے ہیں	موت بھی سامنے آ جائے تو کب ڈرتے ہیں	″

ہر جگہ ہر شہر میں یہ شور ہے چاروں طرف
ضعف سے ہے طاقت نہیں آزار ہے صحت نہیں ″

دل و جگر خون ہو چکے ہیں حواس و ہوش اپنے جا چکے ہیں
وہی محبت کا حوصلہ ہی ہزار صدمے اٹھا چکے ہیں ″

کئے وعدے وفا کس نے یہ دھوکے ہیں یہ گھاتیں ہیں
جو تم کہتے ہو وہ کرتے نہیں باتیں ہی باتیں ہیں ″

مصرع	مصرع	شاعر
نگاہ یار کیا بدلی جہاں بدلا ہوا بدلی	وہ دشمن جان کے ہیں تھے جو آگے جان نثاروں میں	لاعلم
شاید کہ راہ نکلے کوئی دید یار کی	چل کر در رقیب پہ بستر جماؤں میں	"
کشور عشق میں جو لوگ قدم رکھتے ہیں	نالہ و آہ کا وہ طبل و علم رکھتے ہیں	"
اک نہ اک چال غضب آپ چلے جاتے ہیں	جب جگر چاک کیا دل کو لئے جاتے ہیں	"
عصیاں سے ہوئی ہے زندگی موت	رحمت کے سہارے جی رہا ہوں	"
سر پہ احسان لے امیروں کا	ہم فقیروں کا یہ دماغ نہیں	"
وصل کی شب وہ یہی کہکے سرک جاتے ہیں	اب نہ قابو میں ترے آ کے کھسک جاتے ہیں	"
مصور گر کہیں چاہے تری تصویر کو کھینچے	لگا دے چاند سارا ایک چہرہ کے بنانے میں	"
ناز سے خامۂ قدرت نے کہا واہ رے میں	اور تصویر یہ بول اٹھی کہ اللہ رے میں	"
اس دل غمگیں کی اے دلبر تمنا ہے یہی	مے ہو اور گلزار ہو اور ہم ہوں اور غنچہ دہن	"
وصل سے یاس ہو ایسا دل مجبور نہیں	بت اگر دور ہیں مجھ سے تو خدا دور نہیں	"
نام ناصح کا لیا تھا میں نے	لے لو حضرت وہ چلے آتے ہیں	"
زاہد شراب پینے دے مسجد میں بیٹھ کر	یا وہ جگہ بتا دے کہ جس جا خدا نہیں	"
مذہب کے جو شیدا ہیں شرارت میں سوا ہیں	پھر اس پہ یہ دعوی کہ محکوم خدا ہیں	"
افسردہ خاطروں کی خزاں کیا بہار کیا	کنج قفس میں مر گئے یا آشیانے میں	"
مشقت نیز زد جہاں داشتن	گرفتن بشمشیر و بگذاشتن	"
شکل ہستی و عدم آئینہ دکھلاتا ہے	کہ ادھر سب نظر آتا ہے ادھر کچھ بھی نہیں	"
پتلی والوں کی سی چادر ہے حجاب ہستی	کہ ادھر دیکھو تو سب کچھ ہے ادھر کچھ بھی نہیں	"
جس طرف جاتا ہوں تقدیر یہی کہتی ہے	آرزو کیوں لئے آتا ہے ادھر کچھ بھی نہیں	"
مثل آئینہ ہے احباب کی دنیا داری	ادھر دیکھو تو سب کچھ ہے ادھر کچھ بھی نہیں	"
نہیں عالم ہستی ہیں۔ مگر سب ہے	حسرت آباد میں سب کچھ ہے مگر کچھ بھی نہیں	"
اس دنیائے فانی میں نہیں مہروف	دل دیا جائے جسے ایسا یہاں کوئی نہیں	"

تو دیکھ الٹ کر من میں	کیوں پھرے بھٹکتا بن میں	لا اعلم
نادان ہو جو کہتے ہو کیوں جیتے ہو غالب	قسمت میں ہے مرنے کی تمنا کوئی دن اور	غالب
عیب جویاں ہنر ڈھونڈھتے ہیں عیب اسیر	جو ہنرمند ہیں وہ داد ہنر دیتے ہیں	اسیر
مانو نہ مانو جان جہاں اختیار ہے	ہم بار بار آپ کو سمجھائے جاتے ہیں	لا اعلم
پیدا اگر نہ ہو تو سخن خود ہے رائگاں	بے لطف ہے سخن۔ جو نہ ہو کوئی قدرداں	״
مطلوب کب ہے۔ حسن کا طلبگار ہی نہیں	بیکار ہے مسیح جو بیمار ہی نہیں	״
سب جنس گرم حسن کا بازار ہی نہیں	یوسف کی قدر کیا۔ جو خریدار ہی نہیں	״
جان جملہ جہان این است و این	کہ بدانی من کیم در یوم دین	״
نہائے دھوئے کیا بھیا۔ مٹی نہ من کی آس	مچھلی نت جل میں رہے دھوئے جات نہ باس	״

ہر کیا بخشش ہے آپس میں یہ کیوں ان بن ہے یارو ہیں
خدا کے گھر میں دو تو مسجدیں ہیں یا شوالے ہیں ״

(و)

مغز تحقیق ز ارباب عمائم مطلب	آنچہ در سر نتوان یافت ز دستار مجو	صائب
خدمت کو خلائق کی عبادت سمجھو	افضل احسن یہ ایک عبادت سمجھو	لا اعلم
کب نکلوں گی میں قید سے زندان وطن	بوئے گل پھاندتی ہی باغ کی دیواروں کو	״
زمانے نے کچھ ایسا گرایا ہے مجھ کو	سنبھلنے دیگا نہ بنایا ہے مجھ کو	ظہیر
کسی آدمی پر کسی کا بھیا کون ہو	ڈیڑھ ہو یا نصف ہو یا پون ہو	لا اعلم

گر پڑے سے آگ میں پروانہ سا کرم ضعیف
آدمی سے کیا نہ ہو۔ لیکن جو ہمت ہو تو ہو ״
ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجہ جنوں
رکھے دے گا ورنہ عقل کے بخیئے ادھیڑ تو ״

ہمت بلند دار کہ نزد خدا و خلق	باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو	لااعلم
در کار اگر ہے زاد راہ عقبیٰ	سب چھوڑ کے دنیا سے اٹھا لے دل کو	انیس
عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما	شکر نعمتہائے تو چندانکہ نعمتہائے تو	لااعلم
پھینکے ہی منجنیق چرخ تاک کے سنگ تفرقہ	بیٹھکر اک دم کہیں ہو ویں جو ہم کلام دو	مرزا
بے جرم نہ تیغ ہی رکھا تھا گلے کو	پر کچھ بات بری منہ سے نہ نکلی تھی بہانے کو	تقی
تا نخواہندت بخوانِ کس مرو	در پیِ مردار چوں کرگس مرو	لااعلم
گندم از گندم بروید جو ز جو	از مکافات عمل غافل مشو	״
جراحات لسان را نیست دارو	جراحات سنان را ہست دارو	״
آنچہ ترا گفت کلوا واشربوا	لیک نفرمود کلوا تا گلو	״
نہیں تیغ جفائے چرخ سے امید ہنسنے کی	جو ہوئے بھی تو ہاں شاید وہاں زخم خنداں ہو	استاد
ہونا تھا سو ہو گیا بن ہونی نہ ہو	گیانی بھگتے ہنس کر مورکھ بھگتے رو	لااعلم
اللہ رے بیخودی کہ یہی چاہتا ہے دل	جز ذکر دوست اور کوئی داستاں نہ ہو	״
بجا کہے جسے عالم اُسے بجا سمجھو	زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو	״
جدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہ ہو	یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو	نظیر
گر بگویم تر آں بلند و پائے تو	ورنہ گویم ہیچ از آں لے و اے تو	لااعلم
تمیز ہو تو کرے فرق دوست دشمن میں	خدا نے آنکھیں دیا دیکھ بھال لینے کو	رند
حیف بر ایں دانش و آئین او	کور شدہ دیدۂ حق بین او	لااعلم
گردش دہران آثار سلف میں سے کسے	رکھتی اور ہے کسے دیتی ہے مٹا دیتیں تو	״
سگدو نسی ملی وعدہ وفائی اوس سے حال ہو	الٰہی میں ہوں روز عید ہو او تیغ قاتل ہو	״
عشق کے حال سے یا رب کوئی آگاہ نہ ہو	پاؤں اس راہ میں رکھکر کوئی گمراہ نہ ہو	امانت
عشق کے نام سے یا رب کوئی بدنام نہ ہو	خاص میں شورش وحشت کی خبر عام نہ ہو	״
دانہ خرمن ہے ہمیں قطرہ ہے دریا ہم کو	جز میں آتا ہے نظر کل کا تماشا ہم کو	ذوق

آہ کروں تو جگ ہنسے اور چپکے لاگے گھاؤ	ایسے کٹھن بریا رکا کس بدھ کروں اپاؤ	لا اعلم
وہ جو تم میں ہم میں قرار تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو	وہی یعنی وعدہ نباہ کا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو	مومن
چاک احمق و جہل نہ پذیرد رفو	تخم حکمت کم دہ بیش اے نیک خو	صائب
جواں گرچہ شاہ دلیراں بود	کہ در جاہ محتاج پیراں بود	نظامی
آں خواجۂ ممسک بزنبور عسل ماند	کہ نیشتے ماند از صد خانہ پر انگبین یاد او	لا اعلم
زہد خشک البتہ زاہد را بجنت می کشد	میشود بیشک سبک چوں خشک می گردد کدو	شاعر
کس کی ملت گنوں آپکو بتلا اے شیخ	تو مجھے گبر کہے گبر مسلماں مجکو	سودا
موت ہی سی کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو	غسل میت ہی ہمارا غسل صحت ہو تو ہو	ذوق
آن پہنچی سر گرداب فنا کشتیٔ عمر	ہر نفس باد مخالف کا ہے جھونکا ہم کو	،،
یکدم عمر طبیعی سے یہاں مثل حباب	فکر امروز نہ ہے نے غم فردا ہم کو	،،
یہ تنگنائے دہر نہیں منزل فراق	غافل نہ پانوں حرص کے پھیلا سکیڑ تو	،،
زیادہ ہوتا ہے پیری میں فربہ نفس امارہ	یہ بالوں کی سفیدی تیسر ہی اس مار رہزن کو	،،
گئے تدبیر کر کر لاکھ انسان یہ نہ ہو وہ ہو	بجز تقدیر لیکن کب ہے امکاں یہ نہ ہو وہ ہو	ظفر
عجب کیا فیض صاحبدل سی پہنچے تیرہ بختوں کو	بدل دیتا ہے آہن اے ظفر تاثیر آہن کو	،،
ظفر ساری خدائی ہووے اون کی تابع فرماں	بجالائیں جو صدق دل سے فرمان الہی کو	،،
کوچہ تنگ ہی دنیا نہیں آرام کی جا	یاں کوئی پانوں نہ پھیلائے تو کیا اچھا ہو	،،
دانہ سے یہ زمانہ مخالف ہے دوستو	دانائی اب یہی ہے کہ کودن بنے رہو	،،
نتیجہ جب کہ ہوا اعمال بد کا حال بد اپنا	تو پھر ناحق کسی کی کچھ شکایت ہو تو کیونکر ہو	،،
وہ ہمت ہی سے ہو سکتا ہے جو ہی کام ہمت کا	ظفر بے ہمتوں سے صرف ہمت ہو تو کیونکر ہو	،،
قید سے تیری کہاں جائینگے بے بال و پر	کیوں قفس تنگ کرتا ہے ہمیں صیاد تو	،،
یہی ہے حضرت دل عشق کے بازار میں سودا	اگر لیتے ہو اپنے واسطے تم مول غم لے لو	،،
ہے ہنر شرط آدمی کو آدمیت کے لئے	بے ہنر جیوان ہے صاحب ہنر کے روبرو	،،
کہیو اے باد صبا بچھڑے ہوئے یاروں کو	راہ ملتی ہی نہیں دشت کے آواروں کو	میر سوز

عشق میں تیرے کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو	عیش و نشاطِ زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو	نیاز
کسے منظور تھا یوں تلخ کیجے زندگانی کو	ولے کیا کیجئے حسرت بلائے ناگہانی کو	"
نہ اوس کا وصل ہے ممکن نہ تاب ہی دل کو	عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو	"
بنایا کاکل مشکیں نے سودائی ہزاروں کو	پری پیکر یہ ناگن ڈس گئی شامت کے ماروں کو	لاعلم
گرم بازار مضامین چمن دہر میں ہے	مژدہ دے باد صبا جا کے خریداروں کو	"
گل سے بلبل کی خوش بیانی پوچھو	ذی فہم سے لطف نکتہ دانی پوچھو	انیس
توقیر کلام حق سمجھتا ہے کلیم	موسیٰ سے رموز لن ترانی پوچھو	"
شمع ساں جلنے کو صانع نے بنایا مجھ کو	جس کے میں ہاتھ پڑا اس نے جلایا مجھ کو	قائم
تمہیں ہم تو دیکھینگے تم گو نہ دیکھو	ہمیں دیکھنا آپ دیکھو نہ دیکھو	نظیر
سب سے ملاؤ ابرو ہم سے نفاق رکھو	اس دوستی کو اپنی بالائے طاق رکھو	لاعلم
نہ تو فریاد کسی کی نہ فغاں سنتے ہو	اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہاں سنتے ہو	محزوں
جو ہر پاک سے پاکیزہ گہر پیدا ہو	صلب یعقوبؑ سے یوسفؑ سا پسر پیدا ہو	آتش
صاف ہو ہر چند بد باطن عزیز دل نہ ہو	کج نما آئینہ ہرگز دید کے قابل نہ ہو	لاعلم
عاشق سے بھی ہوتا ہے کہیں صبر و تحمل	وہ کام تو کہتا ہے جو آتا نہیں مجھ کو	مصحفی
نہیں شکوہ مجھے کچھ بیوفائی کا تری ہرگز	گلہ تب ہو اگر تو نے کسی سے بھی نباہی ہو	لاعلم
موذی کو بعد مرگ بھی آرام ہے محال	کس طرح زیر تیغ نہ گینڈے کی ڈھال ہو	ناسخ
جو شب بیدار ہیں وہ غافلوں پر رہتے ہیں غالب	بہت سی فوج پر جاتی ہے تھوڑی فوج شبخوں کو	لاعلم
مثلے ہست کہ استر ستر اللہ علیک	پردۂ کس نہ دری کس ندرد پردۂ تو	"
واہ واہ شاباش ہے بس حضرت انسان کو	کار بد تو خود کریں لعنت کریں شیطان کو	"
بے طلب زنہار بر خوان کساں مہماں مشو	گوہر بے قیمتی سنگ بہ دندان مشو	"
با خلق آشنا نشو و مبتلائے تو	بیگانہ باشد از ہمہ کس آشنائے تو	"
سازم قدم ز دیدہ و آیم بسوئے تو	تا ہر قدم بہ دیدہ کشم خاک کوئے تو	"
نہ گل شناسم و نے باغ و بوستان بے تو	کہ دیدہ در نکشاید باین و آن بے تو	"

سلطان وہ ہے کہ جسکی رعیت سپاہ ہے	سلطاں نہیں جو سمجھے رعایا سپاہ کو	اسیر
لڑائیاں جو انسانوں کو باہم سخت مفسد ہیں	لڑائیں ہم نہ بہر اخذ آتش سنگ و آہن کو	رر
نگر یہ تھا فقط گر لعل میں ہوتا نہ رنگ	کوئلہ سے تھا بہتر گر مشک میں ہوتی نہ بو	اسمٰعیل
گاہک نہ ہو کوئی تو ہے عرض ہنر ہیچ	لے جائے گل تازہ جو صحرا میں کھلا ہو	رر
خطرہ سود و زیاں نفع و ضرر جانے دو	عمر بیفکری میں گذرے تو گذر جانے دو	تراب
کافر حسیں بلا سے خفا ہیں ہوا کرے	ہم سے خفا ریاض ہمارا خدا نہ ہو	ریاض
رکھے ہیں سرنگوں اس باغ میں کثرت تعلق کی	ثمر کا بیشتر ہونا جھکا دیتا ہے ڈالی کو	سوز
ترے فراق میں جینا مجھے ہوا دشوار	کہ ایک ایک دن ایک ایک برس ہے اب تو	شہید
بے وسیلہ بزم عالم میں نہیں ہوتا فروغ	دوسرے شعلہ سے ظاہر شمع کی تنویر ہو	صابر
کہنے کی بات اور ہے بروقت امتحاں	ہو اپنا اپنا اور رہو ہو غیر غیر ہو	عاشق
دلداری بے نوا کو سعادت سمجھو	اس پیشہ کو تم باعث عزت سمجھو	عزیز
زندگی میں کیا منزل تک پہنچنے کی امید	کس طرح پہونچے جو کوسوں کارواں سے دور ہو	مصحفی
ہو کیسے غریب دل کی خدا سے لگن نہ ہو	سچ ہے کہا کسی نے کہ بھوکے بھجن نہ ہو	نظیر
سختی دل کو سخت دل سے نباہ ممکن نہیں	سبزۂ آب تیغ سے کب دانہ انجیر ہو	ہوش
پندار اے درخزاں کشتہ جو	کہ گندم ستانی بوقت درو	لاعلم
بارے دنیا میں رہو غمزدہ یا شاد رہو	ایسا کچھ کر کے چلو یاں کہ بہت یاد رہو	رر
دو الزام تم مجھے نصیحت گروں کو	ٹٹولو ذرا پہلے اپنے گھروں کو	رر
[illegible] تو آشنا ہے [illegible] بیسر ہو	دو دن میں یہ مزاج ہے آگے کو خیر ہو	داغ
زن [illegible] سرائے مرد نکو	ہمدریں عالم است دوزخ او	سعدی
گفتہ گفتہ من شدم بسیار گو	از شما یک تن نشد اسرار جو	رر
وہ چھپ چھپ کے دل کو دکھاتے ہیں میرے	پھر اس پہ حکم یہ ہوتا ہے بیقرار نہ ہو	لاعلم
ترچھی نظروں سے نہ دیکھو عاشق دلگیر کو	کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو	رر
جو چاہے سو مانگ آتش درگاہ الہی سے	محروم کبھی پھرتے نہیں دیکھا سائل کو	آتش

خیال خاطر احباب چاہئے ہر دم	انیسؔ ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو	انیسؔ
تب لطف زندگی ہے جب ابر ہو چمن ہو	پیش نظر ہو ساقی پہلو میں گلبدن ہو	لا اعلم
اُس کی فرقت میں کیوں جلائے دل	اپنے غم کا جسے خیال نہ ہو	رر
نظر آتا ہے گل آزردہ دشمن باغباں مجھ کو	بنانا تھا نہ ایسے بوستاں میں آشیاں مجھ کو	رر
سینکڑوں کوس سے رزق اڑ کے چلا آتا ہے	پر لگا دیتا ہے رزاق مرا دانے کو	رر
پری زاد و پری رو پری خو	غلط گفتم پری شرمندہ او	رر
حسن نمکیں کو نے کے چاٹیں	جب زیست ہی اپنی بے مزہ ہو	رر
آپ اپنے اُنہیں کو پیار کریں	جن سے الفت ہو آج کل تم کو	رر
ماں باپ سے جدا کوئی گل پیرہن نہ ہو	پھولا پھلا اجاڑ کسی کا چمن نہ ہو	رر
سر پہ آنکھوں پہ کلیجے پہ بٹھاؤں تجھ کو	آمری جان گلے سے میں لگاؤں تجھ کو	رر
نازاں منم کہ ہمچو توئی قدرداں من	نازاں توئی کہ ہمچو منی مدح خواں تو	رر
تمنا ہے بٹھا کر سامنے دیکھا کروں ہر دم	تری اس بھولی صورت کو تری اس پیاری چتون کو	رر
نہ ترک عشق ہے ممکن نہ تاب ہے دل کو	یہ کس طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو	رر
قیس صحرا میں اکیلا ہے مجھے جانے دو	خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو	رر
شکر بجا آر کہ مہمان تو	روزی خود می خورد از خوان تو	رر
جواں مرداں نہ پیچند از سخن رو	ہمیں مرداں ہمیں چوگاں ہمیں گو	رر
کیا بادہ گلگوں سے مسرور کیا دل کو	آباد رکھے داتا ساقی تری محفل کو	رر
عشق نے منصب عشاق جو تقسیم کئے	باغ بلبل کو دیا کوچۂ جاناں مجھ کو	رر
صبح پیری می رود آخر دمے ہشیار شو	خواب نیکو نیست در وقت سحر بیدار شو	رر
ناصحا پند مجھ سے وحشی کو	اس کو سمجھا جو کچھ سمجھتا ہو	رر
جو نعمت عشق کی چاہے تو راحت جان ایذا کو	عصا پیچھے دیا پہلے جلایا دست موسیٰ کو	رر

یاران ہم نشین ہمہ از من جدا شدند
ما ایم و آستانۂ دولت پناہ تو — رر

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
سن اے مومن یہ ایمان ہی ہمارا	نہ کہنا کفر پھر عشق بتاں کو	لاعلم
شاخ گل دیوانہ شد از قامت دلجوئے او	باغباں تعویذ بست از غنچہ بر بازوئے او	״
لازم ہے سوز عشق کا شعلہ عیاں نہ ہو	جل بجھیے اس طرح سے کہ مطلق دھواں نہ ہو	״
بھلا دیکھیے بنے جو مریض زار بھی ہو	غم فراق بھی ہو درد انتظار بھی ہو	״
دل یہ کہتا ہے کہ اس بزم سے پیچل جلدی	کہ چرالے نہ وہ دزدیدہ تبسم مجھ کو	״
منگر اندر نقش و اندر رنگ او	بنگر اندر عزم و اندر آہنگ او	״
لازم ہے ضبط اے دل اندوہگیں تجھے	درد جگر ہو لاکھ مگر نعرہ زن نہ ہو	״
قید مذہب واقعی اک روگ ہے	آدمی کو چاہیے آزاد ہو	״
سوائے اندوہ و یاس و حرماں ہو اٹھاتا جہاں سے ہمکو	اٹھائیں دنیا سے بار ہستی سفر ہی لازم یہاں ہے ہمکو	ہوس
جبتک کہ دم میں دم ہے نہ چھوڑوں گا یہ قدم	آئندہ جو مشیت پروردگار ہو	لاعلم
شاہد لربائے من می کند از برائے من	نقش و نگار و رنگ و بو تازہ بتازہ نو بہ نو	״
خدا کے واسطے دشمن نہ میری جان کے ہو	رحیم میرے بنو میرے خانداں کے بنو	״
اے فلک یہ کیا ابھی کچھ تھا ابھی کچھ ہو گیا	غم ہے یا شادی ہو لیکن جاوداں کوئی ہو	״
آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ	پست ہمت یہ نہ ہووے پست قامت ہو تو ہو	״
مال سے جان سوا جان سے ایمان سوا	مال سے جان سوا ایمان سے سوا تم مجھ کو	״
بسکہ جانم یگانہ شد با او	در گمانم کہ ایں منم یا او	״
اس درد دل سے موت ہو یا دل کو تاب ہو	قسمت کا جو لکھا ہے الٰہی شتاب ہو	سودا
دل آدمی کا چاہیے آئینہ وار ہو	اس دل پہ خاک ڈالیے جس میں غبار ہو	لاعلم
نہ بات ایسی للہ منہ سے نکالو	ذرا اپنی تیغ زباں کو سنبھالو	״
وہ گل ہو فصل رنگ ہو مے لالہ رنگ ہو	قسمت کہاں یہ اپنی جو ایسی ترنگ ہو	״
شب وصل ہو چاندنی کا سماں ہو	بغل میں صنم ہو خدا مہرباں ہو	״

تھے جہاں پر ڈھیر پھولوں کے وہاں اڑتی ہی خاک
کیا خزاں نے ہائے لوٹی بے بہار لکھنؤ — ״

اللہ رے بیخودی کہ یہی چاہتا ہے دل	جز ذکر دوست اور کوئی داستاں نہ ہو	لاأعلم
ہرگز نہ راز دل سے خبر کر زبان کو	ایسا نہ ہو زبان خبر کر دے کان کو	؍؍
میں سمجھ بھی جاؤں شاید دل مرا سمجھے گا کب	ناصح مشفق جو سمجھاتے ہیں سمجھا نے بھی دو	؍؍
قسام نے لکھہ کر مری قسمت میں غریبی	فرمایا مزاج اس کا امیرانہ بنا دو	؍؍
ہمیشہ کنج تنہائی میں ہم مونس سمجھتے ہیں	الم کو یاس کو حسرت کو بیتابی کو حرماں کو	ظفر
شب ہجر تو چوں بیماری غلطم زبیتابی	ازیں پہلو بر آں پہلو وزاں پہلو بایں پہلو	لاأعلم
رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو	تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو	؍؍
آب رواں ہو سبزہ ہو پہلو میں یار ہو	مدت سے یہ ہوس ہے کہ ایسی بہار ہو	؍؍
کس کی ملت میں گنوں آپ کو بتلا اے شیخ	تو کہے گبر مجھے گبر مسلماں مجھ کو	؍؍
زن بد در سرائے مرد نکو	ہمدریں عالم است دوزخ او	سعدی
دشمن بھی اپنے دوست سے یارب جدا نہ ہو	نا آشنا کو بھی الم آشنا نہ ہو	لاأعلم
کب سبکدوش رہے قیدی زندان وطن	بوئے گل پھاندتی ہے باغ کی دیواروں کو	؍؍
سنا کر حال دل اپنا رجوع اس کو کیا ہم نے	جو جادو ہو تو ایسا ہو جو منتر ہو تو ایسا ہو	؍؍
وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھیرا	تو پھر اے سنگدل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو	غالب
اے دل صبور باش بر آفات روزگار	نیکو شود بصبر سر انجام کار تو	؍؍
خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانے کو	یہ غذا ملتی ہے جاناں ترے دیوانے کو	؍؍
انگڑائی لینے میں جو دوپٹہ سرک گیا	گھبرا کے دیکھتے ہیں کوئی دیکھتا نہ ہو	؍؍
جھگڑے سنتے ہو روز اوروں کے	آج میرا بھی کچھ بیان سنو	؍؍
ہر عداوت کا دفع ممکن ہے	پر نہ زائل ہو جو حسد سے ہو	؍؍
اس کا ہے کون جس کی مدد پر خدا نہ ہو	ڈوبی وہ ناو جس کا خدا ناخدا نہ ہو	؍؍
اطاعت میں اس شاہ کی تم رہو	کہ آرام جس کی حکومت میں ہو	؍؍
تواضع چاہتے ہو زاہدو کیا بادہ خواروں سے	کہیں جھکتے بھی دیکھا ہے بھلا خیشہ کی گردن کو	؍؍
اے چشم دیکھہ تو بھی حیا سے جدا نہ ہو	وہ آنکھ ہی نہیں ہے کہ جس میں حیا نہ ہو	؍؍

آنکس کہ بداردآں وو بانو
درسیل بلاست تا بزانو
لا اعلم

الفت میں برابر ہے وفا ہو کہ جفا ہو
ہر چیز میں لذت ہے اگر دل میں مزا ہو
رر

صحبت سے بنا لیتے ہیں پیا دوست دشمن کو
جھکاتی ہے ہماری عاجزی سرکش کی گردن کو
رر

چمن میں مے کا مزہ ہے جو پاس یار بھی ہو
ہوائے سرد بھی ہوا بر نوبہار بھی ہو
رر

تم جانو تم کو غیر سے جو رسم وراہ ہو
ہم کو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو
رر

میں ہوں مجرم تیرے آگے تو ہی مجرم پیش حق
عفو کر تو میرے حق میں حق کرے تجھ کو عفو
رر

اوس کی فرقت میں کیوں جلائے دل
اپنے غم کا جسے خیال نہ ہو
رر

من ندیدم در جہان جستجو
ہیچ اہلیت بہ از خلق نکو
رر

اس کا نہیں شکوہ ہے کہ وہ ہم سے جدا ہو
عاشق ہے وہی ہجر میں بھی جس کو مزا ہو
رر

آتا نہیں قرار دل بے قرار کو
یارب دکھا دے جلد مرے گلعذار کو
رر

نکالیگا خالق مری آرزو
کہ آیا ہے قرآں میں لاتقنطوا
رر

بزم میں پاتے نہیں ہم ساقی گلفام کو
جانتے ہیں ہم ہتیلی کا پھپولا جام کو
رر

زمیں پہ سوئے ہیں چھوڑا ہے شہ نشینوں کو
اجل مکاں سے کہاں لائی ہے مکینوں کو
رر

من بدکنم و تو بد مکافات دہی
پس فرق میان من و تو چیست بگو
عمر خیام

داستاں میری سنو۔ قصۂ مجنوں نہ سنو
وہ بھی کیا قصہ کہ جس کی کوئی بنیاد نہو
رر

فقر را از چشم و از سیمائے او
می شناسد ہر کہ دارد رنگ ہو
رر

عاشق مزاج رند کو زاہد نہ چھیڑ تو
تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو
رر

گھر گھر تجلیاں ہیں طلبگار بھی تو ہو
موسیٰ سا کوئی طالب دیدار بھی تو ہو
رر

بے آبرو گہر ہے۔ اگر مشتری نہ ہو
الماس سنگ ہے جو کوئی جوہری نہ ہو
رر

یہ وہ عشقِ خانہ خراب ہے کہ زمیں پہ اہل غرور کو
کوئی دن میں خاک نشیں کرے اگر آسماں پہ دماغ ہو
رر

مجھے یہ تجربہ حاصل ہوا ہے آخر کو
ہو قدر مرد ہنر سے، ہنر کی زر سے ہو
رر

ه

مصرع اول	مصرع ثانی	قائل
حرامش بود نعمت پادشاه	که هنگام فرصت ندارد نگاه	لا اعلم
چو بد کرد است بد را بد سزا ده	به نیکاں ثمرۂ نیکی جزا ده	،،
شود ظالم ز ظلم خود خراب آهسته آهسته	رود چوں دشنۂ قصاب آب آهسته آهسته	،،
باید نواخت پشتِ خرا نرا بچوب و سنگ	بیروں نهند چوں قدم از کج روی راه	،،
شگوفه گاه شگفته است گاه خوشیده	درخت گاه برهنه است گاه پوشیده	،،
وقت بد میں نہیں یاروں کی مروت باقی	آنکھ دنیا کی بدل جاتی ہے تقدیر کے ساتھ	،،
آں چیز که شبہا بدعا خواستمے	صد شکر که امروز میسر گشته	،،
جہاں میں جن کو حکومت ہے اُن کو نیند کہاں	کہ لگنے دیتی نہیں فکر بندوبست کی آنکھ	،،
زیادہ ہوگا توکل سے بھی کہیں روزہ	کہ اس میں آئی تو روزی ہی اور نہیں روزہ	،،
زباں در ذکر و در دل فکر خانہ	چہ حاصل زیں نماز پنجگانہ	،،
کیا اعتبار دہر کا عبرت کی جا ہے یہ	عشرتکدہ کبھی کبھی ماتم سرا ہے یہ	،،
وہ بات کیجئے کہ رہے یادگار کچھ	دو دن کی زندگی کا نہیں اعتبار کچھ	،،
فائدہ تازہ بروں آمده	چاشنئی گیر که چوں آمده	،،
گر صد ہزار لعل و گہر میدہی چہ سود	دل را شکستۂ نہ که گوہر شکستۂ	،،
دنیا ہمراد رندہ گیر آخر چہ	ویں نامۂ عمر خواندہ گیر آخر چہ	،،
گیرم کہ بکام دل ماندی صد سال	صد سال دگر بماندہ گیر آخر چہ	،،
گر نہ بیند بروز شپره چشم	چشمۂ آفتاب را چہ گناه	سعدی
بخت و دولت بزور بازو نیست	تا نہ بخشد خدائے بخشنده	لا اعلم
دو بامداد گر آید کسے بخدمت شاه	سوم ہر آئینہ در وے کند بلطف نگاه	،،
آنکہ خوابش بہتر از بیداریش	آنچناں بد زندگانی مردہ بہ	،،
زن از پہلوئے چپ شد آفریده	کس از چپ راستی ہرگز ندیده	،،

ای خاک درت قبلهٔ آمال همه	وی کعبهٔ کوی تست اقبال همه	لا اعلم
با آب زمزم و کوثر سفید نتوان ساخت	گلیم بخت کسی را که بافتند سیاه	حافظ
نشاید آشنا گشتن بمطلب رنج نادیده	نگردد چون قلم صاحب سخن هرنا تراشیده	لا اعلم
بمطلب می رسد جویای کام آهسته آهسته	ز دریا می کشد صیاد دام آهسته آهسته	صائب
مکن نقصان عمر خود بغم پیچیده پیچیده	چرا کوتاه کنی این رشته را تابیده تابیده	رر
بگرد مشرب آئینه می توان گردید	که با سفید سفیدست و با سیاه سیاه	لا اعلم
می توان کردن به نرمی جای در دلهای سخت	رشته از همواری خود غوطه در گوهر زده	شیدا
نشستند در دامن سنگین دلان پاداش ظلم آخر	بکاهد آسیا خود دانه را ساییده ساییده	لا اعلم
بهر مظلومان همی کاوند چاه	خود همی افتند و می گویند آه	معنوی
دور باش از دوستی مال و جاه	زانکه مال مار و جاه است اژدها	لا اعلم
دست کوتاه باید از دنیا	آستین خواه دراز خواه کوتاه	رر
مکن بد بفرزند مردم نگاه	که فرزند خویشت برآید تباه	سعدی
اللہ رے گمرہی بت و بت خانہ چھوڑ کر	مومن چلا ہے کعبہ کو اک پارسا کے ساتھ	مومن
گر از طعام تن عام می شود فربه	تن کریم ز اطعام می شود فربه	صائب
دست بے ریزش فقیراں را وبال گردنست	ابر بی باران کند دلهای روشن را سیاه	رر
ره بست سعدی که مردان راه	به عزت نکردند در خود نگاه	سعدی
سیلی نخوری تا ز کف اهل زمانه	چون مهرهٔ شطرنج مرو خانه بخانه	کلیم
آئی تھی جس بات کو بھول گئی وہ بات	کیا منہ دکھلاؤں پیو کو دونوں خالی ہاتھ	لا اعلم
سو رہے رن جاگے کہوں کا ڈھونڈے ساتھ	سانجھی تیرے بین ہیں ہیان کٹارا ہاتھ	رر
در قیامت سپر آتش دوزخ گردد	از درم مهر اگر بر لب سائل زده	رر
توشهٔ مردان بغیر از همت مردانه نیست	شیر غربت دیده را چنگال باشد زاد راه	ناصر علی
غم قوت سے بندے آزاد رہ	خدا سے ہے تو کیا غم ہے دلشاد رہ	میر تقی

لطف کیا ہر کسو کی چاہ کے ساتھ	چاہ وہ ہے جو ہو نباہ کے ساتھ	میر تقی
خالی نہیں ہے خواہش دل سے کوئی بشر	جاتے ہیں سب جہان سے اک آرزو کے ساتھ	"
ہر طرح زمانہ کے ہاتھوں ہوں ستم دیدہ	گر دل ہوں تو آزردہ خاطر ہوں تو رنجیدہ	درد
صورت آباد جہاں کے حسن کے شیدا نہ ہو	صندل اس بتخانہ میں ملتا ہے درد سر کے ساتھ	آتش
مشو نفسہ پرواز ہر بہشتی	کہ گردی بہ بیہودہ گوئی فسانہ	یمین
بلبل بباغ و جغد بویرانہ ساختہ	ہر کس بقدر ہمت خود خانہ ساختہ	ہلالی
خاک وجود ما را اے تن بیاد دردہ	باشد کہ اندریں رہ بینی یکے سوارہ	یمین
شاہد معنی عیاں و ما بصورت ملتفت	اے درون جہل ما چوں روئے نادانی سیاہ	عرفی
نشاید صاحب نام نکو شد رنج نا دیدہ	نگیں ہرگز نہ گردید دست سنگ نا تراشیدہ	مخلص
ظالمے را خفتہ دیدم نیمروز	گفتمش فتنہ ست خوابش بردہ بہ	سعدی
ز ابتدائے دور عالم تا بعہد پادشاہ	از بزرگاں عفو بود ست از فرودستاں گناہ	"
بہار آئی ہے بھر دے بادۂ گلگوں سے پیمانہ	رہے لاکھوں برس ساقی ترا آباد میخانہ	"
عید ست و موسم گل ساقی بیار بادہ	ہنگام مے کہ دید ست بے مے قدح نہادہ	"
دل بستگی سی ہے کسی زلف دوتا کے ساتھ	پالا پڑا ہے ہم کو خدا کس بلا کے ساتھ	"
میخانہ او بہر خرابہ	دیوانہ او بہر خرابہ	
اے متاع درد در بازار جاں انداختہ	گوہر ہر سود در جیب زیاں انداختہ	عرفی
در دل ہوس گناہ و بر لب توبہ	زیں توبہ ناصواب یا رب توبہ	"
من بندہ چہ دانم کہ چہ می باید خواست	دانندہ توئی ہر آنچہ دانی آں دہ	"
تا قیامت نیشکر روید از آں خاکے کہ تو	اے بت شیریں ادا آنجا تبسم کردۂ	"
آں طلب امروز بہر گوشۂ	کز پئے فردات بود توشۂ	"
مرد ہمہ جا بسر کار بہ	شخص معطل خجل و خوار بہ	"
خرابات جہاں برباد ہو جائے تو ہو جائے	رہے ساقی سلامت۔ خم کی خیر۔ آباد میخانہ	"
ملتا نہیں اے یار کہیں تیرا ٹھکانہ	ہم ڈھونڈتے پھرتے ہیں تجھے خانہ بخانہ	"

یہ عارض گلگوں ہے گلِ تر سے زیادہ	یہ قامتِ موزوں ہے صنوبر سے زیادہ	لاأعلم
دلربایانہ وگر برسرِ ناز آمدہٗ	از دل ما چہ بجا ماندہ کہ باز آمدہٗ	"
اے کہ از ناوک مژگاں دل من دوختۂ	ایں قدر شوخیِ چشمان تو کہ آموختۂ	"
برو ایں دام بر مرغ دگر نہ	کہ عنقا را بلند ست آشیانہ	"
ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ	شنیدہ کے بود مانند دیدہ	"
اولیا را ہست قدرت از الٰہ	تیر جستہ باز گرداند ز راہ	"
بتو اک ذرا اپنی صورت تو دیکھو	یہ منہ اور دعوئ خدائی کا توبہ	"
پرتو حسنت نگنجد در زمین و آسماں	در حریم سینہ حیرانم کہ چوں جا کردہٗ	"
گوش و زباں دور رہ غیبت منہ	از بد کس گوش و زباں پاک بہ	"
ہمہ کار شاہان حکمت پژوہ	ز رائے وزیراں پذیرد شکوہ	"
گر خاطر شریعت رنجیدہ شد ز حافظ	باز آکہ توبہ کردم از گفتہ و شنیدہ	حافظؔ
بوسہ بمن دادی و رنجیدہٗ	باز ستاں گر نہ پسندیدہٗ	لاأعلم
کھنچا ہے خنجر قاتل تو اپنا سر بھی حاضر ہے	وہاں تیغ آزمائی ہے یہاں ہمت ہی مردانہ	"
چاہے اگر خدا تو ہر اک عیب ہو ہنر	موسیٰ کو دیدیا یدِ بیضا جلا کے ہاتھ	"
تجربہ کردم زہر اندیشۂ	نیست نکو تر ز سخا پیشۂ	"
درون سینۂ من زخم بے نشان زدہٗ	بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدہٗ	"
ہندو میں دایا نہیں۔ رحم ترک میں نا نہہ	کہیں کبیرؔ دونوں گئے۔ لکھہ چوراسی ماہہ	کبیرؔ
اسپ تازی اگر ضعیف بود	ہمچناں از طویلہ خر بہ	سعدیؔ
شور بختاں بہ آرزو خواہند	مقبلاں را زوال نعمت و جاہ	"
درآنکہ خوابش بہتر از بیداریست	آنچناں بد زندگانی مردہ بہ	"
ہر کہ دست از جان بشوید	ہرچہ در دل دارد بگوید	"
دو بامداد گر آید کسے بہ خدمت شاہ		
سوم ہر آئینہ در وے کند بلطف نگاہ		"

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
ہرگز آں را بہ دوستی مپسند	کہ رود جائے ناپسندیدہ	سعدی
تشنہ را دل نخواہد آبِ زلال	نیشم خوردہ دہاں گندیدہ	〃
بے زر نتواند کہ کند بر کس زور	ور زر داری بزور محتاج نہ	〃
تجربہ کردم زہر اندیشۂ	نیست نکو تر ز سخا پیشۂ	لاأعلم
نیاید بدیں در کسے عذر خواہ	کہ سیلِ ندامت نشستش گناہ	
نگوپائے عزت بر افلاک نہ	بگوپائے اخلاص بر خاک نہ	
ممکن نہیں ہے ذوق علائق سے چھوٹنا	جب تک کہ روح کو ہے تعلق بدن کے ساتھ	ذوق
کس نیاید بخانۂ درویش	کہ خراج زمین و باغ بدہ	لاأعلم
صہبائے مسرت سے لبریز ہو پیمانہ	آباد رہے ساقی ہر دم ترا میخانہ	〃
گزریا رب گلستاں میں ہوا ہی کس شرابی کا	کہ شاخیں جھومتی ہیں نالۂ بلبل ہے مستانہ	〃
بد اندیش مردم سر افگندہ بہ	درخت بد از بیخ بر کندہ بہ	〃
ایں موئے نیست بر سر من بلکہ خار عشق	در پائے من خلیدہ و از سر بر آمدہ	〃
چوں بہ قوت حریف خصم نۂ	حیلہ و مکر را از دست مدہ	〃
ایک رخ کو آپ کے کس کس سے ہم تشبیہ دیں	شمع، گل، خورشید انور، اور اختر، آئنہ	〃
اے دل بجوئے دوست گزارے نکردۂ	فرصت ز دست دادۂ کارے نکردۂ	〃
اے جان من جانان من از من چرا رنجیدۂ	دائم گنہ بخشیدۂ از من چرا رنجیدۂ	〃
کوئی مر جائے تم کو کیا پرواہ	داد تم کو نہیں خدا ہے گواہ	〃
نگردید محروم زیں بارگاہ	چہ بخت سپید و چہ روئے سیاہ	〃
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ	صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ	〃
در کفِ شیر نر خونخوارۂ	جز بہ تسلیم و رضا کو چارۂ	〃
ایں سعادت بزور بازو نیست	تا نہ بخشد خدائے بخشندہ	سعدی

کال کرے سو آج کر۔ آج ہے تیرے ساتھ	کال کال تو کیا کرے۔ کال ہی کال کے ہاتھ	لا اعلم
ایک گھڑی۔ آدھی گھڑی اور آدھی میں آدھ	کبیر سنگت سادھ کی کٹیں کوٹی اپرادھ	کبیر
نہ در جام ہوا باقی نہ اندر دل ہوس ماندہ	بیا ساقی کہ ایں ویرانہ از بسیار کس ماندہ	لا اعلم
کیا اعتبار دہر کا عبرت کی جا ہے یہ	عشرت سرا کبھی۔ کبھی ماتم سرا ہے یہ	مومن

ے

آنے جانیوالے لاکھوں ٹھوکریں مارا کئے	پر نہ ہم مانند سنگ اس آستان سے اٹھ سکے	جرأت
ہر قوی کو چرخ کرتا ہے ضعیف	مار بھی اک دن غذا ہے مور ہے	رر
ایک کے نفع سے ہی ایک کو نقصان یہاں	جام بھر جائے جو ساقی رہے مینا خالی	رر
مے بوڑھا تو نہ ہو خوش کہ ہے عبرت کا مقام	راہ میں تھک کے جواں بیٹھ رہے پیر چلے	رر
غافلو کرتے ہو کیا اپنی سواری پر غرور	ایک دن ہوگی جنازے سے بدل یہ پالکی	رر
مردم خونریز ہیں کیا مال پیش اغنیا۔	قدر لوہے کی بہلا ہو خاک زر کے سامنے	رر
دے جسے رفعت خدا اس کو تواضع ہی ضرور	ہو اگر محراب مسجد بھی اسے خم چاہئے	رر
پھرتے ہیں حاجی ہزاروں ایک صاحبدل نہیں	وادی کعبہ یہ ہے دل کا بیاباں دور ہے	رر
صحبت سے ہو جو اصل مبدل محال ہے	پانی میں ہے ہزاروں برس پتھر بھرے ہوئے	رر
جو کوئی اس جہاں میں یکدم خوشنود ہوتا ہی	تو اگر سو طرح کا غم وہیں موجود ہوتا ہے	رر
نہ کوئی ہی دوست نہ مہرباں شفیق ہی نہ رفیق یاں	کریں کس سے ہم غم دل بیاں جو سخن کے تھے شنوا گئے	رر
غم ہیں میں جب رشک گل کے سوکھکر کانٹا ہوا	وہ یہ کہتا ہے کہ آنکھوں میں مری یہ خار ہے	رر
دو عالم سے پرے ہے وہ جو اس لیں نظر آوے	اس آئینہ کو گر دیکھو تو جام جم سے بہتر ہے	رر
مے عشرت سے کوئی جام جو بھر لیتا ہے	آسماں اس کا وہیں کاسہ سر لیتا ہے	ناسخ
غیر کا کچھ نہ چلے گر نہ ہو دشمن اپنا	چوب ہستی کو شجر ہی سے تبر لیتا ہے	رر
دے کسی کو قابو جو انسان کا چلے	پاؤں کے بدلے ہاتھ سے راہ خدا چلے	رر

آیا ہوں میں جانب عدم ہستی سے	پیدا ہے بلند پایگی پستی سے	اسمٰعیل
نامرد کے ہاتھ میں پہنچ کر	شمشیر نیام ہو گئی ہے	،،
براہ کرم اس کو ملے کیجئے	جو آن بن کسی بات پر ہو گئی	،،
جس درجہ ہو مشکلات کی طغیانی	ہو اہل ہمم کو اور بھی آسانی	،،
سرگشتگان شوق سے نہ راہِ وصال پوچھ	نے شرق و غرب ہے نہ یسار و یمین ہے	،،
صبح کو بھولے تو آئے شام کو	دیکھئے کب آئیں بھولے شام کو	،،
کچھ نہ کرنا بھی مگر اک کام ہے	گر نہیں صحبت تو عزلت ہی سہی	،،
درد سے لبریز سینہ چاہئے	چشم پر خوں جائے مینا چاہئے	،،
خلوت میں بھی لاتے نہیں عاقل اُسے منھ پر	جو بات کہ شائستۂ جلوت نہیں ہوتی	،،
ابنائے روزگار میں ایسا بھی کوئی ہے	جس نے حقوق صحبت ادا کیے	،،
اعلیٰ تھا جس کا رتبہ وہ اسفل میں ہے اسیر	صف نعال موقع پہ صدر الصدور ہے	،،
دھوکے میں نہ آجائیو افسونِ زباں کے	ہر چند کہ بڑھ اپنی فصاحت کی یہ ہانکے	،،
اتفاقی ہے یہاں کا ارتباط	سب ہیں بیگانے یگانہ اور ہے	،،
راہ کے رنج و تعب کا کیا گلہ	جب کہ دل سے گرد کلفت دھل گئی	،،
ممکن ہے کہ ٹل جائے جبل اپنے مقر سے	لیکن کبھی تبدیل جبلت نہیں ہوتی	،،
زبان و زر زمین و زن ہیں فتنے	رہے ایمن بشر چاروں کے شر سے	برق
نہال خوش طبعی کا ثمر فساد ہے بحر	گل مزاج سے رکھ دامن سخن خالی	بحر
ظاہر پرست خلق ہے ظاہر درست کر	کیسے صفات و ذات جو کچھ ہے لباس ہے	،،
مرد دانا کر سکے ہے امتیاز نیک و بد	طفل ناداں کو برابر بوئے مشک و ہینگ ہے	تراب
جو بندۂ سیم و زر کا ہو امیروں کے قدم پکڑے	جسے شاہوں سے ملنا ہو وزیروں کے قدم پکڑے	،،
کالعقارب ہیں اقارب نہیں کچھ اس میں شک	اس زمانے میں تو غیروں سے بدتر ہیں اپنے	،،
کرو گے جو یہاں اسراف واں دو گے حساب اپنا		
یہ بالا بالا جانے کا نہیں دوزخ میں پڑنا ہے		،،

خرچ لایعنی بہت خیرات اک پیسا نہیں	تس پہ ہے اظہار قرض و زیر باری ہائے ہائے	تراب
جاہل کے آگے پیچھے ہے عالم کا قیل و قال	داناں کی بات کچھ نہیں ناداں کے سامنے	؍؍
ہنر کچھ آپ میں باپ میں ہوا تو کیا	کہیں پسر کو بزرگی پدر کی ترکہ ہے	؍؍
قاعدہ ہی جنس سے ہوتی ہے خوب اصلاح جنس	صاف اکثر کرتے ہیں فولاد کو فولاد سے	توفیق
فراق روح کیونکر ہو گوارا جسم انساں کو	اجڑ کر پھر نہیں آباد ہوتی یہ وہ بستی ہے	جلیل
محبت سے جو پیش آؤ تو دل پر کیوں نہ ہو قبضہ	یہ وہ جادو ہے جس سے غیر اپنا ہو ہی جاتا ہے	؍؍
ہے دعا لازم دوا کے ساتھ ہی	تالی بجتی ہے تو دونوں ہاتھ سے	جمیل
بھلی عورتوں سے برائی نہ ہو گی	بُرے مردوں سے بھلائی نہ ہو گی	جان صاحب
وقت بد آئے تو ہو دلسوز بھی اپنا عدو	شب کو صرصر سے چراغاں پر پڑا پنچے دود کی	جو یا
نہ دنیا کے ہوئے ہم اور نہ دین کے	ادھر حسرت ہے اور دہشت ادھر کی	؍؍
کہہ بیٹھئے نہ منھ سے کسی کو برا بھلا	دل ہی میں رکھیئے اور نظر ہی میں تاڑئے	حسن
عیب بھی دیکھے ہنر بھی دیکھے	خار بھی دیکھے ثمر بھی دیکھے	حالی
باپ ہوں جن کے مروت والے	بیٹے پھر کیوں نہ ہوں ہمت والے	؍؍
کانٹے بوئے کہے پھل کھاؤں تو کیسے کھائے	میوہ کھاتا ہے وہی جیسا کوئی بوتا ہے	خاموش
اے موت تیرا حکم زمانے میں عام ہے	سکہ رواں جہاں میں ترا صبح و شام ہے	خواجہ[illegible]
گر زندگی اسطرح سے اے درد جہاں میں	خاطر پہ کسی شخص کے تو مار نہ ہووے	درد
تہمتیں چند اپنے ذمے دھر چلے	کس لئے آئے تھے ہم کیا کر چلے	؍؍
دنیا میں کوئی لطف کرے یا جفا کرے	جب میں نہیں بلا سے مری کچھ ہوا کرے	داغ
غیر سے کیا گلہ محبت میں	اپنے ہاتھوں خراب ہم تو ہوے	؍؍
گو رکے ہیں نہ الٰہی گھر کے	ٹھوکریں کھاتے ہیں کاسے سر کے	داور
موت اک روز تجھے آئے گی	قبر میں کھینچ کے لے جائے گی	؍؍
اب کہاں ہیں ترے رونے والے	دیکھ اے قبر کے سونے والے	؍؍
اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منھ لگا	چھٹتی نہیں ہے منھ سے یہ کافر لگی ہوئی	ذوق

ہے گرد کدورت سے بری جوہر ذاتی
ہیرے میں کسی طرح کثافت نہیں ہوتی

طفلی گئی شباب گیا پیر ہو گئے
یہ دن بھی کاٹ دینگے جب آئی گزر گئی

لباس ظاہری کو چاہئے کچھ جوہر ذاتی
تکلف کیا ہے زر پوش گر جوہر [illegible]

بس مردن نہیں کوئی کسی کا
مدار آئیں ہیں ساری جیتے جی کے

اس کا ہوتا ہے مقبول عام ہر اک کلام
ہر اک کے ساتھ ہو جس شخص میں [illegible]

جہاں میں دیکھئے جس کو اسی کا خواہاں
عجیب گوہر نایاب ہے [illegible]

کچھ تو ہنس بول لے اے دل [illegible]
آئے ہیں دنیا میں [illegible]

کریں کب ازرداری رسم آتش مزاجوں کی
صدا دیتی ہے گر ڈالو تو [illegible] پانی کی

[illegible] آئینہ کی صفائی کا برا ہوتا ہے
عکس بھی آئینہ ہٹنے سے [illegible]

غالب برا نہ مان جو کوئی برا کہے
ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے

[illegible] سے پانی میں بجھنے [illegible]
ہر کوئی درماندگی میں نالے سے ناچار ہے

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

پر ہوں شکوے سے میں یوں راگ سے جیسے باجا
اک ذرا چھیڑئے پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے

اک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق
نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی

قطع کیجے نہ تعلق ہم سے
کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی

بڑے نادان ہیں اپنوں سے جو امید رکھتے ہیں
لب خشک صدف کس دن ہوئے سیراب گوہر سے — ناسخ

طبع بد پر کیا اثر مثل زمین شور ہو
دانہ نیکی نہ ڈالو اس میں بونے کے لئے — ذوق

ہوا کانٹوں کے آخر کس نے پھل پایا ببولوں سے
شگفتہ کب ہوا بلبل کا دل [illegible] منہ کے پھولوں سے

[illegible] کب ہو زیر چرخ [illegible]
کہ ہر دم آسماں [illegible] بہار گل دل آزاری

نہاں ہر رنگ میں دنیا کے نیرنگ زمانہ ہے
ہر اک موجود یاں تیر حوادث کا نشانہ ہے

بہار گلشن ایجاد کی کیا کم وقاری ہے
نہ گل کا رنگ ثابت ہے نہ بو میں پائداری

مسرت میں شمول حرف مد غم میں یہ حکمت ہے
یہ معنی اسکے ہیں یعنی خوشی [illegible] کم [illegible]

چلے کیا اہل ہمت پر فلک کی فتنہ پردازی
بدل دیتی ہے حالی جو قسمت کی ناسازی

مہ کامل کی پہلے ابتدا ہوتی ہے کاہش سے	زمیں کسب ضیا کرتی ہے روز و شب کی گردش سے	فوق
نقد قناعت اور ہے اور نقد زر ہی اور	ممکن نہیں جو دین سے دنیا ملائیے	قطب
سوائے دل شکنی سب مباح ہے اے شیخ	خبر تجھے نہیں رندوں کے دین و مذہب کی	قائم
دل سے رہو ہمیشہ خواہاں ترقیوں کے	سمجھیں گے کیا نتیجہ ناداں ترقیوں کے	کمال
خیال خام ہے اہل جہان کی الفت	چلی جدھر کی ہوا ساتھ یہ ہوا کے چلے	لا اعلم
رکھیئے یہ نکتہ یاد ہزاروں نکات سے	عورت خراب ہوتی ہے مردونکی ذات سے	،،
نہ قاصد ہے نہ نامہ ہے نہ پیغام زبانی ہے	کئی دن سے ہمارے حال پر نامہربانی ہے	مصحفی
حسرت پر اس مسافر بے کس کے روئیے	جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے	،،
انسان کیوں ڈرے کسی مغرور سے نیّر	دبتے رہیں سگان دنی خرد باغ سے	نیّر
تجھ کو حاصل صلح کل ہے گر تو ابدل کیا حرج	ہو گلے میں سبحہ و زنار رہنے دیجئے	بیکش
ہمارے بعد کچھ بھی ہو ہمیں کیا	مثل ہیچ ہے کہ جی ہے تو جہاں ہے	،،
کل کی جو فکر ہے تجھے بے سود ہے یہ فکر	کر لے حساب آج ہی یوم الحساب ہے	،،
کلفت کے وقت چاہئے مضطر نہ ہو کبھی	انساں بنا ہے راحت و آرام کے لئے	،،
ہستی سے پھر عدم جس وقت جا بسیں گے	یہ جھگڑے یہ بکھیڑے یہ رنج و غم نہ ہونگے	لا اعلم
یہ کوئی دم کا تعصب ہے پھر ہے مطلع صاف	کہاں فلک پہ ہمیشہ سحاب رہتا ہے	صحب
خاک پہنچائے گا وہ منزل تک	راستہ جو نہ رہنما جانے	،،
چھپکے لاکھ پردوں میں پر خون ناحق	کہے گا خدا سے کہ قاتل یہی ہے	،،
لاکھ نعمت کے برابر ہے کلام شیریں	ذائقہ بس ہے زباں کا مرے دنداں کے تلے	،،
مفت دیتا نہیں خدا کچھ بھی	حوریں ملتی ہیں جنگ میں مرکے	،،
اے بلا آکہ تو بہبود کی صورت ہوگی	تجھ میں مخفی مرے اللہ کی حکمت ہوگی	مہر
کئے ہیں جو عمل وہ پھل بھی اپنا لازمی دینگے	جزا اعمال تجھ کو نہ ہو کب اس کا امکاں ہے	،،
منعم کو ادھر ہوس زر و مال کی ہے	مفلس کو ادھر فکر زبوں حال کی ہے	،،
تم برے ہو تو بھلا کون کہے	اور بھلے ہو تو برا کون کہے	،،

کام آ خلق خدا کے کہ خدا کے نزدیک	اس سے بہتر نہ ہوئی ہے نہ عبادت ہوگی	مہر
کیا ملا عرض مدعا کر کے	بات بھی کھوئی التجا کر کے	نسیم
کبھی تصور کبھی تحیر کبھی تکدر کبھی تحسّد	نہ پوچھو ہمدم میرا گھڑی میں کچھ ہے گھڑی میں کچھ ہے	״
اسباب نہ جمع کر ضرر کے	رکھ پنبہ نہ داغ پر شرر کے	نعیم
بقدر حال ہے شاہ و گدا کو رنج دنیا میں	اسے فکر جہاں ہے اور اُسے فکر معیشت ہے	واسطی
عذر تقصیر ہوا باعث تقدیر آخر	جیسے شرمندہ ہم آئے تھے پشیمان گئے	وحشت
مثل رات ہے یہ کہ معلوم ہو	بسے آدمی اور سونا کسے	وقار
جو سبک روح ہیں ہوتے نہیں گاہے وہ خجل	آہ کی شمع کو کب حاجت گلگیر ہوئی	ہمدم
دلم می سوزد از داغ جدائی	چہ بودی گر نہ بودی آشنائی	لا اعلم
خوش است عالم آزادگی و خوشخوئی	بدین مقام در آ گر بہشت میجوئی	״
محال ست گر سر برین در نہی	کہ باز آیدت دست حاجت تہی	״
از ملائک بہرہ داری وز بہایم نیز ہم	بگذار از خط بہایم کز ملائک بگذری	״
بہ شیرین زبانی و لطف و خوشی	توانی کہ پیلے بموئے کشی	״
بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے	ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے	غالب
جب توقع ہی اٹھ گئی غالب	کیوں کسی کا گلہ کرے کوئی	״
سفینہ جبکہ کنارے پہ آ لگا غالب	خدا سے کیا ستم و جور ناخدا کہیئے	״
ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے	بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے	״
نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن	بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے	״
محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا	اُسی کو دیکھ کر جیتے ہیں جس کافر پہ دم نکلے	״
نہ سنو گر برا کہے کوئی	نہ کہو گر برا کرے کوئی	״
لوگ کہتے ہیں جیاہ مشکل ہے	سب غلط ہے نباہ مشکل ہے	״
خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو	ہم تو ہیں عاشق تمہارے نام کے	״

جفا و مہر جو خاطر میں اب ترے آوے	وہی ہے خوب مرے حق میں جو تجھے بھاوے	سودا
مرے خون ناحق کی دیگی گواہی	شہادت کو بس ہے مری بے گناہی	”
اس باغ میں اک گل کو خنداں جو کہیں دیکھا	سو غنچہ کی واں صورت دیگر نظر آئی	”
کی عمر عبث ضائع خدمت میں مہوس کی	خاک اپنی ہی جب دیکھی اکسیر نظر آئی	”
جتنے ہیں کام ترے سونپ خدا کو سودا	تیری تدبیر سے تقدیر بہت اچھی ہے	”
نیک و بد سے نہ کروں اپنے لکھے کا شکوہ	جو قسمت کی ہے تحریر بہت اچھی ہے	”
امید جینے کی اپنے کہاں ہے بلبل کو	چمن تو پھر بھی ہے گر باغبان باقی ہے	”
مفلس ہیں نہ بوجھ جو رکھتے نہیں ہیں کچھ	خالی ہمیشہ کیسۂ اہل کرم رہے	”
یاں فکر معیشت ہے تو واں دغدغۂ حشر	آرام بہر طرف یہاں ہے نہ واں ہے	”
دکھ دے نہ کسی دل کے تئیں باغ جہاں میں	گر نخل حیات اپنے سے چاہے کہ ثمر لے	”
جاتے ہیں لوگ قافلہ کے پیش و پس چلے	دنیا عجب سرا ہے جہاں آ کے بس چلے	”
کہیو تو صبا سلام ہمارا بہار سے	ہم تو چمن کو چھوڑ کے سوئے قفس چلے	”
صیاد اب تو کیجے قفس سے ہمیں رہا	ظالم پھڑک پھڑک کے پر و بال کس چلے	”
عبث نالاں ہے اس گلشن میں تو اے بلبل ناداں	نہیں ہے رسم یاں کوئی کسی کی داد کو پہنچے	”
شکر صد شکر نہیں ہیں کسی خاطر کا غبار	خاک کعبہ کی ہوں یا گرد صنم خانہ کی	”
کب شمع مجالس کی فانوس میں چھپتی ہے	جو حسن ہو بازار میں مت اس کو چھپا پردے	”
جب مسیحا دشمن جاں ہو تو ہو کیونکر علاج	کون رہبر ہو سکے جب خضر بہکانے لگے	”
آزردہ ہم سے تم ہی جو اب اے میاں رہے	جی سے گئے جہاں سے گئے ہم کہاں رہے	انشا
بندگی ہم نے تو جی سے اپنی ٹھانی آپ کی	بندہ پرور خیر آگے مہربانی آپ کی	”
کوچے میں تیرے میں نہ چلوں اور صبا چلے	یوں ہی خدا جو چاہے تو بندہ کی کیا چلے	درد
زندگی ہے تو خزاں کے بھی گزر جاویں گے دن	فصل گل جیتوں کو پھر اگلے برس آوے گی	مصحفی
جو صاحب نعمت ہیں وہ سر کو جھکائے ہیں	اوپر کو کبھی شاخ پر بار نہیں چلتی	”
جور فلک سے ہم نہ کبھی سر اٹھا سکے	جوں شمع زیر تیغ یہاں عمر کٹ گئی	”

نہ انیس ہے نہ شفیق ہے نہ رفیق ہے نہ جلیس ہے
ہم اکیلے گھر میں پڑے رہے سبھی لوگ گھر کو چلے گئے — مصحفی

دوری گل سے ہے ابتر حالت مرغ قفس	اب تو اے صیاد اسے گلشن میں جا کر چھوڑ دے	״
روندے ہے مثل نقش قدم خلق یاں مجھے	اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے	درد
کبھو ہنسنا کبھو رونا کبھو حیران ہو رہنا	محبت کیا بھلے چنگے کو دیوانہ بناتی ہے	״
کیا کروں میں جو گلستاں میں بہار آئی ہے	یاں تو آنکھوں میں مری جان نزار آئی ہے	مصحفی
صبح کی شام ہوئی شام کی پھر رات ہوئی	یہی وعدہ ہیں تو کب اُن سے ملاقات ہوئی	״
نہ کہیں صبح ہی ہوتی ہے نہ خواب آتا ہے	رات کیا آتی ہے اک مجھ پہ عذاب آتا ہے	״
کبھی در کو تک کے کھڑے رہے کبھی آہ بھر کے چلے گئے	ترے کوچے میں جو ہم آئے بھی تو ٹھہر ٹھہر کے چلے گئے	״
اغنیا کو ہے یہاں حسرت فقیروں کو ہی عیش	باغ کے مزدور ہی اچھے رہے شداد سے	لا اعلم
گو بظاہر خاک کے پتلے ہیں سب یکساں مگر	کوئی ہے اکسیر ان میں اور کوئی خاک ہے	جرأت
بشر جو اس تیرہ خاکداں میں پڑا یہ اسکی فروتنی ہے	وگرنہ قندیل عرش میں بھی اسی کے جلوہ کی روشنی ہے	ذوق
کوئی ہے کافر کوئی مسلماں جدا ہر اک کی ہے راہ ایماں	جو اسکے نزدیک رہبری ہے وہ اُسکے نزدیک رہزنی ہے	״
نا ساز ہے جو ہم سے اسی سے یہ ساز ہے	کیا خوب دل ہے واہ ہمیں جس پہ ناز ہے	״
مثال نے ہے مرا جب تلک کہ دم میں دم	فغاں ہے میرے لئے اور میں فغاں کے لئے	״
بنایا آدمی کو ذوق ایک جزو ضعیف	اور اس ضعیف سے کل کام دو جہاں کے لئے	״
پوچھ مت راہ فنا اس نگہ پرفن سے	رہنمائی کی نہ رکھ چشم دلا رہزن سے	لا اعلم
اپنوں سے نہ مل اپنے ہیں سب اپنوں کے دشمن	ہرنے میں بھری آگ نیستاں کے لئے ہے	״
ہمسا بھی اس بساط پہ کم ہوگا بد قمار	جو چال ہم چلے وہ بہت ہی بری چلے	״
ہو عمر خضر بھی تو ہو معلوم وقت مرگ	ہم کیا رہے یہاں ابھی آئے ابھی چلے	״
پاک رکھ اپنا دہاں ذکر خدائے پاک سے	کم نہیں نیری زباں منہ میں ترے مسواک سے	״
اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائینگے	مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے	״
دل گرفتار ہوا یار کی عیاری سے	ہم گرفتار ہوئے دل کی گرفتاری سے	״

وہی زیبا ہے اس کے واسطے جو قطع ہے جسکی	نکل سکتا ہے کوئی آستیں کا کار دامن سے	لا اعلم
افسوس ہے کہ سایۂ مرغ ہوا کی طرح	ہم جس کے ساتھ ساتھ چلے وہ جدا چلے	،،
کیا دیکھتا ہے ہاتھ مرا چھوڑ دے طبیب	یاں جان ہی بدن میں نہیں نبض کیا چلے	،،
نہ ہووے دل جلوں کی ذوق ہمسایوں سے دلداری	کہ کب فانوس پونچھے شمع کا رخسار دامن سے	ذوق
گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونق چمن	اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے	،،
گردش ضرور تھی تو بنایا تھا جام مے	انساں بناکے کیوں مری مٹی خراب کی	،،
کہئے نہ تنگ ظرف سے اے ذوق کبھی راز	کہکر اسے سننا ہو ہزاروں سے تو کہئے	،،
وہ کونسا غم ہے جسے پاتے نہیں دل میں	لیکن نہیں پاتے تو خوشی کو نہیں پاتے	،،
عمر طے کرتی ہے ہر دم سفر بحر فنا	جس کو سانس کہے ہے دل محزوں چلتی	،،
وہ ہے پاس ہی اور مری بدگمانی	لئے پھرتی مجھ کو کہیں سے کہیں ہے	،،
اس جبر پہ ذوق بشر کا یہ حال ہے	کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے	،،
ہمیشہ دور عشرت ہے جو تم ہو اہل کیفیت	کہ مہر و ماہ سے دن رات یاں اک جام چلتا ہے	،،
ارادہ گر کرے ناقص علو جاہ کامل کا	تو یہ جانو کہ نابینا کنار بام چلتا ہے	،،
قسمت بری سہی پہ طبیعت بری نہیں	ہے شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے	غالب
در بدر ناصیہ فرسائی سے کیا ہوتا ہے	وہی ہوتا ہے جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے	مومن
اگر غفلت سے باز آیا جفا کی	تلافی کی بھی تو ظالم نے کیا کی	،،
منت حضرت عیسےٰ نہ اٹھائیں گے کبھی	زندگی کے لئے شرمندۂ احساں ہونگے	،،
پھر بہار آئی وہی دشت نوردی ہوگی	پھر وہی پاؤں وہی خار مغیلاں ہونگے	،،
ستمہائے گردوں مفصل نہ پوچھو	کہ سر پھر گیا ماجرا کہتے کہتے	،،
غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو	جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے	،،
جہاں ویرانہ ہے پہلے کبھی آباد گھریاں تھے	شغال اب ہیں جہاں رہتے کبھی بستے بشر یاں تھے	ظفر
جہاں پھرتے بگولے ہیں اڑاتے خاک صحرا میں	کبھی اڑتی تھی دولت رقص کرتے سیمبر یاں تھے	،،
خواب تھا جو زندگی جاہ و حشم میں کٹ گئی	ورنہ ساری عمر اپنی درد و غم میں کٹ گئی	،،

یار کو دیکھا نہ پہچانا یہ حسرت رہ گئی	کھل گئی آنکھ اپنی لیکن تو بھی غفلت رہ گئی	ظفر
کر گئی ویراں چمن باد خزاں گل جھاڑ کے	بس قفس میں بیٹھ رہ پر اپنے بلبل جھاڑ کے	،،
نہ ہم راہ وفا بھولے نہ تم طرز ستم چوکے	جو اپنی بات تھی اس سے نہ تم چوکے نہ ہم چوکے	،،
صبا گر چراغ چمن گل کرے	تو نظارہ کیا گل کا بلبل کرے	،،
جدھر آنکھ پڑتی ہے تو روبرو ہے	ترا جلوہ سب میں ہے سب جا کہ تو ہے	،،
مری چشم میں کیا ہے تیرا تصور	مرے دل میں کیا ہے تری آرزو ہے	،،
دل نہ رنجیدہ کرے کوئی بڑا یہ ہے گناہ	اور دنیا میں ظفر تقصیر جو چاہے کرے	،،
سرفرازی کسی کی ہو تو ظفر	آپ کو سب کا خاک پا جانے	،،
ظفر آپ کو ڈھونڈھ مت ڈھونڈھ اسکو	وہ تجھ میں ہے جس کی تجھے جستجو ہے	،،
خود ہی پہ تکیہ نہ بالکل کرے	خدا پر بھی انساں توکل کرے	،،
جو ہو آغاز میں بہتر وہ خوشی سے بدتر	جس کا انجام ہو اچھا وہ مصیبت اچھی	لا اعلم
جو کہو گے تم کہیں گے ہم بھی ہاں یونہی سہی	آپ کی یونہی خوشی ہے مہرباں یونہی سہی	ظفر
جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت	شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت کا گلہ ہے	لا اعلم
جو چمن سے گزرے تو اے صبا یہ کہنا بلبل زار سے	کہ خزاں کے دن بھی ہیں سامنے نہ لگانا دل کو بہار سے	،،
خامشی بہ کہ ضمیر دل خویش	با کسے گفتن و گفتن کہ مگو سے	،،
خط بڑھا زلفیں بڑھیں کاکل بڑھے گیسو بڑھے	حسن کی سرکار میں جتنے بڑھے ہندو بڑھے	،،
خیانت سے مکائد سے دغا سے	خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے	،،
در سنجی پہ یہ لکھا ہے مصحفی مصرع	کہ بے نصیب نہ یاں سے کوئی گدا پھر جائے	مصحفی
دل میں ہوس زلف چلیپا نہیں رکھتے	ہم سر نہیں رکھتے کوئی سودا نہیں رکھتے	لا اعلم
رنج فرقت کو پہنچتی نہیں ایذا کوئی	دل میں بیٹھا ہوا ملتا ہے کلیجا کوئی	داغ
زمیں کو ہم سے غبار آسماں کو ہم سے خلاف	نہ ہم زمیں کے لئے ہیں نہ آسماں کے لئے	لا اعلم
صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے	عمر یوں ہی تمام ہوتی ہے	،،
عمر رواں و بخت و جوانی و زندگی	جتنے ملے رفیق ہیں بے وفا ملے	،،

قدر ہنر کو چاہیئے عقل و تمیز و درک و فہم	دست کشادہ دل فراخ منعمی و تونگری	لا اعلم
گر بر سر و چشم من نشینی	نازت بکشم کہ نازنینی	سعدی
گرتے وہی ہیں جو کہ ہیں میداں میں یکہ تاز	وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے	لا اعلم
لیجائیے گو وہ زلف گرہگیر لے گئی	دل لے گئی تو کیا مری تقدیر لے گئی	،،
نہ تو چھوڑے ہی بنے اور نہ بٹھلائے بنے	ہم تو قابو میں بھی لاکر انہیں لاچار رہے	،،
نشاں سدا نہیں رہتا ہے نام رہتا ہے	وہ کام کر کہ زمانے میں واہ واہ رہے	،،
نہیں کھیل اے داغ یاروں سے کہدو	کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے	داغ
یہ چمن یوں ہی رہیگا اور ہزاروں جانور	اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائینگے	لا اعلم
کسی کے مرنے کا افسوس ہے عبث ناداں	گر جہاں میں رہے گا ہمیشہ تو باقی	،،
چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو	سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہی	،،
دوش اپنے بھاگ کو ہی دیجئے	غیر کا کاہے کو شکوہ کیجئے	،،
بجز رنگیں مزاجی زندہ دل رہنا نہیں ممکن	روانی خوں کی شریانوں میں وجہ زندگانی ہے	،،
غنیمت ہے صحت علالت سے پہلے	فراغت مشاغل کی کثرت سے پہلے	حالی
ہنوزت کہ امکان تقریر ہست	بگو اے برادر بلطف و خوشی	سعدی
من نگویم کہ کنون باکہ نشین و چہ بنوش	گر بدانی ہمہ گر زیرک و عاقل باشی	حافظ
اے ذوق تکلف میں ہے تکلیف سراسر	آرام سے وہ ہیں جو تکلف نہیں کرتے	ذوق
جلتی ہوئی جہاں میں غم کی نسیم ہے	اول کتاب میں بھی الف لام میم ہے	لا اعلم
غافل تجھے کیوں خواہش دنیائے دنی ہے	پیوند زمیں ہر کوئی درویش و غنی ہے	انیس
جو قاقم و سنجاب پہنتے تھے ہمیشہ	سوتے ہیں تہ خاک گلے میں کفنی ہے	،،
اب گرم خبر موت کے آنے کی ہے	ناداں تجھے فکر آب و دانے کی ہے	،،
ہستی کے لئے ضرور اک دن ہے فنا	آنا تیرا دلیل جانے کی ہے	،،
گر لاکھ برس جیئے تو پھر مرنا ہے	پیمانۂ عمر ایک دن بھرنا ہے	،،
وہ تخت کدھر اور کہاں تاج ہیں وہ	جو اوج پہ تھے زیر زمیں آج ہیں وہ	،،

کیا کیا دنیا سے صاحب مال گئے	دولت نہ گئی ساتھ نہ اطفال گئے	انیس
پہنچا کے لحد تک پھر آئے سب لوگ	ہمراہ اگر گئے تو اعمال گئے	”
افسوس جہاں سے دوست کیا کیا نہ گئے	اس باغ سے کیا کیا گل رعنا نہ گئے	”
تھا کونسا نخل جس نے دیکھی نہ خزاں	وہ کون سے گل کھلے جو مرجھا نہ گئے	”
ویراں ہے کوئی گھر کہیں آبادی ہے	راحت سے کوئی اور کوئی فریادی ہے	”
اک عشرت و غم کا ہے مرقع دنیا	ماتم ہے کسی جا تو کہیں شادی ہے	”
دل سے طاقت بدن سے کس جاتا ہے	آتا نہیں پھر کر جو نفس جاتا ہے	”
جب سال گرہ ہوئی تو عقدہ یہ کھلا	یاں اور گرہ سے ایک برس جاتا ہے	”
دنیا جسے کہتے ہیں بلا خانہ ہے	پامال ہے جو عاقل و فرزانہ ہے	”
ہر آن تغیر ہے زمانے کے لئے	انسان کا دل ہے داغ اٹھانے کیلئے	”
بوڑھا کہ نوجوان غنی ہو کہ فقیر	سب آئے ہیں اس خاک میں جانے کیلئے	”
پیری آتی ہے جوانی یہ چلی جاتی ہے	دھوپ چڑھتی ہے ڈھلا چھاؤں ڈھلی جاتی ہے	افسوس
کیا کہوں آہ شرربار کی حالت دل سے	جب نکلتی ہے یہ بجلی سی کڑک جاتی ہے	”
عمر بھر ہم نے جانفشانی کی	تم نے پر خوب قدردانی کی	”
ٹلتی کبھی آئی ہوئی تقدیر نہیں ہے	ٹل جائیگی اس کے کوئی تدبیر نہیں ہے	”
توڑا کمر شاخ کو کثرت نے ثمر کی	دنیا میں گرانباری اولاد غضب ہے	ذوق
حسرت پہ اس مسافر بیکس کے روئیے	جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے	لا اعلم
موت سے کس کو رستگاری ہے	آج وہ کل ہماری باری ہے	”
ملک الموت را بحیلہ دفن	نتوانی کہ پنجہ برتابی	”
گر در یمنی و با منی پیش منی	در پیش منی و بے منی در یمنی	”
مرنا برحق ہے کون اس سے بھاگے	دو دن کوئی پیچھے کوئی دو دن آگے	”
جو ہم تم پاس بیٹھے ہیں سنو یہ دم غنیمت ہے	یہ ہنسنا بولنا رہ جائے تو کیا کم غنیمت ہے	”
کسی کی شب وصل ہوتے کٹی ہے	کسی کی شب ہجر روتے کٹی ہے	”

چو مردم در آمیز اگر مردمی	که با آدمی خوگرفتست آدمی	نظامی
چه خوش وقتے و خرم روزگاری	که یارے برخورد از وصل یارے	جامی
که بر خاطر پادشاہان غمے	پریشان کند خاطر عالمے	سعدی
تامل در آئینہ دل کنی	صفائی بتدریج حاصل کنی	،،
جمیعت را چو نعہد کنی و نوازی	بدولت تو گنہ می کند بانبازی	،،
از بدان جز بدی نیاموزی	نکند گرگ پوستین دوزی	،،
اگر با پدر جنگ جوید کسے	پدر بے گمان خشم گیرد بسے	،،
بدا سلطانیا کورا بود رنج دل آشوبی	خوشا درویشیا کورا بود گنج تن آسانی	خاقانی
ز صاحب غرض تا سخن نشنوی	که گر کار بندی پشیمان شوی	سعدی
برے کو ہم بھلا سمجھے بھلے کو ہم برا سمجھے	پڑیں پتھر سمجھ پر ایسی ہم سمجھے تو کیا سمجھے	لا اعلم
بھلائی میں ہزاروں ہیں برائی دیکھنے والے	بہت کم ہیں برائی میں بھلائی دیکھنے والے	،،
چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے	مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے	حالی
بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی	بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہووے	لا اعلم
پل میں چاہے تو گدا کو وہ کرے تخت نشیں	کچھ اچنبھا نہیں اسکا کہ خدا قادر ہے	سوز
ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا	پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی	،،
اک انقلاب چرخ سے افسوس بھینا	وہ صحبتیں رہیں نہ تو وہ ہمنشیں رہے	سرور
جز حسرت و افسوس نہیں ہاتھ کچھ آتا	ایام گزشتہ کو کبھی یاد نہ کیجے	مصحفی
گھمنڈ اس پہ حماقت کی بس نشانی ہے	مقام عبرت و حسرت سرائے فانی ہے	لا اعلم
ز صاحب غرض تا سخن نشنوی	که گر کار بندی پشیمان شوی	سعدی
آسودہ دلا حال دل زار چہ دانی	خونخواری عشاق جگر خوار چہ دانی	لا اعلم
جب بنکے بگڑ جاتی ہے تقدیر کسی کی	چلتی نہیں پھر ایک بھی تدبیر کسی کی	،،
بہ شش ماہ جلاب و ہر ماہ قے	بہر ہفتہ حمام و ہر روز مے	،،
درد دل سے لوٹتا ہوں کس کو میرا درد ہے	ہوں میں حرف درد جس پہلو سے الٹو درد ہے	،،

ہم کیا ہیں اے صبا جو نہ ہو ہم پہ افترا	محفوظ انبیا نہ رہے اتہام سے	لا اعلم
نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا	مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے	״
انصاف ہو کیا خاک کہ دل صاف نہیں ہے	دل صاف ہو کیا خاک کہ انصاف نہیں ہے	״
کھل کے گل کچھ تو بہار جانفزا دکھلا گئے	حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے	״
گل دریا چین سیر صحرا ضیافت عمر بے بقا ہے مسافرو دیکھ لو تماشا سرائے فانی عجب سرا ہے		״
غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی	گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی	״
محرم دوست نبود ہر سرے	یار مسیحا نکشد ہر خرے	״
جہان را عمارت نماند بسے	چو از شغل خود بگذرد ہر کسے	״
درختے کہ اکنون گرفتست پائے	بہ نیروئے مردے برآید ز جائے	״
دشمنوں سے دوستی غیروں سے یاری چاہئے	خاک کے پتلے بنے تو خاکساری چاہئے	״
مردن کس بہ نیک فرجامی	بہتر از زندگی بدنامی	״
کم گوے بجز مصلحت خویش مگوے	چیزے کہ نپرسند تو از پیش مگوے	״
لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے	اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے	ذوق
قناعت کن اے نفس باندکے	کہ از حرص خواری رسد بیشکے	لا اعلم
غریقے دست اندازد بکاہے	کہ جوید سلامت را پناہے	״
اگر روزی بہ دانش بر فزودے	ز نادان تنگ تر روزی نبودے	״
بعد نطفہ علق بودی بعد زان مضغہ شدی	مدتے بعد کشش بداوندت خواہی آدمی	״
چو کردی با کلوخ انداز پیکار	سر خود را بنادانی شکستی	سعدی
علم چندانکہ بیشتر خوانی	چون عمل در تو نیست نادانی	״
ہر چہ از دونان بمنت خواستی	در تن افزودی و از جان کاستی	״
اگر بحسن ارادت کنی نظر در دیو	فرشتہ آب نماید نظر بہ کروبی	״
سدا ایک ہی رخ نہیں ناؤ چلتی	چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی	حالی

گاہ باشد کہ کودکے نادان	بہ غلط بر ہدف زند تیرے	سعدی
بد نہ بولے زیرِ گردوں گر کوئی میری سنے	ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے	ذوق
گر دل ہے ترا صاف تو کیوں مجھ سے خفا ہے	بتلا دے مجھے صاف کہ کیا میری خطا ہے	لا اعلم
بہ سفر رفتنت مبارک باد	بہ سلامت روی و باز آئی	”
للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری	طے ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری	سرور
ہم نے مانا کہ کچھ نہیں غالب	مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے	غالب
نمرد آنکہ ماند پس از وے بجائے	پل و مسجد و چاہ و مہمانسرائے	لا اعلم
عاقبت کی خبر خدا جانے	اب تو آرام سے گزرتی ہے	”
باغ دنیا میں نہ ہوگا کوئی ہم سا بے نصیب	آئے ایسے باغ میں اور خالی داماں لے چلے	”
غم صیاد و فکر باغباں ہے	دو عملے میں ہمارا آشیاں ہے	”
بات میری تو نہ کوئی بھی بری لگتی ہے	صحبت غیر گر دل پہ چھری لگتی ہے	”
نگاہ اس کی نخوت کے زینے پہ تھی	جو شانے سے اتری تو سینے پہ تھی	”
گربہ مسکین اگر پر داشتے	تخم گنجشک از جہان برداشتے	”
مرتے کو مارنا بے دردی ہے	ہے بہت دور جوانمردی سے	”
کون مرتا ہے کسی کے واسطے	ہیں یہ جھگڑے جیتے جی کے واسطے	”
شاعری کھیل نہیں جو کوئی لڑکا کھیلے	ہم نے بارہ برس اس فن میں ہیں پاپڑ بیلے	”
بے فیض اگر یوسف ثانی ہو تو کیا ہے	جو بندہ نوازی کرے دل اس پہ فدا ہے	”
اک طفل دبستاں ہے فلاطوں مرے آگے	کانپے ہے پڑا گنبد گردوں مرے آگے	”
مرغان اولی الاجنحہ مانند کبوتر	کرتے ہیں صدا عجز سے غوں غوں مرے آگے	انشاء
جفا سے دل کو بچائیں گے کسطرح آخر	جفا ہمارے لئے تھی تو ہم جفا کے لئے	لا اعلم
سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینوں پر	ہمیں تو موت ہی آئی شباب کے بدلے	”
خاک میں ناموس پیمان محبت مل گئی	اٹھ گئی دنیا سے راہ و رسم یاری ہائے ہائے	غالب
کس کپڑے کو پھاڑیں کس کو جوڑیں ننگے	کیا خاک نہائیں کیا نچوڑیں ننگے	لا اعلم

تیرا غرور اور مرا عجز تا بکے — آخر ہر ایک بات کی کچھ انتہا بھی ہے — لا اعلم

دریغا اے فلک با من چہ کردی — رساندی آفت بمرا بزردی — جامی

شراب خوار اگر خوار ہو تعجب کیا — جو زار ہے اُسے آزار ہو تعجب کیا — لا اعلم

زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے — یہ قیامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہے — ''

صفائی عجب چیز دنیا میں ہے — صفائی سے بہتر نہیں کوئی شئے — ''

ہم نے اس ہستی میں رہ کر یہ اٹھائے رنج و غم — جو روانہ ہو گئے سوئے عدم اچھے رہے — ''

دنیا نہیں ہمیشہ کسی کی قیام گاہ — جو ہے یہاں وہ تیر قضا کا نشانہ ہے — ''

سب جیتے جی کے جھگڑے ہیں سچ پوچھو تو کیا خاک ہوئے
جب موت سے آکر کام پڑا سب قصے قضیے پاک ہوئے — ''

عجب نادان ہیں وہ جن کو ہے عجب تاج سلطانی
فلک بال ہما کو پل میں سونپے ہے مگس رانی — ''

ہمنشیں سب اٹھ گئے اور بزم میں ہلچل پڑی — اے خلل انداز گردوں اب تو تجھکو کل پڑی — ''

طے ہی ہو جاتا ہے کیا مرحلہ دشوار ہو — چلتے چلتے ہوتی ہے نزدیک منزل دور کی — ''

خاکساری کیوں نہ ہو دل کی کدورت کا علاج — خاک سے ملنا اڑاتا ہے غبار آئینہ سے — ''

خاکساری پر نہ کر موذی کے ہرگز اعتبار — جونک مٹی میں ملے تو بھی لہو پیتی ہے — ''

جو کرینگے جمع یاں غافل یہیں چھوڑ جائینگے — ہاں مگر ارمان و حسرت ساتھ لینے جائینگے — ''

کیسی ہوا چلی کہ گھر گھر نفاق ہے — مہر و وفا کا ذکر تو بالائے طاق ہے — ''

خیال مغفرت اے بے خبر نادان نمی سازی — چرا غافل تو کار آخرت سامان نمی سازی — ''

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار — جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی — ''

مطلب گر توانگری خواہی — جز قناعت کہ دولتی ست نہی — ''

خوشا وقتے و خرم روزگارے — کہ یارے برخورد از وصل یارے — ''

گر در یمنی و با منی پیش منی — ور پیش منی و بے منی در یمنی — ''

تو یوسف منی را ز چاہ بلا دیدی — او را بشہنشاہی در مصر کجا دیدی — ''

از جان و دل گوید کسے پیش چنین جانانۂ	از سیم و زر گوید کسے پیش چنیں اسکندری	لا اعلم
اصل تمیز ست اندر آدمی	تا فزونی را بداند از کمی	”
ہنر تابد از مردم گوہری	چو نور از مہ و تابش از مشتری	”
فقیروں کے قدم لیتے ہیں سلطاں	یہ ہے تاثیر نقش بوریا کی	وزیر
بھاگتی پھرتی تھی دنیا جب طلب کرتے تھے ہم	اب جو نفرت ہم نے کی وہ بیقرار آنے کو ہے	لا اعلم
تو لگا حق سے جدا رہ خلق سے	ہیں یہ بچھو آزما کر دیکھ لے	”
دل دیا اللہ نے صدمے اٹھانیکے لئے	ہم فقط پیدا ہوئے ہیں آزمانیکے لئے	”
اس قدر ناز جوانی کی بہاروں پہ عبث	عارضی باغ ہیں کل دیکھنا ویراں ہونگے	”
نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر	اب جگر تھامکے بیٹھو مری باری آئی	”
وقت را غنیمت دان ہر قدر کہ بتوانی	حاصل از حیات اے جان یکدم ست گر دانی	”
روندے ہے نقش پا کی طرح خلق یاں مجھے	اے عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے	”
کوئی اس فرقۂ زہاد سے اٹھا نہ کوئی	کچھ ہوئے تو یہی رندان قدح خوار ہوئے	”
قصاب گاؤ کشت شب اندر بہ نیمروز	فربہ چنان کہ کس نہ خریدہ بہ لاغری	”
مردی نبود لگد بر افتادہ زدن	گر دست زپا فتادہ گیری مردی	”
ہوں گنہگار مگر شاک مجھے تعزیر میں ہے	عفو کے پھولوں کی بو دامن تقصیر میں ہے	”
تو بدین جمال و خوبی سر طور اگر خرامی	ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی	”
بکدام امیدواری بروم بخواب بے تو	تو چنان رمیدہ از من کہ بخواب ہم نیائی	”
اے آنکہ خاک را بنظر کیمیا کنی	آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنی	”
گرچہ بر من توبسے طعنہ و آہو گیری	لیکن انصاف کہ خود آہو آہو گیری	”
راضی ہے خدا بھی بتوں کی خوشی بھی ہو	پڑھیئے نماز کرکے وضو آب گنگ سے	”
عشق در نازک دلان آتش زند یکبارگی	مرغ شکر خوارہ را آرد بہ شکر خوارگی	”
نیک گئے گھر میں جو نعمت آگئی	ظلمت دوزخ ہے گویا چھا گئی	”
یکے خوان و یکے بین و یکے جوئے	یکے خواہ و یکے خوان و یکے گوئے	”

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
چو نه سر بر آمد به آبستنی	بجنبش در آمد رگ رستنی	لا اعلم
ابر اگر آب زندگی بارد	هرگز از شاخ بید بر نخوری	سعدی
اگر فی المثل در فشاندن ندانی	همه حال در چیدن آخر توانی	لا اعلم
انچه کنی بخود کنی	گر همه نیک و بد کنی	〃
این دغل دوستان که می بینی	مگسانند گرد شیرینی	سعدی
پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی	که بورانیست بادنجان و بادنجان هست بورانی	خاقانی
جهد نما تا که بجائے رسی	درد بکش تا بدوائے رسی	لا اعلم
خورده جهان به که تنها خوری	وائے بر آن خورده که تنها خوری	〃
فهم سخن گر نکند مستمع	قوت طبع از متکلم مجوے	〃
گرد نام پدر چه می گردی	پدر خویش باش اگر مردی	〃
ماری تو که هر کرا به بینی بزنی	یا بوم که هر کجا نشینی بکنی	سعدی
یکے کرد بے آبروئی بسے	چه غم دارد از آبروے کسے	〃
شاعری جزویست از پیغمبری	جاهلانش کفر دانند از خری	مولوی معنوی
اب جو پچھتاتے ہیں پچھتانے سے کیا ہوتا ہے	سیکھتا ہے وہی ایجان جو کچھ کھوتا ہے	لا اعلم
شادی جو ہوئی غم کے بھی پہلو نکل آئے	جب کوئی ہنسا ساتھ ہی آنسو نکل آئے	〃
الفت کا جب مزہ ہے کہ وہ بھی ہوں بیقرار	دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی	〃
چار دن کی دوستی کا ہے زمانہ میں رواج	کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجئے	〃
جوانی میں بہار حسن و صورت آہی جاتی ہے	ثمر جس وقت گدراتا ہے رنگت آہی جاتی ہے	〃
آشیانوں میں نہ غافل رہیں مرغان چمن	ان دنوں باغ میں صیاد بہت آتا ہے	〃
جس کا آغاز ہو بہتر وہ خوشی ہے بدتر	جس کا انجام ہو اچھا وہ مصیبت اچھی	〃
ہوس میں کعبہ کے زاہد تو بتخانہ سے گمرہ ہے	یہاں تو کوئی صورت بھی ہے واں اللہ ہی اللہ ہے	〃
ادبار جبکہ آگیا سب عیب آگئے	آغاز جھوٹ نیز سرانجام جھوٹ ہے	〃
یہی سر ہے جسے تم ایکدن زانو پہ رکھتے تھے	وہی سر ہے جو کچلا جا رہا ہے آج پتھر سے	〃

وقت تبسم شوخ کے جس وقت وہ لب خوش ہوئے
ہم خوش ہوئے تم خوش ہوئے وہ خوش ہوئے سب خوش ہوئے — لا اعلم

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
ترا از حال زار ہم خبر نیست	رموز و سر سلطان را چہ دانی	"
امیروں کو مبارک ہو حویلی	غریبوں کا بھی ہے اللہ بیلی	"
نہ کرے دوست بیگانوں کا بھروسا کوئی	سچ ہے مشکل میں کسی کا نہیں ہوتا کوئی	"
یک بیک ایسا زمانہ میں ہوا ہے انقلاب	قدرداں سب اٹھ گئے ناقدرداں پیدا ہوئے	"
پار بودی قطبک و امسال گشتی قطب دین	سال دیگر گر بمانی قطب دین حیدر شوی	"
صوفی نشود صافی تا در نکشد جامے	بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے	جامی
نکند جور پیشہ سلطانی	کہ نیاید ز گرگ چوپانی	لا اعلم
ہرچہ از دونان بمنت خواستی	در تن افزودی و از جان کاستی	"
ابر گر آب زندگی بارد	ہرگز از شاخ بید بر نخوری	"
خدا گر بہ حکمت بہ بندد درے	کشاید بہ فضل و کرم دیگرے	"
تا بدکان خانہ در گروی	ہرگز اے خام آدمی نشوی	"
تا شود مرد فربہے لاغر	لاغرے مردہ باشد از سختی	"
دوستان را کجا کنی محروم	تو کہ با دشمنان نظر داری	سعدی
قناعت کن اے نفس باندکے	کہ از حرص خواری رسد بیشکے	لا اعلم
گر زمین را بآسمان دوزی	نہ دہندت زیادہ از روزی	"
کسی کی بدی تو نہ کر عیب ہے	کہ اس کا خدا عالم الغیب ہے	"
کس طرح کھلے دل کہ جگر بند نہیں ہے	گھر قبر سے بدتر ہے جو فرزند نہیں ہے	"
ناحق مجھے کہتا ہے فہیم ایک زمانہ	یہ نام تو زیبا کسی عاقل کے لئے ہے	"
دو چیز تیرہ عقل است دم فرو بستن	بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی	"
بجز رنگین مزاجی زندہ دل ہونا نہیں ممکن	کہ لطف زندگانی ہے بدن میں جب تلک خوں ہے	"
جس سے رغبت ہو وہی شئے وہ عطا کرتا ہے	منہ شکر خورے کا شکر سے خدا بھرتا ہے	"

ولد الزناست حاسد منم آنکہ طالع من	ولد الزنا کش آمد چو ستارۂ یمانی	لاعلم
پیدا کرتا ہے انسان کو جوہر شرافت کا	اصالت جسمیں ہوتی ہے وہی تلوار کستی ہے	,,
خدا والے نہیں پابند کچھ مسجد کے اے واعظ	وہ بتخانہ میں بھی جائیں تو ان کی بندگی کی	شاد
خدا جانے یہ دنیا جلوہ گاہ ناز ہے کس کی	ہزاروں اٹھ گئے رونق وہی باقی ہے مجلس کی	امیر
مضموں سے پس مرگ میرا نام ہی زندہ	کچھ کام نہیں کام جو اولاد نہ آئی	امیر
یک بیک دل سے مٹے حرف محبت کیونکر	لالہ رو داغ ترا جائے گا جاتے جاتے	لاعلم
نہ سدھ بدھ کی لی اور نہ سنگل کی لی	نکل دیس سے راہ جنگل کی لی	حسن
دو دل جو ہوں چاہنے پہ راضی	یہ جان لے کہ کیا کرے گا قاضی	لاعلم
چو خواہد کہ ویراں کند عالمے	نہد ملک در پنجۂ ظالمے	,,
گو واں نہیں پہ واں کے نکالے ہوئے تو ہیں	نسبت ہے ان بتوں کو بھی کعبے سے دور کی	غالب
تو کز محنت دیگراں بے غمی	نشاید کہ نامت نہند آدمی	سعدی
گر بدولت برسی مست نگردی مردی	ور بنکبت برسی پست نگردی مردی	لاعلم
گر ز سر معنوی واقف شوی	لفظ بگزاری سوے معنے روی	مولوی
غیر کو اپنے سوا سجدہ بھی کرنا ہے حرام	میرا مشرب ہے یہی اور میرا مذہب ہے یہی	لاعلم
مرتے کو مارنا بیدردی سے	ہے بہت دور جوانمردی سے	,,
کب وہ سنتے ہیں کہانی میری	اور پھر وہ بھی زبانی میری	,,
کیوں کعبہ و کنشت میں سر مارتا ہے تو	تو جسکو ڈھونڈھتا ہے چھپا وہ تجھی میں ہے	,,
ہے دور جام و صحبت یاران زندہ دل	کچھ ہے اگر مزہ تو یہی زندگی میں ہے	,,
اخفائے راز عشق نہ کر کہکے جی کی بات	جی ہی میں اپنے رہنے دے جو کچھ کہ جی میں ہے	,,
حیف کہ از علم نہ بررہ شوی	شمع بکف گیری و در چہ شوی	فیضی
بمردم در آمیز گر مردمی	کہ با آدمی خوگرست آدمی	نظامی
جہاں دیکھو ہے کچھ کا کچھ عجب دنیا کی ہستی ہے	کبھی بستی ہیں صحرا ہے کبھی صحرا میں بستی ہے	میر
اولاد میں کیا آئے بو ماں باپ کے اطوار کی	دودھ تو ڈبے کا اور تعلیم ہے سرکار کی	اکبر

اب جو اک حسرت جوانی ہے	عمر رفتہ کی یہ نشانی ہے	میر
رہا نہ پختگی عالم میں دور خامی ہے	ہزار حیف کمینوں کا چرخ حامی ہے	"
جس جگہ دور جام ہوتا ہے	واں یہ عاجز مدام ہوتا ہے	"
جاگنا تھا ہم کو سو بیدار ہوتے رہ گئے	کارواں جاتا رہا ہم ہائے سوتے رہ گئے	"
گل گئے بوٹے گئے گلشن گئے برہم گئے	کیسے کیسے ہائے اپنے دیکھتے موسم گئے	"
ہنستے رہتے تھے جو اس گلزار میں شام و سحر	دیدۂ تر ساتھ لے وے لوگ جوں شبنم گئے	"
مل اہل بصیرت سے کچھ وے ہی دکھا دیگے	لے خاک کی کوئی چٹکی اکسیر بنا دیں گے	"
سیر کر میر اس چمن کی شتاب	ہے خزاں بھی سراغ میں گل کے	"
مردوں کو زندہ کرتے تھے جو وہ تو مر گئے	زندوں کے قتل کو یہ مسیح الزماں ہوئے	لا اعلم
نشاید ہوس باختن با گلے	کہ ہر بامدادش شود بلبلے	"
جس پاس عصا ہو اسے موسیٰ نہیں کہتے	ہر ہاتھ کو عاقل ید بیضا نہیں کہتے	"
گور میں بھاگ اہل دنیا سے	خلوت اس انجمن سے بہتر ہے	"
لاش پر لاش نکلتی ہے ترے کوچے سے	کیا تماشا ہے کہ پھر بھیڑ نہیں چھٹتی ہے	"
پیامبر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا	زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے	"
کام ہمت سے جوانمرد اگر لیتا ہے	سانپ کو مار کے گنجینۂ زر لیتا ہے	آتش
بے اعتبار نقش و نگار زمانہ ہے	اک رنگ پر ہوا نہیں رہتی ہے باغ کی	"
خدا کی یاد جوانی میں غافلو کر لو	وگرنہ وقت فضیلت تمام ہوتا ہے	"
حسن وہ شئے ہے کہ پتھر میں بھی کرتا ہے اثر	چشم عاشق کی طرح آئینے حیراں ہو گئے	"
باغ جہاں میں گل کی قناعت ہے جائے رشک	عمر دو روزہ ایک قبا میں تمام کی	"
غرض نقشیست کز ما یاد ماند	کہ ہستی را نمی بینم بقائے	لا اعلم
می شنیدم کہ جان جانانی	چون بدیدم ہزار چندانی	"
دنیا میں دیکھ لو تو محبت ہی چیز ہے	اس کا جسے مزہ نہیں وہ بدتمیز ہے	"
سیر کی پھول چنے خوب پھرے شاد رہے	باغباں جاتے ہیں گلشن ترا آباد رہے	"

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں رسوا	وہ قتل بھی کرتے ہیں تو رسوا نہیں ہوتے	لاعلم
باحسان ہم توئی حاتم بمنصفت ہم توئی کرے	بفرمان ہم توئی آصف بہ برہان ہم توئی عیسے	،،
ہر عیش میں کچھ غم کے بھی پہلو نکل آئے	جب کوئی ہنسا ساتھ ہی آنسو نکل آئے	،،
انقلاب دہر کی اک یہ بھی صورت دیکھیے	جنکے ڈنکے بج رہے تھے انکی نوبت دیکھیے	،،
اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا	سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے	،،
رند مشرب ہوں فقط نام خدا جپتا ہوں	نہ نماز آتی نہ ترتیب وضو آتی ہے	،،
تدبیر سے قسمت کی برائی نہیں جاتی	بگڑی ہوئی تقدیر بنائی نہیں جاتی	،،
نہ ہو جس شئے کی حاجت اس کی کوشش سے یہ ہوتا ہے	کہ جو شئے ہر گھڑی درکار ہے اس کو بھی کھوتا ہے	،،
کیا پھیر دکھاتی ہے یہ تقدیر ہماری	بن بنکے بگڑ جاتی ہے تدبیر ہماری	،،
لاکھ سمجھائیں اسے غیر تو کیا ہوتا ہے	بگڑی بن جاتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہے	،،
صبا آندم کہ سوئے او میان عزم بربندی	سلامے عرض فرما باجہانے آرزومندی	،،
دیتا ہے کہاں ساتھ برے وقت میں کوئی	پتھر کی لگی چوٹ شرارے نکل آئے	،،
وا ہوئے ہرگز نہ وہ عقدے جو تھے تقدیر کے	سعی کرتے کرتے ناخن گھس گئے تدبیر کے	آتش
مقسوم کا ہے جو سو وہ پہنچیگا آپ سے	پھیلائیے نہ ہاتھ نہ دامن پسارئیے	،،
ناگوار کو جو کرتا ہے گوارا انساں	زہر بھی کر مزۂ شیر و شکر لیتا ہے	،،
چلی ہے ایسی زمانے میں کچھ ہوا الٹی	کہ سیدھی بات سمجھتے ہیں آشنا الٹی	،،
نگاہ یار کے پھرتے ہی ہم سے اے آتش	زمانہ پھر گیا چلنے لگی ہوا الٹی	،،
راحت طلب کو رنج کشوں کی طلب کہاں	آگاہ کیا سوار ہے توسن کے بوجھ سے	،،
باغ عالم میں نہیں کوئی کسی کی سنتا	نہ دماغ اپنا کرائے مرغ خوش الحاں خالی	،،
اٹھ گئی ہیں سامنے سے کیسی کیسی صورتیں	روئیے کس کس کو اور کس کس کا ماتم کیجئے	،،
بلبل شیدا کے نالوں سے یہ آتی ہے صدا	فصل گل ہے چار دن سیر گلستاں کیجئے	،،
نہ پوچھ عالم برگشتہ طالعی آتش	برستی آگ جو باراں کی آرزو کرتے	،،

عتاب و لطف جو فرماؤ ہر صورت سے راضی ہیں	شکایت سے نہیں واقف ہیں شکرانہ آتا ہے	آتش
زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا	بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے	،،
غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرماں	ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے	،،
حالت آئینہ رکھتا ہے صفائے دل مرا	آشنا سے آشنا بیگانہ سے بیگانہ ہے	،،
توبہ کرنی ہے گناہوں سے تو کرلے غافل	ورنہ فرصت ہے دم بازپسیں تھوڑی سی	،،
بولی یہ روح پھینک کے پشتارہ جسم کا	بھاری ہے بوجھ کون یہ بیکار لے چلے	،،
اک دن حضور قلب سے ہوتی نہیں ادا	زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے	،،
ناکسوں سے اہل عزت کو ہے لازم احتراز	میل تانبے کا ہوا جس سیم و زر میں داغ ہے	،،
چپ ہو کیوں کچھ منہ سے فرماؤ خدا کے واسطے	آدمی سے بت نہ بنجاؤ خدا کے واسطے	،،
ان سے کہدو نہیں آہستہ جو رکھتے دو گام	گر بھی پڑتے ہیں بہت دوڑ کے چلنے والے	،،
ایک دن منزل ہستی سے گزرنا ہے ضرور	چار دن کے لئے ناداں ہے جو گھر لیتا ہے	آباد
جمع کر نیک عمل یوں کہ مسافر جیسے	پیشتر کوچ سے اسباب سفر لیتا ہے	،،
رکھنا امید فہم کا اپنے قصور ہے	امداد وقت بد میں قریبوں سے دور ہے	رند
عوض اللہ لیگا ہم سے مظلوموں کا ظالم سے	خدا اسکو ستائیگا ہمیں جس نے ستایا ہے	،،
جسے چاہا ہے میں نے وہ ہوا ہے جان کا دشمن	کیا ہے تجربہ سو بار اکثر آزمایا ہے	،،
چار دن کی دوستی کا ہے زمانہ میں رواج	کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجئے	،،
کرتا ہے کون کس کی امداد وقت بد میں	ہے آشنا وہی جو کام آشنا کے آئے	،،
باغباں دشمن ہے گلچیں برخلاف	آشیانہ باغ سے لیجائیے	،،
مجنون عشق کو ہے عبث پند واعظو	ہے حکم شرع مردم ہشیار کیلئے	،،
وہ اعتبار اٹھ گیا اب جانبین سے	میرا تمھیں یقیں نہ تمہارا یقیں مجھے	،،
اس بوریاے فقر کی توقیر دیکھنا	جھک کر سلام کرتے ہیں مسند نشیں مجھے	،،
کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے	حوروں پہ مر رہا ہے یہ شہوت پرست ہے	،،
دل صاف ہو تو چاہیے معنی پرست ہو	آئینہ خاک صاف ہے صورت پرست ہے	،،

درویش ہے وہی جو ریاضت میں چست ہو	تارک نہیں فقیر بھی راحت پرست ہے	رند
دولت کی رکھ نہ مار سر گنج سے امید	موذی وہ دیگا کیا کہ جو دولت پرست ہے	״
عنقا نے گم کیا ہے نشاں نام کے لئے	گم گشتہ کون کہتا ہے شہرت پرست ہے	״
بلبل یہ ترے واسطے فریاد غضب ہے	فریاد نہ کر دیکھ یہ صیاد غضب ہے	״
اے سرو تو پابند غم بے ثمری میں	کہتے ہیں گرفتار کو آزاد غضب ہے	״
یہ خانۂ ہستی ہے عجب خانۂ رنگیں	اے ذوق مگر ہستیٔ بنیاد غضب ہے	ذوق
آنرا کہ بجائے تست ہر دم کرمے	عذرش بنہ ار کند بعمرے ستمے	سعدی
اے زر تو خدا نۂ ولیکن بخدا	ستار عیوب و قاضی الحاجاتی	لا اعلم
اگرچہ شیخ نے داڑھی بڑھائی سن کی سی	مگر وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی	״
اے شیخ چہ جوئی ز شب قدر نشانی	ہر شب شب قدر ست اگر قدر بدانی	״
ان بتوں کو ہم فقیروں سے بھلا کیا کام ہے	یہ تو طالب زر کے ہیں اور یاں خدا کا نام ہے	״
ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا	آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا	״
بر مزار ما غریبان نے چراغ نے گلے	نے پر پروانہ سوزد نے صدائے بلبلے	״
بن آئیں کام ہزاروں فراغ دل ہو اگر	کسی سے اک بھی نہ تدبیر بے فراغ بنے	״
با دہا خوردن و ہوشیار نشستن سہل ست	گر بدولت رسی مست نگردی مردی	״
پہنچا میں سر جھکا کے گنہگار کی طرح	مجھ کو جہاں جہاں مری تقدیر لے گئی	״
پیسا ہی رنگ روپ ہے پیسا ہی مال ہے	پیسا نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے	״
دوست تو بدخو نہ ہو۔ دشمن جو بدخوئی کرے	تو نکوئی کر اگر تجھ سے بدی کوئی کرے	ظفر
ہے جو گویائی کی خاطر منہ میں انساں کے زباں	پر زباں کس کام کی وہ جو کہ بدگوئی کرے	״
پھرتے کب عہد وفا سے ہیں محبت والے	سر پھرایا کریں بک بک کے نصیحت والے	״
غرض کے آشنا ہو آشنائی یوں بھی ہوتی ہے	صفا ظاہر کدر در دل صفائی یوں بھی ہوتی ہے	״
کہاں ہے اپنا وہ عالم کہیں اٹھے کہیں بیٹھے	ہوئی ہے اپنی یہ حالت جہاں بیٹھے وہیں بیٹھے	״
نے فقیری چاہئے نے بادشاہی چاہئے	قسمت اچھی چاہئے فضل الٰہی چاہئے	״

ہوگئے نا آشنا تم آشنائی کیا رہی	جب کدورت بھر گئی دل میں صفائی کیا رہی	ظفر
ہم ہاں پہنچے کبھی کے منزل مقصود پر	بس اکیلے رہ گئے ہیں راہ ہم بھولے ہوئے	”
نہ چرخ آسیا ہوں نے بھنور ہوں نے بگولا ہوں	مجھے تو کیوں لئے اے گردش تقدیر پھرتی ہے	”
اور کو دیکھ وہ نہیں سکتے	وہ جنھیں خود نمائی ہوتی ہے	”
دانا ہے وہ جو سمجھے کہ قسمت ہے کیمیا	احمق ہے وہ جو خواہش اکسیر میں پھنسے	”
کیا بھنور اور کیا بگولا رہتے ہیں چکر میں سب	ہم نے کوئی بھی نہ پایا بحر و بر میں چین سے	”
جو ہوں اوسان تو لکڑی نہیں شمشیر سے کمتر	نہوا وسان تو بدتر ہے پھر شمشیر لکڑی سے	”
صفا کرتی ہے خاک آئینہ کو لیکن ترے دل میں	ہماری خاکساری سے کدورت دونی ہوتی ہے	”
غنچہ کی مٹھی میں زر ہے پر نہیں دست کرم	تنگئ دل اور ہے اور تنگدستی اور ہے	”
رہے جب آپ ہی یہ آسمان دن رات گردش میں	کوئی آرام سے کیا خاک زیر آسماں بیٹھے	”
نے دام کی خطا ہے نہ صیاد کا قصور	قسمت بری تھی اپنی قضا سے بگڑ گئی	”
پیدا ہوئے ہیں شادی و غم باہم اے ظفر	خنداں اگر ہے برق تو ابر اشکبار ہے	”
میں کروں شکوہ جو کچھ ان کو محبت ہو ظفر	جو محبت ہی نہیں ہے تو شکایت کیا ہے	”
جائیگا جس ملت میں تو پائیگا واں جنگ و جدل	آرام گر منظور ہو تجھ کو تو صلح کل میں ہے	”
دی مثل نگیں پہلے اسے سینہ خراشی	جس کو کہ زمانہ نے ظفر ناموری دی	”
کریگا دوربیں کو کیا نظر آئیگا کیا اس میں	صفا کر دل کو تو ایسا کہ دل سے دوربیں ہووے	”
رہا ہے کوئی دنیا میں نہ رہویگا یہاں کوئی	کہ فرمان قضا بے قید خاص و عام آتا ہے	”
جوش بہار گل کا نہ کر دیکھ اعتبار	غافل خزاں بھی گلشن عالم کے ساتھ ہے	”
صاف باطن وہ نہیں جو دل میں اور منہ پر ہو اور	ہے عیاں آئینہ سا دل کی صفائی آنکھ سے	”
دنیا کے عیش و عشرت اے یار کم نہ ہونگے	چرچا یہی رہے گا افسوس ہم نہ ہونگے	حزیں
ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے	الٰہی موت دے گزرا میں ایسے جینے سے	شیفتہ
کوچ کی اپنے اب تیاری ہے	تیرا حافظ جناب باری ہے	سرور
عشق میں طرفین سے الفت برابر چاہیئے	جو بدل بندہ ہوا اس کو بندہ پرور چاہیئے	”

مجھے فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی	کاش عیسےٰ کے عوض موت ہی آئی ہوتی	سرور
ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت مری	کوئی بجلی ہی فلک تو نے گرائی ہوتی	״
اک انقلاب چرخ سے افسوس دیکھنا	وہ صحبتیں رہیں نہ تو وہ ہمنشیں رہے	״
خدا ملے تو ملے آشنا نہیں ملتا	کوئی کسی کا نہیں دوست سب کہانی ہے	״
قسمت کی بے نصیبی کی فریاد کیا کرے	سر پر گرا پہاڑ تو فریاد کیا کرے	عارف
گردش گردوں سے اے دل کیوں تو حیرانی میں ہے	پیش آنی ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی میں ہے	حسرت
بے نصیبی پہ اے دل اپنی عبث روتا ہے	جو لکھا کاتب قدرت کا وہی ہوتا ہے	قلندر
سفر ملک عدم تجھ کو ہے آخر درپیش	خواب غفلت سے تو بیدار ہو کیا سوتا ہے	״
ہم صفیران چمن ہم سے چمن چھوٹے ہے	ہائے اے شام غریباں کہ وطن چھوٹے ہے	لا اعلم
تاب اس کے دیکھنے کی نہ لائے چلے گئے	کیا کیا جواں پری تھے کہ آئے چلے گئے	نظیر
دارا رہا نہ جم نہ سکندر سا بادشاہ	تخت زمیں پہ سینکڑوں آئے چلے گئے	״
آدم رہا نہ کوئی پیمبر نہ اولیا	وہ بھی اسی زمیں میں سمائے چلے گئے	״
کل شب وصل میں کیا جلد کٹی تھیں گھڑیاں	آج کیا مر گئے گھڑیال بجانے والے	״
اگر میں جانتا داغ جدائی	خدا جانے نہ کرتا آشنائی	״
منت دلا کسی کی نہ اصلا اٹھائیے	مر جائیے پہ ناز مسیحا اٹھائیے	نسیم
لائے اس بت کو التجا کرکے	کفر توڑا خدا خدا کرکے	״
سیاہی مو کی گئی دل کی آرزو نہ گئی	ہمارے جامۂ کہنہ سے مے کی بو نہ گئی	بقا
چین تجھ کو بھی نہ ہو مجھ کو ستانے والے	تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانے والے	احسان
کچھ تیرے سلیقے سے پھنسے ہم نہیں صیاد	لائی ہے ہمیں دام میں تقدیر ہماری	تپش
جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی	ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی	تجلی
کنج قفس میں دیکھ کے بے بال و پر مجھے	اے ہم صفیر چھوڑ گئے تم کدھر مجھے	جولان
مجھ کو تجھ سے خدا جدا نہ کرے	میں ہوں تجھ سے جدا خدا نہ کرے	حسرت
تمہیں غیروں سے کب فرصت ہم اپنے غم سے کب خالی	چلو اب ہو چکا ملنا نہ تم خالی نہ ہم خالی	״

یاد جس وقت تری آتی ہے	مجھ کو ہچکی وہیں لگ جاتی ہے	جان
غفلت تری نقاب ہے دیدار کے لئے	ورنہ یہاں حجاب نہیں یار کے لئے	لا اعلم
چھٹ جائے کسی سے نہ مدارات کسی کی	اللہ بگاڑے نہ بنی بات کسی کی	رقت
چرخ کے کیسے انقلاب ہوئے	پر کبھی ہم نہ کامیاب ہوئے	زار
آؤ مل جائیں لڑائی ہوچکی	ایک دم صبر آزمائی ہوچکی	شیفتہ
دردمندوں سے نہ پوچھو کہ کدھر بیٹھ گئے	تیری محفل میں غنیمت ہے جدھر بیٹھ گئے	نسیم
کیا کروں کس سے کہوں کون کریگا آسان	سخت مشکل ہے مرے حق میں جدائی تیری	غریب
کار مرداں از زناں ناید ہمی	پیش شیر از روبہ ناید مردمی	لا اعلم
ہمدم کو تم غیر میاں اور غیروں کو ہمدم سمجھو	یہ بات جہاں ہے رہنے دو کچھ تم سمجھے کچھ ہم سمجھے	رضی
آپ آئے نہ کبھی خط نہ کتابت بھیجی	سینکڑوں راہ دکھائی ہمیں ترسانے کی	"
جس نے ہمارے دوست کو ہم سے جدا کیا	وہ بھی مراد اپنی نہ پائے خدا کرے	لا اعلم
تمہارا دل اگر ہم سے پھرا ہے	تو بہتر ہے ہمارا بھی خدا ہے	آبرو
مقدور ہے کس کا جو ترے حکم کو ٹالے	رستم جو نہ آوے تو وہیں اسکا سر آوے	قسمت
چلی سمت غیب سے اک ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا	مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری ہری	سراج
ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہے	یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے	بحر
کھلینگے شکوؤں کے جبکہ دفتر ادھر ہمارے ادھر تمہارے	تو کیا کیا گزریگی آہ دل پر ادھر ہمارے ادھر تمہارے	جوہر
جس گھڑی تیرے آستاں سے گئے	ہم نے جانا کہ دوجہاں سے گئے	آصف
شمع کی طرح رفتہ رفتہ ہم	سنیو اک دن کہ جسم و جاں سے گئے	"
وہ کہاں جیتے رہے جو بیوفائی کر گئے	مر گئے آخر نہ کوئی آشنائی کر گئے	لا اعلم
تمنا سیر گلشن کی ابھی صیاد باقی ہے	مگر قید قفس گل سے ہمیں فریاد باقی ہے	مقبول
نگاہ یار ہم سے آج بے تقصیر پھرتی ہے	کسی کی کچھ نہیں چلتی ہے جب تقدیر پھرتی ہے	وحشت
خیال آتا ہے دل کو شکوۂ بیداد کیا کیجے	خدا سے اے بت کافر تری فریاد کیا کیجے	امانت
بہار آئی ہے گلشن میں گھٹا جاتا ہے دم اپنا	قفس کے در کو وا کرتا نہیں صیاد کیا کیجے	"

ہماری قبر کو ٹھوکر لگا کر یار کہتا ہے	ملا ہے خاک میں جو خود اسے برباد کیا کیجے	امانت
خوب ہی تم نے غرض ہم سے وفاداری کی	ہاں میاں شرط یہی ہوتی ہے بس یاری کی	لا اعلم
بجز آہ و فغاں کوئی نہ اب مونس ہمارا ہے	ترا اے آہ بس اس دم فقط ہم کو سہارا ہے	ناداں
وہ نہ آئے یہ بلا پھر ملاقات آئی	جس کا دھڑکا تھا کئی دن سے وہی رات آئی	قلق
پیری میں آرزو ہے یہی ہر زماں مجھے	کر دے پھر ایک بار الٰہی جواں مجھے	״
ستم کر کے ستمگر کی نظر نیچی ہی رہتی ہے	برائی پھر برائی ہے ندامت آ ہی جاتی ہے	״
نہ تو جنت نہ جہنم کے ہیں قائل ہم لوگ	وصل جنت ہے جہنم ہے جدائی تیری	اسیر
بس اسی زور پہ یہ کبر یہ نخوت نمرود	چھین لی ایک ہی پشہ نے خدائی تیری	״
پیراہن بھی گر رنگے اپنا تو مٹی میں رنگے	خاکساری چاہیئے اتنی گدا کے واسطے	وزیر
جو کہ قانع ہو وہ بچ جائے فریب نفس سے	دام کب صیاد پھیلائے ہما کے واسطے	״
ایک روٹھا تو وہیں ایک منانے آیا	نہ رہی اپنی بھی آغوش کسی ڈھب خالی	حاتم
بعد فنا غبار مرے دل کا دھو گئے	دو آنسو مری قبر پہ وہ آکے رو گئے	وزیر
میخانہ میں ہجوم ہے ساقی کے فیض سے	دس اٹھے بیس بیٹھے ہیں چار آئے دو گئے	״
میں کیا کہوں جو قیصر و خاقان لے گئے	لاکھوں جہاں سے ساتھ یہ ارمان لے گئے	״
حسرت اے تازہ اسیران قفس آتی ہے	دھوم سے فصل بہار ابکے برس آتی ہے	زکی
دن گزرتا ہے آہ و زاری سے	رات کٹتی ہے بیقراری سے	شائق
دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے	رات کو خواب میں بھی تو ہی نظر آتا ہے	تسکیں
نہ مونس نہ ہمدم نہ ہم یار ٹھیرے	فقط غم ہی کھانے کو غمخوار ٹھیرے	صنعت
دل مرا تیرے لئے چرخ بنا پھرتا ہے	جیسا کعبہ کے لئے قبلہ نما پھرتا ہے	عارف
گئے دونوں جہاں کے کام سے ہم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے رہے	نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے رہے	شرر
سنگ پھینکے ہے مری قبر پہ گل کے بدلے	گالیاں دے ہے پس مرگ بھی قل کے بدلے	محو
سوز جگر کو دیدۂ پرنم کو دیکھئے	ان آفتوں کو دیکھئے اور ہم کو دیکھئے	نظر
یار تھے سو اٹھ گئے اور بزم میں ہل چل پڑی	اے خلل انداز گردوں اب تو تجھ کو کل پڑی	وزیر

حضرت انسان میں یہ کیا تکبر تیز ہے	خاک کا پتلا بنا اور خاک سے پرہیز ہے	چرکیں
تصور مرگ کا مرنےسے اپنے بیشتر باندھے	سفر میں چاہئے انسان سامانِ سفر باندھے	ارشد
نہیں ہے مال و دولت آبرو یاں ہاتھ آنیکی	ہر اک فوارہ کو دنیا میں حاجت ہے خزانے کی	امانت
کہیں کا بھی نہ رکھا ہم کو طول قید آفت نے	چھٹے جدم قفس سے راہ بھولے آشیانے کی	״
لالہ ساں اس باغ سے ہم داغ ہجراں لے چلے	خاک سر پر داغ دل پر سینہ بریاں لے چلے	لااعلم
باغ عالم میں نہ آیا ہوگا ہم سا بے نصیب	آئے ایسے باغ میں اور خالی داماں پیچلے	״
ہم روئے گل بھی دیکھنے پائے نہ یا نصیب	ہم کو بہار میں سوئے زنداں لے گئے	ہوس
جو سر آج زینت دہ تاج ہے	وہ کل ایک تکیہ کا محتاج ہے	علم
ناصر ہر ایک جنس سے ہے تو حقیر تر	ذرّے کو بھی نہ دیکھ حقارت کی آنکھ سے	ناصر
وصل بھی دیکھا جدائی دیکھ لی	حق نے جو صورت دکھائی دیکھ لی	نثار
دل کے آئینے میں ہے تصویر یار	جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی	״
کسی کی شب وصل سوتے کٹی ہے	کسی کی شب ہجر روتے کٹی ہے	شیفتہ
ہماری یہ شب کیسی شب ہے الٰہی	نہ روتے کٹی ہے نہ سوتے کٹی ہے	״
مئے وحدت کی ہم کو مستی ہے	بت پرستی خدا پرستی ہے	لااعلم
گر معرفت کا چشم بصیرت میں نور ہے	تو جس طرف کو دیکھئے اس کا ظہور ہے	درد
مجھے اے دوست تیرا ہجر اب ایسا ستاتا ہے	کہ دشمن بھی مرے اب حال پر آنسو بہاتا ہے	لااعلم
مطلب نہ کفر سے ہے نہ اسلام سے غرض	دل دیکھے اے صنم تجھے سب سے برے ہوے	ذوق
لب بام اس صنم کو دیکھکر موسیٰ بھی کہتے ہیں	خداوندا ترے بندوں کی صورت ایسی ہوتی ہے	لااعلم
بمیر اے دوست گر خواہی رہائی	کہ بے مردن نیابی آشنائی	״
سالہا گر بنویسم صفت مشتاقی	ماند از شوق تو صد سال حکایت باقی	״
غیر ممکن ہے چھٹے شادی و غم کا کبھی ساتھ	پر خوشی بھی نہ رہے دل میں اگر غم نہ رہے	״
اجل سر پر کھڑی ہے خواب غفلت میں زمانہ ہے	چھپر کھٹ کے عوض لازم بنانا شامیانہ ہے	״
آپ ہی اپنے ذرا لطف و کرم کو دیکھیں	ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی	״

نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی	کہ دیکھو خوشنما لگتا ہے کیسا چاند بن گہنے	لا اعلم
پسر ناکارہ ہو بد وضع ہو بے زور و بے زر ہو	پدر آخر پدر ہے اسکو الفت آ ہی جاتی ہے	"
ماں باپ کی آسائش و راحت ہے پسر سے	تلخی میں بھی جینے کی حلاوت ہے پسر سے	"
مسجد کو توڑ ڈالیئے گرجا کو ڈھائیے	دل کو نہ توڑیئے کہ خدا کا مقام ہے	"
چاک دامن ہو تو بھر جائیں رفوگر ٹانکے	زخم دل ہوئے تو فرمائیے کیونکر ٹانکے	"
اکتساب علم کر ٹوٹی ہوئی دیوار سے	ہر پرانی اینٹ اک گنجینۂ تاریخ ہے	"
پھرے زمانہ پھرے آسماں ہوا پھر جائے	بتوں سے ہم نہ پھریں ہم سے گر خدا پھر جائے	"
لازم ہے گر فنا تو ہستی کیسی؟	انجام خمار ہے تو مستی کیسی؟	"
سویرے ہی اٹھے گا جو آدمی	رہے گا وہ دن بھر ہنسی اور خوشی	"
شریفوں کی اولاد بے تربیت ہے	تباہ انکی حالت بری انکی گت ہے	حالی
یہی بلائیں سر پر ہیں تو آج موئے کل دوسرا دن	یاری ہوئی بیماری ہوئی درویشی ہوئی تنہائی ہوئی	میر
بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے	یہ صدا گنبد کی ہے جیسی کہے ویسی سنے	ذوق
سیہ یا دام راہ ہر سو میفگن در نظر بازی	نگہدارش کہ وقتی بر سر تابوتم اندازی	لا اعلم
آہ و افغاں سے گئے صبر و تحمل پہلے	چلنے والوں سے بھی ہیں آگے ٹھہرنے والے	"
جان دینے سے تو انکار نہیں ہے لیکن	مرنے سے پہلے جو اعضا شکنی ہوتی ہے	"
تہیدستوں کا رتبہ اہل دولت سے زیادہ ہے	صراحی سر جھکا دیتی ہے جب پیمانہ آتا ہے	داغ
شاعری جزویست از پیغمبری	جاہلانش کفر خوانند از خری	لا اعلم
بلبل کو گلستاں میں آہ و فغاں ملی ہے	پاکر ہنسی چمن کی ہر اک کلی کھلی ہے	"
تپش دل نے عجب شان بنا رکھی ہے	شرر عشق نے اک آگ لگا رکھی ہے	"
نہیں چلتا کسی کا بس کریں گو لاکھ تدبیریں	وہی بات آئیگی آگے جو قسمت میں لکھی ہوگی	شاد
نہ دے زاہد کو اے ساقی پلا دے بادہ خواروں کو	مزہ وہ مے کا کیا جانے کبھی جس نے نہ پی ہوگی	"
پوتھی تو تو تھی بہئی اور پنڈت بھیا نہ کوئے	ڈھائی اچھر پریم کے پڑھے سو ہی پنڈت ہوئے	تلسی
سیاں تیری روٹھ میں آدر کرے نہ کوئی	در در کریں سہیلیاں مُرمُر دیکھوں توئے	"

سجن سکارے جائیں گے نین مرینگے روئے	بدہنا ایسی رین کر جو بھور کبھو نا ہوئے	تلسی
جات بھات پوچھے نہیں کوئی	ہر کو بھجے سو ہر کا ہوئے	〃
حد حد کرتے سب گئے بے حد گیا نہ کوئے	بے حد کے میدان میں رہے کبیرا سوئے	کبیر
کرنی کرے تو کیوں ڈرے اور کرکے کیوں پچھتائے	بوئے پیڑ ببول کے تو آم کہاں سے کھائے	〃
دانت ٹوٹے گھر گھسے پیٹھ بوجھ نہ لے	ایسے بوڑھے بیل کو کون باندھ بھس دے	〃
یہ کتا در در پھرے اور در در دُر دُر ہوئے	ایک ہی در کا ہو رہے تو دُر دُر کرے نہ کوئے	〃
جس کا کام اُسی کو ساجے	اوروں کے سر ٹھینگا باجے	〃
بہتی بات بنائے کے پی کے پاس گئی	جب جب دیکھی پیا کی ساری بھول گئی	〃
جوبن تھا جب جتن تھا لاگو تھا سب کوئے	جوبن جتن گنوائے کے رہی نمانی ہوئے	〃
اصلوں سے نہیں خطا و فا نہیں کم اصلوں سے ہونے کی	کندن میں ہو کھوٹ ملا دو جب بھی جھلک ہی سونے کی	لا اعلم
حتی الامکان بھلائی ہی کرے دنیا میں	نام رہجاتا ہے رہتا نہیں انساں باقی	〃
حال عدم نہ کچھ کھلا گزری ہے رفتگاں پہ کیا	کوئی حقیقت آنکر کہتا نہیں بری بھلی	〃
بشر کو چاہئے ملتا رہے سب سے زمانے میں	کسی دن کام یہ صاحب سلامت آہی جاتی ہے	〃
ٹکڑے ہو نہ جس دل میں محبت ہو کسی کی	پھوٹیں نہ جن آنکھوں میں مروت ہو کسی کی	〃
خوش ظاہر اند عالم بے مغز و جوز پوچ	بیرون پر از فریب و لیکن میان تہی	حزیں
برند از فاقہ نزد ہر خسیسے	گنوان اہل خرد دست گدائی	حافظ
ہوں گنہگار گر شک مجھے تعزیر میں ہے	عفو کے پھولوں کی بو دامن تقصیر میں ہے	لا اعلم
دو روزی را اعتمادے رانشاید جہلت گردون	میفگن تا کہ بتوانی بفردا عیش امروزے	〃
جوہر ذاتی ترا چون تیغ می گردد لباس	از لباس عاریت خود را اگر عریان کنی	〃
ہیچ غمگین نشوی زانچہ نیاید بکفت	شکر گوئی و قناعت بخدا داد کنی	حافظ
قانع شوی ز لذت دنیا باندکے	خواب و خورش چو مردم چشم بود یکے	غنی
ہر آنکہ گنج قناعت بگنج دنیا داد	فروخت یوسف مصری بکمترین ثمنے	حافظ
غبار منت احسان گران ترا ز در دست	بصندل دگران رفع درد سر نہ کنی	لا اعلم

روکھی سوکھی کھا کے ٹھنڈا پانی پی	چکنی چپڑی دیکھ کر مت للچاوے جی	لا اعلم
ز شرط ست وقتے که روزی خوری	که نام خداوند روزی بری	"
رعیت درخت ست اگر پروری	بکام دل دوستان برخوری	"
از تواضع می شود ظاهر عیار پختگی	حجت قاطع بود از میوه ها افتادگی	صائب
در وطن گرمی شدے هر کس با آسانی عزیز	کے ز آغوش پدر یوسف به کنعان آمدے	لا اعلم
مکن هرگز قبول کد خدائی	کز و تا زنده باشی بنده باشی	"
چلو چلو سب کوئی کہے برلا پہنچے کوے	ایک کنک[1] اور کامنی[2] دُرگم گھاٹی دوے	"
ایک کنک[1] اور کامنی[2] لیں پھل کئے اپاے	دیکھے ہی تے بش[3] چڑھے جا کھت ہی مر جاے	"
گرو گوبند[4] دونوں کھڑے کس کے لاگوں پاے	بلہاری گرو دیو کی گوبند[4] دیا دکھلائے	"
دو چیز طرهٔ عقل است دم فرو بستن	بوقت گفتن و گفتن بوقت خاموشی	سعدی
اسپ لاغر میان بکار آید	روز میدان نه گاو پرواری	"
ابر گر آب زندگانی بارد	هرگز از شاخ بید برنخوری	"
با فرومایه روزگار مبر	کز نے بوریا شکر نخوری	"
همان به که لشکر به جان پروری	که سلطان به لشکر کند سروری	"
کند جور پیشه سلطانی	که نیاید ز گرگ چوپانی	"
تو کز محنت دیگران بے غمی	نه شاید که نامت نهند آدمی	"
دوست مشمار آنکه در نعمت زند	لاف یاری و برادر خواندگی	"
دوست آن باشد که گیرد دست دوست	در پریشان حالی و در ماندگی	"
اگر گنجے کنی بر عامیان بخش	رسد هر گدائے را برنجے	"
حاصل نه شود رضائے سلطان	تا خاطر بندگان نجوئی	"
خواهی که خدائے بر تو بخشد	با خلق خدائے کن نکوئی	"
چو کردی با کلوخ انداز پیکار	سر خود را بنادانی شکستی	"
چو تیر انداختی بر روئے دشمن	چنان دان کاندر آماجش نشستی	"

[1] دولت ۱۲
[2] عورت ۱۲
[3] زہر ۱۲
[4] خداوند تعالی ۱۲

آنرا که بجائے تست ہر دم کرمے	عذرش بنه ار کند بعمرے ستمے	سعدی
گر وزیر از خدا بترسیدے	ہمچنان کز ملک ملک بودے	״
اگر روزی بدانش برفزودے	ز نادان تنگ تر روزی نبودے	״
اگر درویش بر حالے بماندے	سر دست از دو عالم برفشاندے	״
فہم سخن چون نه کند مستمع	قوت طبع از متکلم مجوے	״
بیک ناتراشیده در مجلسے	برنجد دل ہوشمندان بسے	״
گرت از دست بر آید دہنے شیرین کن	مردی آن نیست که مشتے بزنی بر دہنے	״
طرب نوجوان ز پیر مجوے	که دگر آید آب رفته بجوے	״
گه بود کز حکیم روشن راے	بر نیاید درست تدبیرے	״
گاه باشد که کودکے نادان	بغلط بر ہدف زند تیرے	״
خاموشی به که ضمیر دل خویش	با کسے گفتن و گفتن که مگوے	״
سخن در میان دو دشمن چنان گوے	که اگر دوست گردند شرم زده نباشی	״
با مردم سہل گوے دشوار گوے	با آنکه در صلح زند جنگ گوے	״
از بدان جز بدی نیاموزی	نکند گرگ پوستین دوزی	״
گر سنگ ہمه لعل بدخشان بودے	پس قیمت لعل و سنگ یکسان بودے	״
اگر جور شکم نبودے ہیچ مرغ در دام صیاد	نیفتادے بلکه صیاد خود دام نہادے	״
چرا نالد کسے از تنگدستی	که گنج بے قیاس است تندرستی	جودت
در فکر آشنائی اہل سخن مباش	باید که خویش را بسخن آشنا کنی	غنی
حافظ مدار امید فرج از مدار دہر	دارد ہزار عیب و ندارد تفضلے	حافظ
ہفتاد ساله طفلے جز تو کسے ندیدم	جز خاکبازی تن شغل دگر نداری	کلیم
ہر چند که گردید چو کافور ترا موے	دل سرد نگردید ز دنیا سر موے	صائب
درد پیری را مسیحا چاره نتوانست کرد	تو ز جہل خویشتن در فکر درمان خودی	لااعلم
ز پیری ریخت دندانت نداری تن بیاد حق	ببازی آخر این تسبیح چون اطفال گم کردی	غنی

شاہد صادق اثر دارد بسے	لیک آنرا کنے شناسد ہر کسے	معنوی
گر بصورت آدمی انسان بدے	احمد و بوجہل خود یکسان بدے	لا اعلم
اے زبان ہم گنج بے پایان توئی	اے زبان ہم رنج بے درمان توئی	"
امر حق را باز جواز واصلے	کامر حق را در نیابد ہر دلے	"
می بلرزد عرش از مدح شقی	بدگمان گردد ز مدحش متقی	"
لحن مرغان را اگر واقف شوی	بر ضمیر مرغ کے واقف شوی	"
خر گریزد از خداوند از خوی	صاحبش درپے ز نیکو گوہری	"
غنی ز صدر نشینی گزشتم و شادم	کہ ہر کجا کہ روم ہست جائے من خالی	غنی
چند در خواب رود عمر تو اے بے پروا	آنقدر خواب نگہدار کہ در گور کنی	صائب
بپرس ہرچہ ندانی کہ دل ز پرسیدن	دلیل راہ تو باشد بعز و دانائی	سعدی
منہ درمیان راز با ہر کسے	کہ جاسوس ہمکاسہ دیدم بسے	لا اعلم
بار برداری ست بہر منزل فردائے تو	مغتنم دان گر بدرگاہ تو آید سائلے	کلیم
بچشم کسان در نیاید کسے	کہ از خود بزرگی نماید بسے	اثر
جہانیان پئے رسوائی ہم اند تمام	خدا کند کہ نپرسد کسے ز حال کسے	ناصر علی
درشتی مکن اے نکوہیدہ رائے	بہ نرمی کند قطرہ در سنگ جائے	حزین
ترا با چنین تندی و سرکشی	نہ پندارم از آبی یا آتشی	سعدی
مردی لگمان مبر کہ بزور ست و پردلی	با خشم گر برآئی دانم کہ کاملی	لا اعلم
ظاہر و باطن اگر باشد یکے	نیست کس را در نجات او شکے	معنوی
یک حرف صوفیانہ بگویم اجازت ست	اے نور دیدہ صلح بہ از جنگ وداوری	حافظ
تا توانی مکن در حق کس تقصیرے	بدرمے یا درمے یا قدمے یا سخنے	لا اعلم
دست چون افتاد خالی ہمت عالی چہ سود	آنچہ در دل داشتم در دست بودے کاشکے	صائب
عشق نے غالب نکما کر دیا	ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے	غالب
ہم روئے گل بھی دیکھنے پائے نہ یا نصیب	ہمکو بہار میں سوئے زندان لے گئے	ہوس

جو سر آج زینت دہ تاج ہے	وہ کل ایک تکیہ کا محتاج ہے	علم
ناصر ہر ایک جنس سے تو ہے حقیر تر	ذرے کو بھی نہ دیکھ اہانت کی آنکھ سے	ناصر
سیکھ تو واکو دیجئے جاکو سیکھ سہائے	سیکھ نہ دیجئے باندرا جو ہے کا گھر جائے	لا اعلم
تاگا ٹوٹے پھر جڑ ملے اور پھول ٹوٹ کملائے	دل کا ٹوٹا نہ ملے آس پاس کو جائے	"
جیسا چت حرام میں ویسا ہر میں ہوئے	جا تلسی بیکنٹھ کو ہاتھ نہ پکڑے کوئی	تلسی
چلتی چکی دیکھ کے دیا کبیرا روئے	دو پاٹن کے بیچ میں ثابت گیا نہ کوئی	کبیر
پریت جو کیجئے بڑے سے تو بنت بنت بنجائے	ہستی کو بجن سر چڑھے اور بن بن کے پھل کھائے	تلسی
دکھ میں ہر ہر سب بھجیں سکھ میں بھجے نہ کوئی	جو سکھ میں ہر کو بھجیں تو دکھ کاہیکو ہوئے	کبیر
تلسی آہ نہ لیجئے بری غریب کی آہ ہے	موی بھیڑ کی کھال سے لوہا بھسم ہو جائے	تلسی
جو میں ایسا جانتی پیت کرے دکھ ہوئے	نگر ڈھنڈورا پھیرتی پیت نہ کریو کوئے	لا اعلم
اس بتکدہ میں کون ہے کافر ترے سوا	تو آپ ہی بت پرست بت بت تراش ہے	ذوق
اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے	لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے	درد
جس روز کسی اور پہ بیداد کروگے	یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کروگے	سودا
گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی	اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی	"
اقدر اوقات کی اپنی اگر انساں جانے	کنج خلوت کو وہ اقلیم سلیماں جانے	مصحفی
ہو نہ وابستہ کسی چیز کا یاں صاحب ہوش	رہے دنیا میں ولے آپ کو مہماں جانے	"
بہ آب زر لکھا ہے بوعلی نے	کہ سونے سے مسافر کو خطر ہے	بوعلی
دنیا میں ہے خزانہ لڑائی کا گھر سدا	از روئے غور گنج کو الٹو تو جنگ ہے	امانت
درد دل سے لوٹتا ہوں میر کس کو درد ہے	میں ہوں لفظ درد جس پہلو سے الٹو درد ہے	میر
مکر جانیکا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے	سبھوں سے پوچھتا ہے اسکو کس نے مار ڈالا ہے	لا اعلم
ہم ہوے تم ہوے کہ میر ہوے	اسکی زلفوں کے سب اسیر ہوے	میر
بیاموز سنت کیمیائے سعادت	زہم صحبت بد جدائی جدائی	حافظ
جاہل ار با تو نماید ہمدلے	عاقبت زخمی زند از جاہلے	معنوی

سرمایۂ نجات بود توبۂ درست	با کشتئ شکستہ بدریا چہ می روی	صائب
ز خاموشئ دہن غنچہ مشک بو گردد	خوشا لبیکہ بود مہر دار خاموشی	،،
بہ عیب خود نیفتد دیدہ ہرگز عیب جویان را	بچشم بے بصیرت عیب فرزند است پند آرے	،،
بحرف اگرچہ توان یافت حال ہر کس را	لب خموش بود ترجمان درویشی	،،
درین درگاہ سعی ہیچ کس ضائع نمیگردد	بقدر آنچہ فرمان می بری فرمانروا گردی	،،
حیف ست عمر صرف تماشا کند کسے	چون باز بے شکار نظر وا کند کسے	،،
آنکہ مصرف میکنی پیدا برائے سیم و زر	کاش نقد رفت را ہم مصرفے پیدا کنی	،،
غم بیحاصلی خویش نخوردی یکبار	چند در فکر زمین و غم حاصل باشی	،،
ز آسمان و زمین شکوہ میکنی شب و روز	چہ دادہ بزمین ز آسمان چہ می خواہی	،،
سبز زیر سنگ نتوان ست قامت راست کرد	چیست حال خضر یا رب زیر بار زندگی	،،
اگر دل بر کنی زین چار دیوار	در خیبر ز جا افگندہ باشی	،،
برات رزق تو بر آسمان نوشتہ خدائے	عبث توقع رزق از زمینیان داری	،،
در آرند بنیاد رویین ز پائے	جوانان بہ شمشیر و پیران برائے	سعدی
غرض نقشیست کز ما باز ماند	کہ ہستی را نمی بینم بقائے	،،
مجال سخن تا نہ بینی نیابی گوے	چو میدان نہ بینی نگہدار گوے	،،
چو خواہد شدن عالم از ما تہی	گدائی بسے بہ ز شاہنشہی	،،
گر بر صواب روز جزا مطلع شدی	درویشی اختیار کنی بر توانگری	،،
اگر ژالہ ہر قطرہ اشس در شدی	ز خرمہرہ بازار او پر شدی	،،
شکم بند دست است و زنجیر پائے	شکم بندہ نادر پرستد خدائے	،،
مشو تا توانی ز رحمت بری	کہ رحمت برندت چو رحمت بری	،،
توقع مدار اے پسر گر کسے	کہ بے سعی ہرگز بجائے رسے	،،
سعدی بہ لب دریا دردانہ کجا یابی	در کام نہنگان رو گر می طلبی کامی	،،
بہ پرہیزم از روز عذر آوری	بہ پرہیزگاری کنم داوری	نظامی

زبرگ ریز خزان ایمن اند درویشان	بیک ہواست بہار و خزان درویشی	حافظ
ہشدار کہ گر وسوسۂ نفس کنی گوش	آدم صفت از روضۂ رضوان بدر آئی	”
ہرا دامستانہ سر سے پاؤں تک چھائی ہوئی	اف تری کافر جوانی جوش پر آئی ہوئی	لااعلم
جسکے پہلو میں ہو تم اُس کا نصیب اچھا ہے	میری دانست میں تم سے بھی عدو اچھا ہے	”
جسکے رخسار کو نیلا کرے بوسوں کا خیال	ایسے نازک سے نکالے کوئی ارماں کیسے	”
گستاخ بہ گلشن نتوان دیدہ کشودن	در بوے و گل و باد و صبا بلکہ تو باشی	”
عمر بگذشت و ندیدم بجہان دم سازی	باکسے غیر دل خویش نہ گفتم رازے	”
نہ ام آمدہ از پئے دل خوشی	مگر از پے رنج و محنت کشی	”
میری قسمت سے الٰہی پائیں یہ رنگِ قبول	پھول کچھ میں نے چنے ہیں انکے دامن کیلئے	”
بندگی کردن پسندیدست با آزادگی	سرو را حظ امان شد از خزان استادگی	ناصر علی
چون پر غالب شود بر آدمی	کم شود از مرد وصفِ مردمی	معنوی
جہد کن حدے نما تا وارہی	ور تو از جہدش بمانی ابلہی	”
ہر کہ کارد گردد انبارش تہی	لیکش اندر مزرعہ باشد تہی	”
انعام تو عام ست چو نور خورشید	زان یافتہ انتظام احوال ہمہ	لااعلم
تو تا باشی نخواہد شد چو لالہ	سرت خالی ز سودائے پیالہ	”
تا شانہ صفت سر نہ نہی در تہ ارہ	ہرگز بہ سرے زلف نگارے نرسی	”
تا خاک ترا کوزہ نہ سازند کلالان	ہرگز بہ لب لعل نگارے نرسی	”
تا ہمچو حنا سودہ نگردی تہ سنگ	ہرگز بکف پائے نگارے نرسی	”
ولد الزنا ست حاسد منم آنکہ طالع من	ولد الزناکش آمدہ چو ستارۂ یمانی	”
کسے نیک بیند بہر دو سرائے	کہ نیکی رساند بخلق خدائے	”
ز صاحب غرض تا سخن نشنوی	کہ گر کار بندی پشیمان شوی	”
ہر سرے را کہ خود برافرازی	تا توانی ز پا نیندازی	”
من ذرۂ حقیر تو خورشید انوری	لازم بہ آفتاب بود ذرہ پروری	”

عمرت دراز باد تو تا دور مشتری	من از تو برخورم تو از عمر برخوری	لا اعلم
اگر بخشے زہے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا	سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے	"
آنکھیں تجکو ڈھونڈتی ہیں دل ترا گرویدہ ہے	جلوہ تیرا دیدہ ہے صورت تری نادیدہ ہے	"
من ہیچ و کم ہیچ ہسم بیارے	از ہیچ و کم ہیچ نہ آید کارے	"
لگائے ٹھٹھہ کمڑی ہے نامرادی	تمنائے دلی نکلے کدھر سے	"
کاغذ ہو تو بانچ تو کرم نہ بانچا جائے	تنکا ہو تو توڑ پریت نہ توڑا جائے	"
اگر ہر موے من گردد زبانے	ز تو رانم نہ ہر ایک داستانے	"
بنا وچارے جو کرے سو پاچھے پچھتائے	کام بگاڑے آپنو جگمیں ہوت ہنسائے	"
کلاہ گوشۂ دہقان بآفتاب رسید	کہ سایہ برو فگند چون تو سلطانے	"
اگر با پدر جنگ جوید کسے	پدر بیگمان چشم گیرد بسے	"
دلربا دلکش نگاہ ناز سے	میرے دل کے داغ سارے دہلگئے	"
چہ خوش وقتے و خرم روزگارے	کہ یارے برخورد از وصل یارے	"
تامل در آئینہ دل کنی	صفائی بتدریج حاصل کنی	"
کالج میں پاس پاس کی آواز ہے	عہدوں سے آرہی ہے صدا دور دور کی	اکبر
ماں باپ کی ہوتی ہے خوشی سالگرہ ہے	پر یہ خبر نہیں کہ گئی سال گرہ سے	لا اعلم
در پیش سفر اور مسافر ہیں غافل	آرام سے ہیں رخت سفر کھول کے بیٹھے	"
ہنر تا بد از مردم گوہری	چو نور از مہ و تابش از مشتری	"
خوشا سحرے کہ آہ منت کند اثرے	ز راہ وفاے بسوے منت گزرے	"
شیر نر بوسد بخدمت مرد قانع را قدم	پیر خاید بدندان پاے مردی ہر درے	"
آب گر در روغن جوشا کنی	دیگدان و دیگ را ویران کنی	مغنی
ز پیری ریخت دندان فدادی تن بذکر حق	ببازی آخر این تسبیح چون اطفال گم کردی	غنی
فلک گر از تواضع خم نبودے	سرا فراز ہمہ عالم نبودے	"
عزت شاہ گدا زیر زمین یکسان ست	میکند خاک برائے ہمہ کس جا خالی	"

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
نیابی حق بغیر از درد دل زین سبحه گردانی	به از صد دانه باشد دانه اشکی اگر دانی	ناجی
بھڑکی سہی ادا سہی چین جبیں سہی	سب کچھ سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی	انشاء
وابستهٔ غرور جهان گشتن ابلهی ست	عاقل کسے نیست مقید به هیچ شئے	سافی
موت سے کس کو رستگاری ہے	آج وہ کل ہماری باری ہے	میر
تکیه بر جائی بزرگان نتوان زد بگزاف	مگر اسباب بزرگی همه آماده کنی	حافظ
حذر کن ز نادان بیهوده گوے	چو دانا یکے گوے و پرورده گوے	سعدی
اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے	نه بُرّد رگے تا نخواهد خداے	،،
نا خوانده برو بر در کس تا زگرانی	بار دل یک شهر چو سیلاب نباشی	کلیم
اندرون از طعام خالی دار	تا درو نور معرفت بینی	سعدی
بلندی نمودن در افگندگی	فراهم شدن در پراگندگی	نظامی
که بسیار ناید برِ اندکے	یکے بر صد آید نه صد بر یکے	،،
کسے را که دولت کند یاوری	که آرد که با او کند همسری	،،
نه بینم به بدخواهی اندر کسے	که من نیز بدخواه دارم بسے	،،
در کف هر کس اگر شمع بدے	اختلاف از گفت شان بیرون شدے	معنوی
فال بد رنجور گرداند همے	آدمی را که نبودستش غمے	لا اعلم
در اختلاف بزرگان که گفته اند مکن	بکن هر آنچه بشاید ز هر چه بتوانی	سعدی
خود پرستان نظر به شخص کنند	پاک بینان به صنع یزدانی	لا اعلم
رقص وقتے مسلم ست ترا	کاستین بر دو عالم افشانی	،،
توان از دانه هاے سبحه دانست	که دلها را به دلها هست راہے	،،
ز لوح روے کودک میتوان خواند	که بد یا نیک باشد در بزرگی	،،
زمانے شعر و شطرنج و حکایت	که خاطر را بود دفع ملالے	،،
در همه حال نیک محضر باش	تا همه وقت محترم باشی	،،
امروز اگر نکوهش من کرد پیش تو	فردا نکوهش تو کند پیش دیگرے	،،

چو مر بندهٔ را همی پروری	به هیبت برآرش کز و برخوری	لا اعلم
مکن ناله از بینوائی بسے	چو بینی ز خود بینوا تر کسے	،،
هر که غم جهان خورد بر زحیات کے خورد	پس تو غم جهان مخور تا زحیات برخوری	،،
بر سایه بان حسن عمل اعتماد نیست	سعدی مگر به سایهٔ لطف خدا روی	،،
دل ما تمام بردی رخ خود نمی نمائی	یکجا جویم اے جان زکه سمت پر کجائی	،،
عشق در نازک دلان آتش زند یکبارگی	مرغ شکر خواره را آرد با آتش خوارگی	،،
بے پیر مرد تو در خرافیات	هر چند سکندر زمانی	،،
عسرت میں دولت ہو تو افلاس نہیں ہے	کچھ پاس نہیں گر یہ رقم پاس نہیں ہے	،،
رفتی و کار ہا ہمه درهم گذاشتی	آشفتگی بر مردم عالم گذاشتی	،،
پدر خویش باش اگر مردی	گر و نام پدر چه گردی	،،
ادب تاجیست از لطف الہی	نبه بر سر برو ہر جا که خواہی	،،
خدا به حکمت به بند دورے	کشاید بفضل و کرم دیگرے	،،
تو اے رعنا چو گل تا چند تا کے	خوری از جام گلگون لاله گون مے	،،
چو نرگس تا بکے ساغر بدستی	قدح در دست و سر در خواب مستی	،،
گر ورد پڑھے کوئی یا نقش بھرا چاہے	اُستاد ہو سیفی کا یا اثر دعا چاہے	،،
گر ہووے دل کامل یا غیر قضا چاہے	ہوتا ہے وہی لیکن جو کچھ کے خدا چاہے	،،
سنکھیے بن میں گھس کے زمیں دھس کے کر بھکشن کیجے	کہاں کھجور کو کان میں ڈالکے زہر کا پیالہ ہلاہل کیجے	،،
بھوت پلیت کی سنگت بیٹھ کے سانپ کے منه میں انگری دیجے	اتنے کام سبھی کرے پر مورکھ مترسے پریت نہ کیجے	،،
گلشن میں صبا کو جستجو تیری ہے	بلبل کی زباں پہ گفتگو تیری ہے	انیس
ہر رنگ میں جلوہ ہے تری قدرت کا	جس پھول کو سونگھتا ہوں بو تیری ہے	لا اعلم
ہمت پیران کشاید کار ہائے سخت را	رخنه در خارا کند تیر کمان صد منی	،،
می شود خاموش از تر دامنی شمع حیات	دامن پاک ست فانوس چراغ زندگی	صائب
گرت خونابه گردد دل ز دست دوستان سعدی	نه شرط دوستی باشد که از دل بر زبان آری	سعدی

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
زخلق ارچه آزار بینم بسے	نخواهم که آزار رو از من کسے	راسخ
از ناکسان وفا و مروت طمع مدار	از طبع دیو خاصیت آدمی مجوے	مخفی
کسے کرده بے آبروئی بسے	چه غم دارد از آبروی کسے	سعدی
زگفتن آشکارا می شود راز	نداند هیچ کس حال خموشی	صافی
عمر با صد ساله الفت بیوفائی کرد و رفت	از که دیگر در جهان چشم وفا دارد کسے	صائب
کاهش و افزائش این نشه با یکدیگر است	میخورد افیون ترا چندانکه افیون میخوری	لااعلم
ابر مظلم تیره گرداند جهان را در دمے	یک ترش رو تلخ سازد عیش را بر عالمے	״
فیض ازل بزور و زر ار آمدے بدست	آب خضر نصیبهٔ اسکندر آمدے	حافظ
گرچه فرش خانهٔ زاهد بظاهر بوریاست	نیست فارغ باطنش از خار خار سوزنی	مجد
آفتاب سیادت ازلی	گوهر کان لطف لم یزلی	لااعلم
چه حاجت است بجام جهان نما صائب	اگر تو آئینهٔ سینه بے غبار کنی	صائب
بروشندلانی بر آور دمے	که یک مرد دانا به از عالمے	حزین
به بد گفتن خلق چون دم زدی	اگر راست گوئی سخن هم بدی	سعدی
چو با سفله گوئی بلطف و خوشی	فزون گردوش کبر و گردنکشی	عارف
پرده پوشی پرده بر افعال خود پوشیدن است	عیب هر کس را کنی پوشیده ستار خودی	لااعلم
درختے که پیوسته بارش خوری	تحمل کن آنگه که خارش خوری	سعدی
لطف حق ما را ز دنیای دنی دارد دریغ	ورنه دنیا را دریغ از ما نمیدارد کسے	لااعلم
جز پشیمانی ندارد حاصلی عمر دراز	آه افسوسیست هر سطر کتاب زندگی	صائب
سبکباری نه آزادیست در کیش جوانمردی	توانی بار اگر از خاطری برداشت آزادی	حزین
نداری بر رضای حق نظر چون کوته اندیشان	جهان را جمله محکوم رضای خویش می خواهی	صائب
نشاط این جهان هر چند کمتر سیر حاصل تر	به طفلان بعد روز جمعه باشد آه و افسوسے	لااعلم
یکدم خوش را هزاران آه حسرت در قفاست	خرج بیش از دخل باشد در دیار زندگی	״
چو دشنام گوئی دعا نشنوی	بجز کشتهٔ خویشتن ندروی	سعدی

برآرد ز دل خار را ہر کسے	خلعہ چون بدل کار دارد بسے	لااعلم
چون عاقبت گذاشتنی ہم گزشتنی ست	صائب چہ التفات بہ دنیا کند کسے	صائب
جمشید جز حکایت جام از جہان نبرد	زنہار دل مبند بر اسباب دنیوی	حافظ
دل در جہان مبند کہ دوران روزگار	ہر روز بر سری نہد این تاج خسروی	لااعلم
جہان را ندیدم وفادار ئیے	نخواہد کس از بے وفا یارئیے	نظامی
اگر دل از خلائق کندہ باشی	بمنزل بار خود افگندہ باشی	صائب
چند اسباب اقامت جمع در عالم کنی	ریشہ تا کے در زمین عاریت محکم کنی	〃
جوانمردان نتابند از کسے روے	ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گوے	لااعلم
کب وہ سنتا ہے کہانی میری	اور پھر وہ بھی زبانی میری	غالب
نہ ہم سمجھے نہ تم آئے کہیں سے	پسینے پونچھئے اپنی جبیں سے	لااعلم
پہلے تو زور و قوت طاقت بجا رہے	پھر بعد اس کے ہمت مردانہ چاہیئے	〃
ایسا کرنے سے بھی گر ہو نہ تسلی نہ سہی	امتحاں اور بھی باقی ہو یہ بھی نہ سہی	〃
شیر قالیں اور ہے اور شیر نیستاں اور ہے	شکل نامرد اور ہے اور مردمی داں اور ہے	〃
اپنی جگہ تو سب کو ہے دعوئے مردمی	میدان کارزار میں ٹھیرے تو مرد ہے	〃
گر بہ طاقت برسی مست نگردی مردی	ور بہ عشرت بروی سست نگردی مردی	〃
پئیں نہ آب بقا ہم شراب کے بدلے	شراب پیتے ہیں ہم بلکہ آب کے بدلے	〃
شراب ہے یہ سمجھ کے پینا خراب کہنا ہے سکو عالم	کہیں نشے میں کھلیں نہ جوہر ادھر ہمارے ادھر تمہارے	〃
وہ چاٹ دول کرے نہ مذمت شراب کی	واعظ کے منہ پہ مہر لگا دی کباب کی	〃
قاضی کے منہ پہ ماردی بوتل شراب کی	یہ عمر بھر میں ایک ہوئی ہے ثواب کی	〃
در ساختن کار کسان سعی نماے	کار تو شود ساختہ از لطف خدائے	〃
مکن در ملک سلطان ہر چہ خواہی	کہ شرکت بر نتابد بادشاہی	〃
مردمی کن بجائے دشمن و دوست	کز مروت زیان نہ کرد کسے	〃
آن را کہ ز روے لطف درخواست کنی	کارش بصلاح آری و راست کنی	〃

کسے کو بر تو دارد حق آبے	فراموش مکن در ہیچ بابے	لااعلم
چو از کمانِ قضا و قدر رسد تیرے	یقین کہ باز نہ گردد بہ ہیچ تدبیرے	،،
کسے را کہ ایزد کند یاوری	کہ یارد کہ با وے کند داوری	،،
طور پر حضرت موسیٰ جو گرے غش کھا کر	جلوۂ یار پکارا ابھی دیکھا کیا ہے	،،
آدمی را قوت دست از دل ست	ہر کہ او را دل قوی بازو قوی۔	،،
حزم آن باشد کہ ظن بد بری	تا گریزی و شوی از بد بری	،،
اگر توقع بخشائش خدا داری	ز روے لطف و کرم بر شکستگان بخشاے	،،
مشو ایمن ازان شخصے چو بسمل کردہ میخواہی	کہ مارِ خفتہ را بیدار کردہ شیر نوشانی	،،
ز مکر زن مشو غافل کہ بر مرد	کند صد عشوہ بہر دلفریبے	،،
نہ از براے بہشت است بندگی مارا	کہ دوستی بود آنجا نہ کارِ مزدوری	،،
اگرچہ در جہان صد یار داری	چہ شد آخر بیک کس کار داری	،،
گر نباشد زندگی در بندگی	مردنت بہتر ازین بد زندگی	،،
یک تن درین زمانہ بے داغ ماتمے نیست	کردیم سیر عالم از ماہ تا بماہی	،،
رہا کن ستم را بیک بارگی	کہ کم عمری آرد ستمگارگی	،،
جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد	پر طبیعت ادھر نہیں آئی	،،
در رہِ منزل لیلےٰ کہ خطر ہاست بسے	شرط اول قدم آنست کہ مجنون باشی	،،
جامِ جہاں نما ہے شہنشاہ کا ضمیر	سوگند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے	،،
ذات معبود جاودانی ہے	باقی جو کچھ کے ہے وہ فانی ہے	،،
پیری آئی عذار بے نور ہوے	یارانِ شباب پاس سے دور ہوے	،،
پنہاں تھا دام سخت قریب آشیان کے	اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوے	،،
حسن انسان میں آیا تو ادا بھی آئی	ناز و انداز جب آیا تو جفا بھی آئی	،،
خدا کی راہ میں دے ورنہ مال غیر سمجھ	یہاں سے بھیجدیا جو وہ مال تیرا ہے	،،
ز قدر و شوکت سلطان نگشت چیزے کم	ز التفات بہ مہمان سراے دہقانے	،،

بلبل نے آشیانہ چمن سے اٹھا لیا	اس کی بلا سے بوم بسے یا ہما بسے	لاعلم
بت ظالم نہیں سنتا کسی کی	غریبوں کا خدا فریاد رس ہے	،،
اے بتو تم کو اگر بندہ نوازی آتی	بخدا گھر میں تمھارے ہی خدائی آتی	،،
کھب گئی دل میں یہ کس خنجر مژگاں کی ادا	دل تڑپتا ہے جدا ٹکڑے جگر ہوتا ہے	،،
محفل سے تیری او بت نا آشنا چلے	آئے تھے درد و رنج اٹھانے اٹھا چلے	،،
شال زربفت مبارک تمھیں دولتمندو	ہم کو کمبل میں دوشالے کا مزا ملتا ہے	،،
چو از کمان قضا و قدر رسد تیرے	یقین کہ باز نہ گردد بہ ہیچ تدبیرے	،،
نہیں وہ گل نہ وہ سبزہ نہ وہ بہار چمن	نہ نغمہ سنج ہے بلبل نہ گل ہی خنداں ہے	،،
آگے کیا اقرار تھا اب منہ بھی دکھلاتے نہیں	جائیے بس خوب الفت آزمائی ہو چکی	،،
تاسف اب تو ناحق ہے عبث اظہار نادانی	چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی	،،
ایک ہم ہیں کہ محبت میں ہوئے ایسے ذلیل	ایک وہ ہیں کہ جنھیں چاہ کے ارماں ہونگے	،،
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے	فانوس بنکے آپ حفاظت ہوا کرے	،،
اس خوبیٔ جمال پہ غافل نہ کر غرور	یہ حُسن یہ جمال امانت خدا کی ہے	،،
رُخ بھی نہیں ملاتے ہیں وہ آج کیا ہوا	کل تک تو مجھ پہ مہر کی ہر دم نگاہ تھی	،،
اپنے قاتل کا بڑھانا حوصلہ منظور ہے	تحفہ اس کے واسطے شمشیر براں چاہیئے	،،
آئی بہار باغ میں بلبل قفس میں ہے	صیاد بھی چھری لئے اپنی ہوس میں ہے	،،
ہے جان کشاکش میں عجب راز نہاں ہے	کچھ زور نہ دل پر ہے نہ کہنے میں زباں ہے	،،
مصیبت اپنی کسی کو سنا نہیں سکتے	گزر رہی ہے جو دل پر دکھا نہیں سکتے	،،
محال ست گر سر برین درنہی	کہ باز آیدت دست حاجت تہی	،،
صراحی قہقہہ بھرتی ہے مینا مسکراتا ہے	ہمارا یار جس دم جانب میخانہ آتا ہے	،،
جوشِ شباب اب نہیں باقی ہے شیب میں	پیری کے ولولے ہیں خزاں کی بہار ہے	،،
میں کہتا ہوں کچھ اور سمجھتے ہیں وہ کچھ اور	جو بات ہے دل کی وہ زباں پر نہیں آتی	،،
سنوں کس کس کی میں یارب یقیں کس کس کا ہو مجھ کو	کہ قاصد کا بیاں کچھ ہے صبا کچھ اور کہتی ہے	،،

اے فاختہ پرواز کناں بر سر سروی	درد دل مرغان گرفتار چہ دانی	لا اعلم
پری نے حور نے انساں نے کب یہ شکل پائی ہے	خدا نے ہاتھ سے اپنے تری صورت بنائی ہے	″
ہم تو ملنے سے تمھارے ہو چکے تھے ناامید	شکر ہے اللہ نے صورت دکھائی آپ کی	″
روزے برسی بہ وصل حافظ	گر طاقت انتظار داری	حافظ
تو بدین جمال و خوبی سو طور گر خرامی	ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی	لا اعلم
وحشت عیاں ہے خاک سے مجھ خاکسار کی	بھڑکے ہرن یہاں ہو نگہ کے مٹی مزار کی	″
کچھ اعتبار نہیں قول و فعل کا ان کے	کبھی ہمارے ہوئے اور کبھی پرائے ہوئے	″
کہاں تک آنکھوں میں سرخی شراب خواری سے	سفید مو ہوئے باز آ سیاہ کاری سے	″
آپ کی چشم عنایت ہو تو سب ہے ورنہ	مری خواہش مرا ارماں مری حسرت کیا ہے	″
باغ میں آج جو اس گل کی سواری آئی	شور بلبل نے کیا باد بہاری آئی	″
عشق کامل ہے تو اتنا چاہیئے	ناگوارا سب گوارا چاہیئے	″
بلبلو کس کو دکھاتی ہو عروج پرواز	ہم بھی اس باغ میں تھے قید سے آزاد کبھی	″
دن تو تیرے ہی تصور میں گزر جاتا ہے	رات کو خواب میں بھی تو ہی نظر آتا ہے	″
عید کا دن ہے گلے سے آج تو مل جائیے	سال بھر کو دیکھئے میری تمنا دیکھئے	″
شکوہ نہیں ہے آپ جواب پوچھتے نہیں	وہ شکل مٹ گئی وہ شباہت نہیں رہی	″
کسی کے منھ سے نہ نکلا ہمارے دفن کے وقت	کہ ان پہ خاک نہ ڈالو یہ ہیں نہلائے ہوئے	″
نہ دنیا نہ دولت نہ گھر ہے نہ در ہے	نہ ہمت نہ جرأت نہ تیغ و تبر ہے	″
فتنہ انگیزی تری اے فتنہ قامت دیکھ لی	دیکھ لی او شور محشر یہ قیامت دیکھ لی	″
ہم پیار کریں تم کو تو تم غیروں کو چاہو	اللہ ترے گھر میں عدالت نہیں ہوتی	″
آدمی سہتا ہے کیا کیا ذلتیں	نفس مردود و شقی کے واسطے	″
خواب میں گال جو گورے یہ فرنگن دیکھے	کمپنی قتل ہو سرگال کی جو پلٹن دیکھے	″
خوں کا مزہ شرابی کے جیبھتی شراب ہے	محروم دانہ پانی سے رکھتی شراب ہے	″
اللہ نہ دے گردش ایام جدائی	کم صبح قیامت سے نہیں شام جدائی	″

مصرع اول	مصرع دوم	
اشراف کا بناؤ رئیسوں کی شان ہے	شاہوں کی آبرو ہے سپاہی کی جان ہے	لا اعلم
ہم معتقدِ دعوئے باطل نہیں ہوتے	سینہ میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے	״
اڑاتا خاک سر پر جھومتا مستانہ آتا ہے	نہیں معلوم کس دھن میں ترا دیوانہ آتا ہے	״
سانس دیکھی تن بسمل میں جو آتے جاتے	اور چرکا دیا جلاد نے آتے جاتے	״
جاں مانگتے ہیں آپ حقیقت ہے اسکی کیا	یاں ہم ہیں جان دینے کو حاضر ابھی ابھی	״
تجربہ جس کو نہ ہوا ایسا ہی پچھتاتا ہے	سچ ہے یہ بات کہ کچھ کھو ہی کے ہاتھ آتا ہے	״
ولد الزنا ست حاسد منم آنکہ طالعم	ولد الزنا کش آمد چو ستارۂ یمانی	״
ظلم مردوں پہ کیا مشق خرام یار نے	ہر قدم پر کاسۂ سر ٹھوکریں کھانے لگے	״
نہ جن کو بستر مخمل پہ نیند آتی تھی	سو اُن کے واسطے اب خاک کا بچھونا ہے	״
با سایہ ترا نمی پسندم	عشق ست و ہزار بدگمانی	״
تم ہو ہرجائی تو اپنا بھی یہی طور سہی	تم نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی	״
ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہے	تہِ خاک ہم تو اکیلے رہے	״
باغیر خوری شراب تا چند	زین غصہ دلم کباب تا کے	״
عنقا، گوگرد سرخ، پارس، اکسیر	یہ سب ملتا ہے دوست کم ملتا ہے	״
بتوں کے عشق میں اللہ کا جلوہ نظر آیا	حقیقی عشق پیدا ہوگیا عشق مجازی سے	״
جب قدم نازکی سے اس نے اٹھائے	میں پکارا خدا کمر کو بچائے	״
غیر از خدا یہ کس کی ہے طاقت جو ہاتھ اٹھائے	مقدور کیا کسی کی وہی دے وہی دلائے	״
زہرہ در رقص بصد ناز و طرب زین شادی	چرخ خم گشتہ بہ تسلیم مبارک بادی	״
اسپ لاغر میاں بکار آید	روز میدان نہ گاو پرواری	״
شکر خدا کہ اب تو طبیعت بحال ہے	رنج فراق ہے نہ خیال وصال ہے	״
جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونے پائی	ایک بھی اس سے ملاقات نہ ہونے پائی	״
خلقے ملامتم کند و من برین کہ آہ	از دل چگونہ مہر تو بیروں کند کسے	״
دل تو تیرے ہی پاس رہتا ہے	پھر تو ناحق اداس رہتا ہے	״

شب آدینہ بھی آتا نہیں گورِ غریباں پر	ہنوز آگاہ نہیں وہ شمع و مسکیں نوازی سے	لا اعلم
غرور زیرِ فلک چاہئے بشر کو نہیں	جنھیں عروج ہے چلتے ہیں سر جھکائے ہوئے	"
بگو اے عاشقِ صادق چرا گلدستہ آوردی	دل بلبل شکستی غنچہ را سربستہ آوردی	"
تاریک تھا دل تاب کسی دل کو نہیں تھی	پروانہ کہیں جلتا تھا اور شمع کہیں تھی	"
بطواف کعبہ بہ حرم رہم ندادند	تو برون درچہ کردی کہ درون خانہ آئی	"
دز دیدہ فگندی بمن از ناز نگاہے	قربان نگاہ تو شوم باز نگاہے	"
یہ دخترِ رز حرام زادی مردار	مینا بازار کی ہے رہنے والی	"
آنکھیں ہیں صنعت خالق کے تماشے کیلئے	نہ کہ حسن رخ زیبا کے نظارے کیلئے	"
کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی	مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی	"
بسکہ در چشم و دلم ہر لحظہ اے یارم توئی	ہر کہ آید در نظر از دور پندارم توئی	"
شجر خشک تو ہر سال ہرے ہوتے ہیں	جا کر اے عمر جوانی کہیں تو آتی ہے	"
کہتے ہیں جان نثار جہاں سے گزر گیا	کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے	"
رنگ بدلا ہے زمانے کی ہوا بدلی ہے	تو نے پوشاک جو اے ماہ لقا بدلی ہے	"
پھر کہاں یہ دوست ہونگے اور کہاں یہ بزم جم	آگئی پیری تو ترسنگے۔ جوانی کے لئے	"
عشق آیا قیامت آئی ہے	پارسائی پہ آفت آئی ہے	"
اثر لبھانے کا پیارے ترے بیان میں ہے	کسی کی آنکھ میں جادو تری زبان میں ہے	"
کرے لطف سے جو خطا کی تلافی	ندامت زدہ کو ندامت ہے کافی	"
ساقی بیا کہ شد قدح لالہ پُر زمے	طامات تا بچند و خرافات تا بکے	"
جوہر تو مجھ میں تھے ملکوتی صفات کے	انساں بنا کے کیوں مری مٹی خراب کی	"
فرمائشیں حضور نہ اغیار پر کریں	موجود ہے یہ تابع ارشاد کے لئے	"
کیوں نام کفن سنکے لرزتا ہے انیس	اک دن یہ قبا زیب بدن ہونی ہے	انیس
نالہ پابند نے نہیں ہے	فریاد کی کوئی لے نہیں ہے	لا اعلم
رندانِ میکدہ بڑے گستاخ ہیں زاہد	زنہار نہ ہونا طرف ان بے ادبوں سے	"

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
لگا کر دل بہت نا آشنا سے	محبت ہم پھر گئے اپنے خدا سے	لا اعلم
موت مانگوں تو رہے آرزوئے خواب مجھے	ڈوبنے جاؤں تو دریا ملے پایاب مجھے	"
غالب ان سیمیں تنوں کے واسطے	چاہنے والا بھی اچھا چاہیئے	غالب
ایک کا ایک ہے سرکوب کہ یہ دنیا ہے	ہے جو فرعون یہاں اسکے لئے موسیٰ ہے	لا اعلم
تو جہاں بن ٹھن کے نکلا خلق دیوانی ہوئی	جامہ زیبی سے تری کس کس کی عریانی ہوئی	"
غم صیاد و بیم باغباں ہے	دو عملے ہیں ہمارا آشیاں ہے	"
قصد کعبہ کا خیال خام ہے	کچھ نہیں واں بھی خدا کا نام ہے	"
پاپوش میں لگائی کرن آفتاب کی	جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی	"
نہ تو دانہ ہے قفس میں نہ ذرا پانی ہے	کیوں سبب صیاد اسیروں کی یہ مہمانی ہے	"
انساں وہی مقبول خدا ہوتا ہے	جو مسلک خیر میں فنا ہوتا ہے	"
نیست نابود ہوا ہوں میں فنا سے پہلے	مرچکا اے ملک الموت قضا سے پہلے	"
کبھی مذمت نہ ہوگی واعظ شراب گلگوں کی سیکڑوں سے	زباں سے اسکو برا کہیں کیا جبکہ ہم منھ لگا چکے ہیں	"
بگوائے عاشق صادق چرا گلدستہ آوردی	دل بلبل شکستی غنچہ را سربستہ آوردی	"
جتنے دل والے ہیں رکھتے ہیں محبت دل میں	ہم وہ دل رکھتے ہیں جسمیں ہے محبت والے	"
جو پہنچے تربت عاشق پہ ناز کہتا ہے	حضور خاک سے دامن ذرا اٹھائے ہوئے	"
دولت بجز فساد کسی کو ملی نہیں	دیکھو کہ لفظ گنج بھی مقلوب جنگ ہے	"
ہم انہیں نہیں ہیں جو ہٹیں بات سے اپنی	ناصح کی نصیحت نہ سنی ہے نہ سنیں گے	"
یاران رفتگاں کو کیا روئیے مسرت	کیا تم روانہ سوئے ملک عدم نہ ہوگے	"
بلی بھی جبکہ تنگ ہوتی ہے	کلہ گیر پلنگ ہوتی ہے	"
اٹھی ہے جھوم جھوم کے کہسار سے گھٹا	رندوں میں دھوم ہے در میخانہ وا ہوئے	"
جاتے ہیں تیرے کوچے سے ظالم خفا نہ ہو	ٹکڑے تو ڈھونڈھ لیں جگر پاش پاش کے	"
آن چشم دارم از نظر بندہ پرورت	کز عین التفات برین بندہ بنگری	"
جفا نہ شیوۂ دین پروران بود حاشا	ہمہ کرامت و لطف ست شرع یزدانی	"

گر مرض ہو دوا کرے کوئی	مرنے والوں کو کیا کرے کوئی	لا اعلم
کون بیکس کا معاون ہے بجز ذات خدا	غیب سے اُس کی مدد اسکی کمک ہوتی ہے	"
لاکھ تدبیر کرے کوئی تو کیا ہوتا ہے	وہی ہوتا ہے جو منظور خُدا ہوتا ہے	"
ہے اک جان پہ دنیا کی بلائیں جھیلیں	ہائے اک دل پہ زمانے کی مصیبت دیکھی	"
کس طرح کھلے دل کہ جگر بند نہیں ہے	گھر قبر سے بدتر ہے کہ فرزند نہیں ہے	"
نصیحت ہمین ست جان برادر	کہ اوقات ضائع مکن تا توانی	"
آہوں سے ترقی پہ مرا سوز جگر ہے	اک آگ کے لگنے کی بہت گرم خبر ہے	"
دل لیکے ہمارا کہیں برباد کروگے	لو دل بھی دئے دیتے ہیں کیا یاد کروگے	"
جب اور پہ اس طرح کی بیداد کروگے	یہ یاد رہے ہم کو بہت یاد کروگے	"
تہمت ہے یہ رکھائی اور ناحق کج ادائی ہے	نہیں اس وہم بیجا کی زمانے میں دوائی ہے	"
یہ اقامت ہمیں پیغام سفر دیتی ہے	زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے	"
خود بخود مجھ سے لگاوٹ ستم ایجاد کرے	اس قدر دل سے بھلاؤں کہ بہت یاد کرے	"
دل میں ہوس زلف چلیپا نہیں رکھتے	ہم سر نہیں رکھتے کوئی سودا نہیں رکھتے	"
اک روز کا رونا ہو تو رو کر صبر آئے	ہر روز کے رونے کو کہاں سے جگر آئے	"
جب سمجھے نہ تم رتبہ اکسیر جوانی	اب خاک بھی چھانو تو وہ دولت نہیں ملتی	"
حباب وار یہاں زندگی ہے دم بھر میں	یہ دم رہے نہ رہے یہ مکاں رہے نہ رہے	"
کیفیت شراب میں ہے بے تکلفی	پاس ادب مجالس رنداں سے دور ہے	"
پیمبر ہیں نہیں عاشق ہوں جانی	رہے موسے ہی سے یہ لن ترانی	"
کیا بتائیں غم کے ہاتھوں سے تمھیں	مرتے جیتے ہر گھڑی ہر دم رہے	"
دنیا مجھے اندھیر ہے اس غم کی خبر سے	شعلوں کی طرح آہ نکلتی ہے جگر سے	"
ڈر ہے کہ کہیں نام نہ مٹ جائے یہ آخر	مدت سے اسے دور زماں میٹ رہا ہے	"
سختی سہی یا کڑی اٹھائی	افتاد تھی جو پڑی اٹھائی	"
تا بسر شغل و کام باشی	میکوشش کہ نیک نام باشی	"

گریۂ موت نے جو آدابا	کچھ نہ سوجھا سوائے ٹیں ٹیں کے	لا اعلم
آپ نے خوب قدر دانی کی	اب بھی پوچھا تو مہربانی کی	״
وفور میکشی ہے اور پیالی پر پیالی ہے	مقدر اپنا اپنا ہے ہمارا جام خالی ہے	״
جی کسی کی عزت افزائی سے خوش ہوتا نہیں	دل گواہی جس پہ دیتا تھا وہ عزت کیا ہوئی	״
زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا	کہ میری نطق نے بوسے میری زباں کے لئے	״
سرمایۂ عمر تو ہمین یک کفن ست	این ہم بگمان ست بری یا نہ بری	״
چرا خود را اسیر غم بفکر بیش و کم داری	اسیر دام عزلت شو خدا داری چہ غم داری	״
ہرگنا ہے کہ کنی در شب آدینہ بکن	تاکہ از صدر نشینان جہنم باشی	״
بغل میں ساقی مہ رو شراب ہاتھ میں ہے	دماغ عرش پہ ہے آفتاب ہاتھ میں ہے	״
قلقل شیشۂ مے سے ترے میکش ساقی	سن رہے ہیں خبر راز نہاں واعظ کے	״
آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام	بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزی دیگری	״
اگر دشمن نسازد با تو اے دوست	تو می باید کہ با دشمن بسازی	״
زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا	بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے	״
رقیبوں سے خلوت میں ہوتے ہیں شورے	نیا کوئی طوفاں اٹھا چاہتا ہے	״
لے اڑی طرز فغاں بلبل ناداں ہم سے	گل نے سیکھی روش چاک گریباں ہم سے	״
یہ آدمی ہے کہ برسوں جمال رہتا ہے	وگرنہ ماہ کو اک شب کمال رہتا ہے	״
قضا لگائے ہوئے گھات ہر کسی پر ہے	بہوش باش کہ عالم رواروی پر ہے	״
سجدہ بتوں کا مرد موحد سے ہو چکا	کچھ بت بھی توبہ توبہ کسی کے خدا ہوے	״
آزردہ رہوں اور مرا مسلک ہے صلح کل	ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے	״
تھمتے تھمتے تھمیں گے آنسو	رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہیں ہے	״
تو نہ ہوتا تو نہ دنیا میں کوئی غم ہوتا	کیوں عدم سے تجھے ساتھ اے دل شیدا لائے	״
قسمت کی بیوفائی کو صیاد کیا کرے	سر پر پڑا پہاڑ تو فریاد کیا کرے	״
بگیر دامن جمعیتے وکارے ساز	کہ ہیچ کار میسر نشد بہ تنہائی	״

ہر سرے را کہ خود برافرازی	تا نوانی ز پا نیندازی	لا اعلم
کز دست من گدا نیاید	مہمانیٔ چون تو بادشاہے	"
مردمی کن بجاے دشمن و دوست	کز مروت زیان نہ کرد کسے	"
ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے	یہ دل ہی میرا ہے کہ جہاں تو سما سکے	"
ہر دم از عمر مے رود نفسے	چون نگہ می کنی نماند بسے	"
میکشی رات کو کی صبح کو توبہ کر لی	رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی	"
نہ تو جنت کے ہیں قائل نہ جہنم کے مقر	وصل جنت ہے جہنم ہے جدائی تیری	"
امیروں کی نگاہوں میں عجب تاثیر ہوتی ہے	نگاہ لطف سے دیکھیں تو خاک اکسیر ہوتی ہے	"
یہاں جس سے تمنائے وفا کی	اُسی کی ہو گئی عادت جفا کی	"
مصیبت کو مری تو اے ستم ایجاد کیا جانے	جو گزرے ہے صید کے دل پر اسے صیاد کیا جانے	"
چشم الطاف سے کچھ اب تو اشارا ہو جائے	نام ہو آپ کا اور کام ہمارا ہو جائے	"
کعبہ و بت خانے کا بننا بگڑنا دیکھئے	خانہ بربادی کسی کی ہو کسی کا گھر بنے	"
تماشا مرے دل کے داغوں کا دیکھو	چمن سیر کرنے کے قابل یہی ہے	"
لب بام اُس صنم کو دیکھکر موسے یہ کہتے ہیں	خداوندا ترے بندوں کی صورت ایسی ہوتی ہے	"
زخم بول اٹھتے ہیں پوچھو جو نشان قاتل کا	باتیں کرتے ہیں لب زخم سے مرنے والے	"
منزل عیش نہیں ہے یہ سرائے فانی	رات کی رات ٹھہر جائیں ٹھہرنے والے	"
اگر لوہا کبھی پارس سے چھو جائے	یہ ممکن ہے کہ پھر سونا نہ ہو جائے	"
ہمیں یہ بات بچپن میں معلم نے سکھائی ہے	برائی میں بھلائی ہے بھلائی میں برائی ہے	"
طبیعت آ گئی ہے اس بت بے مہر پر صاحب	تصدق دل ہے صدقے جان ہے قربان ایمان ہے	"
تھے شب وصل تو سب جان کے کھانے والے	آج کیا مر گئے گھڑیال بجانے والے	"
مرتے ہیں لوگ دولت دنیا کے واسطے	کتوں کی طرح لڑتے ہیں مردار کے لئے	"
ہر آنکس کہ بہ آزار خلق فرماید	عدوے مملکت ست او بہ کشتنش فرماے	"
نا قدرداں کی نوکری ہے بری	کز نئے بھویا شکر نخوری	"

لو میر آج مسجد جامع کے ہیں امام	داغ شراب دھوتے تھے کل جانماز سے	میر
سیکھے ہیں مہ رخوں کے لئے ہم مصوری	تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہئے	لا اعلم
یکے خود خوبرو بودی دگر آراستی خود را	بتا معلوم شد ما را کہ قصد جان ما داری	〃
مال دیتا ہے خدا عقل خدا دیتا ہے	علم زیور ہے کہ دونوں کو جلا دیتا ہے	〃
تاب نظر ہے شرط رخ یار کے لئے	چشم کلیم چاہئے دیدار کے لئے	〃
فردا شراب کوثر و حور از برائے ماست	امروز نیز دلبر مہ روے و جام مے	〃
بہ نیم غمزہ جہان جملہ قتل عام کنی	نعوذ باللہ اگر غمزہ تمام کنی	〃
چو گل شگفتہ بصد آب و رنگ می آئی	ز شہر آئینہ یا از فرنگ می آئی	〃
پرخون دل ست ما را صد پارہ از جدائی	ما حاصلے کہ دیدیم این بود ز آشنائی	〃
جوانی سے ضعیفی میں زیادہ جوش ہوتا ہے	بھڑکتا ہے چراغ صبح جب خاموش ہوتا ہے	〃
الٰہی خیر کرنا عشق کی منزل پریشاں ہے	ادھر ہے اضطراب دل ادھر قاتل پریشاں ہے	〃
کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی	یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی	〃
جگر میں چٹکیاں لیتی ہے ہر طرز فغاں میری	کہاں سے لائیگی بلبل دہن میرا زباں میری	〃
ہیں طور جدائی کے عیاں طرز رقم سے	بگڑے ہوئے مضمون نکلتے ہیں قلم سے	〃
ملاتے ہو اسی کو خاک میں جو دل سے ملتا ہے	مری جاں چاہنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہے	〃
افسوس کیا کہوں جو مرے دل کا حال ہے	ہر لحظہ ایک دن ہے مہینہ ہے سال ہے	〃
ذبح کرتے ہیں مجھے اور یہ فرماتے ہیں	دم تہ تیغ جو مارا مرا مردہ دیکھے	〃
فقیر مست ہوں نعمت مری حاضر ہے جو چاہے	کباب نرگسی ہے یا شراب ارغوانی ہے	〃
آئے تربت پہ بہت روئے کیا یاد مجھے	خاک اڑانے لگے جب کرچکے برباد مجھے	〃
کیا ازل ہی میں مقدر تھا برا میرے خدا	مجھ کو پیدا جو کیا رنج اٹھانے کے لئے	〃
ہو تحمل تو تحمل کی نہایت ہووے	کیجئے صبر اگر صبر کی غایت ہووے	〃
صبح ہوئی تو کیا ہوا ہے وہی تیرہ اختری	کثرت دود سے سیاہ شعلۂ شمع خاوری	〃
خدا پناہ میں رکھے تمہاری پلکوں سے	ستم کی فوج کھڑی ہے پرا جمائے ہوے	〃

پہنائے جب اُس گل کو پھولوں کے ہار	نزاکت سے دہری کمر ہو گئی	لا اعلم
سرھانے میر کے آہستہ بولو	ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے	میر
دیدار می نمائی و پرہیز می کنی	بازار خویش و آتش ما تیز می کنی	لا اعلم
سر کنم شکوہ اگر تاب شنیدن داری	سینہ بشگافم اگر طاقت دیدن داری	"
اور ہوگا کوئی اس بت کی محبت کیلئے	ہم تو بس پیدا ہوئے رنج و کلفت کیلئے	"
لوگ کہتے ہیں دے دیا کیوں دل	چھین کر لے گیا۔ دیا کس نے	"
اس کے در تک پہنچ گئے ہیں ہم	آگے تقدیر کی رسائی ہے	"
چین تجھ کو نہ ملے میرے ستانیوالے	تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانیوالے	"
میری راتیں رنج کی اندوہ کی	تیرے دن تفریح کے آرام کے	"
ذکر رقیب عاشق شیدا کے سامنے	اچھی نہیں یہ آپ کی تقریر دیکھئے	"
کچھ خبر بھی ہے تمہیں اپنے گرفتاروں کی	جان آنکھوں میں ہے اب عشق کے بیماروں کی	"
دعوے جو عشق کا ہے تو فریاد کس لئے	یہ آہ آہ اے دل ناشاد کس لئے	"
بہ قمار خانہ رفتم ہمہ پاکباز دیدم	چو بصومعہ رسیدم ہمہ یافتم ریائی	"
اگر کچھ عشق صادق ہے تو تم کو لازم ہے	کہیں ایسا نہ ہو وہ گلبدن بدنام ہو جائے	"
ہزاروں بار قیامت گزر گئی ہم پر	مگر ہنوز شب انتظار باقی ہے	"
بے شبہہ خطا کی جو دل اس بت سے لگایا	خود ہم نے کیا شیشہ کو پتھر کے حوالے	"
دیکھنے دو مجھے بد ہیں جو برا دیکھتا ہے	میں بُرا ہوں کہ بھلا اس کو خدا دیکھتا ہے	"
اے نسیم سحری کہیو مرا عرض نیاز	گلشن یار میں گر ہووے رسائی تیری	"
کاٹ دے ہنس بول کے دن زیست کے	آدمی کو چاہئے بے غم رہے	"
حسینوں کی باتوں کا کیا اعتبار	اِدھر کی طبیعت اُدھر ہو گئی	"
داغ دل تازہ ہوا آہِ دل ناشاد سے	ہو گیا روشن چراغ اپنا گزر باد سے	"
لگائے ٹھٹ کھڑی ہے نامرادی	تمنائے دلی نکلے کدھر سے	"
برا ہوتا ہے اپنی حد سے ہر شئی کا گزر جانا	بشر کو چاہئے انجام پر رکھے نظر پہلے	"

کیسا حجاب کس کی حیا اور کہاں کی شرم	پردہ سے ہاتھ۔ ہاتھ سے پردہ اٹھائیے	لا اعلم
ضائع نہ کیجئے سخن آبدار کو	یہ گوہر یگانہ سزاوار گوش ہے	"
بزیر جامہ نہان کردۂ برہمن لیکن	بچشم اہل بصیرت برہنہ می آئی	"
ہم معتقد دعوئے باطل نہیں ہوتے	سینہ میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے	"
دقتے بقہر گوئے کہ صد کوزۂ نبات	گہ گہ چنان بکار نیاید کہ حنظلے	"
بقومے کہ نیکی پسندد خدائے	دہد خسرو عادل و نیک رائے	"
رعیت نوازی و سرلشکری	نہ کاریست بازیچہ و سرسری	"
سرائے دنیا ہی کوچ کی جا ہر ایک کو خوف ہر دم ہے	رہا سکندر یہاں نہ دارا نہ ہی فریدوں یہاں نہ جم ہے	"
دست سوال لاکھوں ہی عیبوں کا عیب ہے	جس ہاتھ میں یہ عیب نہیں دست غیب ہے	"
ہے رشک ضعیفی جوانی ہماری	تلف ہوگئی زندگانی ہماری	"
ہوتی ہے سخی کو شرم دوچند	سائل جو خجل ہو اس کے در سے	"
جب شریفوں میں ہو حرام و زنا	کیوں نہ برسیں فلک سے انگارے	"
عشق کیا شئے ہے کسی کامل سے پوچھا چاہئے	کسطرح جاتا ہی دل بیدل سے پوچھا چاہئے	"
گر لاعلاج ہے تو کلیجے کا داغ ہے	بدتر وہ قبر سے ہے جو گھر بے چراغ ہے	"
جنون زسر بنہ و دست عقل گیر و بیا	کزین بہانہ مسلم نۂ کہ شیدائی	"
ہرچند سپہ داری آر آہ دلم می ترس	کز سینۂ مجروحان ہر آہ بود تیرے	"
رحم کر مجھ پر کبریا کے لئے	نہ ستا تو مجھے خدا کے لئے	"
بری عورتوں کا نہیں اعتبار	ادھر کی طبیعت ادھر ہوگئی	"
بھلا ہمدرد انساں کو کہیں ملتا ہے دنیا میں	جنھیں گھر بیٹھے ملجائے بڑا انکا نصیبا ہے	"
کعبے کی ہے ہوس کبھی کوے بتاں کی ہے	مجھ کو خبر نہیں مری مٹی کہاں کی ہے	"
پی بھی لے زاہد جوانی میں شراب	عمر بھر ترسے گا اس دن کے لئے	"
اے ہما پیش فقیری سلطنت کیا مال ہے	بادشہ آتے ہیں پابوس گدا کے واسطے	"
تدبیر کیا کروں مری قسمت کی بات ہے	قسمت خراب ہو تو گلہ کس کے ساتھ ہے	"

ہم غیر اور دونوں اک جا ہم نہ ہونگے	ہم ہونگے وہ نہ ہوگا وہ ہوگا ہم نہ ہونگے	لا اعلم
زہرہ در رقص بصد ناز و طرب بین شادی	چرخ خم گشتہ بہ تسلیم مبارک بادی	"
طواف کعبہ میں اب بت ملا ہے	کرو سجدے عنایت ہے خدا کی	"
کم بخت جو اس بیوی کو قسمت سے گلا ہے	بچے کی طرح گود میں شوہر جو پلا ہے	"
ہم تم ہیں جو ایک پھر جدائی کیسی	دل ہی نہ ملا تو آشنائی کیسی	"
مل گئی ثروت ہمیں یا کوئی نعمت مل گئی	آپ کیا آئے کہ لاکھوں ہی کی دولت مل گئی	"
شب فراق کی یارب سحر نہیں ہوتی	یہ کیسی رات ہے مرکر بسر نہیں ہوتی	"
دل آزردہ کہتا ہے نہ بولوں یار سے لیکن	جب آنکھیں چار ہوتی ہیں مروت آ ہی جاتی ہے	"
بوڑھے شوہر کی دیکھ ناکاری	کیوں نہ بیوی کرے زناکاری	"
کچھ سوچ سمجھ کر وہ گلا کاٹیں ہمارا	رگ رگ میں محبت ہے فقط دل میں نہیں ہے	"
تو خواہی آستین افشاں و خواہی امن اندر کش	مگس ہرگز نخواہد رفت از دکان حلوائی	"
نہ سدھ بدھ کی لی اور نہ جنگل کی لی	نکل شہر سے راہ جنگل کی لی	"
کٹ گئی عمر غم و رنج میں بیچاروں کی	پوچھتے کیا ہو مصیبت کے گرفتاروں کی	"
قول سے پھرتے نہیں قول کے کرنے والے	جنگ سے ہٹتے نہیں جنگ میں مرنے والے	"
ہمنشیں جب مرے ایام بھلے آئیں گے	بن بلائے مرے گھر آپ چلے آئیں گے	"
غم دادی و غمخواری نکردی	دلم بردی و دلداری نکردی	"
نہیں معلوم کیا نیرنگ گلشن میں کھلاتا ہے	کہ شبنم صبح تک روتی ہے غنچہ مسکراتا ہے	"
گر زمین را بآسمان دوزی	ندہندت زیادہ از روزی	"
کرو نہ عشق طوائف کا کبریا کے لئے	بچاؤ جان و جوانی و زر خدا کے لئے	"
سانولی دیکھ کے صورت کسی متوالی کی	گو مسلماں ہوں پہ بول اٹھتا ہوں جے کالی کی	"
خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے	خصوصاً چلتی پرزہ بیسوا سے	"
آرزو یہ ہے کہ تیری راہ میں	ٹھوکریں کھاتا ہمارا سر چلے	"
بقول دشمن پیمان دوست بشکستی	ببین کہ باکہ بریدی و باکہ پیوستی	"

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
نکلے ہو میکدہ سے ابھی منہ چھپا کے تم	دابے ہوئے بغل میں صراحی شراب کی	لا اعلم
مفلسی سب بہار کھوتی ہے	وضع ہر وضعدار کھوتی ہے	״
زندگی ہجر میں کیا خاک بسر ہوتی ہے	غم کی جو رات ہے آنکھوں میں سحر ہوتی ہے	״
نہ مر کر بھی بیداد ظالم نے دیکھا	تڑپتے رہے نیم جاں کیسے کیسے	״
درد و غم رنج و الم حزن و قلق	ہجر میں دوچار یہ ہمدم رہے	״
تا داشت دلم طاقت بودم بہ شکیبائی	چون کار بجان آمد اکنون من و رسوائی	״
سب میں ذلیل و رسوا ہم خوب ہو چکے ہیں	اب اور کیا کریں گی آزادیاں ہماری	״
فکر ہے دوست کو احوال سناؤں کیونکر	ٹکڑے ہوتا ہے کلیجہ میرے افسانے سے	״
اسیر بند شکم را دو شب نگیرد خواب	شبے ز معدہ سنگے ۔ شب ز دلتنگے	سعدی
چو باسفلہ گوئی بہ لطف و خوشی	فزون گردوش کبر و گردن کشی	״
فرشتہ کہ وکیل ست بر خزائن باد	چہ غم خورد کہ بمیرد چراغ بیوہ زنے	״
غمے کز پیش شادمانی بری	بہ از شادی کز پسش غم خوری	״
اگر حنظل خوری از دست خوش خوے	بہ از شیرینی از دست ترش روے	״
ز بخت روے ترش کردہ پیش یار عزیز	مرو کہ عیش برد نیز تلخ گردانی	״
بحاجتے کہ روی تازہ روے و خنداں رو	فرو نہ بندد کار کشادہ پیشانی	״
مبر حاجت بہ نزدیک ترش روے	کہ از خوے بدش فرسودہ گردی	״
اگر حاجت بری نزد کسے بر	کہ از رویش بہ نقد آسودہ گردی	״
گربہ مسکین اگر پر داشتے	تخم کنجشک از جہان بر داشتے	״
آنکھیں ہیں صنعت خالق کے تماشے کیلئے	نہ کہ حسن رخ زیبا کے نظارے کیلئے	لا اعلم
یکے کردہ بے آبروے بسے	چہ غم دارد ش ز آبروے کسے	سعدی
بہ شیرین زبانی و لطف و خوشی	توانی کہ پیلے بموئے کشی	״
چرا خود را اسیر غم بفکر بیش و کم داری	اسیر دام عزلت شو خدا داری چہ غم داری	״
سرمایہ عمر تو ہمین یک کفن است	اینہم بگمان است بری یا نہ بری	لا اعلم

مہیا گرچہ سب سامانِ ملکی اور مالی تھے	سکندر جب چلا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے	لا اعلم
تو نا کردہ بر خلق بخشایشے	کجا بینی از دولت آسایشے	،،
ہر دم از عمر میرود نفسے	چون ندیدم فرو نماند بسے	،،
غم صیاد فکر باغباں ہے	دو عملے میں ہمارا آشیاں ہے	،،
جو کہو گے تم کہیں گے ہم بھی ہاں یوں ہی سہی	آپ کی یوں ہی خوشی ہے مہرباں یوں ہی سہی	،،
پیسہ ہی رنگ و روپ ہے پیسہ ہی مال ہے	پیسہ نہ ہو تو آدمی چرخے کی مال ہے	،،
مردی بود فتادہ را پاے زدن	گر دست فتادۂ بگیری مردی	،،
نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے	یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے	،،
بت حرم میں بھی نہیں چین سے رہنے دیتے	روز پیغام چلے آتے ہیں بتخانے سے	،،
ان بتوں کو ہم فقیروں سے بھلا کیا کام ہے	یہ تو طالب زر کے ہیں اور یاں خدا کا نام ہے	،،
مکن در ملک سلطان ہر چہ خواہی	کہ شرکت بر نتابد بادشاہی	،،
رقیب روسیہ پر گر پڑیگی ایک دن بجلی	ہماری آہ کا ہرگز نہ جائے گا اثر خالی	،،
بھلا اے عشق یہ بھی کوئی اپنی زندگانی ہے	فغاں ہے درد ہے غم ہے الم ہے ناتوانی ہے	،،
آپ ہیں اور اپنا کمرا ہے	نہیں معلوم دھیان کس کا ہے	،،
رخ روشن کے آگے شمع رکھکر وہ یہ کہتے ہیں	ادھر جاتا ہے دیکھیں یا ادھر پروانہ آتا ہے	،،
فقیرانہ آئے صدا کر چلے	میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے	،،
تلاش انکو ہے میرے رازداں کی	نئی ترکیب نکلی امتحاں کی	،،
قدر الو کی الو جانتا ہے	ہما کو کب چغد پہچانتا ہے	،،
مشتہر کی جو خبر یار نے گھر جانے کی	خوب تدبیر نکالی مرے مرجانے کی	،،
سیر نیرنگ جہاں دیکھا کئے زندان عشق	شیعہ سنی ہو گئے ہندو مسلماں ہو گئے	،،
جو کچھ دکھائے چرخ ستمگار دیکھئے	جو آگے آئے بس اُسے ناچار دیکھئے	،،
ڈاہ سوتاپے کی یہ سچ ہے بری ہوتی ہے	قلب پر بیاہتا کے ایک چھری ہوتی ہے	،،
چار دن کی دوستی کا ہے زمانے میں رواج	کس توقع پر کسی سے آشنائی کیجئے	،،

چال ان کی دیکھو گویا بڑے مظلوم ہیں	سب سے پہلے عرصۂ محشر میں حاضر ہو گئے	لا اعلم
شکل امید بھلا کس کو نظر آتی ہے	صورت یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہے	،،
کاسہ گر بعد فنا میکشی کا شوق ہے	خاک سے میری کوئی ساغر بنایا چاہئے	،،
فاصلہ کوچۂ محبوب کا کیا پوچھتے ہو	جیسا مشتاق ہو نزدیک بھی ہے دور بھی ہے	،،
حمد اور پرستش کا سزاوار خدا ہے	ہم لوگ تو مجبور ہیں مختار خدا ہے	،،
گلستان میں جاکر ہر اک گل کو دیکھا	نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے	،،
یاد وہ لطف جب کہ آتا ہے	سانپ چھاتی پہ لوٹ جاتا ہے	،،
غم کھاتا ہوں لیکن مری نیت نہیں بھرتی	کیا غم ہے مزہ دار طبیعت نہیں بھرتی	،،
دیکھنے والوں سے انداز کہیں چھپتے ہیں	ہم کو پردہ میں نظر آتی ہے صورت اچھی	،،
نہیں ساتھ غم میں کوئی گر مرے	تری ذات پر ہے سہارا مجھے	،،
شب وصل کا وقت ہے عنقریب	کہ دن کی تو اب دوپہر ڈھل گئی	،،
سخت آفت ہے سخت آفت ہے	مرنا اولاد کا قیامت ہے	،،
سفینہ جب کہ کنارہ سے آلگا غالب	خدا سے کیا ستم و جور ناخدا کہئے	غالب
منہ پہ انکے آگئے گیسو جو بل کھاتے ہوئے	ہم نے دیکھے ماہ پر دو سانپ لہراتے ہوئے	لا اعلم
اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتان آذری	بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری	،،
بچپنا ہے نو ضدیں بھی ہیں نرالی انکی	اس پہ بگڑے ہیں کہ ہم زخم جگر دیکھیں گے	،،
اس طرف صبر و رضا اور ادھر ناز و ادا	معرکہ قہر کا ہے دیکھئے کیا ہوتا ہے	،،
پوچھو مسافروں کی نہ کچھ بود و باش کو	غربت کی چھاؤنی ہے جہاں وہ مقام ہے	،،
اے جوش جنوں تری بدولت	دنیا کا نہ آخرت کا غم ہے	،،
بظاہر لاکھ حسن عشق سے ہیں بھاگتے زاہد	پسند ان کو بھی لیکن اچھی صورت آہی جاتی ہے	،،
ذرا بھی حسن جب معشوق کو ملتا ہے عالم میں	ادا۔ غمزہ۔ بچپن۔ شوخی۔ شرارت آہی جاتی ہے	،،
نہیں معلوم شب غم رہی کتنی باقی	آج کیا ٹوٹ گئے سارے گھڑی کے پرزے	،،
کبھی ہوتا ہے دشمن آپ اپنا جوہر ذاتی	گرفتار قفس بلبل نہ کیوں ہو خوشنوائی سے	،،

مدام سر پہ مصیبت پڑی نہیں رہتی	ہمیشہ یار کسی کی اڑی نہیں رہتی	لا اعلم
نظر کوئی اپنا تو آتا نہیں	جو موجود یاں ہے وہ بیگانہ ہے	،،
دل بلبل چمن میں آج کن جھگڑوں میں اٹکا ہے	ادھر صیاد کی دہشت اُدھر گلچیں کا کھٹکا ہے	،،
ہم کو اس قید الم سے تو رہائی ہوتی	شب ہجراں کے عوض موت ہی آئی ہوتی	،،
رہی دست جو ہو کہو کیا کرے	نہیں اس کا قابو جیئے یا مرے	،،
وہ حسن وہ انداز وہ پھر بانکپن اس کا	چھل بل ہے قیامت کی تو انوٹ ہی غضب کی	،،
سوا تیرے کسی سے اور الفت ہو تو کافر ہو	تمھیں پر جان جاتی ہے تمھیں پر دم نکلتا ہے	،،
ہم تو اشارہ فہم ہیں اور زود فہم بھی	ملتے ہی آنکھ بات ترے دل کی پا گئے	،،
دل کو وہ مول لیکر کہتے ہیں فکر کیا ہے	یہ چیز اپنی کر لی قیمت بھی مل رہے گی	،،
برپا کریں گے حشر قیامت بھی ڈھائینگے	پر جیتے جی رقیب کے بس میں نہ آئینگے	،،
کٹ جائینگے مر جائینگے پیچھے نہ ہٹیں گے	یہ سوچکے نکلے ہیں کہ میداں میں ڈٹیں گے	،،
دوست صادق جانئے اُسکو کہ جو	رنج و غم میں کام آئے دوست کے	،،
ہوئیں مدتیں کہ نہیں خبر وہ کدھر ہیں اور ہیں ہم کدھر	نہ ہے نامہ بر نہ پیام بر نہ سلام ہے نہ پیام ہے	،،
دے داد اے فلک دل حسرت پرست کی	ہاں کچھ نہ کچھ تلافیٔ مافات چاہیے	،،
نری مشق ستمگاری جو پہلے تھی سو اب بھی ہے	ہمارے دل کو بیماری جو پہلے تھی سو اب بھی ہے	،،
اب بنائے سے نہیں بنتی ہے کچھ	پڑ گئی کیسی غضب میں جان ہائے	،،
میں اگر عاصی ہوں وہ غفار ہے	حق تعالےٰ کی بڑی سرکار ہے	،،
اے دل ذرا تو ہوش میں آ وقت تنگ ہے	سامان کوچ کر کہ بڑی اب درنگ ہے	،،
کیا شوخیاں ہیں ابلق لیل و نہار کی	جمتی نہیں ہے ران کسی شہسوار کی	،،
شب ہجر یوں ہی بسر ہو گئی	تڑپتے تڑپتے سحر ہو گئی	،،
پروں کو کھول دے ظالم جو ذبح کرتا ہے	کہ رہ نہ جائے تڑپنے کی آرزو باقی	،،
اپنی دیڑھ اینٹ کی جدا مسجد	کسی ویرانے میں بنا لیں گے	،،
گزری جوانی پیری بھی اب آشکار ہے	اب جیت پچھلی رات کا کیا اعتبار ہے	،،

بیکار خفتگان لحد کو نہ جانیئے	جڑ آسماں کی کھود رہے ہیں پڑے پڑے	لا اعلم
غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرماں	ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے	"
چھیڑ خوباں سے چلی جائے اسد	گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی	اسد
ہاں مال غیر کف میں تصرف نہ چاہیئے	آپس میں دوستوں کو تکلف نہ چاہیئے	لا اعلم
با سایہ ترا نمی پسندم	عشق ست و ہزار بدگمانی	"
کیا آپ بت بنے ہوئے بیٹھے ہیں بزم میں	کچھ بے تکلفی بھی تو صحبت میں چاہیئے	"
داغ فرقت ہے مرے دل میں جلن پڑتی ہے	جوش گریہ ہے کہ ساون کی بھرن پڑتی ہے	"
ہمارے دل سے مٹے گا نہ داغ شوق سجود	جبیں رہے نہ رہے آستاں رہے نہ رہے	"
یہ کس رشک مسیحا کا مکاں ہے	زمیں جس کی چہارم آسماں ہے	"
کیا لطف جو غیر پردہ کھولے	جادو وہ جو سر پر چڑھ کے بولے	"
جفاؤں سے ہم اس بت کو پشیماں کرکے چھوڑیں گے		"
مسلماں ہیں تو کافر کو مسلماں کرکے چھوڑیں گے		"
دل عاشق کو جلاتے ہو غضب کرتے ہو	آگ کعبہ میں لگاؤ گے تو بدعت ہوگی	"
مرا احوال سنکر کس لئے یہ مہربانی ہے	ترے قرباں ارے ظالم یہ تیری ہی کہانی ہے	"
گر خون کا محضر بھی وہ لکھکر ہمیں دیویں	واللہ ارادہ ہے کہ ہم صاد کریں گے	"
شراب سرخ کا ساغر چلے ساقی لب جو پر	چمن سرسبز ہے باران رحمت کے تفضل سے	"
خدا محفوظ رکھے دل کو اس افعی کے کاکل سے	نہیں ممکن سلامت چھوٹنا موذی کے چنگل سے	"
جہان سوزی اگر در غمزہ آئی	شکر ریزی اگر در خندہ باشی	"
موسم بدل گیا ہے ہوا خوشگوار ہے	مرغوں میں چہچہے ہیں چمن میں بہار ہے	"
باعث وحشت ہوئی بے اعتنائی آپکی	تنکے چنوانے لگی ہم سے جدائی آپ کی	"
مجھے دیکھو کہ میں بھی آدمی ہوں	جوانی کیا تمھیں پر پھٹ پڑی ہے	"
اپنی جگہ تو سب کو ہے دعوائے مردمی	میدان کارزار میں ٹھہرے تو مرد ہے	"
نیم موے نقاب از چہرہ بردار	نمی آید خوشم این لن ترانی	"

محفل میں گدگداتی تھی شوخی نگاہ کی	شیشوں سے آ رہی تھی صدا قاہ قاہ کی	لا اعلم
کیوں بتوں کو حسن بخشا تھا جو ہم بھولے تجھے		″
منصفی اے داور روز قیامت چاہیئے		″
من بدنام را کشتی بہ غمزہ	کرم کردی الٰہی زندہ باشی	″
مدت شادی و غم نیست برابر کجہاں	گریۂ شمع شبے خندۂ صبح ست دمے	″
بھروسے پہ اپنے دل و دست و پا کے	سمجھتے ہیں ساتھ اپنے لشکر خدا کے	″
واقف جو ہم نہیں ہیں اس بزم میں کسی سے		″
ہیں کیا غریب بیٹھے چپ چاپ اجنبی سے		
نے دوست کا جھگڑا ہے نہ دشمن کا فساد	مرقد بھی عجب گوشۂ تنہائی ہے	″
تم اپنے شکوہ کی باتیں نہ کھود کھود کے پوچھو		
حذر کرو مرے دل سے کہ اس میں آگ دبی ہے		″
زمانہ ہم سے پھر جائے تو پھر جائے	تری آنکھوں کا پھر جانا ستم ہے	″
نہ مڑ کر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا	تڑپتے رہے نیمجاں کیسے کیسے	″
نہ تھے ہم بیش ازیں آگاہ حال عشقبازی سے	نہ تھا معلوم دل آتا ہے پہلے یا قضا پہلے	″
بالا ہے ترا حسن حسینان چگل سے	سب بزم ہے مشتاق نکل پردۂ دل سے	″
حاجت بناؤ کی تجھے اے نازنیں نہیں	زیور ہے سادگی ترے رخسار کے لئے	″
آئے نہ آئے رحم انہیں اختیار کیا	ہم درد دل کا حال مفصل سنا چکے	″
قمریاں عاشق ہیں تیری سرو بندہ ہے ترا	بلبلیں تجھ پر فدا ہیں گل ترا دیوانہ ہے	″
مے پیکے عید کیجئے گزرا مہ صیام	تسبیح رکھئے ساغر و مینا اٹھائیے	″
خاموشی میں یاں لذت گویائی ہے	آنکھیں جو ہیں بند عین بینائی ہے	″
یوں تو منھ دیکھے کی ہوتی ہے محبت سب کو	جب میں جاؤں کہ میرے بعد مرا دھیان رہے	″
خدا کا قہر بتوں کا عتاب رہتا ہے	اس ایک جان پہ کیا کیا عذاب رہتا ہے	″
کہ بر خاطر بادشاہان غمے	پریشان کند خاطر عالمے	″

مصرع اول	مصرع ثانی	قائل
سیہ بختی میں کب کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے		لا اعلم
کہ تاریکی میں سایہ بھی جُدا رہتا ہے انساں سے		"
وقت را غنیمت دان آن قدر کہ بتوانی	حاصل از حیات اے جان یکدم ست گر دانی	"
جس بات کو نہ چاہے طبیعت وہ قہر ہے	مرنے کی جب خوشی ہو تو امرت بھی زہر ہے	"
بہار آئی خزاں کے دن گزر گئے	پیاپے جام دے ساقی تو بھر کے	"
مہربانی کے بھی دن آ ہی گئے	کیا ہوا گر کچھ دنوں برہم رہے	"
مرا خواندی و خود بدام آمدی	نظر پختہ تر کن کہ خام آمدی	"
یہ ڈھنگ طور اُس بتِ رعنا کے ہو گئے	مٹی ہوئی خراب ہمارے شباب کی	"
جس کے ہم مارے ہوئے ہیں وہ ستمگر اور ہے		"
زخم ہے جس کا رگِ جاں میں وہ نشتر اور ہے		"
رہتا ہے آدمی کا نشاں اس جہان میں	بنتی ہے قبر بعد فنا نام کے لئے	"
اقرار جو کئے تھے کبھی ہم سے آپ نے	کہئے وہ یاد ہیں کہ فراموش ہو گئے	"
آدمی را قوت دست از دل ست	ہر کہ او را دل قوی بازو قوی	"
درد سر ہو تو کچھ دوا کیجے	دل ہی بے چین ہو تو کیا کیجے	"
ہم بھی کشتہ تری نیرنگی کے ہیں یاد رہے	او زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے	"
یاں نکلے ہیں سودے کو درم لیکے پرانے	اور سکہ رواں شہر میں مدت کا نیا ہے	"
درد دل عشق کی خامی سے عیاں ہوتا ہے	ہیزم تر کو جلاؤ تو دھواں ہوتا ہے	"
اگر توقع بخشایش خدا داری	ز روے لطف و کرم بر شکستگان بخشا	"
خود جوانی ہے جوانی کا سنگار	سادگی زیور ہے اس سن کے لئے	"
جب نہ جیتے جی مرے کام آئیگی	کیا یہ دنیا عاقبت بخشائے گی	"
مزار غریباں تاسف کی جا ہے	وہ سوتے ہیں پھرتے جو کل جا بجا تھے	"
یہ ایک اور تازہ مصیبت ہوئی	کہ دعوت یہاں کی عداوت ہوئی	"
بچکر نگہ شوق سے کترا کے چلے ہو	ہم خوب سمجھتے ہیں یہ انداز تمہارے	"

آنکھ اُس صنم کی دیکھ کے رہ رہ گئے حسیں	گوروں کی چھاؤنی ہے کلیسا کے سامنے	لا اعلم
جا چکی تھی رسم الفت مٹ چکا تھا نام عشق	اب زمانے میں کچھ ان باتوں کا چرچا ہم سے ہے	”
یہ جگر لائے کہاں سے آدمی	ظلم اٹھائے اور خوش و خرم رہے	”
سچ تو یہ ہے کہ برا وقت نہ دکھلائے خدا	دوست پھر جاتے ہیں دشمن کی شکایت کیا ہے	”
جو دلپسند نہ ہو آگ اس سخن کو لگے	کلام وہ ہے جو خوش سارے انجمن کو لگے	”
تو نہ ہوگا تو ترا درد رہے گا دل میں	یہ تو ممکن نہیں پہلو مرا خالی رہ جائے	”
آنرا کہ بجائے تست ہر دم کرمے	عذرش بنہ ار کند بعمرے ستمے	”
اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا	بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے	ذوق
در ساختن کار کسان سعی نمائے	کار تو شود ساختہ از لطف خدائے	لا اعلم
ابن مریم ہوا کرے کوئی	میرے دکھ کی دوا کرے کوئی	”
خمیدہ کرتا ہے انسان کو گوہر شرافت کا	اصالت جس میں ہوتی ہے وہی تلوار کستی ہے	”
ہنگام نزع آپ جو رونق فزا ہوئے	رضواں پکار اٹھا در فردوس وا ہوئے	”
خسرو غریب ست و گدا افتادہ در شہر شما	باشد کہ از بہر خدا سوئے غریبان بنگری	خسرو
لطف بوسے کا اٹھاتا ہے اگر	ناز بھی اُس کے اٹھانا چاہئے	لا اعلم
بفرقش گل کند گر سایہ بانی	قدش خم گردد از بار گرانی	”
جام جم رکھدے طاق کسرے پر	میرا چلو شراب سے بھر دے	”
کوئی خالی نہیں دنیا کی مذمت سے کتاب	کچھ تو سمجھے ہوئے تھے اگلے زمانے والے	”
بخوبی ہمچو مہ تابندہ باشی	بملک دلبری پایندہ باشی	”
گر تم نہیں تو اور بت مہ جبیں سہی	ہم کو تو دل لگی سے غرض ہے کہیں سہی	”
خوبرو جتنے ہیں دل لیتی ہے سب کی شوخی	ہے مگر آپ کی شوخی تو غضب کی شوخی	”
مرا اے کاشکے مادر نہ زادے	بجائے شیر مارا زہر دادے	”
بڑی تکلیف تیرے ہجر میں او بے وفا پائی	خدا شاہد ہے ہم نے دل لگانے کی سزا پائی	”
شعابد سے مکائد سے دغا سے	خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے	”

زندگی ہے تو خزاں کے بھی نکل جائینگے دن	فصل گل جیتوں کو پھر اگلے برس آئیگی	لا اعلم
اب نہ رستم نہ سام باقی ہے	اک فقط نام ہی نام باقی ہے	”
لطف شراب خواری کو ہرگز نہ چھوڑیے	سو بار توبہ کیجئے سو بار توڑیے	”
گزرتی ہے جو دل پر مبتلا کے مبتلا جانے	جو ہو بیدرد وہ دردِ دل بیمار کیا جانے	”
دلا تجھ کو شکوہ ہے ناحق بتوں سے	دغا ان کو کرنیکی عادت پڑی ہے	”
جائے عبرت سرائے فانی ہے	مورد مرگ نوجوانی ہے	”
ہر ایک بات پہ کہتے تم کہ تو کیا ہے	تمھیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے	”
سیہ گلیم ہوں لازم ہے میرا نام نہ لے	جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے	”
ستمگر۔ بیوفا۔ بیدرد۔ دشمن۔ فتنہ گر۔ ظالم	تری سیرت تو دیکھیں حسن صورت دیکھنے والے	”
کیسا ستم فلک مجھے تو نے دکھایا ہے	سر سے پدر کے سایہ کو تو نے اٹھایا ہے	”
نہ دل بس میں نہ قابو میں جگر ہے	ہمارا حال اب نوع دگر ہے	”
حق تعالے تجھے تا حشر سلامت رکھے	اے مرے خانۂ ویراں کے بسانیوالے	”
اگرچہ پیش خردمند خامشی ادبست	بوقت مصلحت آن بہ کہ در سخن کوشی	”
واہ ری جذب محبت کی کشش	باتیں کرتے کرتے دو دل ملگئے	”
شرح این آتش جانسوز نہ گفتن تا کے	سوختم سوختم این راز نہفتن تا کے	”
لاکھ سمجھائے کسی کو کوئی کیا ہوتا ہے	سیکھتا ہے وہی انسان جو کچھ کھوتا ہے	”
کیا خداداد حسن پایا ہے	آپ اللہ نے بنایا ہے	”
عشق بازی ہنسی نہیں ہوتی	دل لگی دل لگی نہیں ہوتی	”
ستم سہتے ہیں بیجاں کیسے کیسے	وہ لیتے ہیں روز امتحاں کیسے کیسے	”
سر شوریدہ کو اس زلف کا سودا نہیں خوب	اس بلا میں جو پھنسا شامت انساں آئی	”
وصال یار سے دونا ہوا رنج	مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی	”
خدنگ ناز سے اوروں کو کیجئے گھائل	بغل میں ہے مرا زخم جگر بچائے ہوئے	”
عجب رسائی ہے قسمت میں اے حنا تیری	چمن جو چھوٹ گیا دست نازنیں میں رہی	”

مصرع اول	مصرع ثانی	
قتل کر ڈالو ہمیں یا جرم الفت بخش دو	لو کھڑے ہیں ہاتھ باندھے ہم تمہارے سامنے	لا اعلم
مجھے تو نالہ و فریاد کی عادت ہے طفلی سے	سکھائی ہے فغاں مکتب میں دیوان فغانی نے	״
زمانے کی چالیں کوئی ہم سے پوچھے	کہ دیکھے ہوئے ہیں ہم آنکھیں کسی کی	״
فکر معاش و عشق بتاں یاد رفتگاں	دو دن کی زندگی میں بھلا کوئی کیا کرے	״
امتحاں خوب جفا کا بھی وفا کا بھی ہوا	تم ہمیں جان گئے ہم تمہیں پہچان گئے	״
سب کام اپنے کرنا تقدیر کے حوالے	نزدیک عاقلوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے	״
پوچھ مت راہ وفا اُس نگہ پرفن سے	رہنمائی کی نہ رکھہ چشم دلا رہزن سے	״
شکوے تو ہیں ہزاروں گر تیرے روبرو	ہے مہر خامشی مرے لب پر لگی ہوئی	״
نہ ہوگی کبھی ان کے دل تک رسائی	جہاں ہم نہ پہنچیں وہ منزل یہی ہے	״
خدائی کارخانوں کے کوئی اسرار کیا جانے	یہاں پر پردہ کے پیچھے تماشا اور ہوتا ہے	״
اُس کو مسجد ہے تم کو بت خانہ	صاجو اپنی اپنی قسمت ہے	״
کھڑے ہیں دیر سے ہم عرض مدعا کیلئے	نگاہ لطف ادھر بھی ذرا خدا کے لئے	״
ظاہرا صوفی بنا باطن سیاہ	ذوقؔ تیری پارسائی دیکھ لی	ذوقؔ
لیکن یہ کسی کام کی تقریر نہ ہوگی	جب تک نہ عمل ہو کوئی تاثیر نہ ہوگی	لا اعلم
ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے	بے نیازی تری عادت ہی سہی	״
ہم بوسہ مانگتے ہیں وہ کچھ بولتے نہیں	محروم ہے سوال ہمارا جواب سے	״
کام آسان نہیں عشق میں جلنا مرنا	سوز الفت کا مزہ پوچھئے پروانے سے	״
زنہار ازاں قوم نباشی کہ فریبند	حق را بسجودے و نبی را بہ درودے	״
مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے	سکندر جب چلا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے	״
خواہش کا نام عشق نمائش کا نام حسن	اہل ہوس نے دونوں کی مٹی خراب کی	״
نہ گل رہیں گے چمن میں نہ گل میں بو باقی	یہ سب مٹیں گے تجھی پر رہے گا تو باقی	״
وہ دل لیکے چپکے سے چلتے ہوئے	یہاں رہ گئے ہاتھ ملتے ہوئے	״
جس کا انجام مصیبت وہ خوشی بھی ہے بری	جس کا انجام خوشی ہو وہ ملال اچھا ہے	״

مصرع اول	مصرع ثانی	شاعر
دشمن آتا ہے تو آنے دو سنبھل جائیں گے	ہم نہیں وہ کہ جو میدان سے ٹل جائیں گے	لا اعلم
کے گئے مدینے گئے کربلا گئے	جیسے گئے تھے ویسے ہی چل پھر کے آگئے	״
اک گھونٹ چڑھا جاؤ پھر دیکھو بہار اسکی	کیا رنگ بدلاتی ہے کیا ناچ نچاتی ہے	״
قابل رحم ہے اس شخص کی رسوائی بھی	پردے پردے ہی میں کمبخت جو رسوا ہو جائے	״
مثلے یاد دارم از یار ے	کار ہر مرد و مرد ہر کار ے	״
دیا ہے نطق خدا نے ہمیں بیاں کے لئے	زباں سخن کیلئے ہے سخن زبان کے لئے	״
تعریف کیا ہو اُس کے رخ بے نقاب کی	خوشبو جو گل کی ہے تو چمک آفتاب کی	״
غم جوانی میں بال سر کے پہن کے بیٹھے ہیں کالے کپڑے		״
اگر نہیں یہ لباس ماتم تو اور رنگت خضاب کیا ہے		״
حال عدم نہ کچھ کھلا گزرے ہی رفتگاں پہ کیا	کوئی حقیقت آن کر کہتا نہیں بری بھلی	״
ہے لطف حسینوں کی دو رنگی کا امانت	دو چار گلابی ہیں تو دو چار بسنتی	امانت
فصل بہار آئی پیو صوفیو شراب	بس ہو چکی نماز مصلے اٹھائیے	لا اعلم
آمد آمد اُنکی ہے پر آج تک آتے نہیں	غلغلے مدت سے سنتے ہیں مبارکباد کے	״
آن را کہ ز روے لطف درخواست کنی	کارش بصلاح آری و راست کنی	״
کوئی میری حالت کو کیا جانتا ہے	گزرتی ہے جو کچھ خدا جانتا ہے	״
محال ست گر سر برین در نہی	کہ باز آیدت دست حاجت تہی	״
یاد خدا و خدمت سلطان نقیض نیست	دل را بحق بہ بند و زبان را بچاکری	״
شرط سلیقہ ہے ہر اک امر میں	عیب بھی کرنے کو ہنر چاہئے	״
خدا کرے کہ مرا مجھ سے مہرباں نہ پھرے	جہاں پھرے تو پھرے پر وہ جان جاں نہ پھرے	״
لاؤ تو قتل نامہ ذرا میں بھی دیکھ لوں	کس کس کی مہر ہے سر محضر لگی ہوئی	״
برادر کی یہی ہے نیک بختی	رہے پیش برادر وقت سختی	״
جو قاقم و سنجاب پہنتے تھے ہمیشہ	سوتے ہیں نہ خاک گلے میں کفنی ہے	״
[illegible] قفس میں نہ ذرا پانی ہے	کیوں جی صیاد اسیروں کی یہ مہمانی ہے	״

نہ گورِ سکندر نہ ہے قبرِ دارا	مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے	لا اعلم
جو ہووے مرغِ دل دانا نہ آئے دامِ گیسو میں		
غرض جو بات اُن کی ہے وہ گویا جعل سازی ہے		,,
بشر کو صبر نہیں ورنہ یہ مثل سچ ہے	کہ چپ کی داد غفور الرحیم دیتا ہے	,,
یا مرے مولا مری حاجت روائی کیجئے	یا علی مشکل کشا مشکل کشائی کیجئے	,,
فتادہ کار من یارب بدست طرفہ جلادے	کہ خونم خورد و جانم بردنے دادے نہ فریادے	,,
ہوتی کہاں بھلائی برائی کے ساتھ ہے	کچھ نام نیک ہے تو بھلائی کے ساتھ ہے	,,
اک جانِ حزیں تا بکجا رنج اٹھائے	راحت اب اسی میں ہے کہ جلدی اجل آئے	,,
شرابِ عیش کبھی ہم نے پی تھی اے مخمور	اُسی کے نشہ کا اب تک خمار باقی ہے	,,
ایک آفت ہو تو اُس کا ہی میں رونا روؤں		
پتھر کے کھائے ہیں ہزاروں ہی جگر نے میرے		,,
عشق آفاتِ آسمانی ہے	برسوں لوگوں نے خاک چھانی ہے	,,
کس لئے آئے تھے ہم کیا کر چلے	تہمتیں چند اپنے ذمے دھر چلے	,,
باقی نہ دل میں کوئی بھی یارب ہوس رہے	چودہ برس کے سن میں وہ لاکھوں برس رہے	,,
نسیم صبح کہ مستانہ وار می گزری	ندانمت ز کدامی دیار می گزری	,,
یہ مان لو کہ یاد تمھاری نہ جائے گی	جب تک ہماری جان ہمارے بدن میں ہے	,,
ز صاحب غرض تا سخن نشنوی	کہ گر کار بندی پشیماں شوی	,,
نہ چھوڑ تو کسی عالم میں راستی کی بیشئے	عصا ہے پیر کو اور سیف ہی جواں کے لئے	,,
روئے سخن کسی کی طرف ہو تو روسیاہ	سودا نہیں جنوں نہیں وحشت نہیں مجھے	,,
سچ یہ کسی سائیں کی صدا تھی	سکھ سمپت کا ہر کوئی ساتھی	,,
دعا کرتے ہیں مقبولانِ درگاہِ خدا جس دم	قبولیت فلک سے بہر استقبال آتی ہے	,,
ہمارے حال سے خود عرضِ حال ہوتا ہے	فقیر آپ ہی صورتِ سوال ہوتا ہے	,,
چھوڑ کر کعبہ چلا ہے دیر کو	عقل پر عاشق کی کیا پتھر پڑے	,,

پلا مے آشکارا ہم کو کس کی ساقیا چوری	خدا کی گر نہیں چوری تو پھر بندے کی کیا چوری	لا اعلم
مجلس وعظ میں نہ جائیں گے	رہنے والے شراب خانے کے	″
نزدیک شاخ گل کے بلبل سمجھ کے جانا	پھندے لگا رہا ہے صیاد چپکے چپکے	″
دمبدم دل کو بے قراری ہے	آہ و فریاد و اشکباری ہے	″
خط نہ آئے نہ سہی پیک ہی آئے کوئی	منتظر ہوں خبر یار سنائے کوئی	″
شکوہ نہ یار کا نہ شکایت رقیب سے	جو کچھ ہوا خدا سے ہوا یا نصیب سے	″
یاں فکر معیشت ہے وہاں دغدغۂ حشر	آسودگی لفظے ست یہاں ہو نہ وہاں ہے	″
کسے کو بر تو دارد حق آبے	فراموشش مکن در ہیچ بابے	″
دیکھے سے اڑیں ہوش نہ کیوں اہل حسد کے	آنکھیں تو ہیں آہو کی پہ تیور ہیں اسد کے	″
عالم ہے سو بے عقل ہے جاہل ہے سو وحشی	منعم ہے سو مغرور ہے مفلس سو گدھا ہے	″
سنبھالیں دل کو کیونکر کیا کریں ہم	بڑی مشکل میں جاں اپنی پڑی ہے	″
ہائے اب کیا کہہ کے سمجھائیں دل بے تاب کو	اُن سے ہم کہتے رہے کہہ جاؤ کچھ جانتے ہو	″
منظور ہے گزارش احوال واقعی	اپنا بیان حُسن طبیعت نہیں مجھے	″
طالب صبر ہیں گو مورد بیداد رہے	جو ستائے ہیں آباد رہے شاد رہے	″
مجھ بلانوش کو تل چھٹ بھی ہے کافی ساقی	بھر دے چلو میں جو ہو شیشہ میں باقی ساقی	″
آگ جس دل میں ہو خود شعلہ فشاں ہوتی ہے	برق بادل میں چھپانے سے نہاں ہوتی ہے	″
بیک ناتراشیدہ در مجلسے	برنجد دل ہوشمندان بسے	″
چو از چنگال گرگم در ربودی	چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی	″
با سایہ ترا نمی پسندم	عشق است و ہزار بدگمانی	″
اس بندہ نوازی پہ جھکا اب سر تسلیم	مرضی وہی عاشق کی ہے جو تیری رضا ہے	″
حافظ مدار امید فرح از مدار چرخ	دارد ہزار عیب ندارد تفضلے	حافظ
دل دکھوں کو نہ ستا اسمیں ہے زک او ظالم	ان کی وہ آہ ہے جو عرش ہلا آتی ہے	لا اعلم
خدا ترا بت ناداں دراز سن تو کرے	ستم کے تو بھی ہو قابل خدا وہ دن تو کرے	″

ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے	یہ دل ہے میرا ہی کہ جہاں تو سما سکے	لا اعلم
گر او یار ست خوش ایمن نشستی	وگر کج باخت از کمرش برستی	"
پھولے گل رخسار ابھرنے لگے جوبن	آمد ہوئی سرو قد جاناں میں ثمر کی	"
مردوں کو زندہ کرتے تھے جو وہ تو مر گئے	زندوں کے قتل کو وہ مسیح الزماں ہوئے	"
جب سمجھے نہ تم رتبۂ اکسیر جوانی	اب خاک بھی چھانو تو وہ دولت نہیں ملتی	"
باتیں نہ پوچھئے دل خانہ خراب کی	مٹی ہوئی خراب ہمارے شباب کی	"
پیری میں کس مزے کو جوانی کے روئیے	سو داغ دے گئے ہمیں دو دن بہار کے	"
لحد میں دوش اعزہ پہ ہو کے بار آئے	عدم میں غل ہے کہ پیدل گئے سوار آئے	"
رکھے محفوظ خدا عشق کی بیماری سے	موت بہتر ہے کہیں دل کی گرفتاری سے	"
اور کچھ بڑھ کر نہیں اس بات سے	تو رہے سچا جو اپنی ذات سے	"
غیر بھڑکائیں جو انکو تو عجب کیا مونس	آگ پانی میں لگاتے ہیں لگانے والے	"
دشمنی لاکھ کرے کوئی بھی کیا ہوتا ہے	بگڑی بن جاتی ہے جب فضل خدا ہوتا ہے	"
آہوں سے ترقی پہ مرا سوز جگر ہے	اب آگ کے گلنے کی بہت گرم خبر ہے	"
مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو	اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہئے	"
وہ ہنستے آئے یہاں سے ہیں رُلا کے چلے	نہ بیٹھے آپ مگر دردِ دل اٹھا کے چلے	"
جب حسن ہے تو عشق کا ہونا ضرور ہے	آنکھوں کی کچھ خطا ہے نہ دل کا قصور ہے	"
نیست نابود ہوا ہوں میں فنا سے پہلے	مرچکا اے ملک الموت قضا سے پہلے	"
گستاخ بہت شمع سے پروانہ ہوا ہے	سر چڑھتا ہے موت آئی ہے دیوانہ ہوا ہے	"
شاعر شدن از بہر فلاکت کم بود	اے خانہ خراب با زر مال شدی	"
السلام اے بعد ما آیندگان رفتنی	بر شما خوش باد نا خوشہائے دنیائے دنی	"
پسیجے گا کبھی تو دل کسی کا	ہمیشہ اپنی آہوں کا دھواں ہے	"
بیجا نہیں حسینوں کی ہے لن ترانیاں	اے غافلو یہ حسن خدا کی امانت ہے	"
دانتوں نے بھی جواب دیا شیب میں حکیم	دیکھو یہ بچپنے کے رفیقوں کا حال ہے	"

گر زسرّ معنوی واقف نئوی	لفظ بگزاری سو معنے روی	لا اعلم
تو از پری چابک تری وز برگ گل نازک تری	بسیار خوبان دیده ام لیکن تو چیزے دیگری	〃
بات ہے جس قدر بڑھاؤ بڑھے	طول بھی ہے یہ مختصر بھی ہے	〃
بدلا خزاں کا رنگ یہ فصل بہار ہے	جو زرد زرد پتے تھے اب ہیں ہرے ہرے	〃
توڑ بیٹھے جب کہ ہم جام و سبو پھر ہم کو کیا	آسماں سے بادۂ گلفام اگر برسا کرے	〃
غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو	جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے	〃
وہ چیز جس کے لئے ہو ہیں بہشت عزیز	سوائے بادۂ گلفام مشکبو کیا ہے	〃
پاؤں پڑ کر بھی نہ ہووے گی رہائی تیری	میرے ہاتھ آئی ہے کس دن یہ کلائی تیری	〃
بھلے کو وہ برا سمجھے بُرے کو وہ بھلا سمجھے	پڑیں پتھر سمجھ پر ایسی وہ سمجھے تو کیا سمجھے	〃
زمانے نے کیا کیا سنایا ہے ہم کو	مگر اف بھی اپنی زباں سے نہ نکلی	〃
او روسیہ رقیب تو ڈر میری آہ سے	بجلی کو لاگ ہوتی ہے رنگ سیاہ سے	〃
ابر رحمت سنتے ہیں نام آپ کا	خاکساروں پر کرم فرمائیے	〃
بجز رنگیں مزاجی زندہ دل ہونا نہیں ممکن	کہ لطف زندگانی ہے بدن میں جبتلک خون ہے	〃
کام رُکنے کا نہیں اے دل ناداں کوئی	خود بخود غیب سے ہو جائیگا ساماں کوئی	〃
مجال ست اگر سر برین در نہی	کہ باز آیدت دست حاجت تہی	〃
دیکھنا محفل رنداں میں نہ آنا اے شیخ	یہ وہ محفل ہے کہ عمامہ اچھل جاتا ہے	〃
گلے لپٹے ہیں وہ بجلی کے ڈر سے	الٰہی یہ گھٹا دو دن تو برسے	〃
نہ لایق بود عیش با دلبرے	کہ ہر بامداش بود شوہرے	〃
گاہ باشد کہ از مدبر کار	بر نیاید درست تدبیرے	〃
اگر حنظل خوری از دست خوشخوے	بہ از شیرینی از دست ترشروے	〃
از ملائک بہرہ داری وز بہائم نیز ہم	بگزر از خط بہائم کز ملائک بگزری	〃
در دیدہ فگندی بمن از ناز نگاہے	قربان نگاہ تو شوم باز نگاہے	〃
ازل میں شرح لکھ کر میرے غم کی	بری حالت ہوئی لوح و قلم کی	〃

داد خواہوں میں مرا ساتھ نہ دیگا کوئی	کہ جھجکتے ہیں ابھی سے یہ برابر والے	لا اعلم
ہو رہے ہیں ظلم ہفت افلاک کے	امتحاں ہیں ایک مشت خاک کے	"
تا دم حشر محبت میں دعائیں دونگا	واہ کیا شئے ہے سلامت رہے قسمت میری	"
ہائے صیاد جفا پیشہ نے کیا گل کترے	دور لیجا کے چمن سے پر بلبل کترے	"
حضرت دل نہیں قرار تمہیں	چھوڑو پہلو کو اور گھر دیکھو	"
آلہی کچھ نہ کچھ آرام دل کو مل ہی جائیگا	بدل دے صبح محشر کو مری شام جدائی سے	"
دل کی سوزش ہوتے ہوتے ہوگی کم	آبلہ کیا بلبلا پانی کا ہے	"
بندہ ام گر بلطف می خوانی	چاکرم گر بقہر میرانی	
یقین می دان کہ شیران شکاری	درین راہ خواستند از مور یاری	
للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری	طے ہوئی آج کی منزل ہیں رستا میری	"
بشر کو چاہئے ملتا رہے سب سے زمانے میں	کسی دن کام یہ صاحب سلامت آہی جاتی ہے	"
جتنی الامکان بھلائی ہی کرے دنیا میں	نام رہ جانا ہے رہتا نہیں انساں باقی	"
حال عدم کھلا نہ کچھ گزری ہے رفتگاں پہ کیا	کوئی حقیقت آنکر کہتا نہیں بری بھلی	"
باشں بد خود ستمگار و لیکن نچنان	کہ گنا ہے زدگر باشد واز نار نجی	"
دگر مرا بہ چہ تقصیر متہم کردی	چہ کردہ ام کہ بمن التفات کم کردی	"
اے عہد با تو اگر کار نبود ے	کار دل ما این ہمہ دشوار نبود ے	"
بیا کہ بے تو بجان آمدم ز تنہائی	بیا کہ نیست مرا بیش ازین شکیبائی	"
قلم کئیے محرم و قاصد کجا درد سخن دارد	چرا احوال ما تو از زبان خود نمی پرسد	"
اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مرجائیں گے	مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے	"
پنہاں تھا دام سخت قریب آشیان کے	اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے	"
زندگی میں تو وہ محفل سے اٹھا دیتے تھے	دیکھوں اب مرگئے پر کون اٹھاتا ہے تجھے	نامعلوم
ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار	یا آلہی یہ ماجرا کیا ہے	"
قطع کیجے نہ تعلق ہم سے	کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی	"

چھوڑی اسد نہ ہم نے گدائی میں دل لگی	سائل ہوئے تو عاشق اہل کرم ہوئے	اسد
بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر وقت نگاہ	جی میں کہتے ہیں کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے	غالب
بے طلب دیں تو مزہ اسمیں سوا ملتا ہے	وہ گدا جس کو نہ ہو خوئے سوال اچھا ہے	"
اُن کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پر رونق	وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے	"
ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن	دل کے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے	"
یکے کردہ بے آبروئی بسے	چہ غم دارد از آبروے کسے	سعدی
پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی	کہ بورانی ست بادنجان و بادنجان ست بورانی	لا اعلم
باز آئی و در سوز و گدازم بینی	بیداری شبہاے درازم بینی	"
بڑھتی جب دل کی بیقراری ہے	ہوتی حالت غشی کی طاری ہے	"
بڑھے ہیں لاکھ میرے جرم یارب	تری رحمت بہت یارب بڑی ہے	"
غصہ نہ کھا کہ تیرے ہی حق میں ہے کچھ ضرر	ہوگا شکم میں درد غذائے ثقیل سے	"
کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب	آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی	"
گرچہ دوریم بیاد تو قدح می نوشیم	بعد منزل نبود در سفر روحانی	"
کبھی تو خاطر غسال و گورکن اے مرگ	غریب دیر سے ہیں آسرا لگائے ہوئے	"
تدبیر ہم نے کر دی جیسی کہ چاہیئے تھی	سمجھو اگر تو اچھا ورنہ تمھاری مرضی	"
متاع وصل جانان بس گران ست	گر این سودا بجان بودے چہ بودے	"
چو تیر انداختی بر روے دشمن	حذر کن کاندر آماجش نشستی	"
تنگدستی اگر نہ ہو سالک	تندرستی ہزار نعمت ہے	سالک
اپنی ہستی حباب کی سی ہے	یہ نمائش سراب کی سی ہے	لا اعلم
دو چیز مفت حلالت و ہم بشرع درست	سرود خانۂ ہمسایہ و حسن رہگذرے	"
متاع گرانمایہ دارم بسے	نیارم بروں تا نخواہد کسے	"
ہزار شکر میاں تلک تمھیں خدا لایا	مراد آئی دعا اپنی مستجاب ہوئی	"
بن گئی جی پہ کچھ ایسی کہ الٰہی توبہ	سانس لینے سے بگڑتی ہے طبیعت میری	"

جو کہہ گزرے وہ کہہ گزرے جو کر گزرے وہ کر گزرے
ترے کہنے میں واعظ کب دل دیوانہ آتا ہے — لا اعلم

کیں عمر بھر خطائیں کیا عذر پیش لائیں	بخشے کہ دے سزائیں رحمان تو کریم ہے	،،
آبرو جب ہے کہ گردش بھی مقدر میں رہے	دُر وہ غلطاں ہی نہیں دوران نہ گر میں رہے	،،
عشق موقوف نہیں اچھی بری صورت پر	نہیں معلوم وہ کیا شئے ہے جو لبھا جاتی ہے	،،
اب ہمارے بخت نے پایا عروج	اس کی پستی تھی بلندی کے لئے	،،
پیتے ہیں اب جناب مشیخت مآب بھی	پانی کے مول بکنے لگی ہے شراب بھی	،،
شب غم مرگیا موذن کیا	آج بانگ اذاں نہیں آتی	،،
مے پیتا ہوں اور کہتا ہوں ناصح سے یہ ہر بار	پھر ایسی خطا قبلۂ حاجات نہ ہوگی	،،
مسند و فیچہ ارگن کا ہے یا خانۂ صیاد	ہر مرغ قفس ہانک نئی بول رہا ہے	،،
نعمت حق کی جس نے قدر نہ کی	لات ماری بہشت کو اس نے	،،

غم دوری سے دل جلتا ہے اشک آنکھوں سے جاری ہے — ،،
خبر لے اے مسیحا جاں لبوں پر اب ہماری ہے — ،،

مژدہ اے شوق کہ کچھ خوش خبری آتی ہے	جھومتی آج نسیم سحری آتی ہے	،،
باہم اگر رہیں گے زن و شو ملاپ سے	ایام نیک آئیں گے اس گھر میں آپ سے	،،
حسرت ہے کہ جو شخص پئے وصل ہو مشتاق	دے نامہ بر آکر اُسے پیغام جدائی	،،
خم کے خم پی گئے ہیں یہ حضرت	پیٹ ہے یا پکھال چمڑے کی	،،
دنیا میں آبرو سے گزر جائے کوئی دن	سب کچھ رہا بشر کی اگر بات رہ گئی	،،
آپ نے میرے ستانے کے لئے	کون سی بات اٹھا رکھی ہے	،،
دنیا مجھے اندھیر ہے اس غم کی خبر سے	شعلوں کی طرح آہ نکلتی ہے جگر سے	،،
جگہ دل لگانے کی دنیا نہیں ہے	یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے	،،
دیکھا ہے یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت	سچ ہے کہ برے کام کا انجام برا ہے	،،
ناامیدی مٹائے جاتی ہے	شوق نقشہ جمائے جاتا ہے	،،

عزت کی بھی دیکھ لیں دنیا میں بہاریں	اب دیکھ لیں یہ بھی کہ جو ذلت میں مزا ہے	لا اعلم
ریاض دہر میں یوں تو ہیں رنگ رنگ کے پھول	وفا کی جس میں ہو بو وہ کلی نہیں ملتی	"
محفل سے اُنکی اٹھکے کوئی جائے کیا مجال	باندھے ہوئے ہیں سب کو وہ تار نگاہ سے	"
یہ پیاری صورتیں ہیں یا کہ قدرت کے کھلونے ہیں	مچل جاتا ہے ان پر طفل دل کیا بری خو ہے	"
دل کو ہے اضطراب طبیعت نڈھال ہے	اب تو فراق یار میں جینا محال ہے	"
با دوست کنج باغ بہشت ست و بوستان	بے دوست خاک بر سر جاہ و تونگری	"
تمھارے حُسن کا چرچا جہاں ہے	مری وحشت کا بھی اُس جا بیاں ہے	"
ایک مدت سے تمنا تھی مجھے جس دن کی	بعد مدت کے وہی روز سعید آیا ہے	"
زاہد خشک بھلا سمجھے گا کیا حُسن کی بات	اچھی صورت اُسے حیران کیا کرتی ہے	"
فرقت میں تری عمر تلف کی نہیں جاتی	اے جانِ جہاں جان تو یوں دی نہیں جاتی	"
اے کہ در شوخی نداری ہمسرے	می نمائی ہر دمے از منظرے	"
دوپٹہ سرخ دکھلا کر وہ قاتل آج کہتا ہے	شہید ناز کی تربت پہ یہ چادر چڑھانی ہے	"
نشۂ مے نے نقاب رُخ زیبا الٹا	ٹھوکریں کھاتی ان آنکھوں کی حیا پھرتی ہے	"
اے دل شراب پیجئے دن ہیں شباب کے	قربان واعظوں کے عذاب و ثواب کے	"
کیفیت شراب میں ہے بے تکلفی	پاس ادب مجالس رنداں سے دور ہے	"
طاؤس رقص میں ہے مے عشرت پئے ہوئے	ہیں بلبلیں بھی شاد گلوں کو لئے ہوئے	"
سبزۂ مینا کا عالم دیدنی ہے آج کل	میکدہ کو دوڑی جاتی ہے گھٹا برسات کی	"
گریباں پھاڑ کر دیوانے نے زنجیر کیوں پہنی	کرے کیا عقل دخل اسمیں جنوں کا کارخانہ ہے	"
وہ یکایک باغ میں پہنچے جو اٹھلاتے ہوئے	کبک بھاگے سامنے سے ٹھوکریں کھاتے ہوئے	"
دن رات گفتگو ہے شراب و کباب کی	کیا منہ لگوں نے یار کی صحبت خراب کی	"
ابھی تو کمسن سمجھے ہو مگر اک دن دکھا دینگے	قیامت اسکو کہتے ہیں قیامت ایسی ہوتی ہے	"
یہ اب دریافت ہوتا ہے مجھے دل کی گواہی سے	زمانہ وصل کا نزدیک ہے فضل الٰہی سے	"
بہت سے ہے غم گیتی شراب کم کیا ہے	غلام ساقیٔ کوثر ہوں مجھ کو غم کیا ہے	"

یہ بھی کوئی ہنسی ہے کہ رخصت کا لیجیے نام	سو بار بیٹھے بیٹھے ہمیں تم رلا چکے	لا اعلم
مرے حال پر رحم کرتا نہیں ہے	خدا سے بھی اے بت تو ڈرتا نہیں ہے	،،
شدنی امر میں ہو وہم و گماں کیا معنی	موت کے نام سے یعنی خفقاں کیا معنی	،،
جبکہ ایام بد اور بخت زبوں ہوتا ہے	گر الف لکھیے تو خم کھا کے وہ نون ہوتا ہے	،،
لگا نہ رہنے دے جھگڑے کو یار تو باقی	رکے نہ ہاتھ ابھی ہے رگ گلو باقی	،،
بیٹھے رہے زمیں میں خزانے کو گاڑ کے	موت آئی اٹھ کھڑے ہوئے دامن کو جھاڑ کے	،،
یاں قاقم و حریر کی کیا کیا خرید ہے	واں جامۂ حیات کی قطع و برید ہے	،،
طفلی دیکھی شباب دیکھا ہم نے	ہستی کو حباب آب دیکھا ہم نے	،،
کسے از دارمی نالد کسے نالد ز بیداری	غم منصور از دار است و درد من ز ناداری	،،
بہ محفل شمع تابان در گلستان رنگ و بو باشی	الٰہی ہر کجا باشی بہار آرزو باشی	،،
تلسی غریب چھیڑے بری غریب کی ہائے	موئی کھال لہار کی لوہ بھسم ہو جائے	تلسی داس
جب بھوک لگی آپ کو تنور کی سوجھی	جس وقت بھرا پیٹ تو پھر دور کی سوجھی	لا اعلم
خدا جانے گلشن میں آمد ہے کس کی	کہ پھرتے ہیں کیوں باغباں دوڑے دوڑے	،،
ہم مردمک دیدہ کریں کیوں نہ فرش راہ	گزرے گی اس طرف سے سواری حضور کی	،،
بھونرا تو بھی پھول کا کلی کلی رس لے	کانٹا لاگا پریم کا تڑپ تڑپ جیا دے	،،
اے شیخ چہ جوئی ز شب قدر نشانی	ہر شب شب قدر است اگر قدر بدانی	،،
اے شیشہ گرو تم سے یہ ایک عرض ہے میری	دل ٹوٹا بنا دو یہ عجب شیشہ گری ہے	،،
دو گونہ رنج و عذاب است جان مجنوں را	بلائے صحبت لیلیٰ و فرقت لیلیٰ	،،
بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی	بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر ہووے	،،
آوارہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے	سائے کی طرح وہ ہیں ادھر کے نہ ادھر کے	،،
فکر معاش و عشق بتان یاد رفتگان	اتنی سی عمر میں کوئی کیا کیا کیا کرے	،،
کس قدر با وفا ہے اس کا خیال	بیکسی میں بھی آئے جاتا ہے	،،
خوب نکلیں گے حوصلے دل کے	آؤ سو بھی رہیں گلے مل کے	،،

غربت زدوں کے سر پر چلائیو نہ آکر	اے شور صبح محشر! جاگے ہیں رات بھر کے	لا اعلم
اے تماشا گاہ عالم روئے تو	تو کجا بہر تماشا می روی	،،
عجب سرا ہے یہ دنیا کہ جس میں شام و پگاہ	کسی کا کوچ۔ کسی کا مقام ہوتا ہے	دبیر
ڈھیر دیکھے گلرخوں کی خاک کے	واہ کیا نیرنگ ہے افلاک کے	صبا
شغالے دشت ماژندران را	نگیرد جز سگ ماژندرانی	لا اعلم
دست و پا رکھتے ہیں تو کیوں بیکار بیٹھے رہیں	اٹھیں گے ہم اپنی قسمت کو بنانے کے لئے	،،
موت اُس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس	یوں تو دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لئے	،،
اے زبان ہمہ گنج بے پایان توئی	اے زبان ہمہ رنج بے درمان توئی	،،
بلبل نے آشیانہ چمن سے اٹھا لیا	اس کی بلا سے بوم رہے یا ہما رہے	،،
دوستی کا بھر رہے تھے جن کی دم	آستیں کے سانپ وہ ہی بن گئے	،،
پہلو کے داغ جل اُٹھے سینہ کے داغ سے	اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے	،،
ناصح کی گفتگو سے طبیعت بہک گئی	سچ ہے کہ آدمی کا ہے شیطان آدمی	،،
ہر چند فلسفہ کی چُناں اور چنیں رہی	لیکن خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی	،،
قضا لگائے ہوئے گھات ہر کسی پر ہے	یہ ہوش باش کہ عالم روا روی پر ہے	،،
پھر کہاں جائینگے الٰہی ہم	خلد میں بھی اگر بسر نہ ہوگی	،،
پتی برائن ناری کبھی بدھوا نہیں ہوتی	پتی برت کے بل سے پی سے پہلی مرتی ہے	،،
گھر کی بستی جو آج سونی ہے	کچھ نہ کچھ اسمیں بدشگونی ہے	،،
سنگ پارس سے اگر لوہا ملے سونا بنے	رونے والے سے اگر ہنس مکھ ملے رونا بنے	،،
دل کو دل سے راہ ہے اور دلمیں دل کی راہ ہے	جانتا ہے وہ جو دل کے راز سے آگاہ ہے	،،
تو کار زمین را نکو ساختی	کہ بر آسمان نیز پرداختی	،،
قادرا قدرت تو داری۔ ہر چہ خواہی آن کنی	مردہ را جان تو بخشی۔ زندہ را بے جان کنی	،،
صحت بھی ہو۔ روزی بھی ہو دلکو ہو تسکیں	دنیا میں بشر کیلئے نعمت ہی تو یہ ہے	،،

مصرع اول	مصرع ثانی	ماخذ
وہ برسوں سے خفا تھے ۔ مدتوں سے روٹھے بیٹھے تھے		
خدا کا شکر ہے اب تو رسائی ہوتی جاتی ہے		لا اعلم
الٰہی کیسی کیسی صورتیں تو نے بنائی ہیں	کہ ہر صورت کلیجے سے لگا لینے کے قابل ہے	״
عشق کے مکتب میں میری آج بسم اللہ ہے	منھ سے کہتا ہوں الف دل سے نکلتی آہ ہے	״
خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھئے احوال	کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے	״
ملا نہ قافلۂ رہ روانِ ملکِ عدم	بہت تلاش کر آئے بہت پکار آئے	״
ریش باید دو سہ موئے کہ زنخدان پوشے	نہ کہ در سایۂ او بچہ دہد خرگوشے	״
جتنا جی چاہے ستا لے ستم ایجاد مجھے	مثل تصویر ہوں آتی نہیں فریاد مجھے	״
جیبھ میں رام بغل میں چھری	من میں جگ کی آسا بھری ہے	״
زیست کہتے ہیں جسے ہے اضطراب	موت کہتے ہیں جسے آرام ہے	״
آئے بہر سیر گلشن ۔ سیر گلشن کر چلے	دیکھ لے اپنا چمن اے باغباں ہم گھر چلے	״
سانس سانس پر نام لے برتھا[1] جنم مت کھوئے	کو[2] جانے اس سانس کا آون ہوئے نہ ہوئے	״
زمانہ چھان مارا ہے یہ دنیا دیکھی بھالی ہے	نہ کوئی ہے خوش و خرم نہ کوئی غم سے خالی ہے	״
کبھی رونا بھی پڑتا ہے سدا خنداں نہیں رہتی	طبیعت آدمی کی ہے کبھی یکساں نہیں رہتی	״
سرائے دہر میں مہماں بشر بس رات بھر کا ہے	کمر باندھے رہو تیار رہِ عالم سفر کا ہے	״
کسی کی بھی چتا میں پیر پھیلاتا نہیں کوئی	کسی کے ساتھ اس سنسار میں جاتا نہیں کوئی	״
امید دستگیری بے نتیجہ ہے خیالی ہے	کسی کا اس جہاں میں کوئی وارث ہے نہ والی ہے	״
قید ہستی میں پھنسے یاد وطن بھول گئے	دام ہمکو یہ خوش آیا کہ چمن بھول گئے	״
جوانی آدمی کی مایۂ الزام ہوتی ہے	نگاہِ نیک بھی اس عمر میں بدنام ہوتی ہے	״
بھولے ہوئے ہیں خود کو بھٹکے ہوئے ہیں راہیں		
مدہوش ہو رہے ہیں دنیا کے رہنے والے		״
ایک رات دل جلوں کو یہ عیشِ وصال دے	پھر چاہے آسمان جہنم میں ڈال دے	״
دلیلِ کارواں بانگِ جرس ہے	گواہ دردِ دل ایک نالہ بس ہے	״

[1] فضول
[2] کون

اَن ہونی ہونی نہیں ہونی ہوے سو ہوے
تلسی من میدان میں تان پچھوڑا سوے — تلسی داس

جوانی اور جوانی پلا کسی کی نیم عریانی | یکایک آگئی جذبات کی دنیا میں طغیانی — لا اعلم
درد پیری را مسیحا چارہ نتوانست کرد | تو ز جہل خویشتن در فکر درمانے خودی — ،،
ہے ہمیشہ ہی وجئے سنسار ہیں وشواش کی | ڈوبتی ناؤ نہیں منجدھار میں وشواش کی — ،،
دن ایک سے نہیں چمن روزگار کے | دو دن خزاں کے ہوتے ہیں دو دن بہار کے — ،،

کیا لے آیا کیا لے جائے گا کیا بیٹھے پچتاتا ہے
مٹھی باندھے آئے جگت میں ہاتھ پسارے جانا ہے — کبیر داس
آہ کروں تو جگ جلے اور جنگل بھی جل جائے | یہ پاپی جیوڑا نہ جلے جس میں آہ سمائے

حصہ سوم

قطعات

و

رباعیات

الف

ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا	آتش پہ مغاں نے راگ گایا تیرا	حالی
دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے	انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا	
غفلت کی ہنسی سے آہ بھرنا اچھا	افعال مضر سے کچھ نہ کرنا اچھا	اکبر
اکبر نے سنا ہے اہل غیرت سے یہی	جینا ذلت سے ہو تو مرنا اچھا	
گوہر کو کرے جمع یہ جوہر ہے تو کیا؟	جب نفس غنی نہیں تو نگر ہے تو کیا؟	لا اعلم
جب جود نہیں کرم نہیں فیض نہیں؟	مٹی میں جو غنچے کی طرح زر ہو تو کیا!	
گزرنا گاہ جو میرا ہو شہر خموشاں میں	عجب نقشہ نظر آیا وہاں شاہان عالم کا	ناسخ
کہیں آئینہ زانو سکندر کا شکستہ تھا	کسی جانب پڑا تھا کاسۂ سر خاک میں جم کا	
جس دن کہ فراقِ روح و تن میں ہوگا	مشکل آنا اس انجمن میں ہوگا	لا اعلم
نازاں نہ ہو رخت نو پہن کر غافل	اک روز یہی جسم کفن میں ہوگا	
آغوش لحد میں جبکہ سونا ہوگا	جز خاک نہ تکیہ نہ بچھونا ہوگا	انیس
تنہائی میں آہ کون ہوئیگا - انیس	ہم ہوں گے اور قبر کا کونا ہوگا	
جب دار فنا سے جان کھونا ہوگا	میت پہ عجب طرح کا رونا ہوگا	انیس
عادت نہیں منہ ڈھانپ کے سونے کی انیس	کیا گزرے گی جب قبر کا کونا ہوگا	
باز آ - باز آ - ہر آنچہ ہستی - باز آ	گر کافر و گبر و بت پرستی - باز آ	لا اعلم
ایں درگہہ ما درگہ نومیدی نیست	صد بار اگر توبہ شکستی - باز آ	
کل پاؤں ایک کاسۂ سر پر پڑا جو میر	یکسر وہ استخوان شکستوں سے چور تھا	میر تقی
کہنے لگا کہ دیکھ کے چل راہ بے خبر	میں بھی کبھی کسی کا سر پر غرور تھا	
جس دن کہ فراقِ روح و تن میں ہوگا	مشکل آنا اس انجمن میں ہوگا	انیس
نازاں نہ ہو رخت نو پہن کر غافل	اک روز یہی جسم کفن میں ہوگا	
اے ہمنفساں کہ یار غار ید مرا؟	آں روز کہ تابوت بر آرید مرا	

اوّل زیر زمین سپارید مرا	آنگاہ برحمتش گذارید مرا	واقف
ضعف پیری زبسکہ بگداخت مرا	ہرکس کہ نظر فگند نشناخت مرا۔	صائغ
از صحبت من کنون بتان را ننگ ست	این موی سفید روسیہ ساخت مرا۔	
یارب زکرم بہ بخش تقصیر مرا	مقبول بکن نالۂ شبگیر مرا۔	سرمد
پیری و گناہ ماجرائیست عجیب۔	لطفِ تو کند چارۂ تدبیر مرا۔	
اے ذرہ چرا ز حشر بیم ست ترا	دل بیہدہ زین فکر دونیم ست ترا	جامی
ہرچند کہ غرقۂ گناہی میندیش	خوش باش کہ کار با کریم ست ترا	
یارب شدہ ام تبہ بیا مرز مرا۔	شد روی دلم سیہ بیا مرز مرا	ناسخ
درد اکہ بجز گنہ نہ کردم کارے	بخشندۂ ہر گنہ بیا مرز مرا	
از کشتِ عمل بس است یک خوشہ مرا	در روی زمین بس ست یک گوشہ مرا	قاآنی
تاچند چو گاؤ گردِ خرمن گردیم	چون مرغ بس ست دانۂ توشہ مرا	
از حرص گر آستین فشاند دل ما	چون شہ چہ عجب کہ حکم راند دل ما	درد
اے درد ہزار سلطنت مفت بود۔	جمعیت اگر بہم رساند دل ما۔	
مینا ست اگر سر نیاز ست اینجا	جام ست اگر دیدۂ باز ست اینجا	درد
این محفل درد جائے بدمستی نیست	ہشدار کہ بزم امتیاز ست اینجا	
خواہی ز وصال شادمان دار مرا۔	خواہی ز فراق در فغان دار مرا	امیر خسرو
من ہیچ نگویم کہ چسان دار مرا۔	زانسان کہ تو خواہی آنچنان دار مرا	
خواہی ز فراق در فغان دار مرا۔	خواہی ز وصال شادمان دار مرا۔	عمر خیام
من با تو نگویم کہ چسان دار مرا۔	زانسان کہ دلت چنان دار مرا	
مشہور شدی بہ دلربائی ہمہ جا	بے مثل شدی در آشنائی ہمہ جا	سرمد
من عاشق این طور تو ام می بینم	خود را نہ نمائی و نمائی ہمہ جا	
مینا ست اگر سر نیاز ست اینجا	جام ست اگر دیدۂ باز ست اینجا	درد
این محفل درد جائے بدمستی نیست	ہشدار کہ بزم امتیاز ست اینجا۔	

عیب است بزرگ برکشیدن خود را
وز جملهٔ خلق برگزیدن خود را۔
از مردمکِ دیده بباید آموخت
دیدن همه کس را و ندیدن خود را۔

لاعلم

اے عشق گران قدر سبک سیر بیا
تا چند نزاع حرم و دیر بیا۔
کفر و اسلام جنگ باہم دارند۔
اے صلح دہِ ثالث بالخیر بیا

واقف

گاہے سحر ست و گاه شام ست اینجا
از کون و فساد انتظام ست اینجا
مانند شرر ز شور ہستی غافل
در چشم زدن کار تمام ست اینجا

درد

تا بتوانی خسته مگردان کس را۔
بر آتشِ خشم خویش منشان کس را
گر راحت جاودان طمع میداری۔
می رنج همیشه و مرنجان کس را

عطار

گر مستقیم کار بیا رست مرا۔
با سبحه و زنار چه کار ست مرا
ایں خرقهٔ پشمینه که صد فتنه در وست
بارش نه کنم بدوش عار ست مرا

سرمد

فسق ست و فساد کار ہر روزهٔ ما۔
پر شد ز حرام کاسه و کوزهٔ ما۔
می خندد روزگار و می گرید عمر
بر طاعت و بر نماز و بر روزهٔ ما۔

آزاد

آمد سحرے ندا ز میخانهٔ ما۔
کای رند خراباتی دیوانهٔ ما۔
برخیز که پر کنیم پیمانه ز مے
زاں پیش که پر کنند پیمانهٔ ما۔

عمر خیام

برخیز و بیا بناز بہرِ دل ما۔
حل کن بجمالِ خویشتن مشکل ما۔
یک کوزهٔ می بیار تا نوش کنم
زان پیش که کوزه ها کنند از گلِ ما۔

عمر خیام

فسق ست و فساد کار ہر روزهٔ ما۔
پر شد ز حرام کاسه و کوزهٔ ما۔
می خندد روزگار و می گرید عمر۔
بر طاعت و بر نماز و بر روزهٔ ما۔

آزاد

کس را خبرے نیست چه آید فردا۔
نیرنگیٔ قدرت چه نماید فردا
نومید مشو ز مژدهٔ عالمِ غیب
شب حامله ست تا چه زاید فردا

آزاد

باز آ۔ باز آ۔ ز فکرِ باطل باز آ۔
از وہم و خیالِ خام اے دل باز آ۔
خوشنود مشو ز فکرِ دنیا ہرگز
نے وصل نماید و نه واصل باز آ

سرمد

ب

گردد ترا غفلتِ دل کرده خراب
اے بیخبر ایں ہمہ غنودن تا کے
گہ آگہیت فگندہ اندر تب و تاب
بیدار تمام باش یا خوب بخواب
— درد

افسوس کہ رفت نشہ عہد شباب
از بہر تماشائے جہاں ہیچو حباب
سرخوش نشدم یک دم از بادۂ ناب
تا وا کردیم چشم رفتیم بخواب
— غنی

ایں عمر عزیز نیست جز نقش بر آب
در بحر وجود عاقبت ہمچو حباب
دریائے غنیمت است فرصت دریاب
بر یک نفست خانۂ عمر است خراب
— تقی

زر دوست دریں زمانۂ پر آشوب
نزدیک بمرگ حرص زر پیران را
باشد ز غم حادثہ دایم منکوب
افزوں گردد چو سایہ در وقتِ غروب
— خلیل

چشمے دارم چو لعل شیریں ہمہ آب
جسمے دارم چو جان مجنوں ہمہ درد
بختے دارم چو چشم خسرو ہمہ خواب
جانے دارم چو زلف لیلے ہمہ تاب
— لااعلم

اے در طلب کمال سرگرم شتاب
ہرچند عقیق ست بآتش ہمرنگ
در صورت کس مبین و معنی دریاب
دارد بدہان تشنہ خاصیت آب
— غنی

اے دل ز زمانہ رسم احساں مطلب
درماں طلبی دردِ تو افزوں گردد
وز گردشِ دوراں سر و ساماں مطلب
با درد بساز و ہیچ درماں مطلب
— عمر خیام

سرمد تو ز ہیچ خلق یاری مطلب
عزت ز قناعت ست و خواری ز طمع
از شاخ برہنہ سایہ داری مطلب
با عزتِ خویش باش و یاری مطلب
— سرمد

با بط می گفت ماہی در تب و تاب
دردا و دریغا کہ دریں دیر خراب
می گشت چو در آتشِ سوزندہ کباب
گہ بر سر آتشیم و گہ بر سر آب
— لااعلم

از دار بقا فتادہ در دار عذاب
مرغانِ بہشتیم عجب نیست اگر
آدم ز پئے گندم و من بہر شراب
او از پئے دانہ رفت و من از پئے آب
— فدائی

ت

سگے را اگر کلوخے بر سر آید — ز شادی بر جہد کاں استخوانیست
وگر نعشے دو کس بر دوش گیرند — لئیم الطبع پندارد کہ خوانیست
سعدی

گیرم کہ سریرت ز بلور و لشیم است — سنگش داند ہر آنکہ اورا چشم است
ایں مسند قاقم و سمور و سنجاب — در دیدۂ بوریا نشیناں پشم است
سعدی

کلید در گنج مقصود صبر است — در بستہ آں کس کہ بکشود صبر است
چہ خارے کوہ و چہ دیبائے گردوں — لباسے کہ ہرگز نہ فرسود صبر است
سعدی

اوراق زمانہ در نوشتیم و گذشت — در فن سخن یگانہ گشتیم و گذشت
می بود دواے ما بہ پیری غالب — زاں نیز بہ ناکام گذشتیم و گذشت
غالب

خیام ز بہر گنہ ایں ماتم چیست — در خوردن غم فائدہ بیش و کم نیست
آنرا کہ گنہ نکرد غفراں نبود — غفراں ز برائے گنہ آمد غم چیست
عمر خیام

آباد خرابات ز مئے خوردن ماست — خون دو ہزار توبہ در گردن ماست
گر من نکنم گناہ رحمت چہ کند — آرائش رحمت از گنہ کردن ماست
عمر خیام

پیری ست دلا چہ موقعۂ دامن ست — کئی ایں ہنگام تکلف پیرہن ست
دامن در کش کنوں ز تقطیع لباس — کیں موے سفید تار و پود کفن ست
واقف

ایام شباب با ہوس بودم جفت — نہ دیدۂ دیدہ بود و نہ گوش شنفت
در خواب غرور صرف شد نقد حیات — بیدار شدم کنوں کہ بیباید خفت
لا اعلم

نہ لایق مسجدم نہ در خور کنشت — ایزد داند گل مرا از چہ سرشت
چوں کافر درویشم و چوں قحبۂ زشت — نہ دین و نہ دنیا و نہ امید بہشت
عمر خیام

من بندۂ عاصیم رضائے تو کجاست — تاریک دلم نور ضیائے تو کجاست
مارا تو بہشت اگر بطاعت بخشی — ایں بیع بود لطف و عطائے تو کجاست
عمر خیام

گر کار تو نیکوست بہ تدبیر تو نیست — ور نیز بد است ہم ز تقصیر تو نیست

تسلیم و رضا پیشه کن و شاد بزی	چو نیک و بد جهان به تقدیر تو نیست	لا اعلم
این نفس ستمگار به بین شیطان است	پیوسته عیان بود مگر پنهان ست	سرمد
ابلیس خودی چرا به ابلیس بدی	در پیش خیالات تو او حیران ست	
سرمد کار اله لطف و کرم ست	از معصیت سیاه کاری چه غم ست	سرمد
رخشیدن برق بین و جوش باران را	رحمت چه فزون غضب چه بسیار کم ست	
گر نام تو نقش دفتر افلاک است	هم از ورق حیات روزی پاک است	حسن
گر نوح هزار سال در عالم زیست	شد چند هزار سال کاندر خاک است	
سلطان به جهان پردهٔ سرای زد و رفت	درویش به دهر پشت پائی زد و رفت	لا اعلم
القصه به هر دو روز در گلشن عمر	مرغی به سر شاخ نوای زد و رفت	
گر بر سر ماه بر نهی پایهٔ تخت	در هیچو سلیمان شوی از دولت و بخت	لا اعلم
چون عمر تو پخته گشت بر بندی رخت	کان میوه که پخته شد بریزد ز درخت	
می نوش که عمر جاودانی اینست	خاصیت روزگار فانی اینست	حافظ
هنگام گل و لاله و یاران سرمست	خوش باش دمی که زندگانی اینست	
اوضاع زمانه لایق دیدن نیست	وضع خوشتر ز چشم پوشیدن نیست	لا اعلم
دانی ز چه پا کشیده ام در دامن	دنیا تنگ ست و جای خسپیدن نیست	
افسوس که عمر گذشت بیهوده تلف	دنیا به لعب و دین رفت ز دست	لا اعلم
رنجید خدا و خلق راضی نشده	ضایع کردیم پاره آب و علف	
ناگشته دل شکسته ام خلوت دوست	با غیر نه پرداختم از صحبت دوست	لا اعلم
او یک نفس از هیچو منی غافل نیست	من بهر چه غافل شوم از خدمت دوست	
غم زاد من و مرا گزیر ز غمم نیست	یاران قدیم را شکست از هم نیست	لا اعلم
غم خوی بمن کرده و من خوی بغم	همچون من و غم دو یار در عالم نیست	
ناچار ایدر ره درجهان باید زیست	هرچند که شد زیست گران باید زیست	درد
مردن بمراد خود میسر گر نیست	چندی بمراد دیگران باید زیست	

با نفس جهاد کن شجاعت این است
انگشت بہ حرفِ عیب مردم مگذار
بر خویش امیر شو امارت این است
مفتاح خزاین سعادت این است
لا اعلم

ہر تازہ گلے کہ زیب این گلزار است
از دور نظارہ کن مرو پیش کہ شمع
گر بینی گل و گر بچینی خار است
ہر چند کہ نور می نماید نار است
لا اعلم

گر از پئے شہوت و ہوا خواہی رفت
بنگر چہ کسی و از کجا آمدہ
از من خبرت کہ بینوا خواہی رفت
می داں کہ چہ می کنی کجا خواہی رفت
لا اعلم

ورد در فلک کہ برون و باختن است
غافل باشد کہ رفعت خود داند
ہر اوج پئے حضیض در تاختن است
بر داشتنی کہ بہر انداختن است
لا اعلم

زاہل صورت ہر آنکہ او در پیش است
ہر گندم کاو بزرگتر گشتہ بقدر
از گردش چرخ بیشتر دل ریش است
از گردش آسیا شکستن بیش است
لا اعلم

بیگانہ اگر وفا کند خویش من است
گر زہر موافقت کند تریاک ست
در خویش جفا کند بد اندیش من است
در نوش مخالفت کند نیش من است
عمر خیام

دنیا دو سہ روز اگرچہ آسان از تست
چون آہوے رم خوردہ کہ واپس نگرد
مغرور مشو کہ تا توئی آن از تست
رویش بتو و دلش گریزان از تست
لا اعلم

سلطانی و گنبد و دار عالم سہل ست
زنہار کہ فکر کار عالم نکنی
وین گنبد زر نگار عالم سہل ست
عالم سہل ست و کار عالم سہل ست
لا اعلم

دی شب خردم نصیحتے پنہاں گفت
با کس غم دل مگوے زیرا کہ نماند
در گوش دلم گفت و دلم با جان گفت
یک دوست کہ با او غم دل بتواں گفت
ظہیر فاریابی

غمہاے زمانہ را چو پایانی نیست
چندیں غم بیہودہ بخود راہ مدہ
احوال جہاں را سر و سامانی نیست
کیں مایۂ عمر نیز چندانی نیست
جلال الدین رومی

تا ہست ز دل اثر تمنا ہم ہست
ناصح ایں پند و بند سودے نکند
تا ہست نظر ذوق تماشا ہم ہست
بگذار کہ تا سر ست سودا ہم ہست
واقف

دریاب کہ موسم جوانی بگذشت
بشتاب کہ وقت کامرانی بگذشت
واقف

ای شوخ بیا بگذار این جور و جفا	زان پیش که بشنوی فلانی بگذشت	
آنکس که بدم گفت بدی سیرت اوست	وانکس که مرا گفت نکو خود نیکوست	
حالِ متکلم از کلامش پیداست	از کوزه همان برون تراود که در اوست	لااعلم
این لعل گرانِ تو ز کانی دگرست	وان دُر یگانه را نشانی دگرست	
اندیشهٔ این و آن خیالِ من و تست	افسانهٔ عشق راز بانی دیگرست	عمر خیام
ای وای بران دل که درو سوزی نیست	سودا زدهٔ مهر دل افروزی نیست	
روزیکه تو بی باده بسر خواهی برد	ضایع تر ازان روز ترا روزی نیست	عمر خیام
این قصه درد و غم نمی باید گفت	این حالت پُر الم نمی باید گفت	
با غیر چه حاجت ست گفتن ز فراق	نساخ بیار هم نمی باید گفت	نساخ
در مملکت وجود فرمان از تست	درمان دلِ بی سر و سامان از تست	
ما را بدوای دردِ دل کاری نیست	دل از تو و درد از تو و درمان از تست	لااعلم
در مذهب عشق شاه و درویش یکیست	شیرینیٔ نوش و تلخیٔ نیش یکیست	
در کفهٔ میزانِ خرد بیش و کم است	آنجا که بود عشق کم و بیش یکیست	لااعلم
هر چیز که جز خدای نامی چند است	نامی چند است و بهر عامی چند است	
تکلیف و نماز و حج و هر چیز که هست	جوشی ز پی پختن خامی چند است	سحابی
از خویش رمیده را چه مسجد چه کنشت	توحید گزیده را نه خوب است نه زشت	
خلقی ز پی بهشت بی آرامند	وین طرفه که نیست جز در آرام بهشت	سحابی
یادش به دل کافر و دیندار یکیست	چون رشته که در سبحه و زنار یکیست	
گر چشم بصیرتِ تو باز ست شرف	در دیر و حرم جلوهٔ دیدار یکیست	بو علی
یک جرعهٔ می ز ملک کاوس به است	از تخت قباد و مملکت طوس به است	
هر ناله که رندی بسحرگاه زند	از نالهٔ زاهدانِ سالوس به است	عمر خیام
سرمد جسمی ست جانش در دست کسی ست	تیری ست و لی کمانش در دست کسی ست	
بیخواست که آدم شده از وام جهد	گاوی شده در ریسمانش در دست کسی ست	سرمد

نابود شدم بود نمیدانم چیست
دل دادم و جاں دادم و ایماں دادم
اخگر شده ام دُود نمیدانم چیست
سود ست ـ دگر سود نمیدانم چیست
سرمد

دنیا نکنم طلب کہ کمتر زخس ست.
خواہان وصالم و ہمیں ست سخن.
بے دولتِ دیدارِ تو دیں ہم قفس ست
درخانہ اگر کس ست یک حرف بس ست
سرمد

در مذہب ما سبحہ و زنار یکیست
گر ہمچو یقینی زخودی باز رہی.
بُت خانہ و کعبہ ـ مست و ہشیار یکیست
دانی کہ دریں چمن گل و خار یکیست
یقینی

بارے کہ ترا خود رہاند دگرست
ما منکر راہِ مسجد و کعبہ نہ ایم ؛
کاریکہ زتو ہیچ بماند دگرست
ما ہیچکہ بمقصود رساند دگرست
لا اعلم

صوفی گوید کہ دوست درخانۂ ماست
ساقی گوید بہ جام و پیمانۂ ماست
زاہد گوید کہ در دم و دانۂ ماست
عاشق گوید بہ کوئے جانانۂ ماست
لا اعلم

نے خوب مرا قبول دارد نے زشت
یارب بہ کجا روم بعزمائے کہ من.
نئے در حرم راہ نہ رویم بکنشت
نے در خور دوزخم نہ شایاں بہشت
واقف

آنکس کہ علم بہ نیک نامی افراشت
نیکو ناماں زندۂ جاوید انند
در مزرع دہر تخم نیکوئی کاشت
مُرد آنکہ بمرد و نام نیکو نگذاشت
یوسف

اینکہ امروز ترا فرصت کار خویش ست
توشۂ راہ فنا تا بتوانی بردار کہ
توشہ بردار کہ فردا سفرے در پیش ست
کہ تہیدست دریں بیشہ بے دلریش ست
شاہپور

یک نیمۂ عمر در بطالت بگذشت
عمرے کہ از و دل جہانی آزردے
یک نیمہ بہ تشویش و خجالت بگذشت
بنگر بچہ حیلت و حوالت بگذشت
شاہپور

ہیچ دانی کہ شیر مردی چیست
آنکہ با دشمناں تواند ساخت.
شیر مرد زمانہ دانی کیست
آنکہ با دوستاں تواند زیست
قلندر

بت می شکنی کہ سنگ راہ دین ست
خود را بشکن کہ بت شکستن سہل ست
مُنی میگفتی کہ آب فسق و کین ست
دنیا بفگن کہ می فگندن این ست
لا اعلم

ہر چند زمانہ مجمع جہالست
درجہل نہ حال شان بیک منوالست
غالب

کودن ہمہ لیک از یکے تا دگرے — فرق خر عیسیٰ و خر دجال ست

ہر چند کہ این جماعۂ گور پرست — فرد است جزاے ما ہمہ دست بدست
این فرق نہ کم تواں تصور کردن — ما زندہ پرستیم و شما مردہ پرست

درد

بگفتار اگر دُر فشاند کسے — خموشی بہ بسیار ازین خوشترست
خردمند خامش بود چون صدف — اگرچہ درونش پُر از گوہر ست

ابن یمین

ہر دم بر دیگرے نمی باید رفت — جز پیش ہنرورے نمی باید رفت
چون آب بہر زمیں نمی باید شد — چوں باد بہ ہر درے نمی باید رفت

لا اعلم

علمے کہ درو عمل نباشد عار است — ہر سُبحہ کہ بے ذکر بود زنار است
ہر کس کہ بہ علم بے عمل می نازد۔ — عالم نبود اعمی مشعل دار است

لا اعلم

شد حشر کنون صور و سرافیل کجاست — طوق ادب از بہر عزازیل کجاست
از بہر خراب کردن بیت اللہ۔ — شد فیل نمود ار ابابیل کجاست

سرمد

جز یاد حق ار حاصلت از زندگی ست — شرمندگی حاصل این بندگی ست
ذکرت ہمہ فکر گاو و خر وقت نماز — نہ بندگی ست اینکہ خربندگی ست

تقی

گر کار تو نیک ست بہ تدبیر تو نیست — ور سر برود نیز بہ تقصیر تو نیست
تسلیم و رضا پیش کن و شاد بزی — چوں نیک و بد جہاں بہ تدبیر تو نیست

عمر خیام

اے دل چو نصیب تو ہمہ خون شدنست — احوال تو ہر لحظہ دگرگوں شدنست
اے جان تو دریں تنم چہ کار آمدۂ۔ — چوں عاقبت کار تو بیروں شدنست

عمر خیام

پیش از من و تو لیل و نہاری بودست — گردندہ فلک برائے کارے بودست
زنہار قدم بخاک آہستہ نہی۔ — کان مردمک چشم نگارے بودست

عمر خیام

اے دل چو زمانہ می کند غمناکت — ناگہ برود ز تن روان پاکت
بر سبزہ نشیں و خوش بزی روزے چند — زان پیش کہ سبزہ بر دمد از خاکت

عمر خیام

آں قصر کہ بہرام درو جام گرفت — روبہ بچہ کرد و شیر آرام گرفت
بہرام کہ گور می گرفتے دایم ؛ — امروز نگر کہ گور بہرام گرفت

عمر خیام

از مرگ حذر کردن دو روز روا نیست
روزی که قضا باشد و روزی که قضا نیست
روزی که قضا باشد کوشش ندهد سود
روزی که قضا نیست درو مرگ روا نیست
رازی

دنیا خوابے ست کش عدم تعبیر ست
صیدِ اجل ست گر جوان و پیر ست
هم روے زمیں پُرست و هم زیر زمیں
ایں صفحهٔ خاک هر دو رو تصویر ست
مقیمی

ایام بقا چو باد نوروز گذشت
روز و شب با محنت و سوز گذشت
تا چشم نهادیم بهم صبح دمید
تا چشم کشادیم زهم روز گذشت
لا اعلم

گیرم که سریرت ز بلور و یشم ست
ننگش داند هر آنکه ادراکِ شم ست
ایں مسندِ قم و سمور و سنجاب
در دیدهٔ بوریا نشیناں پشم ست
بیدل

کو رمزِ حقیقی که هستیش نگفت
کو گوهرِ معنی که ایجاد نه سفت
گلزار جهاں طرفه سراے کهن ست
اے درد کدام گل که اینجا نشگفت
درد

گر خاطرِ تو شاد و گر غمگین ست
اندیشه مکن که حالِ عالم این ست
احوال جهانیاں بیکصورت نیست
یعنی که جهان عبارت از تلوین ست
درد

هوش ست که سرمایهٔ صد دردِ سر ست
فارغ بال آنکه از جهاں بیخبر ست.
در بیضه نمی کنند مرغان فریاد
هر چند که بیضه از قفس تنگ تر ست.
غنی

در مذهبِ عاشقاں قرار دگر است
ویں بادهٔ ناب را خمارِ دگر است
هر علم که در مدرسه حاصل گردد.
کارِ دگر است و عشق کارِ دگر است
رومی

راه تو بهر قدم که پویند خوش است
وصلِ تو بهر سبب که جویند خوش ست
روے تو بهر دیده که بینند نکو ست
نام تو بهر زباں که گویند خوش ست
مهنه

در صورتِ آب و گل عیاں غیر تو کیست
در خلوتِ جان و دل نهاں غیر تو کیست
گفتی که ز غیر من بپرداز دلت
اے جانِ جهاں در دو جهاں غیر تو کیست
جامی

در مذهبِ عشق شاه و درویش یکست
شیرینیٔ نوش و تلخی نیشش یکست
در کفهٔ میزانِ خرد بیش و کم است
آنجا که بود عشق کم و بیشش یکست
لا اعلم

کس در رهِ عشق محرمِ راز نگشت
سائر چو تو هیچکس نه پیمود این دشت
سایر

عاقل بہ کنار آب تا پل می جست	دیوانہ پابرہنہ از آب گذشت	
در دائرۂ وجود موجود یکیست	از کعبہ و از کنشت مقصود یکیست	لا اعلم
بر صفحۂ کائنات خطیست بہ بیں	کای سالک رہ عابد و معبود یکیست	
چشمے دارم ہمہ پُر از صورت دوست	ایں دیدہ مرا خوش است چوں دوست دراوست	لا اعلم
از دیدۂ دوست فرق کردن نہ نکوست	یا اوست درونِ دیدہ یا دیدہ خود اوست	
تا در تنِ ما خون بود اندر رگ و پوست	از دوست سخن اسیم مرادے جز دوست	لا اعلم
بستن بہ متاع ایں جہاں دل نہ نکوست	کاینہا ہمہ فانی اند و باقی ہمہ اوست	

چ

اے طبل بلند بانگ در باطن ہیچ	بے توشہ چہ تدبیر کنی وقت بسیچ	سعدی
روے طمع از خلق بہ پیچ ار مردی	تسبیح ہزار دانہ بر دست مپیچ	

خ

چوں عمر ہمیں رود چہ بغداد و چہ بلخ	پیمانہ چو پُر شود چہ شیریں و چہ تلخ	عمر خیام
می نوش کہ بعد از من و تو ماہ بسی	از سلخ بغرہ آید از غرہ بہ سلخ	

د

تا بود دلم ز عشق محروم نشد	کم بود ز اسرار کہ مفہوم نشد	لا اعلم
اکنوں کہ ہمی بنگرم از روے خرد	معلومم شد کہ ہیچ معلوم نشد	
قومے بہ تمنائے زر و مال خوش اند	قومے بہ تماشائے خط و خال خوش اند	بیدل

بیدل همه را بحال بدی می بینم — خوش حال کسانیکه بهر حال خوش اند

نکند زن اگر دختر قیصر باشد — قرض نستان اگر وعدهٔ قیامت باشد
نرود بر در ارباب جهان بهر طمع — اگرش حاتم دوران به سخاوت باشد
لااعلم

بس نامور به زیر زمین دفن کرده اند — کز هستیش بروے زمین یک نشان نماند
زنده ست نام فرخ نوشیروان بعدل — گرچه بسے گزشت که نوشیروان نماند
"

آنانکه بکنج عافیت بنشستند — دندان سگ و دهان مردم بستند
کاغذ بدریدند و قلم بشکستند — وز دست و زبان حرف گیران رستند
"

نه بینی که پیش خداوند جاه — ستایش کنان دست بر بر نهند
اگر روزگارش در آرد ز پاے — همه عالمش پاے بر سر نهند
"

سخن گرچه دلبند شیرین بود — سزاوار تصدیق و تحسین بود
چو یکبار گفتی مگو باز پس — که حلوا چو یکبار خوردند و بس
"

هر که سلطان مرید او شد — گر همه بد کنند نکو گوید
و آنکه پادشه بنید ازو — کش را خیل خانه ننوازد
"

زنان باردار اے مرد هوشیار — اگر وقت ولادت مار زایند
ازان بهتر به نزدیک خردمند — که فرزندان ناهموار زایند
"

آنکس که گنه نکرد پیدا نه بود — او خود خلف آدم و حوا نه بود
حق ست اگر خطا ز انسان نشود — عبد ست اگر عفو خدا را نه بود
احسن

هر چند که دیو نفس فوجے دارد — عنقاے هوس هواے اوجے دارد
ز آلائش معصیت چرا اندیشم — بحر کرمش وعدهٔ موجے دارد
فصیح

آفاق ز خوب و زشت خالی ماند — هم صومعه هم کنشت خالی ماند
گر عفو کنی یکے بدوزخ نرود — در عدل کنی بهشت خالی ماند
نعیم

زاهد کرم ترا چو ما نشناسد — بیگانه ترا چو آشنا نشناسد
گفتی که گنه مکن که من قهارم — این را به کسے گو که ترا نشناسد
لااعلم

من بیتو دمی قرار نتوانم کرد
گر بر تن من زبان شود هر موے
احسان ترا شمار نتوانم کرد
یک شکر تو از هزار نتوانم کرد
لا اعلم

در حشر چو نیک و بد هراسان گردد
هر چند که آب تلخ یا شیرین است
کار همه چون به اوست آسان گردد
چون رفت بدر یا همه یکسان گردد
لا اعلم

زان پیش که از جهان فرومانی فرد
امروز بکن چو می توانی کارے
آن کن که نبایدت پشیمانی خورد
فردا چه کنی چو هیچ نتوانی کرد
لا اعلم

این عمر به باد نوبهاران ماند
زنهار چنان بزی که بعد از مردن
دین عیش به سیل کوهساران ماند
انگشت گزیدنی به یاران ماند
لا اعلم

انسان که زیک دگر جگر ریش تر اند
در غربت مرگ بیم تنهائی نیست
خلقے پس تر جماعتی پیش تر اند
یاران عزیز آن طرف بیشتر اند
لا اعلم

راضی دل دیوانه بتقدیر نشد
ایام شباب رفت و باقی هوس است
فارغ ز خیال و فکر و تدبیر نشد
ما پیر شدیم و آرزو پیر نشد
سرمد

نه دولت دنیا به ستم می ارزد
نه هفت هزار سال شادی جهان
نه لذت هستی به الم می ارزد
با محنت پنج روز غم می ارزد
حافظ

زن زن ز وفا شود ز زیور نشود
بے گوهر گوهری ز گوهر نشود
سر سر ز خرد شود ز افسر نشود
سگ را سگی از قلاده کمتر نشود
سنائی

گفتم همه بیداد نمی باید کرد
گفتم که چنان گوے سخن تا شنوم
گفته که ز خود یاد نمی باید کرد
خندیده که فریاد نمی باید کرد
لا اعلم

من بندهٔ آنم که دلے بر باید
آنکس که نه عاشق و نه معشوق کسی است
یا دل بکسے دهد که جان آساید
در ملک خدا اگر نباشد شاید
سعدی

خواهی که خدا کار نکو با تو کند
با هرچه رضاے او دران نیست مکن
ارواح و ملایک همه رو با تو کند
یا راضی شو به هر چه او با تو کند
ابن یمین

با مردم نیک و بد نمی باید بود
در بادیه دیو و دد نمی باید بود
حافظ

مفتون معاش خود نمی باید شد	مغرور به عقل خود نمی باید بود	
از عهدهٔ عهد گر برون آید مرد	از هر چه گمان بری فزون آید مرد	سنائی
سیمرغ نهٔ که بی تو نامم تو برند	طاؤس نهٔ که با تو در تو نگرند	
نی هر که بود بعشق دیوانه بود	نی هر مرغی سزای این دانه بود	لا اعلم
صد قرن بگردد که نه گردد پیدا	مردی که به نفس خویش مردانه بود	
فردا که باهل زهد جنت بخشند	در جائزه نای و نوش و نعمت بخشند	واقف
مایی عملان نیز امیدی داریم	شاید که مرا باه حسرت بخشند	
تا کی به تلاش مال خواهی کوشید	با هر بد و نیک خواهی جوشید	درد
پوشیدن جا بها مکرر شده است	اکنون از خویش چشم باید پوشید	
گر مردم محتاج ز غم می گریند	زان بیشتر ارباب نعم می گریند	درد
وقت ست که از دست زمانه اکنون	چون ابر همه اهل کرم می گریند	
ای بیخبر اتفاق می باید کرد	با یکدگر اتفاق می باید کرد	درد
از وهم خودی نفاق خیزد غافل	از خود گذر اتفاق می باید کرد	
ممسک همه خون دل صد چاک خورد	یک لقمه بصد نالهٔ غمناک خورد	امجد
بدبخت ز کسب مال نفعی نبرد	افعی بر گنج ماند و خاک خورد	
ممسک پی مال چون گدا می گردد	بر زر بهزار جان فدا می گردد	امجد
طامع ز حصول مال طماع شود	چون دانه بیابد آسیا می گردد	
نه هر که نکوست دوست میباید بود	بد را بر مغز پوست می باید بود	لا اعلم
یعنی سهل است دوست بودن با دوست	با دشمن نیز دوست می باید بود	
گر خلق جهان همه به طاعت خیزند	صد گونه عطا کنند و خیر انگیزند	سحابی
چون نیک نظر کنی نه بینی جز این	کاز بحر به بحر مشت آبی ریزند	
رو دیده بدوز تا دلت دیده شود	زان دیده جهانی دگرت دیده شود	لا اعلم
گر تو ز سر پسند خود برخیزی	احوال تو سر بسر پسندیده شود	

یا قوت پیل موری باید بود
با ملک دو کون عوری باید بود
این طرفه نگر که عیب هر آدمی
می باید دید و کوری باید بود
لا اعلم

تا گلگون اشک و چهره کاهی نشود
دل مشرق انوار الهی نشود
سالک ز سر خویش که واقف گردد
او عارف اسرار کماهی نشود
لا اعلم

آنکس که همیشه دیدهٔ تر دارد
از حسن من عمر بیشتر بردارد
از گریه ایام جوانی بگذر
باران بهار فیض دیگر دارد
لا اعلم

چو خاک پای پشیمان شوی ز آتش حرص
شود به باد همه آبرو چو ن نشود
غلام خاطر آنم که همت عالیش
رهین منت ابنای دهر دون نشود
بیدل

بر خود در مدح و ذم نمی باید زد
بیرون از حد قدم نمی باید زد
عالم همه آئینه حسن ازلی ست
می باید دید و دم نمی باید زد
سعید

هر کس به ضمیر خود صفا خواهد داد
آئینهٔ خویش را جلا خواهد داد
هر جا که شکسته بود دستش گیر
بشنو که همین کاسه صدا خواهد داد
بادشاه جهانگیر

چون پیر شدی کار جوان نتوان کرد
پیری ته کافری نهان نتوان کرد
در ظلمت شب هر آنچه کردی کردی
در روشنی روز نهان نتوان کرد
لا اعلم

ظالم که کباب از دل درویش خورد
چون درنگری ز پهلوی خویش خورد
دنیا عسل ست هر که او بیش خورد
خون افزاید تپ آورد نیش خورد
لا اعلم

این زمرهٔ ناخلف که از ابوالبشرند
بیگانه چرا به یکدگر می نگرند
گر آدمیان تمام از یک پدرند
پس بهر چه این قدر ز خود بیخبر اند
لا اعلم

هر دل که هوای عالم راز کند
باید گرهٔ علاقه را باز کند
دام است تعلقات دنیای دنی
در دام چگونه مرغ پرواز کند
لا اعلم

عشق است که هموار و نمایان ماند
با وصف هزار جامه عریان ماند
پوشیدن عشق نیست در دل ممکن
بر تخت جلوس شاه پنهان ماند
آزاد

گویند بحشر گفتگو خواهد بود
وان یار عزیز تندخو خواهد بود
عمر خیام

از خیر محض جز نکوئی ناید — خوش باش که عاقبت نکو خواهد بود

اسرار ازل باده پرستان دانند — قدر مئے و جام تنگدستان دانند
گر چشم تو حال من بداند چه عجب — شک نیست که حال مست مستان دانند
عمر خیام

صاحب‌نظر آنکه زندهٔ جاوید ند — وارستهٔ [illegible] بیم و فارغ از امیدند
در هر چه نظر کنند او را بینند — ذرات جهان آئینهٔ خورشیدند
سحابی

اعیان همه شیشه‌هائے گوناگون بود — کافتاد بر آن پرتو خورشید وجود
هر شیشه که بود سرخ یا زرد و کبود — خورشید در آن هم به همان رنگ نمود
جامی

رفتم به کلیسائے ترسا و یهود — ترسا و یهود جمله را روئے تو بود
از شوق جمال تو به بت خانه شدم — تسبیح بتان زمزمهٔ ذکر تو بود
رومی

آن عقل کجا که در کمال تو رسد — آن روح کجا که در جلال تو رسد
گیرم که تو پرده بر گرفتی ز جمال — آن دیده کجا که در جمال تو رسد
قاسم

زاهد بحریم کعبه جا میخواهد — راهب صنم و کلیسیا میخواهد
غمناک طرب خسته شفا میخواهد — خوش حال دل آنکه ترا میخواهد
ظهوری

روزیکه تنم زین ده ویرانه برند — تابوت مرا عاقل و دیوانه برند
این قفل مکانیست که بیماران را — زین خانهٔ بدشگون بآنخانه برند
لا اعلم

تو هیچ بدی که جسم و جانت دادند — برکسب و عمل تاب و توانت دادند
از داده و ناداده شکایت چه کنی — کان چیز که هست رایگانت دادند
لا اعلم

کو منصور و اناالحق و دار چه شد — کو ابراهیم و گلشن و نار چه شد
از آمد و رفت عالم بے سر و بن — زنهار مپرس "کاخر کار چه شد"
لا اعلم

هر گوشه فضائے صد بیابان دارد — هر غنچه بهشت خود گلستان دارد
گر عقدهٔ خاطرت کشاید بینی — هر قطره بجیب خویش طوفان دارد
درد

سرگشتهٔ [illegible]ال فتاده هرزه گردی داند — بے درد کجا لذت دردی داند
نامرد چیزے نخرد مردان را — مردے باید که قدر مردی داند
لا اعلم

صد سال در آتشم اگر مهل بود
یا مردم نا اهل مبادم صحبت
آن آتش سوزنده مرا سهل بود
کز مرگ بتر صحبت نا اهل بود
عمر خیام

یک نان بدو روز گر شود حاصل مرا
مامور کسے دگر چرا باید بود
وز کوزهٔ بشکسته دم آبے سرد.
یا خدمت چون خودی چرا باید بود.
عمر خیام

عالم همه در دست دوا میخواهد
کس بیحاجت نمی توان بودن
از خوانِ کرم برگ و نوا میخواهد
درویش غذا، شه اشتها میخواهد
سحابی

کریم زاده چو مفلس شود بدو پیوند
لئیم زاده چو منعم شود ازو بگریز.
که شاخ میوه دگر بار بارور گردد
که مستراح چو پر گشت گنده تر گردد
ابن یمین

با بدان کم نشین که صحبتِ بد.
آفتابے باین بزرگی را.
گرچه پاکی ترا پلید کند
لکهٔ ابر ناپدید کند.
ابن یمین

آنکس که ترا تاج جهانبانی داد.
پوشید لباس هر کرا عیبے دید.
مارا همه اسباب پریشانی داد.
بے عیبان را لباس عریانی داد
سرمد

این عمر بابر نو بهاران ماند
زنهار چنان بزی که بعد مردن
وین عیش بسیل کوهساران ماند
انگشت گزیدنی به یاران ماند
شاپور

هر کس که بخویشتن گمانے دارد
عمریست که در باغ جهان گردیدم.
چون در نگری عیب نهانے دارد
هر میوه که دیدم استخوانے دارد
غنی

این گور پرستان سپه باطل باشند
خود زنده و با مرده نیاز آورده
از لجهٔ علم سوے ساحل باشند
از زندهٔ لایزال غافل باشند
درد

هر دل که چو گل شگفت آخر پژمرده
اینجا هر کس بطرزِ خاص لے درد
طبعی که چو شعله گرم گردید فسرد
پیدا شد و شاد گشت و غم خورد و بمرد
درد

دون همت اگر مال و زر پیدا کرد
کے مرتبهٔ سفله فزاید اسباب
چون مور برآمد خودسری پیدا کرد
عیسی نشود هر که خرے پیدا کرد
درد

شه نیست کسے که تخت عاجے دارد
تا آنکه نه شاهانه مزاجے دارد.

یعنی که خبر ز من بیان باب شعور ها | سلطان نشود اگرچه تاجی دارد — ورد

دریا طلب آمدم سرابم کردند | تعمیر طلب شدم خرابم کردند
گفتم که نهایت من ... مرا | هم صحبت آئینه و آبم کردند — لا اعلم

گیرم که فلک همدم و همساز آید | ایام نشاط و طرب و ناز آید
یاران موافق از کجا جمع شوند | وین عمر گذشته از کجا باز آید — لا اعلم

عارف سخن از سر نهان نتواند | واصل صفت وصل بیان نتواند
چون قطرهٔ پیوسته بدریا گم شد | گم گشته ز گم کرده نشان نتواند — لا اعلم

عاشق که تمام جان اضطرابش نرود | تا جان رود از تن تب و تابش نرود
خاصیت سیماب بود عاشق را | تا کشته نگردد اضطرابش نرود — فیضی

سحر می گفت بلبل باغبان را | درین گل جز نهال غم نگیرد
به پیری می رسد خار بیابان را | ولی چون گل جوان گردد بمیرد — اقبال

آنے که ز انفاس اگر ... ت بخزند | چون بر تو شبی گذشت نامت نبرند
که پیر عزیز درگاه حرارت شمرند | بر سر ریزند و زیر پایت سپرند — [illegible]

در جامهٔ صوف ... زنار چه سود | در صومعه رفته دل به بازار چه سود
ز آزار کسان ... دمی طلبی | یک راحت و صد هزار آزار چه سود — لا اعلم

در راه چنان رو که سلامت نکنند | با خلق چنان زی که قیامت نکنند
در مسجد اگر روی چنان رو که ترا | در پیش نخوانند و امامت نکنند — لا اعلم

هر کس که نه درک اعتبار خود کرد | اذکار خدا نه کرد کار خود کرد
زاری و نیاز دلم میخواهد عشق را | کس را نتوان به زور یار خود کرد — سحابی

آن کیست که او ... دریا شناسد | در مکر و دغا خدا چو مالش ناسد
گفتی که مخور باده چو من زاهد شو | این را به کسی گو که ترا نشناسد — سرمد

آن فرقه که قویش ... ولی میدانند | بیچاره عوام را بخود می خوانند
... بر زبان می رانند | چون در نگری خلیفهٔ شیطانند — شاپور

درویش شدن به پشم پوشی نبود — عارف بودن به هرزه جوشی نبود
کافی ست اشاره از مقام تحقیق — در حضرت او فرو شی نبود

لا اعلم

یا عاشق حق گزار می باید بود — یا فاسق هرزه کار می باید بود
نی عاشق دنی فاسق و پس در دنیا — از بهر چه کار می باید بود

این قوم که تقوے ریائی دارند — وانی زچه اسباب ورع جمع آرند
مسواک که دندان طمع تیز کنند — تسبیح که عیب مردمان بشمارند

آزاد

گر دشمن مردان همی حرق شود — هم برق صفت بخویشتن برق شود
گر سگ به مثل درون دریا برود — دریا نشود پلید سگ غرق شود

لا اعلم

گیرم که همه ملک تو چین خواهد بود — آفاق ترا زیر نگین خواهد بود
خوش باش که عاقبت نصیب من و تو — ده گز کفن و سه گز زمین خواهد بود

لا اعلم

کم کن طمع از جهان بمیری خورسند — وز نیک و بد زمانه بگسل پیوند
خوش باش چنانکه این دور فلک — هم بگسلد و نماید این روزے چند

عمر خیام

افسوس که نامهٔ جوانی طے شد — وین تازه بهار شادمانی طے شد
وان مرغ طرب که نام او بود شباب — فریاد که کے آمد و ندانم کے شد

عمر خیام

گویند که مرد را هنر می باید — یا نسبت عالی پدر می باید
اینها همه در زمان سابق بودند — بالفعل درین زمانه زر می باید

عمر خیام

خوش باش که عالم گذران خواهد بود — روح از پئے تن نعره زنان خواهد بود
این کاسهٔ سر که تو بینی یک چند — زیر قدم کوزه گران خواهد بود

عمر خیام

من دامن زهد و توبه طے خواهم کرد — با موے سفید قصد مے خواهم کرد
پیمانهٔ عمر من بهفتاد رسید — اینندم نکنم نشاط کے خواهم کرد

عمر خیام

آن گل که هنوز نو بدست آمده بود — نشگفته تمام باد قهرش برد بود
بیچاره بسے امید در خاطر داشت — امید دراز و عمر کوتاه چه سود

سعدی

هر کس بجهان از پئے نان دوست بود — یک دوست ندیدیم زجان دوست بود

سرمد

چون سگ ز پئے لقمہ بہر در بدوند	این ست نشان کہ نام شان دوست بود	جامی
آنرا کہ شراب ناب مدہوشش کرد	از موے سفید پنبہ در گوشش کرد	
ایام شباب یک یک آید یادش	چوں خواب خوشی کہ کس فراموش کرد	
افسوس کہ ہمدمان مونس رفتند	یاران موافق و ہمدمس رفتند	مظفر
آنانکہ بہم نشستہ بودیم ہمہ	ہر یک بہ بہانۂ ز مجلس رفتند	
تا کے دولت از چرخ حزیں خواہد بود	با محنت و درد ہمنشیں خواہد بود	ہلالی
خوش باش کہ روزگار پیش از من و تو	تا بود چنین بود و چنین خواہد بود	
گر مرگ بر آورد ز بدخواہ تو دود	از مُردن او شاد چرا گشتی زود	لا اعلم
چوں مرگ مرا نیز بخواہد فرسود	از مرگ کسے شاد چرا باید بود۔	
نہ سایۂ بید و سنے سحن خواہد ماند	نہ حُسن بُتان سیم تن خواہد ماند۔	لا اعلم
این عالم بیوفا کہ من می بینم	نَے ناز توئے نیاز من خواہد ماند	
اے شاہ نہ تخت و نہ نگیں می ماند	آخر بتو یک دو گز زمیں می ماند	لا اعلم
صندوق خود و کاسۂ درویش آنرا	خالی کن و پُر کن کہ ہمیں می ماند	
سلطان کہ بر اسباب ہوس می نازد	بر بال و پر خود چو مگس می نازد	درد
درویش کہ بے نوای بے پروا ایست	بر خاطر بے نیاز بس می نازد	
صد حیف کہ جملہ دوستداران رفتند	زیں دشت تمام شہسواران رفتند	درد
اکنون من واماندہ چہ سازم چہ کنم	اے درد کجا ایں ہمہ یاران رفتند	
شاہان کہ بر اوج خیمہ آراستہ اند	مانند فلک بشوکت ازان خواستہ اند	درد
شام و سحری چند دریں گردون شکل	چون مہر نشستہ اند و برخاستہ اند	
اے درد جوانی از کنارِ تو رمید	پیری بسرت سفیدی آورد پدید	درد
تا چند کنی زبان درازی چوں شمع	خاموشی بہ کہ صبح نزدیک رسید	
بعد از من و تو زمانہ خواہد ماند۔	روز و شب و کار جہان نہ خواہد ماند	درد
بالفعل ہر آنچہ نقد حال من و تست	بہر دگران فنا نہ خواہد ماند	

غنی

تا چرخ فلک چو آسیا هست بگرد
ما کاسه نداریم که دریوزه کنیم؛
چوں صبح نداریم غذا جز دم سرد
دریوزه برائے کاسه می باید کرد۔

لا اعلم

سررشتهٔ ننگ و نام در کف دارند
منگر به لباس دلق پوشاں کایشاں۔
ایں مقتدیان امام در کف دارند
از دانهٔ سبحه دام در کف دارند

مهنه

شب خیر که عاشقاں بشب راز کنند
هرجا که درے بود به شب بربندند۔
گردِ در و بام دوست پرواز کنند
الّا درِ دوست را که شب باز کنند

″

مردان رهش میل به هستی نکنند
آنجا که مجردانِ حق می نوشند
خود بینی و خویشتن پرستی نکنند
خم خانه تهی کنند و مستی نکنند

سحابی

از فرق سرم تا بقدم دیده شود
در من نگری همه تنم جاں گردد
روزے که جمالِ تو مرا دیده شود
در تو نگرم همه دلم دیده شود

جامی

غرّه مشو که مرکبِ مرداں مرد را؛
نومید هم مباش که رندانِ جرعه نوش
در سنگلاخ بادیه پیها بریده اند؛
ناگه بیک ترانه بمنزل رسیده اند؛

ابن یمین

هیچ دانی که در شکستن چوب
نزد اهلِ خرد ستوده بود؛
از وجودش چرا طراق آمد؛
کیں طراق از غم فراق آمد؛

حافظ

من بندهٔ آں کسم که شوقے دارد
تو لذتِ عشق و عاشقی کئے دانی؛
بر گردنِ خود ز عشق طوقے دارد۔
این باده کسے خورد که ذوقے دارد

طالعی

زاهد بصلاح و زهدِ خود می نازد؛
دارند امیدِ نظر ایں هر دو ز دوست
عاشق بر دوست نقدِ جاں می بازد
تا دوست بسوے که نظر اندازد؛

لا اعلم

تا نیست نگردی ره هستت ندهند
چوں شمع قرار سوختن تا ندهی؛
وین مرتبه با همتِ پستت ندهند
سررشتهٔ روشنی بدستت ندهند

قاآنی

گر چرخ جفا کرد چه می باید کرد
میخواست دلم که برنشاں آید تیر
ور ترکِ وفا کرد چه می باید کرد
چوں تیر خطا کرد چه می باید کرد

سرمد

سرمد غم عشق بوالهوس را ندهند
سوزِ دلِ پروانه مگس را ندهند

عمرے باید کہ یار آید بہ کنار ‖ ایں دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

سرمد اگرش وفاست خود می آید ‖ ور آمدنش رواست خود می آید
بیہودہ چرا درپئے او می گردی ‖ بنشین اگر او خداست خود می آید

سرمد

ور مسلخ عشق جز نکو را نکشند ‖ لاغر صفتان وزشت خو را نکشند
گر عاشق صادقی ز کشتن مگریز ‖ مردار بود ہر آنکہ او را نکشند

سرمد

سرمد گلہ او نشد نکو شد کہ نشد ‖ لب بیہدہ گو نشد نکو شد کہ نشد
منت کش دہر می شدی آخر کار ‖ کارے کہ نکو نشد نکو شد کہ نشد

سرمد

آب است کہ در شیشہ شرابش خوانند ‖ با گل چو قرین شود گلابش دانند
وز قید گل و گل چو مجرد گردد ‖ اہل بصر بصیرت آبش دانند

لا اعلم

رندان باشد کہ میل ہستی نکند ‖ وز خویش گزشتہ خود پرستی نکند
در کوے خرابات مغان رندانہ ‖ می نوش کند مدام و مستی نکند

لا اعلم

دانستن علم دین شریعت باشد ‖ چون در عمل آوری طریقت باشد
گر علم و عمل جمع کنی با اخلاص ‖ از بہر رضاے حق حقیقت باشد

لا اعلم

عاشق ہمہ دم فکر رخ دوست کند ‖ معشوق کرشمہ کہ نیکوست کند
ما جرم و خطا کنیم او لطف و عطا ‖ ہر کس چیزیکہ لایق اوست کند

لا اعلم

تا دل بہ رموز عشق محرم نشود ‖ یک ذرہ بہ غیر حاجتت کم نشود
یک جو بہ خدا مجتنبے پیدا کن ‖ تا میل بہ گندمت چو آدم نشود

لا اعلم

ر

اے خالق ذوالفضل کرم و رحمت کر ‖ اے دافع ہر رنج و الم رحمت کر
سبقت ہے سدا غضب پہ رحمت کو تری ‖ اپنی بتجھے رحمت کی قسم رحمت کر

لا اعلم

گر بادہ خوری تو با خردمندان خور ‖ یس باصنمے لالہ رخے خندان خور

عمر خیام

بسیار مخور - زود مخور - فاش مخور	اندک خورد - گہ گہ خورد - پنہان خورد	عمر خیام
زبان در دہانِ خردمند چیست چو در بستہ باشد چہ داند کسے	کلید درِ گنج صاحب ہنر کہ جوہر فروش است یا پیلہ ور	لا اعلم
اے زبردست زیردست آزار بچہ کار آیدت جہانداری -	گرم تا کے بماند این بازار مُردنت بہ کہ مردم آزاری	〃
ہر کرا جامۂ پارسا بینی ورنہ دانی کہ در نہانش چیست	پارسا دان و نیک مرد انگار محتسب را درون خانہ چہ کار	〃
چشم بد اندیش برکندہ باد ور ہنر داری و ہفتاد عیب	عیب نماید ہنرش در نظر دوست نہ بیند بجز آن یک ہنر	〃
ندہد ہوشمند روشن رائے بوریا باف گرچہ بافندہ است	با فرومایہ کار ہائے خطیر نبرندش بکارگاہِ حریر	〃
مٹی سے بنا ہے دل کو تو سنگ نہ کر منظور اگر ہے جا دلوں میں اے دوست	ہر بات پر معترض نہ ہو جنگ نہ کر بہتر ہے کہ دشمن کا بھی دل تنگ نہ کر	〃
لذتِ جہاں چشیدہ باشی ہمہ عمر ہم آخرِ عمر رحلت باید کرد۔	با یار چو آرمیدہ باشی ہمہ عمر خوابی باشد کہ دیدہ باشی ہمہ عمر	لا اعلم
سیلاب گرفت گرد ویرانۂ عمر بیدار شو اے خواجہ کہ خوش خوش بکشند	آغاز پرے نہاد پیمانۂ عمر حمالِ زمانہ رخت از خانۂ عمر	حافظ
از خوانِ فلک قرص جوے بیش مخور از نعمت الوان شہاں دست بدار	انگشت عسل مخواہ دو صد نیش مخور خون دل صد ہزار درویش مخور	لا اعلم
اے مرد رسیدت اگر از خلق آزار گر بر سر تو نہند پا مردم دہر	رنجے مبر از ذلت و خواری زنہار تو از رہِ انکسار سر برپا دار	درد
زاہد ز غم زمانہ محزون و فگار شک نیست کہ ہر دو در اکشد آخر کار	ما از غم یار این چنین زار و نزار او را غم روزگار و ما را غم یار	لا اعلم

خشت سر خم ز مملکت جم بهتر	بوی قدح از غذای مریم بهتر	
آه سحری ز سینهٔ خماری	از نالهٔ بوسعید و ادهم بهتر	عمر خیام
با یار چو آرمیده باشی همه عمر	خوابی باشد که دیده باشی همه عمر	
هم آخر عمر رحلتت باید کرد	لذات جهان چشیده باشی همه عمر	عمر خیام
خون خور اگر بریزی بر زمین	به که آب روی ریزی در کنار	
بت پرستیدن به از مردم پرست	پند گیر و کار بند و گوش دار	لا اعلم
چون بت رخ تست بت پرستی خوشتر	چون باده ز جام تست مستی خوشتر	
از هستی عشق تو چنان نیست شدم	کان نیستی از هزار هستی خوشتر	رومی
گفتم ز درت به کعبه آرم رخ سیر	شاید شویم دل از آلایش غیر	
گفتا که چو محروم شدی از در ما	خواهی در کعبه کوب و خواهی در دیر	لا اعلم
بود چار چیز از کمال حماقت	مکن هیچ یک را از اینها تصور	
به مفسد سخاوت به احمق محبت	به نادان تواضع به دانا تکبر	ابن یمین
در پرده ز محتسب شراب اولی‌تر	پوشیدن کار ناصواب اولی‌تر	
فعل بد خویش را نهان می‌دارم	باشد رخ زشت را نقاب اولی‌تر	قدسی
پا آبله از کفش بنت بهتر	گر نیست وفا ترک محبت بهتر	
در مذهب من ز دو دید وزخ رفتن	بسیار ز انتظار جنت بهتر	فدائی
دی کوزه گری بدیدم اندر بازار	بر پاره گلی لگد همی زد بسیار	
وان گل بزبان حال با وی میگفت	من همچو تو بوده‌ام مرا نیکو دار	عمر خیام
عمر تو چه دو صد و چه سی صد چه هزار	زین کهنه سرا برون برندت ناچار	
گر بادشهی و گر گدای بازار	این هر دو بیک نرخ بود آخر کار	عمر خیام
ای دل زر و سیم را بیندیش و بخور	آن روز به بین را غمی از پیش بخور	
اندر غم این و آن بسر بردی عمر	خوردی غم هر چیز و غم خویش بخور	لا اعلم
زین توده خاک چون مسیحا بگذر	از خواب و خور و سبزه و صحرا بگذر	

خرّمی از آب و علف دست بدار	سگ نیستی از جیفهٔ دنیا بگذر	لا اعلم
میان لاله و گل آشیان گیر	ز مُرغِ نغمه خوان درسِ فغان گیر	
اگر از ناتوانی گشته پیر	نصیبے از شبابِ این جہان گیر	لا اعلم
این عشقِ دو روزه را دِلا باز گذار	کز عشقِ دو روزه بر نمی آید کار	
زاں سان عشقے گزیں کہ در روزِ شمار	با آں گیری قرار در دارِ قرار	جامی
در محضرِ دوست بینوائی خوشتر	در خدمتِ بادشہ گدائی خوشتر	
چون کار نه بر وفقِ رضائی من و تست	تسلیم بر قسمتِ خدائی خوشتر	لا اعلم
دیوانگی از صبر و قرار اولی تر	بیگانگی از یار و دیار اولی تر	
اسباب دو کون عرضه کردم بر دل	گفت اے بیدرو- دردِ یار اولی تر	بیگانه

ز

با مردم ہوشمند و عاقل آمیز	وز نا اہلان ہزار فرسنگ گریز	
گر نیش دہد ترا خردمند بنوش؛	ور نوش رسد ز دست نا اہل بریز	
یا رب تو مرا آتشِ قہر مسوز	در خانهٔ دل چراغِ ایمان افروز	
این خلعتِ بندگی که شد پاره زجرم	از راهِ کرم برشتهٔ عفو بدوز	اشرف
از بوالہوساں کام نیابی ہرگز	زین طائفه آرام نیابی ہرگز	
صد سال اگر جان بکنی ہمچو نگین-	بدنام شوی - نام نیابی ہرگز	سرمد
گر گوہرِ طاعتت نسفتم ہرگز	ور گردِ گنه ز رخ نرفتم ہرگز؛	
نومید نیم ز بارگاهِ کرمت	زیرا که یکے را دو نه گفتم ہرگز	عمر خیام
با مردم پاک باز و عاقل آمیز	وز نا اہلان ہزار فرسنگ گریز	
گر زہر دہد ترا خردمند بنوش-	ور نوش رسد ز دست نا اہل بریز	عمر خیام
در وادیِ عشق جمله ناز است و نیاز	طے میشود اینجا ہمه اوضاعِ مجاز	

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
ہر سوے در آن کوے تو آن بُرد سجود	در کعبہ ز ہر جہت تواں کرد نماز	نفی

س

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
بدیدار مردم شُدن عیب نیست اگر خویشتن را ملامت کنی	ولیکن بخند انکہ گویند بس ملامت نہ باید شنیدن ز کس	لا اعلم
روے زیبا و جامۂ دیبا ایں ہمہ زینتِ زنان باشد	عرق و عود و رنگ و بوے ہوس مرد را کیر و خایہ زینت بس	لا اعلم
اے واقفِ اسرارِ ضمیر ہمہ کس یارب تو مرا توبہ دہ و عُذر پذیر	در حالتِ عجز دستگیر ہمہ کس اے توبہ دہ و عُذر پذیر ہمہ کس	لا اعلم
من باغِ جہان را قفسے دیدم و بس از صبح وجود تا شبانگاہ عدم	مُرغش ز ہوا و ہوسے دیدم و بس چون چشم کشودم نفسے دیدم و بس	سحابی
نان و سرکہ گر نہی پیش کسے بہ کہ حلوا و شکر پیش آوری	لفظ خود شیریں کُنی چون انگبیں وانگہے سرکہ بمالی بر جبیں	ابن یمین
دوشم گزر افتاد بہ ویرانۂ طوس گفتم چہ خبر داری از ایں ویرانہ	دیدم چغدے نشستہ جاے طاؤس گفتا خبر ایں است کہ افسوس افسوس	شہید
مُرغے دیدم نشستہ بر بارۂ طوس با کلہ ہمی گفت کہ افسوس افسوس	در پیش نہادہ کلۂ کیکاؤس کو بانگ جرسہا و کجا نالۂ کوس	عمر خیام

ش

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
در کارگہہ کوزہ گرے رفتم دوش ناگاہ یکے کوزہ برآورد خروش	دیدم دو ہزار کوزہ گویا و خموش کو کوزہ گر و کوزہ خر و کوزہ فروش	عمر خیام

صاحب کرما بر منِ گمراه بہ بخش
سهوی اگرم فتادہ ناگاہ بہ بخش
بخشندہ پس از خدا چو امروز توی
در دست توام خواہ بکش خواہ بہ بخش
طالب

عمرے کہ شمردہ ایم سال و ماهش
مانند فلک قرار بنود گاهش
سرگرم سراغ کیست یا رب دوران
یک خلق چو سایہ میرود همراهش
درد

کو عقل و کجا فهم و کرا بینش و هوش
کوران و کران بهم نمایند خروش
چون شمع دریں بزم عبث می سوزی
اے روشنی طبع تو هم شو خاموش
درد

منعم کہ بہ عیش میرود روز و شبش
نالیدنِ درویش نداند سببش
بس آب کہ میرود بہ جیحون و فرات
در بادیہ تشنگان بجان در طلبش
سعدی

چون آمدۂ بعالمِ امکان باش
دیدی کن و بر وضع جهان خندان باش
اینجا اے درد خود صلاے عام است
یکچند دریں خانہ تو هم مهمان باش
درد

آتش بہ دو دستِ خویش در خرمن خویش
خود برزدہ ام چہ نالم از دشمن خویش
کس دشمنِ من نیست منم دشمنِ خویش
اے واے من و دستِ من و دامن خویش
لا اعلم

شنیدم در عدم پروانہ می گفت
دمے از زندگی تاب و تبم بخش
پریشان کن سحر خاکسترم را
ولیکن سوز و ساز یک شبم بخش
لا اعلم

بگذار طلب بہ تختِ شاهی بہ نشیں
در سایۂ رحمتِ الهی بہ نشیں
خلوت بنود گوشہ نشینی تنها
بیخود شو و هر کجا کہ خواهی بہ نشیں
لا اعلم

در مذهب بالجملہ یکسان می باش
در دائرۂ کفر با یمان می باش
ایں ست طریقِ عشقِ جانانۂ ما
زنار بگردن و مسلمان می باش
نامی

گر قرب خدا می طلبی دلجو باش
اندر پس و پیش خلق نیکوگو باش
خواهی کہ چو صبح صادق القول شوی
خورشید صفت با همہ کس یکرو باش
لا اعلم

بیشی طلبی ز هیچ کس بیش مباش
چون مرهم و موم باش و چون نیش مباش
خواهی کہ ز هیچ کس بتو بد نرسد
بدگوے و بدآموز و بداندیش مباش
عمر خیام

سودے نکند فراخناے بر و دوش
گر آدمی عقل و هنر باید و هوش

گاؤ از من و تو فراخ تر دارد چشم،	پیل از من و تو بزرگتر دارد گوش	سعدی
سر بر مفراز و خاکپاے ہمہ باش،	دلہا مخراش و در رضائے ہمہ باش	
با خلق بنا میختن از خامی تست	ترک ہمہ گیر و آشنائی ہمہ باش	حالی
پندے دہم اَت اگر بمن داری گوش	از بہر خدا جامۂ تزویر مپوش	
عقبیٰ ہمہ روزست و دنیا یکدم،	از بہر دمی ملک ابد را مفروش	عمر خیام
در کارگہ کوزہ گرے بودم دوش،	دیدم دو ہزار کوزہ گو یا و خموش	
ہر یک بزبان حال با من گفتند	کو کوزہ گر و کوزہ خر و کوزہ فروش	عمر خیام

ض

کردی شب و روز کامرانی بالغرض	دیدی ہمہ خیر ایں جہانی بالغرض
مرگ و پیری دو چار گردد آخر	صد سال اگر زندہ بمانی بالغرض

ط

آنرا کہ نہ عاشق ست از یار چہ حظ،	وانرا کہ نہ مشتاق ز دیدار چہ حظ
نابینا را چو چشم عالم بین نیست	زالوان چہ تمتع و از انوار چہ حظ

غ

ایں تیرہ دلاں کہ تیر بارند چو میغ	در جور و ستم نمی نمایند دریغ
بر اہل گداز دستِ ظالم نرسد	سیماب نگشت کشتہ از خنجر و تیغ

ق

سیہ باد روے سپہر کبود	کہ باکینہ جفت ست و با مہر طاق	ابن یمین
بہ عیسی مریم خرے میدہد	بکودن ہمی میدہد صد براق	

ک

مومن شوق گناہگاری کب تک	اے تیرہ دروں سیاہ کاری کب تک	مومن
ماں اپنے خدا کو - باز آ بہر خدا	اے دشمن دیں بتوں سے یاری کب تک	
ردی کو کمل انیک	کمل کو ردی ایک	لا اعلم
(آفتاب) ہم سے تہیں انیک	تم ہو ہمکو ایک	
گر فضل کنی ندارم از عالم باک	در عدل کنی شوم بہ یکبار ہلاک	لا اعلم
روزی صد بار گویم اے صانع پاک	مشتے خاکم چہ آید از مشتی خاک	

گ

پر ناری پینی چھری ہے	مت کوئی کرو پر سنگ	لا اعلم
دس مستک (تیز) راون گئے	پر ناری کے سنگ	
موجود یگانہ ایست پاک از ہمہ رنگ	چہ کفر و چہ ایمان چہ صلح و چہ جنگ	لا اعلم
خورشید ہماں یکے و بے تغیر است	خواہی در روم بیں و خواہی در زنگ	
در باغ مراد ما ز بیداد تگرگ	نے نخل بجائے ماند نے شاخ نہ برگ	غالب
چوں خانہ خرابست چہ نالیم ز سیل	چوں زیست وبالست چہ ترسیم ز مرگ	

طفلی بگذشت و شد جوانی حاصل
پیری هم می رسد نباشی غافل
هر چند چو تار سبحہ بر جائے خودی
چوں دانہ کند قطع رہ اینجا منزل
درد

گر قلب نبود باید انیک دل
در عاشق فرد باید انیک دل
گر کعبۂ شوق باید انیک جان
ور قبلۂ درد باید انیک دل
عطار

وصل تو بکام غیر دیدن مشکل
وز دیدن تو طمع بریدن مشکل
گفتی کہ بمیر تا بوصلم برسی
مردن آساں ولے رسیدن مشکل
لا اعلم

گر باغ عشق ساز گار آید دل
بر مرکب آرزو و سوار آید دل
گر دل نبود کجا وطن سازد عشق
ور عشق نباشد بچہ کار آید دل
لا اعلم

م

روزے پئے گلاب می گردیدم
فرخندہ گلے بر سر آتش دیدم
گفتم کہ چہ کردۂ ترا می سوزند
گفتا کہ دریں باغ دمے خندیدم
لا اعلم

پسندیدست بخشایش ولیکن
منہ بر ریش خلق آزار مرہم
ندانست آنکہ رحمت کرد بر مار
کہ آن ظلمست بر فرزند آدم
لا اعلم

سال و فال و مال و حال و اصل و نسل و تخت و بخت
یارب اندر ہر دو گیتی برقرار و بر دوام
سال خرم - فال نیکو - مال وافر - حال خوش
اصل ثابت نسل باقی - تخت عالی بخت رام
لا اعلم

از کردۂ خویش منفعل بسیارم
عمریست کہ پابند دریں آزارم
چیزے کہ بباید نشود - ازمن شد
برفضل نظر کن - نہ بر کردارم
سرمد

یارب تو عطا کن ز قناعت گنجم
عمریست کہ در حرص و ہوا در رنجم
دیں را نتواں کرد بہ دنیا سودا
ہر لحظہ دریں سود و زیاں می سنجم
سرمد

غمناکم و از کوئے تو با غم نروم
جز شاد و امیدوار و خرم نروم
از حضرت ہیچو تو کریمے شاہا
محروم کسے نرفت و من ہم نروم
سرمد

افسوس که پیک عمر راہے کردیم
درنامه نماند جائے یک نقطه سفید
مردانه نه زیستیم و آہے کردیم
ازبسکه شب و روز سیاہے کردیم

معین

عمریست که چون زلف پریشان خودیم
تاجلوهٔ یار جلوه گر شد در ما
چون غنچهٔ گل سر به گریبان خودیم
آئینه صفت همیشه حیران خودیم

درد

از کوری دل بجز دنگاہے نکنم
من بندهٔ ناکاره و تو بخشنده
دان کار که کردنی ست گاہے نکنم
دیگر چه کنم اگر گناہے نکنم

درد

با نفس همیشه در نبردم چه کنم
گیرم که ز من درگذرانی به کرم
وز کردهٔ خویشتن به دردم چه کنم
زین شرم که دیدی که چه کردم چه کنم

عمر خیام

گر من گنه جمله جہان کردستم
گفتی که بوقت عجز دستت گیرم
لطف تو امید است که گیرد دستم
عاجز تر ازیں مخواه کاکنون هستم

لا اعلم

غمناکم و از در تو با غم نه روم
از درگه همچو تو کریمے هرگز
جز شاد و امیدوار و خرم نه روم
نومید کسے نرفت و من هم نه روم

لا اعلم

چون عود نبود چوب بید آوردم
تو خود گفتی که نا امیدی کفر است
روے سیه و موے سپید آوردم
بر قول تو رفتم و امید آوردم

لا اعلم

افسوس که مخلوق پرستی کردم
ایں باده خمار داشت هشیار شدم
وز همت پست رو به پستی کردم
ایام شباب بود مستی کردم

سرمد

تاکے غم زید و گه غم عمرو خوریم
خوش باش به نیش و نوش کز نخل حیات
آن به که بجائے غم ز خم خمر خوریم
فرض ست که گه خار و گہے ثمر خوریم

قاآنی

ایں جوش حباب از قدیم ست قدیم
لب تشنهٔ طرح نو ست ایں کهنه رباط
ایں نقش سراب از قدیم ست قدیم
ایں خانه خراب از قدیم ست قدیم

سرمد

هر روز یکے روز در آید که منم
چوں کار جہاں برو قرارے گیرد
خود را بجہانیاں نماید که منم
ناگاه اجل ز در در آید که منم

محمود

نے دل ز پئے طمع مشوش دارم
نه سینه ز حرص زر پر آتش دارم

ناقِ جو و آب چاه و بکجے خالی
یارب که چه زندگانیِ خوش دارم
خسرو

یارب بچه تحصیل رضائے تو کنم
عمرِ ابدی به خضر ارزانی باد
خود را به چه حیله آشنائے تو کنم
من میخواهم که جان فدائے تو کنم
نعیم

چون عود نبود چوبِ بید آوردم
چون خود گفتی که نا امیدی کفرست
روئے سیه و موے سفید آوردم
فرمان تو بردم و امید آوردم
لا اعلم

در سر نه هوائے مال و جاهے دارم
صاحب نظرے توجہے گر بکنند
در دل نه غم زر و سپاهے دارم
چون آئینه چشم یک نگاهے دارم
درد

از اهل دول مدار چشم انعام
در کیسهٔ شان غیر تهیدستی نیست
جوشند اگر با تو به گرمی تمام
بدنام خزانه اند همچون حمّام
واقف

از دستِ بخیل زر فتادن معلوم
از دون نشان کامروائی مشکل
از لطفِ عقیمه طفل زادن معلوم
از ناخنِ پا گره کشادن معلوم
امجد

با آنکه یکے گام به منزل دارم
در خاک نه دانم که چسان می گنجم
صد تخم هوس هنوز در گل دارم
با این همه آرزو که در دل دارم
مومن

ما با مے و مستی سرِ تقویٰ داریم
گوئے دنیا و دین بهر دو بهم آید راست
دنیا طلبیم و میل عقبیٰ داریم
این است که ما نه دین نه دنیا داریم
لا اعلم

آنم که دل از کون و مکان بر کندم
گندم ز سر کوهِ قناعت سنگے
و ز خوانِ جهان به لقمهٔ خورسندم
آوردم و بر رخنهٔ آز افگندم
لا اعلم

خواهی که رسی به کام بردار دو گام
نیکو مثلے شنو ز پیر بسطام
یک گام ز دنیا و دگر گام ز کام
از دانه طمع ببر که رستی از دام
بسطامی

سلطان منم و منت سلطان نکشم
نفسم چو سگ ست و من مثالِ سگبان
از بهر دو نان منت دونان نکشم
از بهر سگے منت سگبان نکشم
سرمد

آن دوست که دیدنش بیارآمد چشم
مارا ز برائے دیدنش باید چشم
بے دیدنش از گریه نیاساید چشم
در دوست نه بینیم بچه کار آید چشم
سعدی

بے دیدن دوست دیدگانرا چه کنم؛
جانم زبرای وصل او می بایست
ای دوست بیا تا غم فردا نخوریم
بے حکمش نیست ہر گناہے که مراست
آن به که زجام و باده دل شاد کنیم
این عاریتی روانِ زندانی را
تا در طلبِ دوست ہمی بشتابم
گیرم که وصال دوست درخواہم یافت
دیروز به بازار شدم بشگفتم
آخر چه گناه داری اے آئینه
من باده خورم ولیک مستی نکنم؛
دانی غرضم زمے پرستی چه بود
بار آه صواب از خطا می گردیم؛
او در دل ما در طلبش کوئی بکوئی
در ہجر من از طرب کنارے دارم
غم بر سر غم زغمگسارے دارم
از بار گنه خمیده پشتم چه کنم
نے در صف کافر نه مسلمان جایم
ما عادت خود بہانه جوئی نکنیم
آنہا که بجائے ما بدیہا کردند
ہر کس که ہنرمند زید در عالم
دیدی که بوقت رشته تابی خیاط
از اہلِ جہان و صنع جدائی دارم

چون نیست امید وصل جان را چه کنم
بے جانِ جہان جانِ جہانرا چه کنم
لا اعلم

وین یک دم نقد را غنیمت شمریم؛
پس ما غم آینده بہر چه بخوریم
عمر خیام

وز آمده و گذشته کم یاد کنیم
یک لحظه ز بندِ عقل آزاد کنیم
عمر خیام

عمرم بکران رسید و من درخوابم
این عمر گذشته را کجا دریابم
فرخی

آئینه آویخته دیدم گفتم
گفتا که جمال دیدم و نہفتم
لا اعلم

باللہ بقدح دراز دستی نه کنم
تا ہمچو تو خویشتن پرستی نه کنم
عمر خیام

ہر چند که رفته ایم و امی گردیم
معشوقه کجا و ما کجا می گردیم؛
فیاض

با ناله و آه روزگارے دارم
با این ہمه غم خوشم که یارے دارم
لا اعلم

نے راه به مسجد نه کنشتم چه کنم
نے لایق دوزخ نه بہشتم چه کنم
لا اعلم

جز راست روی و نیک خوی نکنیم
گر دست دہد بجز نکوئے نکنیم؛
ولی

ہست از ہنر خویش دلش را صد غم
می ساید دست از تاسف برہم
غنی

عیش دگر از فیض خدائی دارم

واقف

شرمندهٔ یک قطره نیم زین دریا ــ مانند صدف رزق هوائی دارم

درد

گه در طلب کمال علم و هنریم ــ گاهی ز رہ بیہودگی مادر بدریم
داریم ہجوم بر لب بحر خیال ــ ہستی پل بستہ‌ست و ما می گذریم

جامی

دوش آئینهٔ خویش به صیقل دادم ــ روشن کردم به پیش خود بنهادم
در آئینهٔ عیب خویش چندان دیدم ــ کز عیب کسان هیچ نیاید یادم

قاآنی

گاہی ہوس بادهٔ رنگین دارم ــ گاه آرزوی وصل نگارین دارم
گر سبحه بدست و گاه زنار بدوش ــ یارب چه کسم کیم چه آئین دارم

الفت

با آنکه ز عشق سرفرازی بکنیم ــ با گردش چرخ سفله بازی بکنیم
سازیم زمانه بکام دل خویش ــ یکچند بیا زمانه سازی بکنیم

لا اعلم

روزی ز پی گلاب می گردیدم ــ پژمرده عذار گل در آتش دیدم
گفتم که چه کردهٔ که می سوزندت ــ گفتا که درین باغ دمی خندیدم

جامی

گیرم که ز علم واضع زیچ منم ــ فرمان ده روزگار پرپیچ منم
از دیدهٔ اعتبار چون درنگرم ــ دنیا هیچست و هیچ در هیچ منم

لطفی

یکچند پی گردش افلاک شدیم ــ یکچند پی دانش و ادراک شدیم
از آمد و رفت خود همی فهمیدیم ــ کز خاک برآمدیم و در خاک شدیم

لا اعلم

پاک از عدم آمدیم و ناپاک شدیم ــ آسوده درآمدیم و غمناک شدیم
بودیم ز خاک تیره در آتش و آب ــ دادیم بباد عمر و در خاک شدیم

آزاد

با ہر که دوستی خود اظهار میکنم ــ خوابیده دشمنیست که بیدار می کنم
از بسکه در زمانه یکی اہل درد نیست ــ اظهار درد خویش به دیوار می کنم

لا اعلم

مست توام از جرعه و جام آزادم ــ مرغ توام از دانه و دام آزادم
مقصود من از کعبه و بتخانه توئی ــ ورنه من ازین ہر دو مقام آزادم

فہمنه

عودم چو نبود چوب بید آوردم ــ روی سیه و موی سفید آوردم
خود فرمودهٔ آنکه نا امیدی کفرست ــ فرمان تو بردم و امید آوردم

ساقی اگر م می ندہی می میرم
پیمانۂ ہر کہ پُر شود می میرم

وقت است کہ ترک پیر و استاد دہیم
با جام مئے دو سالہ در میکدہ ہا

آن دوست کہ دیدنش بیار آید چشم
مارا از برائے دیدنش باید چشم

صفائے روئے ترا از نقاب می بینم
نژاد گوہر من از محیط یکساں ست

در ساغر من زکف نہی می میرم
پیمانۂ من چو پُر نہی می میرم
— مہستہ

آموختہ ہا را ہمہ از یاد دہیم
ناموس ہزار سالہ برباد دہیم
— لا اعلم

بے دیدنش از گریہ نیاساید چشم
گر دوست نہ بیند بچہ کار آید چشم
— لا اعلم

بہ ماہ می نگرم آفتاب می بینم
بیک نظر ہمہ را چوں حباب می بینم
— صائب

ن

گلشن میں پھروں کہ سیر صحرا دیکھوں
ہر جا تری قدرت کے ہیں لاکھوں جلوے

پیش اُمراء طلب زر جھکتے ہیں
سجدہ ہیں یہ لوگ ترازو کی مثال

کہا احباب نے یہ دفن کے وقت
لحد تک آپ کی تعظیم کر دی

ویرانہ ہے وہ خانہ کہ جس گھر کو در نہیں
ناکارہ وہ دوا ہے کہ جس میں اثر نہیں

کون کہتا ہے کہ دُنیا میں خدا ملتا نہیں
یہ خودی دام بلا ہے۔ اس سے بچکر تم رہو

دیا دھرم کا مول ہے۔ پاپ مول ابھمان
لینے کو ست نام ہے۔ دینے کو ان دان

یا معدن و کوہ و دشت و دریا دیکھوں
حیران ہوں کہ دو آنکھوں سے کیا کیا دیکھوں
— لا اعلم

سجدے سے سوا مجرے میں سر جھکتے ہیں
ہے مال جدھر سو ادھر جھکتے ہیں
— انیس

کہ ہم کیونکر وہاں کے حال جانیں
اب آگئے آپ کے اعمال جانیں
— اکبر

بیکار وہ شجر ہے کہ جس کو ثمر نہیں
بدبخت وہ بشر ہے کہ جس کا پسر نہیں
— لا اعلم

ہے خودی جبتک کہ انساں میں پتہ ملتا نہیں
پھر نہ تم ہرگز کہو گے کہ خدا ملتا نہیں
— لا اعلم

تلسی دیا نہ چھانڈے۔ جب لگ گھٹ میں ان
ترنے کو ہے دینتا۔ ڈوبن کو ابھمان
— تلسی داس

چہ خوش گفت جمشید بارٹے زن؛ چو زن راہ بازار گیرد بزن؛	کہ یا پردہ یا گور بہ جائے زن وگرنہ تو در خانہ بنشین چو زن	لاأعلم
در میر و وزیر و سلطان را؛ سگ و دربان چو یافتند غریب	بے وسیلت مگر دپیرامن ایں گریبان گرفت و آن دامن	سعدی
حذر کن زانچہ دشمن گوید آن کن۔ گرت رہے بنماید راست چون تیر	کہ بر زانو زنی دست تغابن ازان برگرد و راہ دست چپ گیر	″
کس منھ سے کہوں لایق تحسین میں ہوں ہوتی ہے حلاوت سخن خود ظاہر	کیا لطف جو گل کہے کہ رنگین میں ہوں کہتی ہے کہیں شکر کہ شیرین میں ہوں	انیس
لذت چاہو تو وصل معشوق کہاں کہتا ہے یہ دل کہ خودکشی کی ٹھیرے	شوکت چاہو تو زر کا صندوق کہاں خیر اسکو بھی مان لیں تو بندوق کہاں	اکبر
ہندو سے لڑیں نہ گبر سے بیر کریں؛ جو کہتے ہیں یہ کہ ہے جہنم دنیا	شر سے بچیں اور شر کی عوض خیر کریں وہ آئیں اور اس بہشت کی سیر کریں	حالی
چوروں سے زر و مال بچا سکتے ہیں بچتی نہیں اسراف سے کوڑی لیکن	پہرے پہ سپاہی کو لگا سکتے ہیں اس چور پہ قابو نہیں پا سکتے ہیں	فراق
مقبروں میں دیکھتے ہیں اپنی ان آنکھوں سے روز تو بھی ٹھوکر مار کر چلتے ہیں رعنائی سے یار	یہ برادر - یہ پدر - یہ خویش - یہ فرزند ہیں سو جھتا اتنا نہیں - ہم خاک کے پیوند ہیں	سوز
ایں ہستی موہوم حباب ست بہ بیں از دیدۂ باطن بہ نظر جلوہ گرست	ایں بحر پر آشوب سراب ست ہمیں عالم ہمہ آئینۂ آب ست بہ بین۔	سرمد
افعال بدم ز خلق پنہان میکن امروز خوشم بدار فردا با من	دشوار جہان بر دلم آسان میکن آنچہ از کرم تو می سزد آن میکن	″
یارب بہ دل اسیر من رحمت کن بر پائے خرابات رو من بختا ی؛ بر نالہ و برزاری من رحمت کن	بر خاطر غم پذیر من رحمت کن۔ بر دست پیالہ گیر من رحمت کن۔ بر مفلسی و خواری من رحمت کن	عمر خیام

بر گریہ و بیداری من رحمت کن ؛
بر فقر و نگونساری من رحمت کن ؛
قاسم

من در عجبم کہ ہر کہ خواہد مردن
از بہر چہ آزار خود و یار کند ؛
با خود بجز از کفن نخواہد بردن
و آمادہ کند آنچہ نخواہد خوردن
لا اعلم

فارغ ز غم بودہ و نابودہ نشین
تدبیر تو بلاے جانست عاقل ؛
ایمن ز این چرخ آفت اندودہ نشین
خود را بگذار و آسودہ نشین ؛
واقف

با اہل دول تندی خو پیدا کن
تا کے ز ہوا زنی لعنت آتش
در گلشن مسکنت نمو پیدا کن ؛
در خاک نشین و آبرو پیدا کن
درد

از رہ مروی بہ جعد گیسو از زن
از پہلوے مرد زن بُرون آوردند
مار سیاہ است ہر سر مو از زن
یعنی کہ تہی بہ است پہلو از زن ؛
مومن

اشراق عنیں دل از بتان شاد مکن
این دیر فنا را سر آبادی نیست
بُت خانہ ز سنگ کعبہ آباد مکن
اندر رہ سیل خانہ بنیاد مکن
اشراق

با دشمن و با دوست تفضل میکن
غافل منشین کہ عالم اسباب است
بیداد ز ہر کسی تحمل می کُن
اسباب نگہ دار و توکل می کُن
لا اعلم

با حکم قضا ستیزہ نتوان کردن
تدبیر کجا علاج تقدیر کند
با دست علاج نیزہ نتوان کردن
آہن با موم ریزہ نتوان کردن
لا اعلم

اسرار نہان فاش نباید گفتن ؛
ہر چند کہ آئینہ جدا نیست ز عکس
جز حیرت سامع نفزاید گفتن
ایک آئینہ را عکس نشاید گفتن
لا اعلم

کم گو کہ سخن بود چون دُرِ مکنون
تنگی ز دہن از آن پسندیدہ بود
گردد ز کمی قیمت این دُر افزون
تا صرف از آن شمردہ آید بیرون
لا اعلم

اندر رہِ دین تصرف آغاز مکن
سرّ دل ہر بندہ خدا می داند
چشم بدِ خود بہ عیب کس باز مکن
خود را تو درین میانہ انباز مکن
لا اعلم

جانان نظرے بر دل درویشم کن
این میدانم کہ خاک می باید شد
یا چارۂ جان چارۂ اندیشم کن
گر خاک کنی خاک رہِ خویشم کن
عطار

مصرع اول	مصرع دوم	شاعر
از دامن دوست دست کوتاہ مکن	ور تیر زند بر جگرت آہ مکن	لاأعلم
یک لحظہ زیادِ دوست غافل منشین	او خواہ ز تو یا وکُن و خواہ مکن	
باہر بد و نیک راز نتواں گفتن	دایم سخنی و راز نتواں گفتن	عمر خیام
حالی دارم کہ شرح نتوانم داد	رازی دارم کہ باز نتواں گفتن	
فائض سخنِ راست زما باور کن	مژگان بندامتِ گناہے تر کن	فائض
پروانہ شبے بخواب ما آمدہ گفت	شب رفتہ چہ مردہ چراغ بر کن	
رفتم بہ طبیب و گفتم از درد نہاں	گفتا از غیر دوست بر بند زباں	مہنہ
گفتم کہ غذا گفت ہمیں خون جگر	گفتم پرہیز۔ گفت از ہر دو جہاں	
قومے متفکر اند در مذہب و دیں۔	جمعے متحیر اند در شک و یقین	عمر خیام
ناگاہ منادی بر آمد ز کمیں	کائے بیخبراں راہ نہ آنست و نہ ایں	
اسرارِ ازل را نہ تو دانی و نہ من	ویں حرف معما نہ تو خوانی و نہ من	لاأعلم
ہست از پسِ پردہ گفتگوے من و تو	گر پردہ بر افتد نہ تو مانی و نہ من	
غربتی گر روی بہ شہر و دیارِ	روے در مسجد مصفّا کن	غربتی
دوست را گر نمیتوانی دید۔	خانۂ دوست را تماشا کن	
تا خلق خدا سخن بہ شیرینی کن۔	اظہار ریا ز عجز و مسکینی کن	لاأعلم
تا بر سر دیدہ جا دہندت مردم	چون مردم دیدہ ترک خود بینی کن	
دشنام اگر دہد خسیسے	چارہ بنو بجز شنیدن	شاپور
گر پائے کسے سگے گزیدہ	با سگ نتواں عوض گزیدن	
سرما بگذشت و ما ہمانیم ہماں۔	گر ما بگذشت و ما ہمانیم ہماں	نساخ
ایں روز و شب و سال و مہ و شام و پگاہ	بر ما بگذشت و ما ہمانیم ہماں	
آنکس کہ خمیر کرد آب و گلِ من۔	آراستہ در صدق و صفا منزلِ من	درد
در خدمتِ خویش اعتقادست مرا	از من پوشیدہ نیست راز دلِ من	
اے تازہ جوان بشنو ازیں پیر کہن	یک نکتہ کہ ہست مایۂ مغز سخن	

یارے کہ درو معرفتی نیست مگیر	کاری کہ درو منفعتی نیست مکن	
گر مست نۂ مست نمائی میکن	ور دزد نۂ - نہاں رُبائی میکن	لا اعلم
تا خلق ز اسرار تو واقف نشوند	رندی بنمائے و پارسائی میکن	
قلاش و سیہ گلیم و عاشق بودن	میخوارہ و بت پرست و فاسق بودن	لا اعلم
در کنج خرافات موافق بودن۔	بہ زانکہ بخرقہ در منافق بودن	
پرسید ز یار خود یکے از یاراں	کائے یار بگو چگونہ گفت ایجاں	لا اعلم
فرسودہ شد از خوردن نعمت دنداں	لیک از گلہ یکروز نیاسود زباں	
در عشق بتاں بے سر و ساماں بودن	ہمدم ہمہ دم با غم ایشاں بودن!	"
رفتن بہ کلیسا و بستن زنار	بہ زانکہ بہ تقلید مسلماں بودن!	
اسرار صفا بہ پیش دونا گفتن	بیجاست چو گوہر بخشایش سُفتن	درد
یعنی نرود کدورت از طبع دنی	از روئے زمیں غبار نتواں رفتن	
دوشینہ پئے گلاب میگر دیدم در طرف چمن	پژمردہ گلے میاں گلہا دیدم پر مردہ چو من	عمر خیام
گفتم کہ چہ کردۂ چنیں میسوزی اے عاشق زار	گفتا کہ بسے دریں چمن خندیدم بس واے بمن	
اشراق دل از غم بتانِ شاد مکن	بتخانہ ز سنگ کعبہ آباد مکن	اشراق
ایں دیر فنا اسم آبادی نیست	رو در رہِ سیلِ فنا نہ بنیاد مکن	
تا کئے مغرور بادشاہی بودن۔	ہنگامہ گر جہاں پناہی بودن۔	درد
امروز بہر چہ می توانی می ناز۔	فردا تو بیادِ کس نخواہی بودن۔	
شاہا چو گدا بادلِ غمناک نشیں!	بیباک چنیں نہ زیر افلاک نشیں	درد
زاں پیش کہ با خاک برابر گردی!	از تخت فرود آ و برخاک نشیں	
اے حاصل تو زندگانی مُردن۔	تا چند پئے حیاتِ فانی مُردن	درد
اے عزہ و ہم خود پرستی مُردی!	پیش از مُردن اگر توانی مُردن!	
گرما بگذشت و ایں دلِ زار ہماں	سرما بگذشت و ایں دلِ زار ہماں	درد
القصہ ہزار گرم و سرد عالم	برما بگذشت و ایں دلِ زار ہماں	

سلطان گوید کہ نقدِ گنجینہ من	صوفی گوید کہ دلق پشمینہ من	غزالی
عاشق گوید کہ داغ دیرینہ من	من دانم و من کہ چیست در سینہ من	
عمرے زپئے وصالِ خوبانِ جہان	گردیدم و این تجربہ کردم آسان	حافظ
یک راحت و صد ہزار محنت وصلت	یک محنت و صد ہزار راحت ہجران	
در کوئے مغان موسم گل منزل کن	خود را بدر جنون بزن غافل کن	سرمد
این خرقۂ پشمینہ کہ بارست و وبال	از دوش بنہ ۔ فراغتے حاصل کن	

و

ضائع نہ کر آغوش کے پالے دل کو	کرتے ہیں پسند درد والے دل کو	انیس
درکار اگر ہے زادِ راہِ عقبیٰ	سب چھوڑ کے دنیا سے اُٹھالے دل کو	
روتا ہوں میں دوستو ۔ مجھے رونے دو	دامن پہ ہے داغ معصیت دھونے دو	شاکر
اب نزع کی حالت میں وصیت کیسی	جاؤ بھی ہٹو ۔ غل نہ کرو ۔ سونے دو	
غافلو ہو کہ نہ ہو تم کو سفر میں کچھ سود	ساعتِ نیک منجم سے مگر پوچھتے ہو	لا اعلم
لیک جب جاتے ہو دُنیا سے سوئے ملک عدم	نہ کوئی دن ۔ نہ کوئی وقتِ سفر پوچھتے ہو	
ہیں جو اچھے وہ خود سمجھتے ہیں	نیک و بد کو ۔ بُرے کو ۔ بہتر کو ۔	"
ہو مگر کس طرح بروں پہ اثر	نہیں لگتی ہے جونک پتھر کو	
بنو تند کاری گینڈا مارو	لوٹ پاٹ راجہ دھن لاؤ	"
چیونٹی مارے بسر نہ ہوئے	نربل لوٹے کبھی نہ کوئے ۔	
جو نکو غفلت سے سر اُٹھاؤ دیکھو	اچھا بُرا اپنا سوچ سمجھو دیکھو	"
رونا نہ پڑے کہ کچھ کیا نہ ہم نے	ہے موت کمیں گاہ میں دیکھو دیکھو	
ناکردہ گناہ در جہاں کیست بگو	آنکس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو	عمر خیام
من بد کنم و تو بد مکافات دہی	پس فرق میانِ من و تو چیست بگو	

اے درد کجا ساقی و صہبا و سبو۔	در گوش صدائے قلقل مینا کو	درد
چوں شیشۂ ساختند ایں ہمنفساں	ریزند بجائے آب حنا کے بر گلو	
اے شیخ بہ خلق از کرامات مگو۔	اخبار پریشاں بہبا ہات مگو	درد
منظور اگر بیہدہ گوئے باشد	دیگر چہ کم ست ایں خرافات مگو	
آں قصر کہ با چرخ ہمی زد پہلو	بر درگہ او شہاں نہادندے رو	عمر خیام
دیدیم کہ بر کنگرہ اش فاختۂ	بنشستہ ہمی گفت کہ کو کو کو کو	
اے درد دلِ من اصل تمنا ہمہ تو	وے در سرِ من مایۂ سودا ہمہ تو	مہند
ہر چند بہ روزگار در می نگرم	امروز ہمہ توئی و فردا ہمہ تو۔	

ہ

دنیا کا ہو۔ نہیں تو دین کا ہو رہ۔	بتخانے چلا ہے۔ تو وہیں کا ہو رہ۔	نادر
یہ دو فصلی نہیں ہے اچھی نادرؔ	ہوتا ہے تو نادان۔ کہیں کا ہو رہ	
خسرو کے سر پہ وہ نہ رہا تاج خسروی	لے رہ گیا وہ چتر فلک سا ہے جم کے ساتھ	عرفی
کیسی اب اُن کی دھوپ میں جلتی ہیں تربتیں	سایہ میں یاں پلے تھے جو ناز و نعم کے ساتھ	
مانگن گئے سو مر رہے۔ مرے جو مانگن جا نہہ	سب سے پہلے وہ مرے۔ جو ہوت کرت ہیں نانہہ	لا اعلم
مانگن مرن سمان ہے۔ مت کوئی مانگے بھیکھ	مانگن سے مرنا بھلا۔ یہ سکھو رو کی سیکھ	
گر نہ بیند بروز شپرۂ چشم	چشمۂ آفتاب را چہ گناہ	"
راست خواہی ہزار چشم چناں۔	کور بہتر کہ آفتاب سیاہ	
اے دل بچہ غم خوردنت آمد پیشہ	وز مرگ چہ ترسی چو درخت از تیشہ	"
وانگہ کہ بنا خوشی برندت زیں جا	خوش باش کہ رستی از ہزار اندیشہ	
دنیا بمراد راندہ گیر آخر چہ۔	ویں نامۂ عمر خواندہ گیر آخر چہ	عمر خیام
گیرم کہ بکام دل بماندی صد سال	صد سال دگر بماندہ گیر آخر چہ	

اے کز پئے کسب علم بر پا شدۂ از دفترِ عشق تا نخوانی ورقے	تحصیل علوم را مہیا شدۂ بو جہلی اگرچہ ابن سینا شدۂ	مومن
ہرچند دلِ خلق نگہداری بہ چوں عالم را وفا نخواہد بودن	کس را ز کم و بیش نیازاری بہ پس تخمِ جفا ہر انچہ کم کاری بہ	لا اعلم
چوں کیش خصومت ست بے کیشی بہ چوں درد دل از خویشتن و خویشان نسبت	چوں مال ملامت ست درویشی بہ بے خویشتنی بہ ست و بے خویشی بہ	"
ناداری ایں جہاں ز دارائی بہ آسودہ ز شغلِ ہر دو عالم بودن	دلق نمد از اطلس و دارائی بہ صدرہ ز سکندری و دارائی بہ	"
نے مال مرا باید و نے فوج و سپاہ ترکِ اسباب بہ ز جمع اسباب۔	از قطع تعلقم بود حشمت و جاہ کز دولت فقر ہر گدا گردد شاہ	درد
زیں مردم صد رنگ سیہ پوشی بہ از صحبت ناتمام بے حاصل شان	زیں خلق فرومایہ فراموشی بہ تنہائی و گوشہ و خاموشی بہ	لا اعلم
ابلیس کہ گشتہ در بدی افسانہ گر بیند اہل و آشنا مانع نیست	بیچارہ سگیست بر درِ جانانہ مانع شود آنرا کہ بود بیگانہ	"
یارب۔ دلِ پاک و جاں آگاہم دہ وہ راہ خود اول ز خودم بیخود کن	آہ شب و گریۂ سحر گاہم دہ آگاہ ز بیخودی بہ خود راہم دہ	جامی
اے جانِ جہان۔ جہانِ جاں ہمہ عشاق بہ ہر کنارہ می جویندت	یار ہمہ و مہربان ہمہ۔ با آنکہ ہمیشہ درمیانِ ہمہ۔	لا اعلم
از بسکہ شکست و باز بستم توبہ دیروز بہ توبہ شکستم ساغر۔	فریاد ہمی کند ز دستم توبہ وامروز بہ ساغرے شکستم توبہ	"
از شرب مدام و لاف مشرب توبہ در دل ہوسِ گناہ و بر لب توبہ	وز عشق بتانِ سیم غبغب توبہ زیں توبۂ نادرست یارب توبہ	جامی
آئینۂ صفا ز اہل تزویر مخواہ۔	بوئے عنبر ز طینت سیر مخواہ	شاپور

از زاہد خشک رمز عرفان مطلب	بینائی از آئینہ تصویر مخواہ	
اگر غم را چو آتش دود بودے	جہاں تاریک بودے جاودانہ	
دریں گیتی سراسر گر بگردے	خرد مندے نیابی شادمانہ	شہید
بگنج فارغ نشستن از دنیا بہ	از منصب جاہ بقایش استغنا بہ	
دنیا زن زشت و طالباش کورند	شوئے زن زشت روئے نابینا بہ	صادق
اے مولوی از کبر و ماعنت گندہ	ہر گہ کہ کند بر تو سلام ایں بندہ	
چندان حرکت بکن کہ از روئے قیاس	معلوم شود کہ مردۂ یا زندہ	لااعلم
چون چرخ فلک در اضطرابیم ہمہ	در محنت و غم بہ ہیچ و تابیم ہمہ	
از بہر دو روزہ عمر اے یار عزیز	بنگر کہ چگونہ در عذابیم ہمہ	علی حزین

ی

طفلی دیکھی شباب دیکھا ہم نے	ہستی کو حباب آب دیکھا ہم نے	
جب آنکھ ہوئی بند تو عقدہ یہ کھلا	جو کچھ دیکھا سو خواب دیکھا ہم نے	لااعلم
گلشن میں صبا کو جستجو تیری ہے	بلبل کی زباں پہ گفتگو تیری ہے	
ہر رنگ میں جلوہ ہے تیری قدرت کا	جس پھول کو سونگھتا ہوں بو تیری ہے	"
ہموار نہیں ظاہر و باطن جن کے	چھوٹے گی ان کو یہ دو رنگی تنکے	
گر دل میں نہیں چور تمہارے شاکر	کیوں رکھتے ہو ڈر ڈر کے قدم گن گنکے	شاکر
پھل پائیں گے جو تخم کرم بوئیں گے	مرقد میں یہ پھول بن کے خوشبو دینگے	
جن کے لئے چھوڑتا ہے مال اور منعم	مرنے پہ وہ مٹی بھی نہ تجھ کو دینگے	ثاقب
جلنے سے طبیعت اب ہٹی جاتی ہے	غفلت ہی میں اوقات کٹی جاتی ہے	
یہ بے خبری ہزار افسوس انیس۔	بڑھتے ہیں گنہ۔ عمر گھٹی جاتی ہے	انیس
دل سے طاقت۔ بدن سے کس جاتا ہے	آتا نہیں پھر کر جو نفس جاتا ہے	لااعلم

جب سالگرہ ہوئی تو عقدہ یہ کھلا	یاں اور گرہ سے ایک برس جاتا ہے	
تیرا شکوہ مجھے نہ میرا تجھے	چاہئے یوں جو فی الحقیقت ہے	لا اعلم
تجھکو مسجد ہے۔ مجھکو میخانہ	واعظ اپنی اپنی قسمت ہے	
جو شے ہے فنا۔ اُسے بقا سمجھا ہے	جو چیز ہے کم۔ اُسے سوا سمجھا ہے	״
ہے بحر جہاں میں عمر مانند حباب	غافل اس زندگی کو کیا سمجھا ہے	
افسوس جہاں سے دوست کیا کیا نہ گئے	اس باغ سے کیا کیا گل رعنا نہ گئے	انیس
تھا کونسا نخل جس نے دیکھی نہ خزاں	وہ کونسے گل کھلے جو مرجھا نہ گئے	
خاموشی میں یاں لذت گویائی ہے	آنکھیں جو ہیں بند۔ عین بینائی ہے	لا اعلم
نے دوست کا جھگڑا ہے نہ دشمن کا فساد	مرقد بھی عجب گوشۂ تنہائی ہے	
کیا کیا دُنیا سے صاحب مال گئے	دولت نہ گئی ساتھ نہ اطفال گئے	انیس
پہونچا کے لحد تک پھر آئے سب لوگ	ہمراہ اگر گئے تو اعمال گئے	
گر لاکھ برس جئے تو پھر مرنا ہے	پیمانۂ عمر ایک دن بھرنا ہے	انیس
ہاں توشۂ آخرت مہیا کر لے	غافل تجھے دُنیا سے سفر کرنا ہے	
اگر دشمن نسازد با تو اے دوست	ترا باید با دشمن بسازی ؎	راحی
اگر رنجے رسد مخروش و مخراش	تحمل کن بہ لطف بے نیازی	
سیکڑوں عاشق ہیں دل آرام سبکا ایک ہے	مذہب و ملت جُدا ہیں۔ کام سب کا ایک ہے	لا اعلم
سب خدا کی ذات میں ہیں نام سب کا ایک ہے	ابتدا ہے مختلف انجام سب کا ایک ہے	
جو پتی پرائن ہے ناری ؎	پتی برت کے بل سے تیرتی ہے	لا اعلم
وہ کبھی نہیں بدھوا ہوتی	وہ پتی سے پہلے مرتی ہے	
پڑھ پڑھ کر کتنے مُوے	پنڈت بھیا نہ کوئے ؎	״
ڈھائی اکشر پریم کا	پڑھے سو پنڈت ہوئے	
جبتک تھے گرہ میں احمقوں کے پیسے	سب کہتے تھے ان کو آپ ایسے ایسے	ذوق
مفلس جو ہوے تو پھر کسی نے اے ذوق	پوچھا نہ کہ تھے کون۔ وہ ایسے تیسے	

کنونت کہ امکان گفت ارہست
کہ فردا چو پیک اجل در رسد
درختے کہ اکنون گرفت ست پائے
وگرہچناں روز گارے بلے۔
ببیں آن بے حمیت را کہ ہرگز
کہ آسانی گزیند خویشتن را۔
علم چندانکہ بیشتر خوانی ؎
نہ محقق بود نہ دانشمند
دنیا دنی کو جو فانی سمجھے
دریائے حقیقت میں وہی جائے پیر
یاران ہمنشیں درفیقانِ دوستدار
جب مُند گئی پھر آنکھ تو اے دوست بعدمرگ
دنیا بھی عجب سرائے فانی دیکھی
جو جا کے نہ آئے وہ بڑھاپا دیکھا
تھے کیک کی فکر میں۔ سو روٹی بھی گئی
واعظ کی نصیحتیں نہ مانیں آخر
ویران ہے کوئی گھر۔ کہیں آبادی ہو
اک عشرت وغم کا ہے مُرقع دُنیا
جو قصر کرے حرص۔ قیصر وہ ہے ؎
آئینہ سکندر نے بنایا تو کیا ؎
کم مایہ سبک پیش جہاں ہوتا ہے
خوردوں سے تواضع ہے۔ بزرگی کی دلیل
ہے جان کے ساتھ کام انسان کیلئے

بگو اے برادر بلطف وخوشی
بحکم ضرورت زبان درکشی — لا اعلم
بہ نیروے شخصے برآید زجائے
بگرد ونش از بیخ بر نگسلے۔ — ایضاً
نخواہد دید روے نیک بختی
زن وفرزند بگذارند بہ سختی — ایضاً
چوں عمل در تو نیست نادانی۔
چار پائے بروکتابے چند — ایضاً
اور قصۂ عمر کو کہانی سمجھے
جو مثل حباب زندگانی سمجھے — ایضاً
سب آشنا ہیں زندگی مستعار کے
بھٹکے ہے پاس کون کسی کے مزار کے — ایضاً
ہرچیز یہاں کی آنی جانی دیکھی
جو جا کے نہ آئے وہ جوانی دیکھی — انیس
جاہی تھی بڑی شے سو چھوٹی بھی گئی
پتلون کی تاک میں لنگوٹی بھی گئی — لا اعلم
راحت سے کوئی۔ اور کوئی فریادی ہو
ماتم ہے کسی جا تو کہیں شادی ہو — ایضاً
تکیہ ہے جسے حق پہ۔ تو انگر وہ ہے
دل جبکا ہے آئینہ سکندر وہ ہے — دبیر
میزان سے بدیہی یہ عیاں ہوتا ہے
جھکتا ہے وہ پلہ جو گراں ہوتا ہے — ایضاً
بنتی نہیں زندگی میں بے کام کئے — حالی

جیتے ہو تو کچھ کیجئے زندوں کی طرح ۔۔۔ مُردوں کی طرح جئے تو کیا خاک جئے
افسوس یہاں سے نہ سبکسار چلے ۔۔۔ ایذا و مصیبت میں گرفتار چلے
دُنیا میں تو بیگناہ آئے واں سے ۔۔۔ یہ کیا ہے کہ عقبےٰ میں گنہگار چلے
(انیس)

نالۂ طنبور و چنگ اے اہلِ غفلت تم سُنو ۔۔۔ گوش زد ہوتی ہے ہر دم یہ نصیحت ساز سے
ہے سزا اُسکی کہ روز و شب وہ پائے گوشمال ۔۔۔ رازِ دل بے پردہ جو کہدے بُلند آواز سے
(رند)

دُنیا دریا ہے ہوس طوفاں ہے ۔۔۔ مانند حباب ہستی انساں ہے
لنگر ہے جو دل۔ تو ہر نفس باد مُراد ۔۔۔ سینہ کشتی ہے۔ ناخدا ایماں ہے
(انیس)

خاطر نہیں تمکو گر ہماری نہ سہی ۔۔۔ گر اب نہیں وہ جو دوستی تھی نہ سہی
مِلنا نہیں تو پیام بھی ہو موقوف ۔۔۔ جب وہ نہ رہا تو خیر یہ بھی نہ سہی
(مومن)

مُنھ دیکھے کی گر ہو تو محبت کیسی ۔۔۔ ہر شوخ پہ آئے تو طبیعت کیسی
خُوں ٹپکے نہ آنکھوں سے تو رونا کیسا ۔۔۔ ہر روز نکل جائے تو حسرت کیسی
(لا اعلم)

یہ حرص جو لے کے جابجا پھرتی ہے ۔۔۔ پھرتے ہیں جدھر ساتھ قضا پھرتی ہے
فریاد کُناں برائے ہر دانۂ رزق ۔۔۔ یوں پھرتے ہیں جیسے آسیا پھرتی ہے
(انیس)

وے دل عبث از دار بقا می ترسی ۔۔۔ اندیشہ بکن کہ از کجا می ترسی
در راہِ فنا نیست تعب آرام ست ۔۔۔ آں خانہ ازینجاست چرا می ترسی
(سرمد)

تا چند بکوہ و دشت زحمت بکشی ۔۔۔ از بار ہوا و حرص محنت بکشی
ایں زندگیت بقدر خواہش بنود ۔۔۔ وقت ست ہنوز گر ندامت بکشی
(״)

سازندۂ کار مُردہ و زندہ توئی ۔۔۔ دارندۂ ایں چرخ پراگندہ توئی
من گرچہ بدم صاحب ایں بندہ توئی ۔۔۔ کس راچہ گنہ کہ آفرینندہ توئی
(عمر خیام)

باید کہ ز فکر زندگانی گذری ۔۔۔ وز حرص و ہوا و کامرانی گذری
اے دردؔ ز اندیشۂ عالم بگذر ۔۔۔ زاں پیش کہ زیں جہانِ فانی گذری
(درد)

بکشائے درے کہ در کشایندہ توئی ۔۔۔ بنمائے رہے کہ رہ نمایندہ توئی
من دست بہیچ دستگیرے ندہم ۔۔۔ کاینشاں ہمہ فانی اند و پایندہ توئی
(عمر خیام)

یارب بگشائے برمن از رزق درے
بے منت مخلوق رسان ماحضرے
از بادہ چنان مست نگہدار مرا
کز بےخبری نباشدم دردسرے
عمر خیام

اے لطف تو دستگیر ہر خود رائی
و اے عفو تو پردہ پوشِ ہر رسوائی
بخشائے بر آن کسے کہ اندر ہمہ عمر
جز درگہ تو ہیچ ندارد جائے
لااعلم

فردا کہ بہ نامۂ سیہ درنگری
بس دستِ تحیر کہ بدندان ببری
بفروختہ دین بہ دنیا از بےخبری
یوسف کہ بہ دہ درم فروشی چہ خری
سعدی

اے یار درین دیار غمخوار توئی
آگاہ بر احوالِ منِ زار توئی
دیدم ہمہ را و آزمودم ہمہ را
در بیکسی ام یار وفادار توئی
سرمد

اے جان گرامی بخدا نادانی
در خانۂ تن یک دو سہ دم مہمانی
بر ہیچ اگر روی خورشید شوی
آن چیز کہ در شمار نیاید آنی
سرمد

رفتم بہ سرِ تربتِ محمود غنی
گفتم کہ چہ بردۂ ز دنیائے دنی
گفتا کہ دو گز زمین و شش گز کرباس
تو نیز ہمان بری اگر صد چو منی
لااعلم

گر حاکم صد شہر و ولایت گردی
ور در ہنر و فضل بہ غایت گردی
گر عاشقِ صادق و گر زاہد پاک
روزی دو سہ چون رو حکایت گردی
〃

گہ ترک وجود غم فزایندہ کنی
گہ آرزوے حیات پایندہ کنی
آیندہ عمر خواہی از رفتہ فزون
در رفتہ چہ کردی کہ در آیندہ کنی
جامی

گر آمدنم ز من بُدے نامدمے
ور تیز شدن ز من شدے کی شدمے
زان بہ نبودے درین دیر خراب
نہ آمدمے نہ بُدمے نہ شدمے
سنائی

گر بر سرِ نفس خود امیری مردی
در بر دگرے حرف نگیری مردی
مردی نبود فتادہ را پائے زدن
گر دست فتادۂ بگیری مردی
لااعلم

در راہ اگر بہ بینوائے برسی
سر بر قدمش نہ کہ بجائے برسی
بیدردان را ازین قدح رنگی نیست
با درد درآ تا بہ دوائے برسی
〃

مردی ز مقدمات واہی تا کے
ذکر طرب و فکر مناہی تا کے
〃

سودائے جوانی و جوانان تا چند — با موئے سفید روسیاہی تا کئے
جامی

در راہ اگر تو خود فروشی ہیچے — در طاعت و بندگی نکوشی ہیچے
تا کبر و حسد ز سینہ بیرون نکنی — گر خرقۂ بایزید پوشی ہیچے
جامی

از حیلۂ نفس اگر رہی استادی — وز کوہ ہوائے خود کنی فرہادی
آزاد نۂ بہ جستن لے مرغ از دام — از دانہ اگر می گذری آزادی۔
لا اعلم

آنہا کہ مجرد اند از دنیائے — در عالم دل کنند ملک آرائی
عریاں بدنا نرا بہ حقارت منگر — در برہنگی ست تیغ را بُرّائی۔
"

لے دِل! تو اگر مست ئی ہشیاری — زان پیش کہ بگذری جہان بگذری
کم خُسپ بوقت صبح کاندر پئے تست — خوابی کہ قیامتش بود بیداری
"

خواہی کہ رسی بکام تلخی نہ چشی — آسودہ شوی بار ندامت نہ کشی
با صبر بساز با قناعت خو کُن۔ — از دستِ ہوا و ہوس در کشمکشی
سرمد

از خلق ز راہ تیز ہوشی نرہی — وز خود ز رہ سخن فروشی نرہی
زیں ہر دو بدیں و دگر بکوشی برہی۔ — از خلق و ز خود جز بخموشی نرہی
حکیم سنائی

یک دم غمِ جان بخور غم نان تا کئے — در پرورشِ این تنِ نادان تا کئے
اندر رہ طبلِ شکم و نائے گلو — ایں رقصِ زنخ بضرب دندان تا کئے
جلال الدین رومی

خواہی کہ درین زمانہ فردی گردی — یا در رہ دین صاحب دردے گردی
این را بجز از صحبت مردان مطلب — مردی گردی چو گرد مردی گردی
"

دایم دل خود بہ معصیت شاد کنی۔ — چون غم رسدت خدائے را یاد کنی۔
دنیا ز تو رفتہ و تو ادعوئ ترک — کنجشکِ پریدہ را چہ آزاد کنی
حسن

سحر در شاخسارے بوستانے — چہ خوش می گفت مرغ نغمہ خوانے
بر آور ہر چہ اندر سینہ داری۔ — سرودے۔ نالۂ۔ آہے۔ فغانے
لا اعلم

کنشت و مسجد و بُت خانہ و دیر۔ — جُز این مُشت گِلے پیدا نکردی
ز حکم غیر نتوان جُز بدل دست — تو اے غافل دلے پیدا نکردی
"

گرا جوئی چرا در پیچ و تابی
تلاش او کنی جز خود نہ بینی
کہ او پیدا است تو زیر نقابی
تلاش خود کنی جز او نیابی
لا اعلم

کم گوے و بجز مصلحت خویش مگوے
گوش تو دو داوند و زبان تو یکے
چیزیکہ نہ پرسند تو خود بیش مگوے
یعنی کہ دو بشنو و یکے بیش مگوے
〃

شوق غم عشق دلستانی داری
شمشیر کشیدہ قصد جانہا دارد
گر پیر شدی غم جوانی داری
خود را برساں تو نیز جانے داری
شوقی

در رنج و بلا قدم بہ ماتم نہ زنی
روشن ز تو بزم بندگی چوں شمع ست
آئین رضا و صبر برہم نہ زنی
ہرچند کہ سوزند ترا دم نہ زنی
درد

در سینۂ من کینہ ندیدست کسے
جز پرتو حسنش کہ بدل می بینم
آئینہ نما سینہ ندیدست کسے
خورشید در آئینہ ندیدست کسے
فصاحت

اے آنکہ شب و روز خدا می طلبی
حق با تو ہمہ زماں سخن می گوید
کوری اگر از خویش جدا می طلبی
سرتا قدمت منم کرا می طلبی
لا اعلم

اے خانہ خراب از خدا بے خبری
ایں ہستی موہوم تو نقش ست بر آب
اے موج سراب از خدا بے خبری
اے جوش حباب از خدا بے خبری
سرمد

اے کاش بدانمے کہ من کیستمے
گر مقبلم آسودہ و خوش زیستمے
سرگشتہ بعالم ز پئے چیستمے
ورنہ بہ ہزار دیدہ بگریستمے
ابو علی سینا

ہاں تا سر رشتۂ خرد گم نہ کنی
رہ رو توئی و راہ توئی منزل تو
خود را ز برائے نیک و بد گم نہ کنی
ہشدار کہ راہ خود بخود گم نہ کنی
لا اعلم

تا چند بہ کوہسار و دریا بینی
تا زینۂ وحدت الوجود را برسی
تا چند فضائے باغ و صحرا بینی
در خود ہمہ و در ہمہ خود را بینی
احمد

خواہی کہ میان خلق قاضی باشی
با خلق خدا حکم چناں کن کہ اگر
باقی مانی سگے کہ ماضی باشی
ایں بر تو کسے کند تو راضی باشی
لا اعلم

بے برگ طلب بمدعائے نرسی
تا نگذری از خودی بجائے نرسی
واہب

از کوچهٔ نے ہمیں صدا می آید — تا صاحب برگی بنوائے نرسی

گر بهر رفاه خلق کوشی مردی — در جوش غضب گر بخروشی مردی
مردی نبود پوشش خفتان در جنگ — عیب دگران اگر بپوشی مردی
متین

مطرب فانی و بزم و ساقی فانی — با هر که شدی ورد ملاقی فانی
بردار دل از کثرت بے بود جہان — هستی بود باقی و باقی فانی
ورد

پیغام کرم به تندخویان نبری — وز صلح سخن بجنگ جویان نبری
اظهار صفا بعیز جنسان بیجاست — آئینه به پیش زشت رویان نبری
ورد

در جستن جام جم زکوته نظری — هر لحظه گمانے نه به تحقیق بری
رو - دیده بدست آر که هر ذرهٔ خاک — جالیست جهان نمائے چون درنگری
لا اعلم

چندانکه به حکمت گردی دور تری — تا می شمری بنجوم بے نور تری
آن کور که تو راه از و می پرسی — او میداند که تو از و کور تری
فیضی

شپره با حضرت خورشید گفت — چشم مرا کور چرا می کنی
گفت ترا طاقت دیدار نیست — کور خودی شکوه ز ما می کنی
آزاد

زاهد نفسی به دوست همدم نشدی — در خلوت وصل یار محرم نشدی
ملا و حکیم و صوفی و شیخ شدی — این جمله شدی هنوز آدم نشدی
لا اعلم

گیرم که هزار مصحف از بر داری — آنرا چه کنی که نفس کافر داری
سر را بزمین چه می نهی بهر نماز — آنرا بزمین بنه که در سر داری
نعیم

شیخے به زنے فاحشه گفتا مستی — هر لحظه به دام دگرے پا بستی
گفتا - شیخا - هر آنچه گوئی هستم — اما تو چنانکه می نمائی هستی
عمر خیام

گر طاعت خود نقش کنم بر نانے — وآن نان نهم پیش سگے بر خوانے
وان سگ سالے گرسنه در زندانے — از ننگ بر آن نان نزند دندانے
لا اعلم

اے دل بخیال هرزه تازی تا کے — رو نه به حقیقتے مجازی تا کے
زیر فلک اختران شمردن تا چند — چون طفل بمهد مهره بازی تا کے
سحابی

در بستر آرزو غنودن تا کے
یکبار بسہو ہم سرے بالا کن
تا کے مرہون نفس بودن تا کے
بر درگہ خلق جبہہ سودن تا کے
منصور

دایم دل خود بہ معصیت شاد کنی
دنیاز تو رفتہ و ترا دعوی ترک
چون عمر رسدت خدائے را یاد کنی
گنجشک پریدہ را چہ آزاد کنی
خسرو

بد میکنی و نیک طمع می داری
با آنکہ خداوند کریم ست و رحیم
ہم بد باشد سزائے بدکرداری
گندم ندہد بار چو جو می کاری
رومی

رفتم بہ سر گور بعبرت بینی
گفتم کہ چہ حال است شمارا ایحبا
دیدم ہمہ را ازتعبستان چینی
گفتند چہ گوئیم چو آئے بینی
لا اعلم

گر یار بکام خویشتن ہمدم یابی
زنہار غنیمت شمر آن یکدم را
از عمر مراد خویش آندم یابی
شاید کہ دمے دگر چنان کم یابی
〃

در کارگہ کوزہ گری کردم رائے
میکرد سبو و کوزہ را دستہ و مہر
در پایۂ چرخ دیدم استادہ بپائے
از کلۂ پادشاہ و از دست گدائے
عمر خیام

بر سنگ زدم دوش سبوے کاشی
با من بزبان حال می گفت سبو
سرمست بدم کہ کردم این اوباشی
من چون تو بدم تو نیز چون من باشی
〃

اے کوزہ گرا بکوش گرہشیاری
انگشت فریدون و سر کیخسرو
تا چند کنی بر گل آدم خواری
بر چرخ نہادۂ چہ می پنداری
〃

ہر کوزہ گرے بزیر کردم گذرے
من دیدم اگر ندید ہر بے بصری
از خاک ہمی نمود ہر دم ہنرے
خاک پدرم برکف ہر کوزہ گرے
〃

اے چرخ چہ کردہ ام ترا راست بگوی
نا مرد نہی تا نبری کوے بکوے
پیوستہ فگندۂ مرا در تک و پوے
آبم ندہی تا نبری آب ز روے
〃

افسوس کہ غافل تو ز ہستی ہستی
ہر چند شوی بلند چون شعلۂ حسن
پیوستہ ز صہبائے رعونت مستی
از شامت سرکشی در آخر پستی
سرمد

افسوس کہ از کردۂ خود بیباکی
در دست ہوس جیب و گریبان چاکی
〃

این یک دو نفس هستی خود هست شمار	پندار که بر خاک نه در خاکی ہے	
افسوس ز سر تا بقدم بو الهوسی۔	اندیشه مکن ببین چه چیز می چه کسی ۲	سرمد
آزاد بشو ز دام غفلت گفتم۔	تا در هوسی ۔ اسیر اندر قفسی ہے	
گر ز انکه بر استخوان نماند رگ و پے	از خانهٔ تقلیم منه بیرون پے	طوسی
گردن منه از خصم بود رستم زال	منت مکش از دوست شود حاتم طے	
هنگام سپیده دم خروس سحری ہے	دانی که چرا همی کند نوحه گری	لا اعلم
یعنی که نمودند در آئینهٔ صبح	کز عمر شبے گذشت تو بیخبری ۲	
تا کئے طلب روزی هر روزه کنی	اسباب طرب ز لعل و فیروزه کنی	امین
در چشمهٔ حیوان اگر آید اجلت	مهلت ندهد که آب در کوزه کنی	
تا چند دلا بفکر دنیا باشی۔	در فکر زیان و سود و سودا باشی۔	عنایت
امروز بجوز که روزے فرداست۔	فردا باشد اگر تو فردا باشی۔	
دیر لیست دلا جهان پرستی چه شدی	بس طرف بمال و جاه بستی چه شدی	عینوری
از صحبت خلق رو به تنهائی کن	عمرے بجهانیان نشستی چه شدی	
نے آنکه دوا ایچ ندارد اثرے ہے	موقوف نه زندگی بهر برگ و برے	درد
مشروط به شرط این و آن نیست که هست	نبض مرض و شفا بدست دگرے	
اے بیخود غفلت بچه فرزانه شوی	چشم پر آب همچو پیمانه شوی۔	درد
امروز ز افسانه ترا خواب آمد ہے	فرداست که همچو ابی دا افسانه شوی	
خلقے در جستجوے مال و جاہے ہے	جمعے بتلاش دلبر دلخواہے ہے	درد
هر کس بخیال آرزوئے دارد ہے	مائیم و تمنائے دل آگاہے ہے	
گریال که ناله می کند وقت گری	دانی غرضش چیست ازین نوحه گری ہے	آزاد
یعنے که گری گری شود عمر تو کم ہے	پیمانه عمر پر شود تا نگری ہے	
من دوش بخواب دیده بودم قمرے	زهره صفتے عجائبے سیمبرے۔	رومی
امروز بگرد و هر درے می گردم	کز یار کے دوشینه که دارد خبرے	

عاشق شوی وز ترکِ جان اندیشی
دعوی محبت کنی اے دانشمند

دزدی کنی وز پاسبان اندیشی
وانگہ ز زیانِ این و آن اندیشی

سحابی

ہاتف تو کہ جسم ناتوانی داری
از داغِ غمِ یار چہ آمد بسرت.

چوں شمع بلب رسیدہ جانے داری
تقریر بکن تو ہم زبانے داری

ہاتف

اے دل ورتنگ عشقبازی تا کے
بودن ہدفِ تیر ملامت تا چند

اے خون شدہ لاف نو نیازی تا کے
بیچارہ بخونِ خویش بازی تا کے

امیر

دوران طبع کتاب ہذا کے وقت اتفاق سے مجھے چند ایسے ضروری کام درپیش ہوئے۔ جن کی وجہ میں بذات خود نہ تو کاپی دیکھ سکا اور نہ پروف۔ مجبوراً یہ کام ایک عنایت فرما کے سپرد کیا۔ مگر بعد ختم طبع کتاب دیکھتا ہوں تو کہیں کہیں ان کی عدم توجہی کے باعث اغلاط رہ گئے ہیں! اب میں کیا کر سکتا؟

اگر غلط نامہ لگا دیتا ہوں تو ایک بیکار سی چیز ہے۔ کیونکہ کوئی صاحب اسکو دیکھ کر کتاب درست کرنے کا بار برداشت نہیں کرتے۔ اُمید کہ اِن چند غلطیوں کو میرے سر نہ منڈھ دیا جائے گا۔ یقین کہ مجھے طبع ثانی تک اس کا بڑا رنج رہے گا۔

ع دلِ من داند و من دانم و داند دلِ من :

اصغر